قرآن کریم میں خواتین کے متعلق متفرق و منفرد تقسیم کی صورت میں تمام آیات ، عظیم خواتین کا ذکر، عورتوں
پر اسلام و قرآن کے احسانات اور عورتوں کو شرعی احکام نیز ان کے متعلق مردوں کو دی گئی ہدایات کا خوبصورت بیان



عورت اور قرآن

عورت اور قرآن

شیخ الحدیث والتفسیر، ابوصالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری مدظلہ العالی



قرآن کریم میں عورتوں کا ذکر، عورتوں پر قرآن کے احسانات، عورتوں سے متعلق مردوں کو خصوصی ہدایات اور قرآن میں بیان کردہ عورتوں سے متعلق فقہی احکام کا خوبصورت بیان

عورت اور قرآن

مصنف: شیخ الحدیث والتفسیر، ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری مدظلہ العالی

www.dawateislami.net

نام کتاب	عورت اور قرآن
مصنف	شیخ الحدیث والتفسیر، ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری مدظلہ العالی
پہلی بار	رجب المرجب ۱۴۴۴ھ، فروری 2023ء
تعداد	10000 (دس ہزار)

جملہ حقوق بحق مکتبۃ المدینہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ
MAKTABA TUL MADINAH

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

Faizan-E-Madina,Mohalla Sodagaran,Old Sabzi Mandi,Karachi

UAN : +92211111252692 , :92-313-1139278

www.dawateislami.net www.maktabatulmadina.com

ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadina.com

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

اسلام آباد: شبیر شریف روڈ G-11 مرکز اسلام آباد	051-5553765	لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	04237311679
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	0614511192	فیصل آباد: امین پور بازار	0412632625
پشاور: مکتبۃ المدینہ پشاور ائیر پورٹ	0092 311 9677780	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	0222620122
سکھر: مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ سکھر	0092 312 2611826	میر پور آزاد کشمیر: چوک شہیداں	05827437212

دنیا بھر کے چند مکتبۃ المدینہ

سعودی عرب:	00971-525641947	متحدہ عرب امارات:	00971-4514691
ملائیشیا:	0060 16-934 1591	آسٹریلیا:	0061 430 539 226
جاپان:	0081-8097526831	ترکی:	0090-5318980786
ساؤتھ کوریا:	0082 105517-2612	بنگلہ دیش:	00880 1934-457874
انگلینڈ:	0044 7872 119618	جرمنی:	0049 1521 6972748
اٹلی:	0039-3392358897	امریکہ:	001 (847) 800-3865
بھارت:	0091 93703 84948	ساؤتھ افریقہ:	0027 79 271 9161
کویت:	00965-99972721		

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

DAWAT-E-ISLAMI

مکتبۃ المدینہ MAKTABA TUL MADINAH

www.dawateislami.net

فہرستِ کتاب

مقدمہ		
1	عورت خدا کا عظیم احسان ہے	31
2	عورت کی چار عظمتیں	31
3	اسلام سے پہلے سماج و معاشرے میں عورت کا حال	33
4	آغوشِ اسلام میں عورت کی عزت و قدر	34
5	حقوقِ نسواں کا خوبصورت اسلامی تصور	37
6	اسلامی مساوات	39
7	عورتوں کے لئے مردوں سے زیادہ رعایتیں	41
8	جدید تصورِ مساوات	42
9	عورت، چار دیواری اور اسلام	44
10	بے پردہ اور بے حیا عورتوں کا انجام	45
11	عورتوں کی تعلیم	46
12	کتاب عورت اور قرآن کا تعارف	47
باب:01 اچھی خواتین		
13	حضرت حوا رضی اللہ عنہا	49
14	تمام انسانوں کی ماں	49
15	حضرت حوا کی تخلیق کا ایک مقصد	50
16	حضرت حوا کا نکاح اور مہر	51
17	مہر سے متعلق ایک اہم مسئلہ	51

www.dawateislami.net

18	حضرت حوا کا جنت میں قیام	51
19	حضرت حوا زمین پر کہاں اتری تھیں؟	54
20	انبیاءِ کرام کی عصمت سے متعلق اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ	54
21	حضرت حوا کے فضائل	54
22	حضرت نوح علیہ السّلام کی والدہ	55
23	والدین کے لیے دعائے مغفرت	55
24	حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ	56
25	والدہِ ابراہیم کے ہاں ولادت کا واقعہ	56
26	والدہ کی آگ سے حفاظت	57
27	والدین کے لیے دعائے مغفرت	57
28	حضرت سارہ رضی اللہ عنہا	58
29	ازواجِ مطہرات اہلِ بیت میں داخل ہیں	60
30	حضرت سارہ کی ہجرت	61
31	واقعۂ ہجرت کی مزید تفصیل	61
32	حضرت سارہ کے فضائل	62
33	حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا	64
34	قوت یقین اور تسلیم ورضا کا بے مثال واقعہ	64
35	حضرت ہاجرہ کے فرزند کی پیاس اور چشمۂ زمزم	65
36	حضرت ہاجرہ کے نشانِ قدم	66
37	مکہ مکرمہ کی آبادکاری	67

www.dawateislami.net

38	حضرت ہاجرہ کا ابلیس کو جواب	67
39	حضرت ہاجرہ کے فضائل	68
40	حضرت لوط علیہ السّلام کی پاکیزہ بیٹیوں کا تذکرہ	69
41	حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا	71
42	پاک دامنی کی فضیلت	73
43	زلیخا اور حضرت یوسف کے واقعہ کی مزید تفصیلات	74
44	مصر کی اشرافیہ خاندان کی عورتوں کا تذکرہ	77
45	حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زَناں	77
46	زلیخا کا اقرار اور مصری خواتین کی گواہی	80
47	حضرت زلیخا کو برے لفظوں سے یاد کرنا	81
48	بادشاہ کا پیام	82
49	اَخلاقی خیانت اور اخلاقی دیانت	82
50	حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ	83
51	حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ محترمہ کا کردار	83
52	زوجہ محترمہ کے کردار کی روشنی میں نیک بیوی کی خصوصیات	84
53	شوہر کی خدمت پر انعامِ الٰہی	87
54	حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ پر رحمتِ الٰہی	88
55	حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ پر رحمت اور تخفیف کا سبب	88
56	شفایابی کے بعد زوجہ سے مکالمہ	89
57	حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ، سیدتنا "یوحانذ"	89

www.dawateislami.net

58	اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے	90
59	والدہ موسیٰ کے واقعہ کی مزید تفصیل	90
60	کیا حضرت موسیٰ کی والدہ کو مرتبۂ نبوت ملا؟	91
61	حضرت شعیب علیہ السّلام کی بیٹیاں	92
62	حضرت شعیب کا معاہدہ	96
63	حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زوجہ حضرت صفورا	97
64	حضرت صفورا کی حضرت موسیٰ سے شادی	97
65	حضرت صفورا کا مدین سے مصر کا سفر	97
66	زوجہ اہلِ بیت میں داخل ہے	98
67	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا	98
68	حضرت آسیہ کی عظمت و شان	101
69	ایک نبی کی اہلیہ کی پیدائش کا انوکھا واقعہ	101
70	حضرت سلیمان علیہ السّلام کی والدہ	102
71	ملکہ بلقیس کا تذکرہ	104
72	”بلقیس“ نام کیسے رکھا گیا؟	104
73	مَلِکَہ بلقیس ”مَلِکَہ“ کیسے بنیں؟	105
74	کیا ملکہ بلقیس اور حضرت سلیمان کے ہاں اولاد ہوئی؟	105
75	ہُدہُد کا تمام حالات کی خبر پہنچانا اور حضرت سلیمان کی تیاری	109
76	حضرت سلیمان کا جوابی پیغام اور بلقیس کی روانگی	109
77	تختِ بلقیس کی بارگاہِ سلیمان میں آمد	110

78	تخت میں تبدیلی اور بلقیس کا اسے پہچان لینا	111
79	حضرت مریم رضی اللہ عنہا	113
80	حضرت مریم کی والدہ کی نذر	114
81	ولادتِ مریم اور والدہ کی بارگاہِ الٰہی میں عرض	115
82	نذر میں حضرت مریم کی قبولیت اور انعاماتِ الٰہی	115
83	فضائل کی بشارت اور عبادت کی تاکید	116
84	عظیم المرتبہ فرزند کی بشارت	117
85	حضرت مریم کے پاس جبریل علیہ السّلام کی آمد	118
86	حضرت مریم کا خوفزدہ ہونا	119
87	حضرت جبریل کی طرف سے تسلی	119
88	بیٹے کی خبر پر حضرت مریم کی حیرت اور جبریل علیہ السّلام کا جواب	119
89	حضرت مریم کا حاملہ ہونا	120
90	یوسف نجار کا سوال اور اس کا جواب	120
91	حمل کے آثار ظاہر ہونے پر قوم سے علیحدہ مقام کی طرف روانگی	121
92	وقتِ ولادت کھانے پینے کا انتظام اور حضرت مریم کو تسلی	122
93	ولادتِ عیسیٰ اور قوم کا ردِّ عمل	123
94	حضرت مریم کا جواب	123
95	حضرت عیسیٰ کا کلام فرمانا	124
96	قوم کا حضرت مریم کی پاکدامنی پر یقین	124
97	حضرت مریم کے فضائل	124

www.dawateislami.net

98	حضرت اِلیشاع رضی اللہ عنہا	126
99	زوجہِ زکریا کے بانجھ پن کی دوری	127
100	زوجہِ زکریا کی نیکی اور خدا سے تعلق	127
101	ماں باپ کے ساتھ حضرت یحییٰ کا حسنِ سلوک	127
102	ماں باپ کی خدمت کی فضیلت	128
103	حضرت خولہ بنت ثعلبہ کی شان اور دلچسپ واقعہ	128
104	حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ کا احترام	130
105	نکاح سے متعلق نبوی خصوصیات	130
106	مہر کی کم از کم مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے	132
107	نکاح کے معاملے میں خصوصی رعایت کی حکمت	133
108	حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیلئے نکاح سے متعلق کچھ احکام	133
109	اَزواجِ مُطَہّرات میں عدل سے متعلق حضور پُرنور کی سیرت	134
110	نکاح سے متعلق پابندیاں	135
111	کنیزوں سے متعلق رخصت	135
112	ازواج مطہرات کو دیا گیا اختیار اور وعدۂ الٰہی	136
113	آیت سے متعلق دو اہم باتیں	137
114	مسلمانوں پر حضور کا حق اور ازواج مطہرات کا درجہ	137
115	امت کی مائیں	138
116	ازواج مطہرات کا مقام اور ان سے گفتگو پر خصوصی ہدایت	138
117	اَزواجِ مُطَہَّرات اور زہد و قناعت	139

www.dawateislami.net

118	گفتگو سے متعلق ایک ادب کی تعلیم	140
119	عفت و پارسائی کی حفاظت کرنے والی خواتین کی شان کے لائق کام	141
120	پاکیزہ معاشرے کے قیام میں دینِ اسلام کا کردار	141
121	نقصانِ سے بچنے کیلئے ان کے اسباب اور ذرائع کا خاتمہ ضروری ہے	142
122	ازواجِ مطہرات کو پردے اور عبادت کے متعلق چند احکام	142
123	اَزواجِ مُطَہَّرات اور گھر سے باہر نکلنا	143
124	عورت، چار دیواری اور اسلام	143
125	اگلی اور پچھلی جاہلیت سے کون سا زمانہ مراد ہے؟	145
126	اَزواجِ مُطَہَّرات اور پردہ	145
127	بے پردہ اور بے حیا عورتوں کا انجام	146
128	دینِ اسلام عورت کی عصمت کا سب سے بڑا محافظ ہے	148
129	اَزواجِ مُطَہَّرات اور عبادت	149
130	نسبت پر بھروسہ کر کے ترکِ عبادت کرنے والوں کو نصیحت	149
131	اَزواجِ مُطَہَّرات کی فرمانبرداری	150
132	اہلِ بیت کی طہارت و پاکیزگی	151
133	تاجدارِ رسالت کے اہلِ بیت	151
134	تقویٰ اور پرہیز گاری کی ترغیب	151
135	اَزواجِ مُطَہَّرات اور اَحادیث کا بیان	152
136	آیت ”وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	153
137	ازواجِ مطہرات کا پاکیزہ کردار، خوبصورت عملی زندگی اور علمی خوبیاں	153

www.dawateislami.net

138	حضرت خدیجۃ الکبریٰ	154
139	حضرت سودہ	154
140	حضرت عائشہ	155
141	حضرت حفصہ	155
142	حضرت زینب بنت خزیمہ	156
143	حضرت ام سلمہ	157
144	حضرت زینب بنت جحش	157
145	حضرت جویریہ	158
146	حضرت ام حبیبہ	158
147	حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب	159
148	حضرت میمونہ	159
149	حضرت عائشہ کے کردار کی پاکیزگی	160
150	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا اعلان	163
151	حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت اور خصوصیات	164
152	ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	165
153	شرعی احکام اور اختیاراتِ مصطفیٰ	167
154	حضرت زینب کے نکاح کا واقعہ	168
155	سورہ اَحزاب کی آیت نمبر 37 سے حاصل ہونے والی معلومات	170
156	حضرت زید بن حارثہ کا شرف	170
157	ازواجِ مطہرات کے گھروں میں جانے سے متعلق آداب	171

www.dawateislami.net

158	آیت ”لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	172
159	حضور اقدس کی شانِ کرم اور کمالِ حیا	173
160	ازواجِ مطہرات سے کچھ مانگنے میں انتہائی احتیاط	173
161	اجنبی مرد اور عورت کو پردے کا حکم	174
162	کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے	174
163	ازواجِ مطہرات سے نکاح حرام ہے	175
164	ازواجِ مطہرات سے نکاح بڑا سخت گناہ ہے	175
165	واقعۂ تحریم کا بیان	175
166	آیت ”یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	176
167	سیدۃ النساء، خاتونِ جنت، حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ذکر پاک کی طرف اشارہ	177
168	حضرت فاطمہ کے فضائل	178
	باب:02 عورت اور اچھا کردار	
169	عورتوں کا خدمتِ دین اور تبلیغِ اسلام	179
170	عورتوں کے ایک شبہ کا ازالہ	180
171	خواتین کے تبلیغِ دین کی عظیم مثالیں	181
172	خواتین اور راہِ خدا میں خیرات کرنا	183
173	راہِ خدا میں خیرات کے 7 حیرت انگیز واقعات	183
174	عورتوں کا بیعت کرنا	185
175	حضرت ہند بنتِ عتبہ اور دیگر خواتین کی بیعت	186
176	عورتوں سے بیعت کی کیفیت	187

www.dawateislami.net

177	بیعت کی اقسام	187
178	عورت کس کی مریدنی بنے؟	188
179	پیر سے پردہ	188
180	عورتوں کو اعمالِ صالحہ پر ثواب	189
	باب:03 بری عورتیں	
181	کفار کے لیے دو بری عورتوں کی مثال	191
182	حضرت لوط کی بیوی پر نزولِ عذاب کی خبر	192
183	حضرت لوط کی بیوی پر عذابِ الٰہی کا نزول	192
184	ابولہب کی کافرہ بیوی	193
185	حضور اقدس کا ایک معجزہ	193
186	ایک وہمی عورت کا حال	194
	باب:04 عورت اور برا کردار	
187	منافقہ عورتیں اور ان کے کرتوت	195
188	برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافقوں کا کام ہے	195
189	مومنہ، مشرکہ اور منافقہ عورتوں کا بیان	197
190	عورتوں کا جادو کرنا	198
191	تعویذات اور عملیات کے جواز سے متعلق ایک شرعی مسئلہ	199
192	تعویذات کے عدمِ جواز سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	199
193	جادو ٹونہ اور عورتیں	199
194	حسد سے بچیں	201

www.dawateislami.net

195	شانِ نزول	201
196	دل کے صبر و قرار کا نسخہ	202
197	عورتوں کی دو کمزوریاں	202
	باب:05 مظلوم عورتیں	
198	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا	203
199	حضرت آسیہ پر مظالم	204
200	اصحابِ اُخدود کی مومنہ خاتون	204
201	کھائی والوں کا واقعہ	205
202	مظلوم عورتوں کی بارگاہِ الٰہی میں فریاد	206
203	روزِ قیامت زندہ دفن کی گئی لڑکی سے سوال	208
204	مومن عورتوں اور مردوں کو تکلیف پہنچانا	208
205	شانِ نزول	208
206	مسلمانوں کو ناحق ایذا اور تکلیف نہ دی جائے	209
207	مسلمان عورتوں اور مردوں کو ایذا دینے والوں کے لیے وعید	209
208	میاں بیوی میں جدائی کے لئے جادو	210
209	ہاروت اور ماروت کون ہیں؟	211
210	بنی اسرائیل کی زندہ رکھی جانے والی بچیاں	212
	باب:06 عورت اور ایمانیات	
211	حضرت آدم اور حوا سے تمام انسانوں کی پیدائش کی ابتدا	213
212	انسانوں کی ابتداء کس سے ہوئی؟	214

www.dawateislami.net

213	آدم وحوا سے انسانوں کی تخلیق کے بعد قوموں قبیلوں میں تقسیم کی حکمت	214
214	عورت کے ذریعے نظامِ تخلیق کا سلسلہ ربوبیتِ الٰہی کی دلیل ہے	215
215	مرد وعورت کی تخلیق کے اعتبار سے خالق کی قسم	216
216	مرد وعورت کی تخلیق سے قیامت کے وقوع پر دلیل	217
217	نر ومادہ، مذکر ومونث کا سلسلہ ہر شے میں ہے	218
218	ماں کے وجود میں بچے کا وزن کم زیادہ ہونا اور علمِ الٰہی کی شان	220
219	ماں کے وجود سے بچے کی پیدائش اور اس وقت بچے کی حالت	220
220	بیٹے یا بیٹیاں دینا خدا ہی کے اختیار میں ہے	221
221	بیٹوں بیٹیوں کی عطا میں خدا کی مشیت	221
222	بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے	222
223	ماں کے پیٹ میں بندہ متقی نہیں ہوتا لہٰذا تقویٰ کے دعوے نہ کرے	223
224	شانِ نزول	223
225	بیوی بچوں سے زیادہ اللہ ورسول کی محبت ہونی چاہیے	225
226	اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز نہ رکھا جائے	225
227	بیویوں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی عظیم مثالیں	226
228	ایمان کی حقوقِ والدین پر فوقیت کا بیان	227
229	شانِ نزول	227
230	کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام	228
231	شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی	228
232	عورت اور خدا پر توکل	228

www.dawateislami.net

233	عورت اور مرد بالکل ایک دوسرے کے محتاج نہیں	229
234	شرک کا ایک واقعہ	229
235	کفار کا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا، معاذاللہ	230
236	مشرکوں کی جہالت	231
237	خدا کی شان وصفت	231
238	کفار کا مونث نام والی چیزوں کی پوجا کرنے کا بیان	232
239	مونث مورتیوں کی پوجا	232
	باب:07 عورت اور قیامت	
240	حاملہ عورتوں کی وقوعِ قیامت کی ہولناکی پر کیفیت	233
241	عورتوں کو قیامت کا خوف زیادہ ہونا چاہئے	233
242	قیامت والے دن زندہ دفن کی گئی لڑکی سے سوال	234
243	بیٹیوں سے متعلق دینِ اسلام کا عظیم کارنامہ	235
244	بیوی اور ماں سے بھی قیامت کے دن آدمی بھاگے گا	235
245	روزِ قیامت نیکی مانگنے پر بیوی اور بیٹے کا جواب	236
	باب:08 عورت اور جنت و جہنم	
246	مومنہ عورتوں کو جنتِ عدن کے پاکیزہ محلات اور رضائے الٰہی کی بشارتیں	237
247	آٹھ جنتوں کے اَسماء	238
248	جنتِ عدن اور اس کی نعمتیں	238
249	جنت کی سب سے بڑی نعمت	238
250	دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت	239

www.dawateislami.net

251	نیک بیویوں کا جنت میں داخلہ	239
252	مومنہ عورتوں کے لئے فرشتوں کی دعائیں	241
253	نیک آدمی کی برکت والدین اور بیوی بچوں کو بھی ملتی ہے	242
254	اہلِ ایمان کو بیویوں کے ساتھ جنت میں داخلے کا مژدہ	243
255	عورتوں کا جنت میں داخلہ اور بھرپور اجر ملنا	243
256	ایک خوش نصیب صحابیہ کا تذکرہ	244
257	مومنِ آلِ فرعون کی زبان سے عورتوں کے جنت جانے کا ذکر	244
258	عورتیں ثواب میں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں گی	245
259	شانِ نزول	245
260	تاریخ اسلام کی ایک عظیم مجاہدہ	246
261	جہاد میں شریک ہونے والی ایک اور جانباز صحابیہ	248
262	مومنہ عورتوں کو پاکیزہ زندگی کی بشارت	249
263	مومن کی زندگی کافر سے بہتر ہونے کی حکمت	249
264	مومنہ عورتوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دعائے مغفرت	249
265	خواتین کے لیے مزید دو دعائیں	250
266	مومنہ عورتوں کو پلِ صراط پر نور ملنا اور جنتوں کی بشارت	251
267	کفار کے اہلِ خانہ کا انجامِ بد	253
268	مومنہ عورتوں کو بشارتیں اور منافقہ و مشرکہ عورتوں کے لئے وعیدیں	254
	باب:09 عورتوں سے متعلق فقہی احکام	
269	غسل کی فرضیت اور تیمم کی رخصت کا بیان	255

www.dawateislami.net

256	تیمم کے حکم کی تفصیل	270
256	شانِ نزول	271
257	تیمم کی اجازت کی صورت	272
257	تیمم کا طریقہ	273
258	تیمم کے 2 احکام	274
258	حیض کے چند احکام	275
258	شانِ نزول	276
559	حیض سے متعلق 4 احکام	277
259	ادائے نماز کی تاکید	278
260	اَزواجِ مُطَہَّرات اور عبادت	279
260	نسبت پر بھروسہ کر کے نماز نہ پڑھنے والوں کو نصیحت	280
261	روزہ اور روزہ دار	281
262	رمضان اور اعتکاف کے چند احکام	282
262	شانِ نزول	283
263	رمضان کی راتوں میں کھانا پینا مباح ہے	284
263	شانِ نزول	285
264	رمضان اور اعتکاف میں بیوی سے قربت	286
264	ازواجِ مطہرات کا اعتکاف	287
264	اعتکاف کے چند مسائل	288
265	ادائے زکوٰۃ کا حکم	289

www.dawateislami.net

290	زکوٰۃ اور سیرتِ صحابیات	265
291	صدقہ اور متصدقہ	266
292	صدقہ دینے والی خواتین کے لئے بشارت	267
293	قریبی رشتہ داروں کی مدد کی ترغیب	268
294	حج میں کچھ ممنوعہ چیزیں	268
295	نکاح کی استطاعت نہ رکھنے پر پاکدامنی کی تاکید	269
296	نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں سے متعلق 2 شرعی مسائل	270
297	کنوارے مرد و عورت کو نکاح کرنے کی ہدایت	270
298	نکاح کی فضیلت	271
299	نکاح کرنے کا شرعی حکم	271
300	نکاح کے فوائد	271
301	تنگدستی دُور ہونے اور فراخ دستی حاصل ہونے کا ذریعہ	272
302	زمانہ جاہلیت میں بہت سے نکاح کرنے کی رسم اور اسلامی حکم	273
303	نکاح سے متعلق 2 شرعی مسائل	275
304	بیویوں کے درمیان انصاف کرنا ممکن نہ ہو تو	275
305	دوسرے شخص کی باندی سے نکاح کی اجازت	276
306	باندی سے نکاح کرنے کے متعلق 2 شرعی مسائل	276
307	نکاح کے معاملے میں بدکاروں کا حال	277
308	شانِ نزول	277
309	بدعقیدہ اور بدکردار لوگوں کا ساتھی بننا	278

310	اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح حلال ہے	279
311	اہلِ کتاب سے نکاح کے چند اہم مسائل	279
312	محرمات کا تفصیلی بیان	280
313	باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح	282
314	مشرکہ عورت اور مشرک مرد سے نکاح	283
315	شانِ نزول	284
316	مسلمان باندی مشرکہ عورت سے بہتر ہے	284
317	شانِ نزول	284
318	عورت کے سرپرست کو اس کا نکاح مشرک سے کرنے کی ممانعت	285
319	حق مہر کے ساتھ نکاح کا حکم	286
320	نکاح کا حکم اور بدکاری کی ممانعت	286
321	مہر کے چند ضروری مسائل	286
322	عورت سے نفع اٹھانے کی جائز صورتیں	287
323	عورت کے حق مہر سے متعلق چند شرعی احکام	287
324	حق مہر سے متعلق مزید 6 شرعی احکام	288
325	بیوی کو خوشی سے مہر دینا چاہیے	290
326	مہر سے متعلق چند اہم مسائل	290
327	عورت سے اس کا مہر واپس نہ لینے کا حکم	291
328	زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے	291
329	مرد عورتوں سے مہر واپس نہیں لے سکتے	292

www.dawateislami.net

330	خَلْوَتِ صحیحہ کی تعریف اور اس کا حکم	292
331	عدت میں عورت کا نان نفقہ	292
332	عدت میں عورت کی رہائش اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے اخراجات	293
333	طلاق یافتہ عورت کی رہائش اور نفقہ دینے سے متعلق مسائل	294
334	بیوی کو سال بھر کا نفقہ دینے کی وصیت اور اس کا نسخ	294
335	مہاجرہ عورتوں کے بارے میں چند منسوخ احکام	295
336	شانِ نزول	298
337	بچے کو دودھ پلانے سے متعلق چند شرعی احکام	298
338	بچے کو دودھ پلانے کے متعلق 6 احکام	300
339	بچے کا نسب باپ کی طرف سے شمار ہوگا	300
340	حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت کا بیان	301
341	عورت کو رکھنے یا طلاق دینے کے شرعی حکم اور عورتوں پر ظلم حرام ہونے کا بیان	301
342	شانِ نزول	302
343	وراثت اور مہر میں عورتوں پر ظلم کی رسم	302
344	بیویوں پر ظلم وستم کرنے والے غور کریں	303
345	گھروں کو امن کا گہوارہ بنانے کا عمدہ طریقہ	304
346	مثبت ذہنی سوچ کے فوائد	304
347	مردوں کی عورتوں پر حاکمیت اور نافرمان بیوی کی اصلاح کا طریقہ	305
348	شانِ نزول	306
349	مرد کے عورت سے مقدم ہونے کی وجوہات	306

350	نیک عورتوں کے اوصاف	307
351	نیک بیوی کے اوصاف اور فضائل پر احادیث	307
352	نکاح کیسی عورت سے کرنا چاہئے؟	308
353	نافرمان بیوی کی اصلاح کا طریقہ	308
354	شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ رکھیں	308
355	بیوی جب اپنی غلطی کی معافی مانگے تو اسے معاف کر دیا جائے	310
356	میاں بیوی کے قریبی رشتہ دار صلح کرانے کی کوشش کریں	310
357	میاں بیوی میں صلح کروانے کا طریقہ اور آداب	311
358	گھریلو زندگی میں بگاڑ کے ایک بڑے سبب کی اصلاح	316
359	دل لالچ کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں	317
360	عورتوں سے متعلق مردوں کو تاکید	318
361	بیویوں کے لازمی حقوق میں یکساں برتاؤ کرنے کا حکم	318
362	ایک بیوی بھی کالمعلقہ میں داخل ہے	319
363	رجعی طلاقوں کی تعداد	320
364	شانِ نزول	320
365	اسلام کا سکھایا ہوا تین طلاق کا طریقہ	321
366	تین طلاقوں کے بعد	323
367	تین طلاقوں کے بارے میں ایک اہم مسئلہ	324
368	کیا تین طلاقوں کا مسئلہ عورت پر ظلم ہے	324
369	مرد و عورت کے دوبارہ نکاح پر سرپرستوں کی رہنمائی	325

370	شانِ نزول	325
371	ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے دی جانے والی طلاق کا شرعی حکم	326
372	طلاق، عدت اور عورت کی رہائش اور رجوع سے متعلق احکام	327
373	شانِ نزول	327
374	بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ	328
375	عورت کو طلاق دینے سے متعلق 5 شرعی احکام	328
376	عدت شمار کرنے کا حکم	329
377	خوفِ خدا کی تاکید	329
378	دورانِ عدت عورت کو گھر سے نہ نکالا جائے	329
379	گھر میں عدت گزارنے سے متعلق 5 شرعی مسائل	330
380	حدودِ الٰہی کو توڑنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے	330
381	طلاق دینے والے کو ایک ترغیب	330
382	طلاق یافتہ عورت سے رجوع کے احکام	331
383	طلاق یافتہ عورت سے رجوع کرنے سے متعلق اہم شرعی مسائل	332
384	خوفِ خدا کا عظیم فائدہ	332
385	لوگوں کو کفایت کرنے والی آیت	333
386	طلاق کے بعد عدت و رجوع کے چند احکام	333
387	شوہر پر بیوی کے حقوق	335
388	بیوی پر شوہر کے حقوق	335
389	فوت شدہ آدمی کی بیوی کی عدت کا بیان	336

www.dawateislami.net

390	عدت کے 3 اہم مسائل	336
391	عدت وفات گزارنے والی عورت کے ساتھ نکاح سے متعلق شرعی احکام	337
392	آئسہ اور حاملہ عورت کی عدت کا بیان	337
393	شانِ نزول	338
394	جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کی عدت سے متعلق مسائل	338
395	خلع کا بیان	339
396	خلع کے چند احکام	339
397	ایلاء کرنے والوں کے لیے شرعی حکم	341
398	ایلاء کی تعریف اور اس کا حکم	341
399	زمانۂ جاہلیت میں عورت پر ہونے والے ایک ظلم کا خاتمہ	341
400	بیوی کو ماں کہنے سے وہ حقیقی ماں نہیں بن جاتی	342
401	شانِ نزول	342
402	ظہار سے متعلق 2 شرعی مسائل	343
403	بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	343
404	ظہار کا کفارہ	344
405	ظِہار سے متعلق 3 شرعی اَحکام	345
406	ظہار کا شرعی حکم	346
407	ظہار کا کفارہ کب واجب ہے؟	346
408	ظہار کے کفارے کی مزید 2 صورتیں	346
409	بیویوں پر تہمت لگانے کے متعلق شرعی احکام	347

www.dawateislami.net

410	شانِ نزول	348
411	بیوی پر تہمت لگانے کے شرعی حکم کا خلاصہ	348
412	ابتدائے اسلام میں بدکار عورتوں کی سزا	349
413	بدکاری کے ثبوت کے لئے گواہی کی شرائط	349
414	بدکاری کی مذمت پر 4 احادیث	350
415	بدکار مرد و عورت کی بعد میں مقرر ہونے والی ایک سزا	350
416	توبہ کے معنی	351
417	غیر شادی شدہ زانی کی شرعی سزا	351
418	غیر مُحْصَن زانی کی سزا	352
419	بدکار کی حد سے متعلق شرعی مسائل	352
420	بدکاری کی مذمت	353
421	شادی شدہ زانیہ باندی کی شرعی سزا	355
422	باندی سے نکاح کس کے لیے مناسب ہے؟	355
423	عورت کے لیے نکاح کا شرعی حکم	356
424	پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والا ملعون ہے	356
425	پاکدامن عورتوں پر تہمتِ زنا کی شرعی سزا	357
426	پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا سے متعلق چند شرعی مسائل	358
427	چوری کرنے والے مرد و عورت کی شرعی سزا	359
428	چوری کرنے کا شرعی حکم اور اس کی وعیدیں	359
429	چوری کی تعریف	360

www.dawateislami.net

430	چوری سے متعلق 2 شرعی مسائل	360
431	قصاص کی فرضیت اور دیت کے چند احکام	360
432	شانِ نزول	361
433	اسلام کی نظر میں خونِ انسان کی حرمت	361
434	جان بوجھ کر کسی کو قتل کرنے کی صورت میں قصاص کے احکام	361
435	مقتول کے ورثا کی طرف سے معافی کی صورت میں حکم	362
436	قتل سے ایمانی بھائی چارہ ختم نہیں ہوتا	362
437	عورتوں کی گواہی	362
438	بعض معاملات میں عورت کی گواہی مرد سے آدھی ہونے کی حکمت	363
439	پاکیزہ چیزیں اور حقیقی اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے	364
440	وصیت کرنے کا حکم اور اس کے متعلق چند احکام	364
441	وصیت میں اپنے بچوں کا خیال کیسے رکھے؟	365
442	مالِ وراثت سے متعلق احکامِ الٰہیہ	366
443	ورثا میں وراثت کا مال تقسیم کرنے کی صورتیں	367
444	اس کے علاوہ دو اہم اصول	368
445	مردوں کو عورتوں سے دگنا ملنے کی حکمت	369
446	مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی وراثت کی حقدار ہیں	369
447	کلالہ کی وراثت کے احکام	369
448	شانِ نزول	370
449	کلالہ کی وراثت کے احکام	371

www.dawateislami.net

450	مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم اور اس کا فائدہ	371
451	عورتوں کے پردے سے متعلق احکام	372
452	(1)غیر مردوں کو نہ دیکھیں	373
453	عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا شرعی حکم	373
454	(2)اپنی زینت نہ دکھائیں	373
455	(3)اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھیں	374
456	اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں صحابیات کا جذبہ	374
457	(4)کن مردوں کے سامنے عورت اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہے؟	375
458	(5)اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں	377
459	پردے کے دینی اور دُنیوی فوائد	377
460	پردے کی ضرورت واہمیت سے متعلق ایک مثال	378
461	پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے	378
462	اجتماعی توبہ کا حکم	379
463	بوڑھی عورتوں کے پردے سے متعلق احکام	379
464	فتوے پر عمل کرنے سے تقوے پر عمل کرنا زیادہ اَولیٰ ہے	380
465	ان لوگوں کا بیان جن سے پردہ نہیں	380
466	شانِ نزول	380
467	عورت کے پردے سے متعلق 4 شرعی مسائل	381
	باب:10 سماجیات ومعاشرت	
468	عورتوں کے لئے چند اہم معاشرتی احکام	382

www.dawateislami.net

469	شانِ نزول	382
470	ہنسی اور خوش طبعی کی جائز حدود	384
471	مذاق اُڑانے کا شرعی حکم اور اس فعل کی مذمت	385
472	خوش طبعی کرنے کا حکم	386
473	طعنے دینے کی حرمت	387
474	عورتوں میں طعنہ دینے کی عادت	388
475	طعنہ دینے کی مذمت	288
476	طعنہ دینے میں مقابلہ بازی	389
477	ایک دوسرے کو برے نام سے پکارنے کی ممانعت	389
478	مذاق اڑانے، طعنہ دینے اور نام بگاڑنے والے فاسق ہیں	390
479	آیت ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	390
	باب:11 حقوقِ نسواں	
480	والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم	391
481	ماں باپ سے حسنِ سلوک خصوصاً بڑھاپے میں	391
482	جنت میں قرآن پڑھنے کی سعادت	392
483	والد کی خوشی میں رب کی رضا	392
484	حسنِ سلوک کے معاملے میں ماں کا حق	392
485	والدین کو ایذاء پہنچانا	393
486	والدین کی نافرمانی حرام ہے	394
487	والدین کے نافرمان کو دنیا میں سزا	394

www.dawateislami.net

488	والدین سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم	394
489	والدین کے ساتھ نرمی وعاجزی سے پیش آنا	395
490	والدین کے لئے دعا	395
491	والدین کے لئے روزانہ دعا کرنی چاہئے	395
492	بنی اسرائیل سے کئے گئے خدائی عہد ومیثاق میں والدین کا تذکرہ	396
493	ماں کی اطاعت کی برکت سے مال ودولت کی کثرت	397
494	والدین کا شکریہ ادا کرنے اور والدہ کے خصوصی لحاظ کا حکم	399
495	ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے	400
496	ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے	400
497	والدین کا شکریہ	401
498	کافر والدین کے حقوق	401
499	ایمان کی حقوقِ والدین پر فوقیت کا بیان	402
500	شانِ نزول	403
501	شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی	403
502	ماں باپ گناہ کرتے ہوں تو ان کی اصلاح کیسے کی جائے؟	404
503	والدین کی اصلاحی باتوں پر بیزار ہونے کی ممانعت	404
504	اولاد کی والدین سے بیزاری	405
505	والدین کا حق کہ ان پر اپنا مال خرچ کیا جائے	405
506	شانِ نزول	405
507	عدل وانصاف اور ان کے تقاضے پورے کرنے کا حکم	406

www.dawateislami.net

508	بیوی اور باندی کے ساتھ حسنِ سلوک	407
509	پہلو کے ساتھی سے حسنِ سلوک کرنا	407
510	لونڈی غلام کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا	407
511	بیوی بچوں کا حقِ تربیت	408
512	ہر مسلمان پر اپنے اہلِ خانہ کی اسلامی تعلیم وتربیت لازم ہے	408
513	بیوی بچوں کے لئے دعا	410
514	مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک	410
515	اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے؟	411
516	بیوی اور اولاد اللہ کی نعمتیں ہیں	411
517	سسرال، خدا کی نعمت ہیں	412
518	سسرالی رشتے کی عزت کریں	413
519	بیوی بچوں سے نرمی اور عفو ودرگزر کا رویہ اختیار کرنے کا حکم	413
520	شانِ نزول	414
521	بیوی بچوں سے متعلق 4 اہم باتیں	414
522	مال واولاد کے حوالے سے ایک تنبیہ	416
523	عورتوں اور یتیم بچیوں کے حقوق کی تاکید	416
524	شانِ نزول	416
525	عورتوں اور کمزور لوگوں کو ان کے حقوق دلانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے	417
526	عورتوں کے حقوق کے خیال کی ایک عمدہ مثال	418
527	عورتوں کو بدکاری پر مجبور کرنا حرام ہے	421

www.dawateislami.net

528	شانِ نزول	422
529	زِنا پر مجبور کئے جانے کی تفصیل	422
530	عورتوں کو زنا پر مجبور کرنے والے غور کریں	422
531	خاتونِ اسلام	423
532	خاتونِ اسلام و خاتونِ مغرب کا تقابلی جائزہ!	424
533	خاتونِ اسلام بحیثیت ماں	424
534	خاتونِ مغرب بحیثیت ماں	424
535	خاتونِ اسلام بحیثیت بیٹی	424
536	خاتونِ مغرب بحیثیت بیٹی	425
537	خاتونِ اسلام بحیثیت بہن	425
538	خاتونِ مغرب بحیثیت بہن	426
539	خاتونِ اسلام بحیثیت بیوی	426
540	خاتونِ مغرب بحیثیت بیوی	426
541	خاتونِ اسلام کا خاندانی مقام	427
542	خاتونِ مغرب کا خاندانی مقام	427
543	خاتونِ اسلام کا حقِ جائیداد	427
544	خاتونِ مغرب کا حقِ جائیداد	428
545	خاتونِ اسلام کا حق عفت و عصمت	428
546	خاتونِ مغرب کا حق عفت و عصمت	428
547	خاتونِ اسلام کا حق مہر	429

www.dawateislami.net

548	مُطَلَّقہ خاتونِ اسلام بعد از طلاق	429
549	مُطَلَّقہ خاتونِ مغرب بعد از طلاق	430
550	حاصل کلام	430
551	مغربی عورت کا فطرت سے بغاوت کا نتیجہ	430
552	مغربی عورتوں میں اسلام کی حیرت انگیز مقبولیت کا ایک بڑا سبب	431
	باب:12 عورتوں کے متعلق اصلاحات	
553	بیٹی پیدا ہونے پر کفار کا رویہ اور اس کی مذمت	431
554	لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے	432
555	زمانۂ جاہلیت میں بیٹیوں سے متعلق کفار کا دستور اور اسلام کا کارنامہ	433
556	بیٹیوں کی پیدائش پر غم کرنے کی ممانعت	434
557	لڑکیوں کی پیدائش سے گھبرانا کافروں کا طریقہ ہے	434
558	کفار کی عورتوں کے متعلق سب سے بدترین رسم کی اصلاح	434
559	زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ظلم عظیم اور اس کی اصلاح	435
560	بیٹیوں سے متعلق اسلام کا زریں کارنامہ	435
561	عورتوں کے حقوق سے متعلق اسلام کی حسین تعلیمات	436
562	بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے پر قیامت میں سخت پوچھ گچھ	437
563	اسلام نے بیٹیوں کی عزت کروائی، الحمدللہ	437
564	منہ بولے بیٹے سے متعلق رسم جاہلیت کی اصلاح	438
565	منہ بولا بیٹا بنانے کے معاملے میں چند اصلاحات	438
566	مشرکوں کے عورتوں کے متعلق حلال و حرام کے جاہلانہ اصول	440

567	مذکورہ بالا جہالتوں کے اسباب	442
	باب:13 ازدواجی زندگی کی اہم ہدایات	
568	انسانی زندگی میں عورت کی محبت وخواہش	444
569	عورت کی تخلیق میں قدرتِ الٰہی کی نشانیاں اور بیوی کے ذریعے زندگی کا سکون	445
570	اسلامی اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام کا فرق اور نتیجہ	446
571	عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے	448
572	ازدواجی تعلقات کے بارے میں رہنمائی	448
573	اولاد کو شیطان سے محفوظ رکھنے کی دعا	449
574	فہرس الآیات	450
575	ماٰخذ ومراجع	466

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مقدمہ

اس مقدمہ میں عورتوں سے متعلق 11 ضروری اور اہم موضوعات پر کلام لکھا کیا گیا ہے۔

(1) عورت خدا کا عظیم احسان ہے:

عورت خالقِ کائنات کا ایک عظیم احسان، کتابِ ہستی کا ایک حسین باب اور ربِّ کریم کی عظیم نعمت ہے۔ یہ خدا کی ایسی منفرد تخلیق ہے کہ اسے زندگی کے جس رخ سے بھی دیکھا جائے اس کی اہمیت و عظمت اور قدر و منزلت چودھویں کے چاند کی طرح آشکار ہو جاتی ہے۔ اسے ماں کے روپ میں دیکھیں تو یہ دل و جاں سے اپنی اولاد پر ہمیشہ پیار لٹاتی اور اس کے لیے شفقت و رحمت کا سائباں بن کر رہتی ہے، اولاد کے سامنے اپنے دکھ درد اور رنج و غم ظاہر نہیں ہونے دیتی اور دنیا جہاں کے مصائب و مشکلات کا مضبوط دل کے ساتھ سامنا کر کے اولاد کے لیے راحت و آسانی کا سامان مہیا کرتی ہے۔ عورت کو بیوی کے روپ میں دیکھیں تو یہ فرمانبرداری، خدمت گاری، غم خواری اور وفا شعاری میں اپنی مثال آپ ہے۔ اسے بیٹی کے روپ میں دیکھیں تو یہ خدا کا بہترین عطیہ، انمول انعام، رحمتِ الٰہی کا ثمر اور صبح و شام کی بہار ہے، پریشان حال ماں باپ کے لیے مسرت و خوشی کا سبب اور روح کی تسکین ہے۔ عورت کو اگر بہن کے روپ میں دیکھیں تو یہ ایثار و محبت کا عملی نمونہ، بیکار کی رنجشوں کو طول نہ دینے والی، بھائیوں کی احساس مند، غمگسار، ان کی عزت اور مان ہے۔ یہ عورت کے چند رخ بیان کیے ہیں ورنہ اسے زندگی کے جس پہلو اور جس روپ میں بھی دیکھیں، ہیرے کے اطراف کی طرح اس کی چمک دمک اور روشنی نظر آئے گی۔

(2) عورت کی چار عظمتیں:

ویسے تو اللہ رب العزت کی منفرد اور خوبصورت تخلیق ”عورت“ کو بہت سی عظمتیں حاصل ہیں البتہ یہاں اس کی چار عظمتیں ملاحظہ ہوں۔

(1) جنت میں حضرت آدم علیہ السّلام کی تنہائی کی رفیق ”عورت“ کو بنایا گیا: اس کی تفصیل یہ ہے کہ خالق

www.dawateislami.net

کائنات نے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق اپنے دستِ قدرت کے ساتھ مٹی سے فرمائی، ان میں ایک خاص روح پھونکی اور انہیں جنت میں رہنے کا حکم دیا، یہاں ان کی تنہائی دور کرنے اور سکون پہنچانے کے لیے عورت کو منتخب فرمایا جن کا نام حضرت حوا رضی اللہُ عنہا ہے۔ جنت ہی میں فرشتوں کی گواہی میں حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کا نکاح ہوا، کچھ عرصہ بعد اللہ پاک نے اپنی حکمت کاملہ سے ایک سبب پیدا فرمایا جس سے یہ دونوں جنت سے زمین پر تشریف لے آئے، پھر انہی سے نسل انسانی میں اضافے کا سلسلہ شروع ہوا، اور یہ زمین انسانوں سے آباد ہوتی چلی گئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا (پ9، الاعراف:189)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کی بیوی بنائی تاکہ اس سے سکون حاصل کرے۔

(2) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورت کا ذکر اپنی قدرت کی نشانی کے طور پر کیا اور سببِ راحت و سکون قرار دیا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (پ21، الروم:21)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

(3) نسلِ انسانی کی بقاو تسلسل عورت کے ذریعے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السّلام کو ماں باپ کے بغیر مٹی سے بنایا، دوسرے انسان حضرت حوا رضی اللہُ عنہ کو حضرت آدم علیہ السّلام کی بائیں پسلی سے بنایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا، وہ چاہتا تو آدم و حوا کے بعد بھی یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا لیکن خالق کائنات نے اپنی حکمت کاملہ سے نسل انسانی کی پیدائش اور اس میں اضافے کے لیے انسانوں میں سے عورت کو منتخب فرمایا ہے کہ اسی کا وجود نسلِ انسانی کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنایا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں مشقت سے رکھا اور

www.dawateislami.net

كُرْهًا ط (پ26، الاحقاف:15) مشقت سے اس کو جنا۔

(4) اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار مرد سے زیادہ اہم ہے۔ معاشرے کی بنیادی اکائی "گھر" ہے، لہٰذا گھروں کا ماحول جس قدر پاکیزہ اور اعلیٰ اقدار کا حامل ہو گا اسی قدر ان میں رہنے والا فرد اچھی سوچ، بہترین اخلاق اور پاکیزہ کردار والا ہو گا اور گھر چونکہ عورت کے دائرہ کار کا محور و مرکز ہوتا اور گھریلو زندگی کا دارو مدار اسی پر ہوتا ہے؛ اس لیے عورت کے بغیر گھر کا اچھا ماحول اور افرادِ خانہ کی اصلاح مشکل ترین ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ عورت کی گود میں بچہ پروان چڑھتا ہے اور اس عمر میں بچے پر چڑھنے والا رنگ اس کی زندگی کا سب سے گہرا رنگ ہوتا ہے۔

(3) اسلام سے پہلے سماج و معاشرے میں عورت کا حال:

دینِ اسلام سے پہلے کے زمانوں میں عمومی طور پر عورت کا معاشرتی اور سماجی حال یہ رہا کہ اسے نفرت کا نشانہ بنایا گیا اور ذلت و حقارت کو اس کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ پوری دنیا میں عمومی رویہ یہی تھا اور خصوصاً خطہ عرب میں اسلام سے پہلے مجموعی حیثیت سے عورت کی ناقدری کا حال یہ تھا کہ اسے مالی حقوق حاصل نہ تھے، وراثت سے کوئی حصہ نہ ملتا، تنگدستی کے خوف سے ننھی کلیوں کو کھلنے سے پہلے ہی بے دردی سے مسل دیا جاتا، بیٹی کی ولادت کا سن کر باپ کا چہرہ اتر جاتا، اسے اپنے لیے ننگ و عار اور شرم کا باعث سمجھتا، لوگوں سے منہ چھپائے رہتا تاکہ بیٹی پیدا ہونے پر لوگ اسے طعنوں کے نشتر نہ چبھوئیں اور بہت سے جاہل و سنگدل بچی کو زمین میں زندہ دفن کر دیتے۔ قرآن مجید میں کفار کی یہ حالت کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ۚ(۵۸) یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ(۵۹)

(پ14، النحل:58-59)

ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا؟ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

اور سنن دارمی میں ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، ہم جاہلیت اور بتوں کی پوجا میں زندگی گزار رہے تھے اور اس زمانے میں ہم اپنی اولاد کو قتل کر

www.dawateislami.net

دیا کرتے تھے۔ میری بھی ایک بیٹی تھی، جب وہ کچھ بڑی ہوئی اور میں اسے بلاتا تو وہ میرے بلانے پر بہت خوش ہو جاتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی آئی، میں چلتا رہا یہاں تک کہ اپنے گھر سے دور ایک کنویں کے پاس پہنچ گیا، یہاں میں نے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا اور تھوڑی دیر بعد اسے کنویں میں پھینک دیا، گرتے وقت اس کے آخری الفاظ یہ تھے جو اس نے کہے: ابو جان، ابو جان۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، جب یہ رکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اصحاب میں سے ایک نے اس شخص سے کہا: تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو غمزدہ کر دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: رک جاؤ کیونکہ یہ اپنے عمل کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہ رہا ہے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: اپنا واقعہ دوبارہ سناؤ۔ اس نے دوبارہ سنایا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مقدس آنکھیں پھر نم ہو گئیں یہاں تک کہ آنسوؤں سے داڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر ارشاد فرمایا: (اسلام قبول کرنے کی برکت سے) اللہ پاک نے زمانہ جاہلیت کے گناہوں کو مٹا دیا ہے۔[1]

(4) آغوشِ اسلام میں عورت کی عزت و قدر:

دینِ اسلام کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ اس نے بیٹیوں کو اپنے لئے بدنامی کا باعث سمجھ کر زمین میں زندہ دفن کر دینے والوں کو اس انسانیّت کُش ظلم کا احساس دلایا اور ان لوگوں کی نظروں میں بیٹی کی عزت اور وقار قائم کیا اور بیٹیوں کے فضائل بیان کر کے معاشرے میں برسوں سے جاری اس دردناک عمل کا خاتمہ کیا۔ ماں کی عزت و قدر ان کے دلوں میں ڈالی، بیویوں سے حسن سلوک کرنے والا بنایا اور عورت کے ساتھ کی جانے والی حق تلفی اور ناانصافی کا ہر دروازہ بند کر دیا۔ یہاں عورتوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کی کچھ جھلک ملاحظہ ہو، چنانچہ قرآن کریم میں تنگدستی کے خوف سے بیٹیوں کو قتل کر دینے والوں سے فرمایا گیا:

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاكُمْؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا ﴿۳۱﴾ (پ15، بنی اسرائیل: 31)

ترجمہ: اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

1 ... سنن دارمی، باب ماکان علیہ الناس... الخ، 1/14، حدیث: 2

www.dawateislami.net

بیٹیوں کو ناپسند کرنے سے روکتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو کہ میں بھی بیٹیوں کا والد ہوں۔[1]

بیٹیوں کی پرورش پر خصوصی ثواب اور انعام و اکرام کی بشارت دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر ان بیٹیوں کی پرورش کا بار پڑ جائے اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو وہ اس کے لیے جہنم سے حجاب (آڑ) ہو جاتی ہیں۔[2]

اور فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔[3]

بیٹی سے متعلق خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عمل سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرتِ فاطمہ رضی اللہُ عنہا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ رضی اللہُ عنہا کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے، آپ رضی اللہُ عنہا کے ہاتھ تھام کر اُن کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔[4]

عورت اگر بہن کے روپ میں ہے تو اس کا بھی بطور خاص خیال رکھا گیا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو قریبی رشتہ دار عورتوں پر اتنا مال خرچ کیا جو ان کو کافی ہو جائے یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان دونوں کو غنی کر دے تو وہ دونوں اس کے لیے آگ سے آڑ بننے کے لیے کافی ہوں گی۔[5]

غزوہ حنین کے موقع پر قیدیوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضاعی بہن شیماء بھی شامل تھیں،

---

1 ... فردوس الاخبار، باب اللام الف، 2/415، حدیث: 7556

2 ... مسلم، کتاب البر والصلہ، باب فضل الاحسان الی البنات، ص: 1084، 1085، حدیث: 2629 (6693)

3 ... مسلم، کتاب البر والصلہ، باب فضل الاحسان الی البنات، ص: 1085، حدیث: 2631 (6695)

4 ... ابو داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی قیام اللیل، 4/454، حدیث: 5217

5 ... مسند احمد، حدیث ام سلمہ زوج النبی، 10/179، حدیث: 26578

www.dawateislami.net

اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی چادر مبارک بچھا دی، اسے خوش آمدید کہا اور فرمایا: چاہو تو یہاں عزت و محبت سے قیام کرو اور چاہو تو میں صلہ رحمی کرتے ہوئے تمہیں تمہاری قوم کے پاس جانے کی اجازت دے دیتا ہوں۔ انہوں نے اپنی قوم کی طرف لوٹنے کا ہی عرض کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں تین غلام، ایک کنیز اور ایک یا دو اونٹ عطا فرما کر روانہ فرمایا۔ اس کے بعد جعرانہ کے مقام پر دوبارہ ملاقات ہوئی تو انہیں پھر بھیڑیں اور بکریاں عطا فرمائیں۔[1]

نیک بیوی کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔[2]

گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو بہتر مرد کی نشانی قرار دیا اور فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہوں۔[3]

بیوی بچوں پر خرچ کیے گئے مال کے اجر و ثواب سے متعلق فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جسے تم غلام پر خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جسے تم مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جسے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جس کو تم نے اپنے اہل خانہ پر خرچ کیا۔[4]

عورت اگر ماں ہے، تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ (پ15، بنی اسرائیل:23)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اور فرمایا:

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ (پ21، لقمان:14)

ترجمہ: کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔

---

1 ... سبل الہدیٰ والرشاد، 5/333

2 ... مسلم، کتاب الرجاع، باب خیر متاع الدنیا... الخ، ص:595، حدیث:1467(3643)

3 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی، 5/475، حدیث:3921

4 ... مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل النفقہ علی العیال، ص:388، حدیث:995(2311)

www.dawateislami.net

مزید عمومی طور پر عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید و تلقین کرتے ہوئے فرمایا: عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔[1]

اور فرمایا: (اے لوگو!) اللہ تعالیٰ تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے، (اے لوگو!) اللہ تعالیٰ تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ وہ تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری خالائیں ہیں۔[2]

اور فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے اور عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔[3]

حجۃ الوداع کے موقع پر آخری خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: خبردار! تم عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی میری وصیت قبول کرلو کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں۔۔۔ اور سن لو! عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم انہیں کھلانے اور لباس پہنانے میں ان کے ساتھ اچھا طریقہ اختیار کرو۔[4]

(5) حقوقِ نسواں کا خوبصورت اسلامی تصور:

دین اسلام نے عورتوں کے حقوق کا جو تصور پیش کیا ہے وہ سب سے خوبصورت، جامع ترین، عورت کے اپنے حق میں سب سے زیادہ مفید اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ یہاں اس کی 18 مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(1) اگر بیٹی پیدا ہو تو اس پر غم منانے اور اپنے لئے باعث شرم سمجھنے کی بجائے خدا کا شکر ادا کیا جائے اور بیٹی کو اپنے رب کی رحمت سمجھا جائے۔

1 ... بخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، 3/457، حدیث: 5186
2 ... معجم کبیر، یحیی بن جابر طائی عن مقدام بن معدیکرب، 20/274، حدیث: 648
3 ... بخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، 3/457، حدیث: 5185
4 ... ترمذی، کتاب الرضاع، باب حق المرأۃ علی زوجھا، 2/387، حدیث: 1166

(2)بیٹی کو بیٹوں کی طرح رکھا جائے اور رزق کے معاملے حقیقی رازق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھا جائے۔

(3)بیٹی کی تعلیم و تربیت اور دیگر امور میں اس کا ویسے ہی خیال رکھا جائے جیسے بیٹوں کا رکھا جاتا ہے، ان معاملات میں بیٹوں کو بیٹیوں پر کسی صورت ترجیح نہ دی جائے۔

(4)یتیم بچیوں کے مال پر قبضہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا مال اپنے مال میں ملا کر ختم کر دیا جائے بلکہ ان کے مال کی حفاظت کی جائے اور بالغ و سمجھدار ہونے پر ان کا مال ان کے سپرد کر دیا جائے۔

(5)یتیم بچیوں پر کسی بھی طرح کا ظلم و ستم نہ کیا جائے، ان کی اچھے طریقے سے پرورش کی جائے اور ان کے ساتھ ایسے اچھا سلوک کیا جائے جیسے وہ اپنی بچیوں کے ساتھ چاہتے اور کرتے ہیں۔

(6)وراثت میں عورتوں کا جو حصہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے وہ انہیں بہر صورت دیا جائے اور جذباتی و نفسیاتی کسی بھی طریقے سے دباؤ ڈال کر انہیں اپنا حصہ چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

(7)بچیاں شادی کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کا کسی نیک سیرت مرد سے نکاح کر دیا جائے۔

(8) نکاح کے معاملے میں عورت پر کسی طرح کی زبردستی اور جبر نہ کیا جائے بلکہ ان کی رضامندی سے نکاح کیا جائے۔

(9)اسلام کے مقرر کردہ دائرہ کار میں رہتے ہوئے عورت کو بذات خود اپنے شوہر کے انتخاب کا حق بھی حاصل ہے۔

(10)عورت ایک وقت میں ایک ہی مرد کے نکاح میں رہے تاکہ اس سے پیدا ہونے والی اولاد کا نسب محفوظ رہے اور وہ خود بھی زندگی کی آزمائشوں سے بچی رہے۔

(11)مرد اگر عدل و انصاف کر سکتا ہے تو اسے ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے بصورت دیگر وہ ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ ہرگز نکاح نہیں کر سکتا۔

(12)ازدواجی زندگی میں شوہر کو بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور خوشی کے ساتھ اس کا حق مہر دینا ہو گا اور اپنی طاقت کے مطابق اس کے اخراجات اٹھانے ہوں گے۔

(13)عورت کے کھانے پینے، لباس، رہائش اور علاج وغیرہ کی تمام تر ذمہ داری مرد پر ہے۔

www.dawateislami.net

(14)عورتوں کے تحفظ کے پیش نظر غیر مردوں سے گفتگو میں احتیاطیں سکھائی گئیں۔

(15) عورت اگر نافرمان ہے تو مناسب طریقے سے اس کی اصلاح کی جائے ، اصلاح کے لیے اس پر ظالمانہ تشدد کرنے کی ہر گز اجازت نہیں ہے۔

(16)ماں بننے کی صورت میں اس کی اور اولاد کی ضروریات کا مرد کو بھرپور خیال رکھنا ہو گا۔

(17)اولاد کو حکم ہے کہ وہ اپنی ماں کی تعظیم کرے، اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کے حقوق ادا کرے۔

(18)ماں بوڑھی ہو جائے تو اولاد کو حکم ہے کہ اسے اُف تک نہ کہے اور نہ ہی اسے کسی بات پر جھڑکے بلکہ اچھے انداز میں اس سے بات کرے اور اس سے نرمی و عاجزی کے ساتھ پیش آئے۔

(6) اسلامی مساوات:

دین اسلام میں مساوات کی بجائے عدل کا حکم ہے اور کئی جگہ مرد و عورت میں مساوات بھی ہے لیکن وہ بھی عدل ہی کی صورت ہے، یہاں اسلامی مساوات کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(1)انفرادی زندگی کے اندر بہت سے دینی معاملات میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾

(پ22، الاحزاب:35)

ترجمہ: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے رکھنے والے اور روزے رکھنے والیاں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

(2)اجتماعی زندگی کے اندر بھی کثیر دینی معاملات میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ ارشاد فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۷۱﴾ (پ10، التوبہ:71)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(3) نیک اعمال کا ثواب مرد و عورت دونوں کے لیے برابر ہے، ارشاد فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ (پ4، آل عمران:195)

ترجمہ: تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی کہ میں تم میں سے عمل کرنے والوں کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا وہ مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک ہی ہو۔

اور فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ (پ14، النحل:97)

ترجمہ: جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ضرور انہیں ان کے بہترین کاموں کے بدلے میں ان کا اجر دیں گے۔

(4) عورتوں کو نگاہیں جھکا کر رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے تو مردوں کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے، چنانچہ پہلے مردوں سے متعلق فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ18، النور:30)

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے۔

اور اگلی آیت میں عورتوں سے متعلق فرمایا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (پ18، النور:31)

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

www.dawateislami.net

(5)عورتیں اگر شوہروں کے لیے لباس ہیں تو شوہر بھی بیویوں کے لیے لباس ہیں۔ ارشاد فرمایا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ (پ2،البقرہ:187) ترجمہ: وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔

(6)جیسے شوہروں کا اپنی بیویوں پر حق ہے ایسے ہی بیویوں کا بھی اپنے شوہروں پر حق ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ (پ2،البقرہ:228) ترجمہ: اور عورتوں کیلئے بھی مردوں پر شریعت کے مطابق ایسے ہی حق ہے جیسا (ان کا) عورتوں پر ہے۔

(7)عورتوں کے لئے مردوں سے زیادہ رعایتیں:

دین اسلام میں چونکہ اصل عدل و انصاف ہے اسی لیے اس دین میں عورتوں کی فطری مجبوریوں اور صنفی کمزوریوں کو بطورِ خاص پیش نظر رکھا گیا اور ان کی وجہ سے احکام میں عورتوں کو خصوصی رعایت بھی دی گئی ہے، جیسے:

(1)مرد کو کسی بھی حال میں نماز معاف نہیں جبکہ عورت کو ہر مہینے مخصوص ایام میں اور بچے کی ولادت کے بعد نفاس کے دنوں میں قضا ہونے والی نمازیں معاف ہیں۔

(2)مرد پر جمعہ اور عیدین کی نمازیں لازم ہیں جبکہ عورت پر جمعہ فرض نہیں وہ اس کی بجائے ظہر کی نماز پڑھے گی اور عیدین کی نمازیں بھی اس پر واجب نہیں۔

(3)مرد کو صرف مرض کی مخصوص صورتوں اور سفر کی حالت میں رمضان کا روزہ قضا کرنے کا گناہ نہیں جبکہ عورت کو ان صورتوں کے علاوہ مخصوص ایام میں قضا ہونے والے روزوں کا بھی گناہ نہیں ہے۔

(4)حج فرض ہونے کی دیگر شرائط پائی جائیں لیکن ساتھ میں شوہر یا کوئی قابل اعتماد محرم مرد نہیں ہے تو عورت کی حفاظت کے پیش نظر اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں۔

(5)بیوی کا نان نفقہ بہر صورت مرد پر ہی لازم ہے اگرچہ بیوی شوہر سے زیادہ مالدار ہو۔

(6)بچوں کی پرورش، کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے اخراجات بھی مرد پر ہی لازم ہیں، عورت پر نہیں۔

(7)خدمت کے معاملے میں ماں کو باپ پر بطورِ خاص فوقیت دی گئی ہے۔

www.dawateislami.net

(8)دنیا میں سونا پہننا اور ریشم کا لباس مرد پر حرام ہے جبکہ یہ دونوں عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

(8)جدید تصورِ مساوات:

اسلامی مساوات کے مقابلے میں دورِ جدید کے نظریہ مساوات کو دیکھا جائے تو یہ کسی صورت عدل و انصاف کے حقیقی تقاضوں پر پورا نہیں اترتا بلکہ اس کی وجہ سے عورت کو بے شمار معاشرتی، سماجی، نفسیاتی اور جسمانی مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، جیسے مغربی معاشرے میں مشترکہ طور پر یہ طے کیا گیا ہے کہ عورت کو تمام معاملات میں مرد کے مساوی حقوق حاصل ہوں گے اور عورت ہونے کی وجہ سے حقوق کے معاملے میں اس کے ساتھ کوئی تفریق نہیں کی جائے گی۔ اسی اصول و قانون کے پیش نظر معاشرے میں ہر سطح پر مرد و عورت کو برابری دینے کے لیے ملکی قوانین میں تبدیلیاں کی گئیں، رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے سیمینار ہوئے اور عوام کو اس جانب راغب کرنے کے لیے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا گیا، بالآخر اس جن نے بوتل سے باہر آکر سماج و معاشرے کا حشر نشر کر دیا اور اب لاکھ کوشش کے باوجود بوتل میں بند ہونے کو تیار نہیں ہے۔ یہاں دو معاملات میں مرد و عورت کے درمیان مساوات اور اس کا انجام ملاحظہ ہو۔

(1)اہل مغرب نے نکاح کو ایک سماجی معاہدہ قرار دے کر اسے دین و مذہب سے بالکل خارج کر دیا اور اس معاہدے کے دونوں فریق یعنی مرد و عورت کو ایک جیسے حقوق دے کر دنیا کے سامنے مساوات کی مثال پیش کر دی۔ ابتداء میں تو چیز بہت خوبصورت اور بھلی معلوم ہوئی لیکن آگے چل کر اس کا نتیجہ خاندانی نظام کی تباہی، نفسیاتی امراض میں زیادتی، طلاق کی شرح میں ہوشربا اضافے اور عورت پر معاشی ذمہ داریوں کے بوجھ کی صورت میں نکلا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ خاندان کا آغاز اس رشتے سے ہوتا ہے جو دینی و مذہبی اصول و ضوابط کے مطابق ہونے والے نکاح سے مرد و عورت کے درمیان بنتا ہے اور یہاں تو نکاح کی دینی و مذہبی حیثیت ختم کر کے اسے صرف سماجی معاہدہ بنا دیا گیا اور مساوات کے نام پر مرد و عورت کو ان تمام ذمہ داریوں سے آزادی دے دی گئی جو نکاح کے بعد دین و مذہب کی طرف سے ان پر لازم ہوتی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاندانی نظام کی بنیاد کمزور ہوئی اور آخر کار اس کی عمارت زمین بوس ہو گئی۔ نفسیاتی امراض میں اضافہ اس طرح

www.dawateislami.net

ہوا کہ مساوی حقوق حاصل ہونے کی وجہ سے مرد عورت کی کسی سرگرمی پر نہ کوئی اعتراض کر سکتا تھا اور نہ ہی اسے زبردستی روک سکتا تھا، اسی طرح عورت بھی مرد کی کسی سرگرمی پر نہ تو کوئی اعتراض کر سکتی تھی اور نہ ہی اسے جبراً روک سکتی تھی۔ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں مرد و عورت دونوں شدید قسم کے ذہنی اور نفسیاتی امراض کا شکار ہو گئے اور اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ نفسیاتی مسائل اور ان کی علاج گاہیں مغربی ممالک میں ہیں۔ خاندانی اور نفسیاتی مسائل کے علاوہ جدید نظریہ مساوات نے یہ گل کھلایا کہ معاشرے میں طلاق کی شرح حد سے زیادہ بڑھ گئی اور اس کی وجہ سے عورت پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ گیا کیونکہ جو مرد طلاق سے پہلے عورت کو نان نفقہ دینے کا عادی نہیں تھا تو وہ طلاق کے بعد بچوں کا خرچ کیوں اٹھاتا۔

(2) جدید نظریہ مساوات کے حامی کہتے ہیں کہ مرد کی طرح عورت کو بھی معاشی طور پر خود کفیل ہونا چاہئے لہذا اسے اپنا کام کرنے اور نوکری کرنے کی آزادی دی جائے اور انہیں کاروباری اور تعلیمی اداروں میں ملازمت کے مواقع بھی مردوں کے برابر ملنے چاہئے، یونہی ترقی کے اہداف حاصل کرنے کے لیے معاشرے کا مخلوط ہونا اور زندگی کے ہر شعبہ میں مرد کے ساتھ عورت کا موجود ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر ہم ترقی کے اہداف حاصل کرنے کی بجائے قدامت پسندی اور بنیاد پرستی کا شکار رہیں گے۔ چنانچہ اس اصول کو بہت سے ممالک نے ملکی سطح پر نافذ کر دیا اور سب اداروں کو اس بات کا پابند بنا دیا کہ وہ جتنے مردوں کو ملازمت دیں گے اتنی ہی عورتوں کو بھی ملازمت دینی ہو گی۔ کاروبار، ملازمت اور تعلیم کے مخلوط ماحول میں عورت کو مرد کے ساتھ برابری تو مل گئی لیکن دوسری طرف عورت، سماج اور معاشرہ بہت سنگین مسائل کا شکار ہو گئے، معاشرتی اور سماجی ماحول انتہائی پراگندہ ہو گیا، مرد و عورت میں قربت بڑھنے لگی، نکاح کے بغیر جنسی تعلقات کو فروغ ملا، کم عمر اور نابالغ بچیاں مائیں بننے لگیں، حمل ضائع کروانے کے لئے لائنیں لگنا شروع ہوئیں، کچھ کے ہاں ناجائز تعلقات سے بچے بھی پیدا ہوئے اور بعض ممالک کو ناجائز بچوں کی کثرت دیکھ کر اکیلی ماں سے متعلق قوانین بنانا پڑے۔ جنسی ہراسانی کے واقعات اور جبری جنسی تشدد میں خوفناک حد تک اضافہ ہوا، عورت کے ساتھ تعصب، نفرت اور امتیازی سلوک بڑھ گیا اور عورت ہر جگہ خود کو غیر محفوظ سمجھنے لگی۔

www.dawateislami.net

(9) عورت، چار دیواری اور اسلام:

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کریں اور شرعی ضرورت و حاجت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عورتوں کے اس عمل کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مرد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے اور ہمارا تو کوئی ایسا عمل نہیں جسے بجالا کر ہم مجاہدین کا درجہ پا سکیں؟ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو اپنے گھر میں ٹھہری رہے وہ ان مجاہدین کا درجہ پائے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔[1]

اس روایت سے ہمارے معاشرے کی ان عورتوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو بلاضرورتِ شرعی گھروں سے باہر نکلتی اور گھومتی پھرتی ہیں اور بازاروں کی رونق بنی رہتی ہیں۔ اگر یہ عورتیں گھروں میں رہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کی طرح ثواب ملے۔

یاد رہے کہ دینِ اسلام میں عورت کو گھر میں ٹھہری رہنے کا جو حکم دیا گیا اس سے مقصود یہ ہرگز نہیں کہ دینِ اسلام عورتوں کے لئے یہ چاہتا ہے کہ جس طرح پرندے پنجروں میں اور جانور باڑے میں زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح عورت بھی پرندوں اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کرے، بلکہ اسے یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس میں اس کی عزت و عصمت کا تَحَفُّظ زیادہ ہے۔ اسے آسان انداز میں یوں سمجھئے کہ جس کے پاس قیمتی ترین ہیرا ہو وہ اسے لے کر سرِ عام بازاروں میں نہیں گھومتا بلکہ اسے مضبوط سے مضبوط لاکر میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کی یہ دولت محفوظ رہے اور کوئی لٹیرا اسے لوٹنے کی کوشش نہ کرے اور اس کا یہ عمل عقلِ سلیم رکھنے والوں کی نظر میں بہت اچھا اور قابلِ تعریف ہے اور اس کی بجائے اگر وہ شخص اپنا قیمتی ترین ہیرا لے کر سرِ عام بازاروں میں گھومنا شروع کر دے اور لوگوں کی نظر اس ہیرے پر آسانی سے پڑتی رہے تو عین ممکن ہے کہ اسے دیکھ کر کسی کی نیت خراب ہو جائے اور وہ اسے لوٹنے کی کوشش کرے اور ایسے شخص کو

1 ... مسند بزار، مسند ابی حمزۃ انس بن مالک، 13/339، حدیث: 6962

www.dawateislami.net

بے عقل کے خطاب سے نوازا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیمتی ہیرے کا زیادہ تحفظ اسے مضبوط لاکر کے اندر رکھنے میں ہے نہ کہ اسے لے کر سرِ عام گھومنے میں اور اسی طرح عورت کی عصمت کا زیادہ تحفظ اس کا گھر کے اندر رہنے میں ہے نہ کہ غیر مردوں کے سامنے آنے اور ان کے درمیان گھومنے میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود کو دانشور کہلانے والے وہ لوگ حقیقت میں دانش و حکمت سے نہایت دور ہیں جو دینِ اسلام کے اس حکم کے بنیادی مقصد کو پسِ پُشت ڈال کر اور کافروں کے طرزِ زندگی سے مرعوب و مغلوب ہو کر غلامانہ ذہنیت سے اعتراضات کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی نظر میں اسلام کے احکام کی قدر ختم ہو جائے، عورت اسلامی احکام کو اپنے حق میں سزا تصور کرے اور وہ اپنی عصمت جیسی قیمتی ترین دولت تک لٹیروں کے ہاتھ پہنچنے کی ہر رکاوٹ دور کر دے۔

(10) بے پردہ اور بے حیا عورتوں کا انجام:

شرم و حیا سے عاری اور بے پردہ عورتوں کا دُنیَوی انجام تو ہر کوئی معاشرے میں اپنی نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے کہ عزت دار اور باحیا طبقے میں ان کی کوئی قدر نہیں ہوتی، لوگ انہیں اپنی ہوس بھری نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں، بہت جگہ ان پر آوازیں کستے اور ان سے چھیڑ خوانی کرتے ہیں، لوگوں کی نظر میں ان کی حیثیت نفس کی خواہش اور ہوس پوری کرنے کا ذریعہ ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ ہوس پوری ہو جانے کے بعد وہ عورت سے لاتعلق ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ ایسی عورت خود طرح طرح کے خطرناک اَمراض کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ تو ان کا دُنیوی انجام ہے، اب یہاں ایسی عورتوں کا اُخروی انجام بھی ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا (بلکہ وہ میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی) (1) وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے۔ (2) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود بے لباس ہوں گی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ یہ نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے آتی ہو گی۔[1]

1 ... مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات... الخ، ص 1177، حدیث: 5582 (2128)

www.dawateislami.net

(11) عورتوں کی تعلیم:

دین اسلام عورتوں کی تعلیم کی ترغیب دیتا ہے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کے لیے دگنا اجر و ثواب ہے (ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جس کے پاس باندی تھی، اس نے باندی کو ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا، اسے تعلیم دی اور بہت اچھی تعلیم دی، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔[1]

ہاں عورتوں کی تعلیم کا نصاب کیسا ہے؟ وہ کس ماحول میں اور کس سے تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟ اس پر اسلام ضرور کلام کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں عورتوں کا تعلیمی نصاب ایسا ہونا چاہیے جو عورت کو اس کے فرائض اور اس کی صلاحیتوں سے آگاہ کرے اور اس نصاب کی بنیاد دین کے عالمگیر اُصولوں پر ہو، صرف دنیوی اور اس قسم کی تعلیم جو عورت کو اپنے دین و مذہب سے باغی بنا دے، اسلامی احکام کو پس پشت ڈالنے پر اکسائے اور نام نہاد آزادی کی جانب راغب کرے؛ اس کا اسلام ضرور مخالف ہے۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

اسی طرح دین اسلام مرد و عورت کے مخلوط ماحول میں عورتوں کی تعلیم سے ضرور منع کرتا ہے لیکن اس بات کا حامی ہے کہ عورتوں کے لیے الگ تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں تاکہ شرعی تقاضوں کے مطابق ایک اچھے ماحول میں عورت تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو سکے۔ یونہی ان لوگوں سے تعلیم حاصل کرنا اسلامی ممنوعات کی فہرست میں شامل ہے جو دین و مذہب اور ایمان و عقیدے کی بقا کے لیے خطرناک اور عمل و کردار میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں جبکہ دین و ایمان کی حفاظت اور مضبوطی اور عمل و کردار کی اصلاح کا سبب بننے والے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کو اسلامی حمایت حاصل ہے۔

---

1 ... بخاری، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امتہ، 1/53، حدیث: 97

www.dawateislami.net

کتاب عورت اور قرآن کا تعارف

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں سے متعلق بھی خصوصی احکام دیئے ہیں اور غور و فکر کرنے کے بعد ان احکام کے یہ اہم ترین اہداف و مقاصد ظاہر ہوتے ہیں کہ عورتوں کو انصاف کی فراہمی ہو، دورِ جاہلیت کے ظلم و ستم سے آزادی ملے، سماج و معاشرے میں ان کی عزت و تکریم کی جائے، غیر مردوں کی دست درازی سے محفوظ ہوں، ان کی عزت و ناموس کی حفاظت ہو، مرد ان کی کفالت کی ذمہ داری اٹھائیں، گھر امن و سکون کے گہوارے بنیں، اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے پاکیزہ ماحول بنے، فرد اور معاشرے کی اصلاح ہو۔ انہیں اہداف و مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کتاب میں یہ انداز اختیار کیا گیا ہے:

(1) اس کتاب میں وہ تمام آیات جمع کر دی گئی ہیں جن میں واضح طور پر عورتوں کی سیرت اور ان سے متعلق احکام وغیرہ کا بیان ہے اور وہ آیات بھی جمع کی گئی میں جن میں صراحت کے ساتھ عورتوں کا ذکر نہیں ہے لیکن اس کا شانِ نزول عورتوں سے متعلق ہے یا اس حکم میں عورتیں بھی داخل ہیں۔

(2) آیات ذکر کرنے کی ترتیب سورتوں کے اعتبار سے نہیں، بلکہ اسے مختلف ابواب میں تقسیم کر کے اسی باب کے حساب سے آیات کو ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے۔

(3) بعض جگہ مکمل آیت ذکر کر کے صرف اتنے حصے کی تفسیر کی گئی ہے جتنا عورتوں سے متعلق ہے اور بعض مقامات پر موقع محل کی مناسبت سے آیت کا صرف اتنا حصہ ہی ذکر کیا گیا ہے جتنا عورتوں سے متعلق ہے۔

(4) موقع محل کی مناسبت سے آیات کی تفسیر میں مختصر، متوسط اور طویل تینوں انداز اختیار کیے گئے ہیں۔

(5) اس کتاب میں صرف مواد جمع کرنے پر زور نہیں دیا گیا بلکہ نزولِ قرآن کے مقصد یعنی ہدایت، نصیحت، موعظت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جگہ جگہ تربیتی اور اصلاحی باتیں بھی تحریر کی گئی ہیں۔

(6) یہ کتاب چونکہ عورتوں سے متعلق ہے اس لیے الفاظ کے چناؤ میں بطورِ خاص احتیاط اور شرم و حیا کے تقاضوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

(7) **کتاب کی خصوصیت:** عورتوں کے متعلق آیاتِ قرآنیہ پر مختلف زبانوں میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب ان سب سے ممتاز اور جامع ہے اور اس میں کثیر مباحث و احکام و امور

www.dawateislami.net

آپ کو ایسے ملیں گے جو کسی دوسری کتاب میں نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ کریم اس کتاب کو میرے لئے، میرے والدین، بیوی بچوں اور بہن بھائیوں کے لئے بے حساب بخشش کا ذریعہ بنائے اور اس کام میں میرے جملہ معاونین پر دنیا و آخرت میں رحمت فرمائے اور بطور خاص عورتوں کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

مفتی محمد قاسم عطاری

05/08/2022

باب:01

اچھی خواتین

اس باب میں ان اچھی خواتین کی مختصر سیرت کا ذکر ہو گا جن کا تذکرہ قرآنِ مجید میں صراحت اور اشارے کے ساتھ ہے یا بعض جگہ ان کا تذکرہ کسی آیت کی تفسیر میں مفسرین نے کیا ہے۔

حضرت حوا رضی اللہ عنہا

تمام انسانوں کی ماں:

آپ رضی اللہ عنہا دنیا کی سب سے پہلی انسان خاتون، تمام انسانوں کے والد حضرت آدم علیہ السّلام کی زوجہ اور قیامت تک کے سب انسانوں کی پہلی ماں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جان یعنی حضرت آدم علیہ السّلام سے پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السّلام کے وجود سے ان کا جوڑا یعنی حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کیا، پھر انہی دونوں حضرات سے زمین میں نسل در نسل کثرت سے مرد و عورت کا سلسلہ جاری ہوا؛ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ (پ4، النساء:1)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پھیلا دیئے۔

تفاسیر میں ہے کہ ابلیس ملعون کو جنت سے نکالنے کے بعد حضرت آدم علیہ السّلام کو وہاں آباد کر دیا گیا۔ آپ علیہ السّلام جنت میں اکیلے چلتے پھرتے تھے۔ یہاں آپ علیہ السّلام کا کوئی ہم جنس نہ تھا جس سے انسیت حاصل کرتے۔ ایک بار اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السّلام پر نیند طاری کر دی، پھر اسی حالت میں آپ علیہ السّلام کی بائیں پسلی نکال کر اس سے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو تخلیق کیا اور پسلی کی جگہ گوشت رکھ دیا۔ اس عمل کے دوران آپ علیہ السّلام کو کسی تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔ جب آپ علیہ السّلام بیدار ہوئے تو اپنے سر کے پاس ایک خوبصورت خاتون کو بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں عورت ہوں۔ فرمایا: تمہیں کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ عرض کی: اس لیے کہ آپ علیہ السّلام مجھ سے سکون حاصل کریں۔ فرشتوں نے

www.dawateislami.net

آپ علیہ السّلام کے علوم کی وسعت معلوم کرنے کیلئے عرض کی: ان کا نام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: حوا رضی اللہُ عنہا۔ عرض کی: ان کا نام "حوا" کیوں ہے؟ ارشاد فرمایا: کیونکہ یہ ایک زندہ وجود سے پیدا کی گئی ہے۔[1]

یہاں ایک اہم بات قابل توجہ ہے کہ انسانوں کی ابتداء حضرت آدم علیہ السّلام سے ہوئی اور اسی لئے آپ علیہ السّلام کو **"ابوالبشر"** یعنی "انسانوں کا باپ" کہا جاتا ہے اور یہ تو ممکن نہیں ہے کہ پہلا انسان پیدائش کے موجود طریقے سے پیدا ہوا ہو یعنی ماں باپ سے پیدا ہوا ہو؛ کیونکہ اگر اس کے لئے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں کہاں سے آئے اور پھر جسے باپ مانا وہ خود کہاں سے آیا؟ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہو اور جب بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تو بالیقین وہ اِس طریقے سے ہٹ کر پیدا ہوا اور وہ طریقہ قرآن نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ایک انسان یوں وجود میں آگیا تو دوسرا ایسا وجود چاہیے جس سے نسلِ انسانی چل سکے تو دوسرے کو بھی پیدا کیا گیا لیکن دوسرے کو پہلے کی طرح مٹی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کرنے کی بجائے جو ایک شخصِ انسانی موجود تھا اسی کے وجود سے پیدا فرما دیا؛ کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہو چکی تھی چنانچہ دوسرا وجود پہلے وجود سے کچھ کم تر اور عام انسانی وجود سے بلند تر طریقے سے پیدا کیا گیا یعنی حضرت آدم علیہ السّلام کی ایک بائیں پسلی ان کے آرام کے دوران نکالی اور اُن سے اُن کی بیوی حضرت حواء رضی اللہُ عنہا کو پیدا کیا گیا۔ چونکہ حضرت حواء رضی اللہُ عنہا مرد و عورت والے باہمی ملاپ سے پیدا نہیں ہوئیں، اس لئے وہ اولاد نہیں ہو سکتیں۔[2]

حضرت حوا کی تخلیق کا ایک مقصد:

حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کی تخلیق کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ حضرت آدم علیہ السّلام ان سے سکون حاصل کریں اور ان کی تنہائی دور ہو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ (پ9، الاعراف:189)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کی بیوی بنائی تاکہ اس سے سکون حاصل کرے۔

---

1 ... بحر محیط، البقرۃ، تحت الآیۃ:35، 1/307، تفسیر طبری، البقرۃ، تحت الآیۃ:35، 1/267، خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:35، 1/45، ملتقطاً۔

2 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ:1، 1/340

www.dawateislami.net

حضرت حوا کا نکاح اور مہر:

جب حضرت آدم علیہ السّلام نے حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کی طرف دستِ محبت بڑھانے کا ارادہ کیا تو فرشتوں نے عرض کی: اے آدم! علیہ السّلام، ٹھہر جائیں، پہلے ان کا مہر ادا کریں۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: ان کا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: ان کا مہر یہ ہے کہ آپ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر تین یا بیس مرتبہ درود پاک پڑھیں۔[1]

چنانچہ آپ علیہ السّلام نے درود پڑھا اور فرشتوں کی گواہی سے آپ علیہ السّلام کا حضرت حوا رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے نکاح ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہر موجود چیز کے لیے وسیلہ ہیں یہاں تک کہ اپنے والد حضرت آدم علیہ السّلام کا بھی وسیلہ ہیں۔[2]

مہر سے متعلق ایک اہم مسئلہ:

درودِ پاک پڑھنے کو مہر شمار کرنا حضرت آدم علیہ السّلام کے لیے تھا جبکہ ہمارے لیے حکم یہ ہے کہ درودِ پاک پڑھنا، تلاوتِ قرآن کرنا، قرآن مجید یا علمِ دین پڑھانا اور حج و عمرہ کروانا عورت کا مہر شمار نہیں ہو سکتے۔

حضرت حوا کا جنت میں قیام:

شیطان کو ذلیل و رسوا کر کے جنت سے نکال دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام سے فرمایا کہ آپ اور آپ کی بیوی حضرت حوا رضی اللہُ عنہا جنت میں رہو اور جنتی پھلوں میں سے جہاں چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ وہ درخت گندم تھا یا کوئی اور (جو بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہے) چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

وَیٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۝۱۹ (پ8، الاعراف:19)

ترجمہ: اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو پھر اُس میں سے جہاں چاہو کھاؤ اور اُس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

شیطان نے حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کو وسوسہ ڈالا؛ چنانچہ ابلیس ملعون نے اللہ

1 ...صاوی، 1/52

2 ...صاوی، 2/355

www.dawateislami.net

تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھاتے ہوئے حضرت آدم علیہ السّلام سے کہا: اس درخت میں یہ تاثیر ہے کہ اس کا پھل کھانے والا فرشتہ بن جاتا ہے یا ہمیشہ کی زندگی حاصل کرلیتا ہے اور اس کے ساتھ ممانعت کی کچھ تاویلیں کر کرا کے دونوں کو اس درخت سے کھانے کی طرف لے آیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۱ (پ8، الاعراف:20-21)

ترجمہ: کہنے لگا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے اسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ زندہ رہنے والے نہ بن جاؤ۔ اور ان دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ بیشک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

حضرت آدم علیہ السّلام کے دل میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت انتہا درجے کی تھی اس لئے آپ علیہ السّلام کو گمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کوئی جھوٹ بھی بول سکتا ہے، نیز جنت قربِ الٰہی کا مقام تھا اور حضرت آدم علیہ السّلام کو بھی اُس مقامِ قرب میں رہنے کا اشتیاق تھا اور فرشتہ بننے یا دائمی بننے سے یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے؛ لہٰذا آپ نے شیطان کی قسم کا اعتبار کر لیا اور ممانعت کو محض تنزیہی سمجھتے ہوئے یا خاص درخت کی ممانعت سمجھتے ہوئے اسی جنس کے دوسرے درخت سے کھالیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ (پ8، الاعراف:22)

ترجمہ: تو اُتار لایا انہیں فریب سے پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا ان پر اُن کی شرم کی چیزیں کھل گئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔

درخت سے کھانے کے بعد حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کے جنتی لباس اتر گئے اور ان پر ان کی شرم کے مقام ظاہر ہوگئے اور وہ اپنا ستر چھپانے اور جسم ڈھانکنے کے لئے جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے اور درخت سے کھا کر حضرت آدم علیہ السّلام سے اپنے رب عزّوجلّ کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو انہوں نے اس سے جو مقصد چاہا تھا وہ نہ پایا اور اس درخت کے کھانے سے انہیں دائمی زندگی نہ ملی۔[1]

---

1 ... خازن، طٰہٰ، تحت الآیۃ: 121، 3/266

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۲﴾ (پ8، الاعراف:22)

ترجمہ: میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

دونوں نے عرض کی:

رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ۫ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ (پ8، الاعراف:23)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ضرور ہم نقصان والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم و حوا! تم اپنی ذریت کے ساتھ جو تمہاری پیٹھ میں ہے جنت سے اتر جاؤ، تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور دنیاوی زندگی سے نفع اٹھانا ہے چنانچہ فرمایا:

اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۳۶﴾ (پ1، البقرہ:36)

ترجمہ: تم نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لئے ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھکانہ اور (زندگی گزارنے کا) سامان ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا:

اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ (پ8، الاعراف:24-25)

ترجمہ: تم اتر جاؤ، تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور نفع اٹھانا ہے۔ (اللہ نے) فرمایا: تم اسی میں زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔

دنیا میں تشریف آوری کے بعد حضرت آدم علیہ السّلام ایک عرصے تک اپنی لغزش کی معافی مانگتے رہے حتّٰی کہ آپ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات سکھائے گئے، پھر جب آپ علیہ السّلام نے ان کلمات کے ساتھ توبہ و معافی کی درخواست کی تو وہ قبول ہوئی اور یہی دعا حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی بھی تھی، اسی لئے دعا میں جمع کا صیغہ بیان کیا گیا۔

www.dawateislami.net

حضرت حواء زمین پر کہاں اتری تھیں؟

قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کے صرف جنت سے زمین پر اتارے جانے کا ذکر ہے، لیکن اس کی صراحت نہیں ہے کہ وہ کس جگہ اتارے گئے؟ البتہ تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام ہندوستان میں جزیرۂ سراندیپ میں ایک پہاڑ پر اتارے گئے، جس کا نام بوذ تھا، موجودہ نام سری لنکا ہے اور حضرت حوا رضی اللہُ عنہا جدہ میں اتاری گئیں۔

انبیاءِ کرام کی عصمت سے متعلق اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ:

حضرت آدم علیہ السّلام سے لغزش کا واقع ہونا ارادے اور نیت سے نہ تھا بلکہ آپ علیہ السّلام کا ارادہ اور نیت حکم کو پورا کرنے اور اس چیز سے بچنے کا تھا جو جنت سے نکال دیئے جانے کا سبب بنے، لہٰذا کسی شخص کے لئے تاویل کے بغیر حضرت آدم علیہ السّلام کی طرف نافرمانی کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السّلام سے راضی ہے اور آپ علیہ السّلام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی مخالفت کرنے سے معصوم ہیں۔[1]

حضرت حوا کے فضائل:

حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کو بہت سے فضائل حاصل ہیں، جیسے:

(1) آپ رضی اللہُ عنہا کی تخلیق بھی ماں باپ کے بغیر ہوئی اور جنت میں ہوئی۔

(2) انسانوں میں سب سے پہلی عورت کا اعزاز آپ رضی اللہُ عنہا کو حاصل ہے۔

(3) آپ رضی اللہُ عنہا کا نکاح پہلے انسان اور نبی حضرت آدم علیہ السّلام سے ہوا اور وہ بھی جنت میں ہوا۔

(4) آپ رضی اللہُ عنہا کا نکاح فرشتوں کی گواہی سے ہوا۔

(5) آپ رضی اللہُ عنہا کا مہر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر درود پاک پڑھنا مقرر ہوا۔

(6) آپ رضی اللہُ عنہا اُمُّ الْبَشَر یعنی حضرت آدم علیہ السّلام کی تمام اولاد کی ماں ہیں۔

---

1 ... صاوی، طٰہٰ، تحت الآیۃ: 121، 4/1283

www.dawateislami.net

حضرت نوح علیہ السّلام کی والدہ

حضرت نوح علیہ السّلام کے والد ماجد کا نام لَامَكْ یا لامَخ ہے۔ میم پر زیر بھی پڑھ سکتے ہیں؛ جبکہ آپ علیہ السّلام کی والدہ کے نام میں دو مشہور قول یہ ہیں: (1) قیشوش بن برکاییل (2) شمحا بن آنوش۔ حضرت نوح علیہ السّلام کے ماں باپ دونوں مومن تھے۔ [1]

والدین کے لیے دعائے مغفرت:

حضرت نوح علیہ السّلام نے کفار کے خلاف ہلاکت کی دعا کی کہ اے اللہ روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ چھوڑنا۔ اس دعا کے بعد آپ علیہ السّلام نے اپنے لئے، اپنے والدین اور مومن مَردوں اور عورتوں کے لئے دعا کی:

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ (پ29، نوح:28)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور میرے گھر میں حالتِ ایمان میں داخل ہونے والے کو اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو بخش دے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کے تمام کفار کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں حضرت نوح علیہ السّلام کی دعا قبول فرمالی، لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ انہوں نے جو دعا مسلمانوں کے بارے میں فرمائی اسے اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے۔ [2]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السّلام کی والدہ اور والد دونوں مومن تھے، کیونکہ مغفرت کی دعا مومنوں ہی کے لئے کی جاسکتی ہے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انتقال کر جانے والے مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے کہ اس سے انہیں فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہی ہوتی ہے کہ ماں، باپ، بھائی یا دوست کی دعائے خیر پہنچنے کی منتظر رہتی ہے، پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کی مانند

---

1 ... عمدۃ القاری، جلد:15، ص:298

2 ... خازن، نوح، تحت الآیۃ:28، 4/315، مدارک، نوح، تحت الآیۃ:28، ص1286، ملتقطاً

www.dawateislami.net

ثواب دیتا ہے اور یقیناً زندہ کا مُردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے دعائے مغفرت ہے۔[1]

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ محترمہ کا نام امیلہ یا بونا بنت کربنا تھا۔ چنانچہ البدایہ والنہایہ میں ہے: حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سوانح حیات میں اسحاق بن بشر الکاہلی سے حکایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ کا نام امیلہ ہے، پھر ابن عساکر نے ان (اسحاق بن بشر) سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی پیدائش کی خبر کے بارے میں طویل قصہ ذکر کیا ہے اور کلبی نے کہا کہ ان (کی والدہ) کا نام بونا بنت کربنا بن کرثی ہے، جو ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہیں۔[2]

تاریخ طبری میں ان کا نام انموتا اور انمتلی بنت یکفور بھی نقل کیا گیا ہے: محمد بن عمر الاسلمی نے کئی اہل علم (کی روایت) سے یہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ کا نام انموتا ہے، جو افراہم کی اولاد میں سے ہیں۔۔۔ اور بعض اہل علم کہتے تھے کہ ان کا نام انمتلی بنت یکفور ہے۔[3]

والدۂ ابراہیم کے ہاں ولادت کا واقعہ:

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت کا واقعہ مفسرین نے قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًاۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۝ (پ7، الانعام:76)

ترجمہ: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے اس کی روشنی کے سامنے آفتاب ماہتاب بالکل بے نور ہو گئے؛ اس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا، کاہنوں سے تعبیر دریافت کی، انہوں نے کہا: اس سال تیری قلمرو (سلطنت) میں ایک فرزند پیدا ہو گا جو تیرے زوالِ ملک کا باعث ہو

1 ...شعب الایمان، فصل فی زیارۃ القبور، 7/16 حدیث: 9295
2 ...البدایۃ والنھایۃ، 1/212
3 ...تاریخ طبری، 1/310

www.dawateislami.net

گا اور تیرے دین والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ یہ خبر سن کر وہ پریشان ہوا اور اس نے حکم دے دیا کہ جو بچہ پیدا ہو، قتل کر ڈالا جائے اور مرد عورتوں سے علیحدہ رہیں اور اس کی نگہبانی کے لئے ایک محکمہ قائم کر دیا گیا۔ تقدیراتِ الٰہیہ کو کون ٹال سکتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور کاہنوں نے نمرود کو اس کی بھی خبر دی کہ وہ بچہ حمل میں آگیا، لیکن چونکہ حضرت کی والدہ صاحبہ کی عمر کم تھی ان کا حمل کسی طرح پہچانا ہی نہ گیا، جب زمانۂ ولادت قریب ہوا تو آپ کی والدہ اس تہ خانے میں چلی گئیں جو آپ کے والد نے شہر سے دور کھود کر تیار کیا تھا، وہاں آپ کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ رہے، پتھروں سے اس تہ خانہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا، روزانہ والدہ صاحبہ دودھ پلا آتی تھیں اور جب وہاں پہنچتی تھیں تو دیکھتی تھیں کہ آپ اپنی سرِ انگشت (یعنی انگلی کا کنارہ) چوس رہے ہیں اور اس سے دودھ برآمد ہوتا ہے، آپ بہت جلد بڑھتے تھے، ایک مہینہ میں اتنا جتنے دوسرے بچے ایک سال میں۔۔۔ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی والدہ سے دریافت فرمایا: میرا ربّ (پالنے والا) کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں۔ فرمایا: تمہارا ربّ کون ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارے والد۔ فرمایا: ان کا ربّ کون ہے؟ اس پر والدہ نے کہا: خاموش رہو اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند ہی ہے اور یہ گفتگو بیان کی۔ [1]

والدہ کی آگ سے حفاظت:

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں ڈالا گیا اور آگ گلزار بن گئی تو اس وقت آپ کی والدہ محترمہ نے آپ علیہ السّلام کو آگ میں دیکھ کر ندا دی کہ اے میرے بیٹے تم دعا کرو کہ یہ آگ مجھے بھی کچھ نہ کہے، تو آپ نے دعا کی اور دعا قبول ہوئی، تو آپ علیہ السّلام کی والدہ محترمہ آگ میں گئیں اور آگ نے انہیں کچھ نہ کہا، انہوں نے آپ علیہ السّلام کو سینے سے لگایا اور بوسہ دیا اور واپس تشریف لے آئیں۔ [2]

والدین کے لیے دعائے مغفرت:

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی والدہ اور والد دونوں کے لئے دعائے مغفرت کی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب

1... تفسیر خزائن العرفان، سورۃ الانعام، زیر آیت 76

2... قصص الانبیاء، 1/184

www.dawateislami.net

يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝۴۱ (پ13، ابراہیم:41) مسلمانوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ماں باپ سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حقیقی والدین مراد ہیں اور وہ دونوں مومن تھے، اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ان کے لئے دعا فرمائی؛ جبکہ سورۂ توبہ کی اس آیت

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ (پ11، التوبہ:114) ترجمہ: اور ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کرنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا۔

میں باپ سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا چچا آزر مراد ہے، سگے والد مراد نہیں۔[1]

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بیوی اور حضرت اسحاق علیہ السّلام کی والدہ ہیں۔ جوانی میں آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد نہیں تھی، بڑی عمر میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد کی بشارت ملی جس کا واقعہ یہ ہے کہ قومِ لوط کو عذاب دینے کے لئے جب اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے تو پہلے وہ انسانی شکل میں مہمان بن کر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بہت مہمان نواز تھے، آپ علیہ السّلام نے فوراً کھانے کے لئے ایک بھنا ہوا بچھڑا تیار کروایا اور لا کر مہمانوں کے آگے رکھ دیا۔ جب مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو انہوں نے کھانے کے لئے اپنے ہاتھ نہ بڑھائے، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خوف محسوس ہوا کہ یہ لوگ کوئی نقصان پہنچانے آئے ہیں۔ یہ دیکھ کر فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے سامنے اپنی اصلیت ظاہر کر دی اور آپ علیہ السّلام کو بیٹے کی بشارت دی چنانچہ قرآن میں فرمایا: ترجمہ: اور انہوں نے اسے ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔[2] یہ بات آپ علیہ السّلام کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے بھی سن لی، جو پردے کے پیچھے سے گفتگو سن رہی تھیں۔ یہ سن کر وہ حیرت سے چِلّاتی ہوئی آئیں اور تعجب سے اپنے چہرے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: کیا وہ عورت بچہ جنے گی جو (90 یا 99 برس کی) بوڑھی ہے اور اس کے ہاں کبھی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اس بات سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ایسی حالت میں بچہ ہونا انتہائی تعجب کی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: جو بات ہم نے کہی آپ کے رب عزّوجلّ نے یونہی فرمایا ہے، بیشک وہی اپنے اَفعال میں حکمت والا ہے اور اس

1 ...روح البیان، ابراہیم، تحت الآیۃ: 41، 4/430، ملخصاً

2 ...پ26، الذاریات:28

www.dawateislami.net

سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔[1]

قرآن مجید میں اس واقعے کو ایک جگہ اجمال کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے:

وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿۵۳﴾ (پ14، الحجر:51-53)

ترجمہ: اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا احوال سناؤ۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو کہنے لگے: ”سلام“ ابراہیم نے فرمایا: ہم تم سے ڈر رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: آپ نہ ڈریں، بیشک ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔

اور دوسری جگہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ذکر کے ساتھ یوں بیان فرمایا:

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۰﴾ (پ26، الذاریات:28-30)

ترجمہ: تو اپنے دل میں ان سے خوف محسوس کیا، (فرشتوں نے) عرض کی: آپ نہ ڈریں اور انہوں نے اسے ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی، تو ابراہیم کی بیوی چلاتی ہوئی آئی پھر اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور کہا: کیا بوڑھی بانجھ عورت (بچہ جنے گی۔) فرشتوں نے کہا: تمہارے رب نے یونہی فرمایا ہے، بیشک وہی حکمت والا، علم والا ہے۔

ایک اور جگہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا مزید کلام، فرشتوں کا انہیں جواب اور رحمت و برکت کی دعائیں دینا مزید تفصیل کے ساتھ یوں مذکور ہے:

وَ امْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ

ترجمہ: اور ان کی بیوی (وہاں) کھڑی تھی تو وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی۔ کہا: ہائے تعجب! کیا میرے ہاں بیٹا پیدا ہو گا حالانکہ میں تو بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بہت زیادہ عمر کے ہیں۔ بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو؟ اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اس

[1] ... جلالین، الذّاریٰت، تحت الآیۃ:30-29، ص433، مدارک، الذّاریات، تحت الآیۃ:30-29، ص1169، ملتقطاً

www.dawateislami.net

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ﴿۷۳﴾ (پ12، ھود:71-73) کی برکتیں ہوں۔ بیشک وہی سب خوبیوں والا، عزت والا ہے۔

ان آیات میں بیان ہوا کہ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہ فرشتوں کی حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے گفتگو سن کر ہنسنے لگیں۔ مفسرین نے ان کی ہنسی کے مختلف اَسباب بیان کئے ہیں۔

(1) حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم کی ہلاکت کی خوشخبری سن کر ہنسنے لگیں۔

(2) بیٹے کی بشارت سن کر خوشی سے ہنسنے لگیں۔

(3) بڑھاپے میں اولاد پیدا ہونے کا سن کر تعجب کی وجہ سے ہنسنے لگیں، اس کے علاوہ اور بھی اَقوال ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا کو ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السّلام کی خوشخبری دی اور حضرت اسحاق علیہ السّلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بھی خوشخبری دی۔ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہوتی ہے، نیز یہ بھی سبب تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام موجود تھے، اس بشارت کے ضمن میں ایک بشارت یہ بھی تھی کہ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا کی عمر اتنی دراز ہو گی کہ وہ پوتے کو بھی دیکھیں گی۔[1]

ازواجِ مطہرات اہلِ بیت میں داخل ہیں:

سورۂ ہود کی آیت 73 سے ثابت ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہمُ السّلام کی ازواجِ مطہرات اہلِ بیت میں داخل ہیں کیونکہ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا کو اہلِ بیت کہا گیا ہے، لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا اور دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہُ عَنہُنَّ تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہلِ بیت میں شامل ہیں۔[2]

نیز اس کی تصریح صحیح مسلم میں بھی موجود ہے کہ (لوگوں کو کھانا کھلانے کے بعد) سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک سے فرمایا: تم پر سلامتی ہو، اے اہلِ بیت! تم کیسے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہم خیریت سے ہیں، آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ کو

---

1 ... صاوی، ہود، تحت الآیۃ: 71، 3/923، مدارک، ہود، تحت الآیۃ: 71، ص505، خازن، ہود، تحت الآیۃ: 71، 2/362، ملتقطاً

2 ... تفسیر قرطبی، ہود تحت الآیۃ: 73، 5/50، الجزء التاسع

www.dawateislami.net

کیسا پایا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہت اچھا پایا۔[1]

حضرت سارہ کی ہجرت:

ہجرت کا واقعہ قرآن کی اس آیت کے تحت موجود ہے:

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾

(پ20، العنکبوت:26)

ترجمہ: تو ابراہیم کی تصدیق لوط نے کی اور ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی (سرزمین شام کی) طرف ہجرت کرنے والا ہوں، بیشک وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے آگ سے صحیح سلامت تشریف لانے اور اتنا عظیم الشّان معجزہ دیکھنے کے باوجود آپ کی قوم ایمان نہ لائی اور کفر و شرک پر بضد رہی تو آپ نے اس جگہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے عراق سے سرزمینِ شام کی طرف ہجرت فرمائی، اس ہجرت میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا اور حضرت لوط علیہ السّلام تھے۔[2]

واقعۂ ہجرت کی مزید تفصیل:

بخاری شریف میں ہجرت کے اِس واقعہ کی مزید تفصیل ہے جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عظمت بہت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کی تو آپ ان کے ساتھ ایک بستی میں داخل ہوئے جس میں ایک ظالم بادشاہ کی حکومت تھی۔ اسے بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ایک حسین ترین عورت کے ساتھ (بستی میں) داخل ہوئے ہیں۔ اس ظالم نے آپ علیہ السّلام کے پاس پیغام بھیجا کہ اے ابراہیم! تمہارے ساتھ جو عورت ہے اس کا تم سے کیا رشتہ ہے؟ فرمایا: یہ میری (دینی) بہن ہے، پھر آپ علیہ السّلام حضرت سارہ کے پاس آئے اور کہا: تم میری بات کو نہ جھٹلانا، میں نے انہیں یہ بتایا ہے کہ تم میری (دینی) بہن ہو اور اللہ کی قسم اس سرزمین پر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی مومن نہیں ہے (مراد یہ کہ اس ایمانی و دینی رشتے سے میں نے بہن

---

1 ... مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلۃ اعتاقہ امۃ ثم یتزوّجہا، ص:572، حدیث:3500(1365)

2 ... خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ:26، 3/449

www.dawateislami.net

کہا ہے) پھر اس ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ کو اپنے پاس بلالیا۔ وہ انہیں پکڑنے کے لیے کھڑا ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر یہ دعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے شوہر کے ماسوا سے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہے تو تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کرنا۔ اس دعا کے بعد اس کافر کا دم گھٹ گیا (اور اس کے گلے سے خرخراہٹ کی آواز نکلی) اور وہ (بے چینی سے) اپنا پاؤں زمین پر مارنے لگا۔ (اس کی یہ حالت دیکھ کر) حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا نے دعا کی: اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو کہا جائے گا کہ سارہ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ (اس دعا کی برکت سے) بادشاہ ٹھیک ہو گیا۔ لیکن پھر (بری نیت سے) آپ رضی اللہُ عنہا کی طرف بڑھا تو آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر یہ دعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے شوہر کے ماسِوا سے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہے تو تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کرنا، چنانچہ پھر اس کا دم گھٹ گیا اور وہ اپنا پاؤں زمین پر مارنے لگا۔ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا نے دعا کی: اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ سارہ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ پھر جب دوسری یا تیسری بار میں ظالم بادشاہ کو چھوڑ دیا گیا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم لوگوں نے میرے پاس ایک سرکش جن بھیج دیا ہے اسے ابراہیم کے پاس لوٹا دو اور اسے آجَر عطا کر دو۔ اس کے بعد حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آئیں اور کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ناکام و نامراد کر دیا اور ہمیں ایک خادمہ عطا کی ہے۔[1]

تنبیہ: حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اپنی زوجہ کو بہن کہنا بظاہر حقیقت کے خلاف ہے لیکن ایک دوسرے اعتبار سے درست ہے کیونکہ آپ علیہ السّلام نے انہیں بہن کہہ کر چچازاد بہن یا دینی رشتے کے لحاظ سے اسلامی بہن مراد لیا تھا اور یہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔

حضرت سارہ کے فضائل:

آپ رضی اللہُ عنہا کے بہت سے فضائل ہیں جن میں اکثر فضائل قرآن و حدیث ہی سے ماخوذ ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بیٹے اسحاق علیہ السّلام کی خوشخبری دی اور اسحاق علیہ السّلام کے

1 ... بخاری، کتاب البیوع، باب شراء المملوک...الخ، 2/49، حدیث: 2217

www.dawateislami.net

بعد ان کے بیٹے یعقوب علیہ السّلام کی بھی خوشخبری دی۔

(2) آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی شریک حیات تھیں۔

(3) آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی خالہ تھیں۔

(4) آپ رضی اللہ عنہا اپنی عمر کے آخری لمحہ تک حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی مطیع و فرمانبردار رہیں۔

(5) آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی نبوت کی تصدیق اور ان کی پیروی کی۔

(6) آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے شادی کے بعد تمام مصائب و آلام میں صبر و تحمل کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ساتھ دیا۔

(7) نارِ نمرود سے سلامتی سے نکل جانے کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ہجرت کی تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا آپ علیہ السّلام کے ساتھ تھیں اور سفر کی ساری صعوبتیں برداشت کیں۔

(8) عفت و پاکدامنی میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا کردار نہایت اعلیٰ تھا جیسا کہ سفر ہجرت میں بادشاہ کے پاس جاکر آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی۔

(9) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا صاحبِ کرامت ولیہ تھیں جیسا کہ اوپر بخاری کی روایت میں بیان ہوا۔

(10) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ایثار و قربانی کی پیکر تھیں کہ شادی کے چند سال بعد جب ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو انہوں نے اپنی کنیز ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے کر دیا جن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پیدا ہوئے۔

(11) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا پر خاص عطائے الٰہی کا ظہور اور رب کی قدرت کا اظہار ہوا کہ نوے یا ننانوے سال کی عمر میں ماں بنیں۔

(12) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بہت مہمان نواز تھیں کہ مہمان نوازی میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ساتھ آپ رضی اللہ عنہا ہی دیتی تھیں، چنانچہ قرآن مجید کے جس واقعے میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے یہاں فرشتوں کے مہمان بن کر آنے کا تذکرہ ہے اور یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فوراً ہی مہمانوں کی خاطر و تواضع کے لئے اسباب فراہم کئے اور بہترین بھنا ہوا بچھڑے کا گوشت لائے، وہاں قرآن مجید میں ساتھ میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہی کا تذکرہ ہے۔

www.dawateislami.net

(13) فرشتوں نے خدا کے حکم سے آپ کو خصوصی طور پر سلام کیا جیسے اوپر آیات میں مذکور ہے۔

(14) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو عظیم فرزند حضرت اسحاق علیہ السّلام عطا ہوئے جو حضرت یعقوب علیہ السّلام کے والد ماجد ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السّلام انبیاءِ بنی اسرائیل جیسے حضرت موسیٰ، داؤد، سلیمان، زکریا، عیسیٰ، یحییٰ اور دوسرے انبیاءِ علیہمُ السّلام کے جد امجد ہیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہُ عنہا اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دوسری زوجہ اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جدِّ امجد حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی والدہ ہیں۔ آپ رضی اللہُ عنہا کا ذکرِ خیر مفسرین نے قرآنِ مجید میں موجود حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا پر مشتمل اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں کیا ہے۔

رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (پ13، ابراہیم:37)

ترجمہ: اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی۔ اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما تاکہ وہ شکر گزار ہو جائیں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی پہلی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور جب حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا کے بطنِ پاک سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی ولادت ہوئی تو اس وجہ سے ان کے دل میں کچھ جذبات پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہُ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے کہا: آپ ہاجرہ اور اُن کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجئے۔ حکمتِ الٰہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا تھا، چنانچہ وحی آئی کہ اے ابراہیم! حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو سرزمین حرم چھوڑ آئیں۔[1]

قوت یقین اور تسلیم و رضا کا بے مثال واقعہ:

حضرت ابراہیم علیہ السّلام حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو لے کر

1 ... تفسیر سراج منیر، ابراھیم، تحت الآیۃ:37، 2/185، ملخصًا

www.dawateislami.net

آئے اور انہیں بیت اللہ کے پاس ایک گھنے درخت کے نیچے بٹھا دیا، یہ درخت مسجد کے اوپر والی جانب میں اس جگہ تھا جہاں زم زم ہے، ان دنوں مکہ میں نہ کوئی رہتا تھا اور نہ ہی وہاں پانی تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے انہیں وہاں بٹھا کر ان کے پاس کھجوروں کی ایک تھیلی اور پانی کی مشک رکھ دی اور منہ پھیر کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور عرض کی: اے ابراہیم! آپ ہمیں ایسی وادی میں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں جس میں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا نے یہ بات کئی بار دہرائی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی، تب آپ رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: تب تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہ ہونے دے گا۔ پھر آپ لوٹ گئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب ثنیہ (پہاڑی) پر پہنچے اور ان کی نظروں سے اوجھل ہوگئے تو آپ علیہ السّلام نے بیت اللہ کی طرف منہ کرکے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔[1] یہ واقعہ حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا کے اللہ پر مضبوط ایمان، اس کی قدرت پر یقین، صبر و شکر اور تسلیم و رضا کی بہت بڑی دلیل ہے۔

حضرت ہاجرہ کے فرزند کی پیاس اور چشمۂ زمزم:

اپنی جگہ پہنچ کر حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو گود میں لے کر اکیلی بیٹھ گئیں، پھر وقت یوں گزرنے لگا کہ آپ رضی اللہُ عنہا حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو دودھ پلا دیتیں اور خود (مشک سے) پانی پی لیا کرتی تھیں یہاں تک کہ جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو انہیں بھی پیاس لگی اور فرزند کو بھی (کیونکہ دودھ ختم ہونے کی وجہ سے آپ علیہ السّلام دودھ نہ پی سکے تھے۔) حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا اپنے نونہال کی طرف دیکھ رہی تھیں جو (حلق خشک ہونے کی وجہ سے) بے قرار ہو رہا تھا، آپ رضی اللہُ عنہا غمزدہ ہو کر وہاں سے ہٹ گئیں اور دیکھا کہ ان کے نزدیک ترین صفا پہاڑ ہے، آپ اس پر چڑھیں اور وادی کی طرف منہ کرکے دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی انسان دکھائی دے لیکن انہیں کوئی نظر نہ آیا، پھر صفا پہاڑ سے اتریں یہاں تک کہ جب وادی میں پہنچیں تو انہوں نے اپنی قمیص کا دامن اٹھالیا (تاکہ اس سے الجھ کر گر نہ پڑیں) پھر کسی بے کل انسان کی طرح تیز دوڑیں حتی کہ وادی سے نکل گئیں، پھر مَروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی نظر آئے لیکن انہیں

1 ... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی، 2/424، حدیث: 3364

www.dawateislami.net

کوئی نظر نہ آیا، انہوں نے سات بار اس طرح کیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اسی کی اتباع میں لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

پھر (ساتویں بار) جب آپ رضی اللہُ عنہا نے مروہ پر چڑھ کر دیکھا تو ایک آواز سنی، انہوں نے خود سے کہا: خاموش۔ پھر دوبارہ آواز سنی تو کہا: تم نے اپنی آواز سنا دی ہے، اگر تمہارے پاس مدد ہے (تو مدد کرو) اچانک دیکھا کہ جس جگہ زم زم ہے، وہاں ایک فرشتہ تھا، اس نے اپنی ایڑی یا پَر سے گڑھا کیا حتی کہ پانی نکل آیا۔ آپ رضی اللہُ عنہا (یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فوراً تشریف لا کر) پانی جمع کرنے لگیں اور اپنے ہاتھ سے اس کو اس طرح حوض کی شکل میں بنانے لگیں، پھر چلو سے پانی لے کر اسے اپنی مشک میں ڈالنا شروع کر دیا اور چلو سے پانی لینے کے بعد وہاں چشمہ ابل پڑا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اسماعیل کی ماں پر رحم فرمائے، اگر وہ زمزم کو یوں ہی چھوڑ دیتیں، یا فرمایا: اگر وہ چلو میں پانی نہ لیتیں تو وہ زم زم بہتا ہوا چشمہ بن جاتا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہُ عنہ نے مزید فرمایا: حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا نے پانی پیا، پھر اپنے فرزند کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا: آپ لوگ اپنے ضائع ہونے کا خوف نہ کریں کیونکہ یہیں بیت اللہ ہے جسے یہ لڑکا اور اس کے والد مل کر بنائیں گے اور بیشک اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔[1]

حضرت ہاجرہ کے نشانِ قدم:

صفا و مروہ پہاڑوں پر حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا کا دوڑنا بارگاہِ الٰہی میں اس قدر مقبول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پہاڑوں کو اپنی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دے دیا اور آپ رضی اللہُ عنہا کے دوڑنے کے انداز کو قیامت تک کے لئے ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے پر لازم کر دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو اس

1 ... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی، 2/425-424، حدیث: 3364

www.dawateislami.net

حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۵۸﴾ (پ2، البقرہ:158)

گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے چکر لگائے اور جو کوئی اپنی طرف سے بھلائی کرے تو بیشک اللہ نیکی کا بدلہ دینے والا، خبر دار ہے۔

مکہ مکرمہ کی آباد کاری:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: بیت اللہ کی جگہ ٹیلے کی طرح زمین سے بلند تھی، سیلاب اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا تھا۔ وقت یونہی گزرتا رہا یہاں تک کہ جُرہم قبیلے کے قافلے یا جُرہم والوں کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ مقام کداء کے راستے سے آرہے تھے اور مکہ کے نشیبی علاقے میں ٹھہرے، انہوں نے ایک پرندے کو اڑتے ہوئے دیکھا تو کہا: یہ پرندہ پانی کے گرد چکر لگا رہا ہے حالانکہ ہم اس وادی میں پہلے بھی ٹھہرے تھے اس وقت تو یہاں بالکل پانی نہیں تھا۔ پھر انہوں نے ایک یا دو آدمی بھیجے تو انہوں نے واقعی وہاں پر پانی دیکھا اور جا کر قبیلے والوں کو خبر دی تو وہ لوگ بھی وہاں آگئے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا پانی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ قبیلے والوں نے پوچھا: کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ ہم آپ کے قریب ہی ٹھہر جائیں؟ آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: ہاں، لیکن تمہارا پانی پر کوئی حق نہ ہو گا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: (یوں) حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی والدہ کو لوگ مل گئے اور انہیں بھی پسند تھا کہ قریب میں انسان ہوں، چنانچہ یہ لوگ وہاں ٹھہر گئے اور انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی یہیں بلا لیا یہاں تک کہ اس جگہ کئی گھر آباد ہو گئے۔[1]

حضرت ہاجرہ کا ابلیس کو جواب:

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے فرزند کو ذبح کرنے کیلئے چلے تو شیطان ایک مرد کی صورت میں حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپ جانتی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام آپ کے صاحبزادے کو لے کر کہاں گئے ہیں؟ آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: وہ اس گھاٹی میں لکڑیاں لینے کیلئے گئے ہیں۔ شیطان نے کہا: خدا کی قسم! ایسا نہیں، وہ تو آپ کے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے لے گئے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: ہرگز ایسا

1 ... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی، 2/425، حدیث:3364

www.dawateislami.net

نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو اپنے فرزند پر بہت شفقت کرتے اور اس سے بڑا پیار کرتے ہیں۔ شیطان نے کہا: ان کا گمان یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو پھر اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کی اطاعت کریں۔[1]

اس واقعہ کا ذکر مفسرین نے ان آیات مبارکہ کے تحت کیا ہے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰى فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰىؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ٘ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ(۱۰۲) فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ(۱۰۳)

(پ23، الصافات:102-103)

ترجمہ: پھر جب وہ اس کے ساتھ کوشش کرنے کے قابل عمر کو پہنچ گیا تو ابراہیم نے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: اے میرے باپ! آپ وہی کریں جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ تو جب ان دونوں نے (ہمارے حکم پر) گردن جھکا دی اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا (اس وقت کا حال نہ پوچھ)۔

حضرت ہاجرہ کے فضائل:

(1) آپ رضی اللہ عنہا خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی زوجہ اور ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی والدہ ہیں۔

(2) آپ رضی اللہ عنہا کے فرزند کی نسل سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دنیا میں جلوہ گری ہوئی۔

(3) آپ رضی اللہ عنہا نے حکم الٰہی پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے نونہال حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ساتھ ویران اور سنسان ترین جگہ پر قیام کر کے ایمان کی مضبوطی، قوت یقین، صبر و ہمت اور عزم و استقلال کی ایک شاندار مثال قائم کی۔

(4) صفا اور مروہ پہاڑوں کے درمیان آپ کے چلنے اور دوڑنے کے انداز کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے پر لازم کر دیا۔

(5) صفا اور مروہ پہاڑوں کے درمیان آپ کی جدوجہد بارگاہِ الٰہی میں اس قدر مقبول ہوئی کہ قرآن مجید

1 ... خازن، والصافات، تحت الآیۃ: 103، 4/23

www.dawateislami.net

میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پہاڑوں کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا۔

حضرت لوط علیہ السّلام کی پاکیزہ بیٹیوں کا تذکرہ

حضرت لوط علیہ السّلام کی بیٹیوں کا نام تو قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن نام کے بغیر کئی جگہ ذکر ہے، چند ایک جگہ تو بیٹیوں کے لفظ کے ساتھ ہے اور بقیہ جگہ "اھل" کے لفظ کے ساتھ ہے۔ یہ دو صاحبزادیاں تھیں اور دونوں مومنہ تھیں، کیونکہ قومِ لوط پر جب عذاب آیا تو یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت لوط علیہ السّلام کے ساتھ محفوظ رہیں اور اس عذاب سے صرف مومن مرد و عورت ہی محفوظ رہے تھے اور دونوں صاحبزادیوں نے حضرت لوط علیہ السّلام کے ساتھ ہی اپنی بستی کو چھوڑا تھا۔ اس حوالے سے سیرت الانبیاء میں تحریر ہے: جب اُس شہر پر عذاب آیا تو حضرت لوط علیہ السّلام اور ان پر ایمان لانے والے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی وہاں سے نکال لیا اور اس شہر میں یہی گھرانہ مسلمان تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ حضرت لوط علیہ السّلام اور آپ کی دونوں صاحب زادیاں تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السّلام اور ان کے اہل بیت میں سے جن لوگوں نے نجات پائی ان کی تعداد 13 تھی۔[1]

قرآن پاک میں ہے:

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِیْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِیْهَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۶﴾ (پ27، الذاریات:35-36)

ترجمہ: تو ہم نے اس شہر میں موجود ایمان والوں کو نکال لیا۔ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا۔

حضرت لوط علیہ السّلام کی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نام زعورا اور ایک کا نام ریثا تھا۔ تفسیر ابن عباس میں ہے: "وابنتیه زعورا و ریثا" "نجات پانے والے اہلِ لوط سے مراد آپ علیہ السّلام کی دو بیٹیاں "زعورا" اور "ریثا" ہیں۔"[2] البتہ تفسیر طبری میں زعورا کی بجائے "زغرتا" ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر طبری میں ہے: "كَانَتْ لَهُ ابْنَتَانِ اسْمُ الْكُبْرٰى رَيْثَا وَ الصُّغْرٰى زَغَرْتَا" ترجمہ: حضرت لوط علیہ السّلام کی دو بیٹیاں تھیں، بڑی کا نام ریثا اور چھوٹی کا نام زغرتا تھا۔[3]

ان صاحبزادیوں کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ذی رحم رشتے دار بھی ہیں

1 ... خازن، الذّٰریٰت، تحت الآیۃ: 35-36، 4/184، ابو سعود، الذریت، تحت الآیۃ: 35-36، 5/631، ملتقطاً.

2 ... تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ص173،

3 ... طبری، ہود، تحت الآیہ: 77، 7/80، حدیث: 18368

www.dawateislami.net

کیونکہ ان کے والد حضرت لوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بھتیجے تھے تو یوں یہ بیٹیاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی محرم رشتے دار ہوئیں اور دوسری طرف حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے شہزادوں یعنی حضرت اسماعیل اور اسحاق علیہما السّلام کی بھی رشتے دار ہوئیں۔

قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السّلام کی بیٹیوں کے طور پر ان کا تذکرہ درج ذیل آیات میں ہے:

وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِؕ قَالَ یٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ(۷۸) قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ(۷۹)

(پ12، ہود:78،79)

ترجمہ: اور ان کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور وہ (لوگ) پہلے ہی سے برے کاموں کے عادی تھے۔ لوط نے فرمایا: اے میری قوم! یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی ایک آدمی بھی نیک کردار والا نہیں؟ انہوں نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارے لئے کوئی حاجت نہیں اور تم ضرور جانتے ہو جو ہم چاہتے ہیں۔

ان آیات میں بیان کردہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت لوط علیہ السّلام کے گھر پر فرشتے خوبصورت لڑکوں کی صورت میں آئے اور آپ علیہ السّلام اپنے مہمانوں کے ساتھ گھر میں ہی تھے کہ قوم کے لوگ مہمانوں کے ساتھ بے حیائی کا کام کرنے کی غرض سے دوڑتے ہوئے آئے، وہ لوگ اس سے پہلے ہی برے کاموں کے عادی تھے اور شرم وحیا سے بالکل عاری ہو چکے تھے۔ انہیں دیکھ کر حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم! یہ جو میری قوم کی بیٹیاں ہیں، یہ تمہارے لیے نکاح کی صورت میں پاکیزہ ہیں تو اپنی بیویوں سے فائدہ حاصل کرو کہ وہ تمہارے لئے حلال ہیں، حضرت لوط علیہ السّلام نے ان کی عورتوں کو جو قوم کی بیٹیاں تھیں بزرگانہ شفقت سے اپنی بیٹیاں فرمایا تاکہ اس حسنِ اخلاق سے وہ فائدہ اٹھائیں اور غیرت و حَمِیَّت سیکھیں۔ حضرت لوط علیہ السّلام نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے کفر و سرکشی سے باز آجاؤ اور میرے مہمانوں سے کوئی برا فعل سرانجام دے کر مجھے ان کے سامنے شرمندہ مت کرو، کیا تم میں ایک بھی کوئی ایسا نیک آدمی نہیں کہ جس کی بات مان کر تم اس برے فعل سے باز آجاؤ؟[1]

1 ...بیضاوی، ہود، تحت الآیۃ:78، 3/247-248، خازن، ہود، تحت الآیۃ:78، 2/364، ملتقطاً

www.dawateislami.net

حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت فرمائی اور مہمانوں کے سامنے رسوا کرنے سے روکا تو آپ علیہ السّلام کی قوم نے اس نصیحت سے اعراض کرتے ہوئے کہا: آپ جانتے ہیں کہ آپ کی قوم کی بیٹیوں سے نکاح کرنے کی ہمیں کوئی حاجت نہیں اور نہ ہی ہمیں ان کی طرف کوئی رغبت ہے اور جو ہماری خواہش ہے وہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔[1]

ایک دوسری آیت میں بھی حضرت لوط علیہ السّلام کی بیٹیوں کا ذکر ہے چنانچہ سورۂ اعراف میں عذاب سے نجات پانے والوں میں اہلِ لوط کا بیان ہے اور مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت لوط علیہ السّلام کی بیٹیاں ہیں کیونکہ بیوی تو عذاب کا شکار ہو گئی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾ (پ8، الاعراف:83)

ترجمہ: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے، وہ باقی رہنے والوں میں سے تھی۔

یعنی جب حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم پر عذاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السّلام آپ کے گھر والوں میں سے آپ کی دو بیٹیوں اور سارے مسلمانوں کو عذاب سے بچالیا، البتہ حضرت لوط علیہ السّلام کی بیوی جس کا نام واہلہ تھا وہ آپ پر ایمان نہ لائی بلکہ کافرہ ہی رہی، اپنی قوم سے محبت رکھتی اور ان کے لئے جاسوسی کرتی تھی، یہ عذاب میں مبتلا ہوئی۔

حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا

زلیخا عزیزِ مصر کی زوجہ کا نام ہے جو مصر میں رہتی تھیں۔ عزیز مصر کا نام قطفیر تھا اور بعض نے فوطیفار یا پوتیفار نام لکھا ہے، اسے شاہی دربار میں رسائی اور عہدہ حاصل تھا۔ روایات کے مطابق زلیخا کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ عزیزِ مصر نے جب حضرت یوسف علیہ السّلام کو خریدا تو اپنی بیوی سے فرمایا کہ یوسف (علیہ السّلام) کو عزت سے رکھو، ان کی قیام گاہ نفیس ہو، لباس اور خوراک اعلیٰ قسم کی ہو، شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے اور ہمارے کاموں میں اپنے تدبر و دانائی سے ہمارے لئے نفع مند اور بہتر مددگار ثابت ہو؛ نیز ہو سکتا ہے کہ سلطنت اور حکومت کے کاموں کو سرانجام دینے میں ہمارے کام آئے کیونکہ رُشد کے آثار ان کے چہرے سے ظاہر ہیں یا

1 ...ابو سعود، ہود، تحت الآیۃ:79، 3/54

www.dawateislami.net

پھر ہم انہیں بیٹا بنالیں۔ یہ قطفیر نے اس لئے کہا کہ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔[1]

چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۫ (پ12، یوسف:21)

ترجمہ: اور مصر کے جس شخص نے انہیں خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا: انہیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ہم انہیں بیٹا بنالیں اور اسی طرح ہم نے یوسف کو زمین میں ٹھکانا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السّلام عزیز مصر کے گھر میں رہنا شروع ہوگئے، آپ علیہ السّلام انتہائی حسین و جمیل تھے، جب زلیخا نے آپ علیہ السّلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو اس نے آپ علیہ السّلام کے بارے میں لالچ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام چونکہ اسی گھر میں رہائش پذیر تھے جہاں زلیخا رہتی تھی، اس لئے زلیخا نے موقع پاکر حضرت یوسف علیہ السّلام کو ان کے مُقدّس نفس کے خلاف پھسلانے کی کوشش کی تاکہ وہ اس کی ناجائز خواہش کو پورا کریں۔ زلیخا کے مکان میں یکے بعد دیگرے سات دروازے تھے، زلیخا نے ساتوں دروازے بند کر کے حضرت یوسف علیہ السّلام سے کہا: میری طرف آؤ، یہ میں تم ہی سے کہہ رہی ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے اس کی بات سن کر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور اسی سے اپنی حفاظت کا طلبگار ہوں کہ وہ مجھے اس قباحت سے بچائے جس کی تو طلب گار ہے۔ بے شک عزیز مصر قطفیر میری پرورش کرنے والا ہے اور اس نے مجھے رہنے کے لئے اچھی جگہ دی ہے اس کا بدلہ یہ نہیں کہ میں اس کے اہلِ خانہ میں خیانت کروں، جو ایسا کرے وہ ظالم ہے۔[2]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہونا چاہیے اور اپنے مربی کا احسان ماننا انبیاءِ کرام علیہمُ السّلام کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں واقعے کا یہ حصہ یوں بیان فرمایا:

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ

ترجمہ: اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اُس نے اُنہیں اُن کے نفس کے خلاف پھسلانے کی کوشش کی اور سب دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی: آؤ، (یہ) تم ہی سے کہہ رہی ہوں۔ یوسف نے

1 ... ابو سعود، یوسف، تحت الآیۃ: 21، 3/90، خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 21، 3/11، ملتقطاً

2 ... تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیۃ: 23، 6/438، خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 23، 3/12، ملتقطاً

www.dawateislami.net

لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖۚ-وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖؕ-كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَؕ-اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾

(پ12، یوسف:23-24)

جواب دیا: (ایسے کام سے) اللہ کی پناہ۔ بیشک وہ مجھے خریدنے والا شخص میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔ بیشک زیادتی کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔ اور بیشک عورت نے یوسف کا ارادہ کیا اور اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا تو وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا۔ ہم نے اسی طرح کیا تاکہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں، بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

آیت کے اس حصے **"اور بیشک عورت نے یوسف کا ارادہ کیا اور اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا تو وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا۔"** سے مراد یہ ہے کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السّلام سے برائی کا ارادہ کیا اور اگر حضرت یوسف علیہ السّلام اپنے رب عزّوجلّ کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو انسانی فطرت کے تقاضے کے مطابق وہ بھی عورت کی طرف مائل ہو جاتے لیکن حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے رب تعالیٰ کی دلیل دیکھی اور اس فاسد ارادے سے محفوظ رہے اور وہ دلیل وبُرہان عِصمتِ نبوت ہے، اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام علیہمُ السّلام کے پاکیزہ نُفوس کو برے اَخلاق اور گندے اَفعال سے پاک پیدا کیا ہے اور پاکیزہ، مُقَدّس اور شرافت والے اَخلاق پر ان کی پیدائش فرمائی ہے، اس لئے وہ ہر ایسے کام سے باز رہتے ہیں جس کا کرنا منع ہو۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت زلیخا حضرت یوسف علیہ السّلام کے درپے ہوئی اس وقت آپ علیہ السّلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السّلام کو دیکھا کہ انگشتِ مبارک دندانِ اَقدس کے نیچے دبا کر اِجتناب کا اشارہ فرماتے ہیں۔[1]

تنبیہ: ان آیات میں ذکر کئے گئے واقعے سے متعلق بحث کرنے سے بچنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کیونکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کی عصمت کا ہے اور بحث کرنا کہیں ایمان کی بربادی کا سبب نہ بن جائے۔

پاک دامنی کی فضیلت:

یہاں موقع کی مناسبت سے پاک دامنی کے دو فضائل ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت سہل بن سعد رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور اپنی ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان اور شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی

1 ...ابو سعود، یوسف، تحت الآیۃ:24، 3/ 95، خازن، یوسف، تحت الآیۃ:24، 3/ 14، ملتقطاً

www.dawateislami.net

ضمانت دیتا ہوں۔[1]

(2) حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھے اور اپنے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔[2]

زلیخا اور حضرت یوسف کے واقعہ کی مزید تفصیلات:

جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السّلام کے درپے ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے رب تعالیٰ کی بُرہان دیکھی تو آپ علیہ السّلام دروازے کی طرف بھاگے اور زلیخا ان کے پیچھے انہیں پکڑنے کے لئے بھاگی۔ حضرت یوسف علیہ السّلام جس جس دروازے پر پہنچتے جاتے تھے اس کا تالا کھل کر گرتا چلا جاتا تھا۔ آخر کار زلیخا حضرت یوسف علیہ السّلام تک پہنچی اور اس نے آپ علیہ السّلام کا کرتا پیچھے سے پکڑ کر آپ کو کھینچا تاکہ آپ نکلنے نہ پائیں لیکن آپ غالب آئے اور دروازے سے باہر نکل گئے۔ زلیخا کے قمیص کھینچنے کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السّلام کی قمیص پیچھے سے پھٹ گئی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السّلام جیسے ہی باہر نکلے اور آپ علیہ السّلام کے پیچھے زلیخا بھی نکلی تو انہوں نے زلیخا کے شوہر یعنی عزیز مصر کو دروازے کے پاس پایا، فوراً ہی زلیخا نے اپنی براءت ظاہر کرنے اور حضرت یوسف علیہ السّلام کو اپنے مکر سے خوفزدہ کرنے کے لئے حیلہ تراشا اور شوہر سے کہنے لگی: اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ اتنا کہہ کر زلیخا کو اندیشہ ہوا کہ کہیں عزیز طیش میں آکر حضرت یوسف علیہ السّلام کے قتل کے درپے نہ ہو جائے اور یہ بھی زلیخا کو گوارا نہ تھا، اس لئے اس نے یہ کہا "یہی کہ اسے قید کر دیا جائے یا دردناک سزا دی جائے یعنی اس کو کوڑے لگائے جائیں۔[3]

جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے دیکھا کہ زلیخا الٹا آپ پر الزام لگاتی ہے اور آپ کے لئے قید و سزا کی صورت پیدا کرتی ہے تو آپ علیہ السّلام نے اپنی براءت کا اظہار اور حقیقتِ حال کا بیان ضروری سمجھا اور فرمایا: یہ

1 ... بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، 4/240، حدیث: 6474

2 ... حلیۃ الاولیاء، الربیع بن صبیح، 6/336، حدیث: 8830

3 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 25، 3/15، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ: 25، ص526، ملتقطاً

www.dawateislami.net

مجھ سے برے فعل کی طلب گار ہوئی تو میں نے اس سے انکار کیا اور میں بھاگا۔[1]

قرآن مجید میں واقعے کا یہ حصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ (پ12، یوسف:25-26)

ترجمہ: اور وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے ان کی قمیص کو پیچھے سے پھاڑ دیا اور دونوں نے دروازے کے پاس عورت کے شوہر کو پایا تو عورت کہنے لگی۔ اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ یہی کہ اسے قید کر دیا جائے یا دردناک سزا (دی جائے)۔ یوسف نے فرمایا: اسی نے میرے دل کو پھسلانے کی کوشش کی ہے۔

عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی بات سن کر کہا: اس بات پر کس طرح یقین کیا جائے کہ میری بیوی نے آپ کو ورغلایا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس گھر میں ایک چار مہینے کا بچہ جھولے میں ہے اس سے دریافت کرنا چاہیے۔ (یہ بچہ زلیخا کے ماموں کا لڑکا ہے) عزیز نے کہا: چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیسے بولے۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو گویائی دینے اور اس سے میری بے گناہی کی شہادت ادا کرا دینے پر قادر ہے۔ عزیز نے اس بچہ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ بچہ بولنے لگا اور اس نے کہا: اگر اِن کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو پھر تو عورت سچی ہے اور یہ سچے نہیں اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔ یعنی اگر حضرت یوسف علیہ السّلام آگے بڑھے اور زلیخا نے ان کو ہٹایا تو کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو گا اور اگر حضرت یوسف علیہ السّلام اس سے بھاگ رہے تھے اور زلیخا پیچھے سے پکڑ رہی تھی تو کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہو گا۔[2]

قرآن مجید میں واقعے کا یہ حصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ

ترجمہ: یوسف نے فرمایا: اسی نے میرے دل کو پھسلانے کی کوشش کی ہے اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ

1 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 27-26، 3/16-15، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ: 27-26، ص527-526، ملتقطاً

2 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 27-26، 3/16-15، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ: 27-26، ص527-526، ملتقطاً

www.dawateislami.net

فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ (پ12، یوسف:26،27)

نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو پھر تو عورت سچی ہے اور یہ سچے نہیں۔ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔

چنانچہ جب اس بچے کے کہنے کے مطابق عمل کیا گیا اور عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السّلام کا کرتا دیکھا تو وہ واقعی پچھلی سائیڈ سے پھٹا ہوا تھا، وہ سمجھ گیا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام سچے ہیں اور زلیخا جھوٹی ہے۔ اس پر اس نے زلیخا سے کہا: تمہاری یہ بات کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ (اور اس سے تم یہ بتانا چاہتی ہو کہ یوسف قصور وار ہیں) یہ صرف تم عورتوں کا مکر ہے، یقیناً تمہارا مکر بہت بڑا ہوتا ہے جس سے تم مردوں پر غالب آجاتی ہو۔[1]

جب عزیزِ مصر کے سامنے زلیخا کی خیانت اور حضرت یوسف علیہ السّلام کی براءت ثابت ہو گئی تو عزیز نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح معذرت کی: اے یوسف! تم اس بات سے درگزر کرو اور اس پر مغموم نہ ہو بے شک تم پاک ہو۔ اس کلام سے یہ بھی مطلب تھا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرو تاکہ چرچا نہ ہو اور شُہرہ عام نہ ہو جائے۔[2]

اور اپنی بیوی زلیخا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے عورت! تو اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ جو تو نے حضرت یوسف علیہ السّلام پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے بری ہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ خیانت کا ارادہ کرنے کی وجہ سے بیشک تو ہی خطاکاروں میں سے ہے۔[3]

قرآن مجید میں واقعے کا یہ حصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ

ترجمہ: یوسف نے فرمایا: اسی نے میرے دل کو پھسلانے کی کوشش کی ہے اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو پھر تو

1 ... مدارک، یوسف، تحت الآیۃ:28، ص527
2 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ:29، 3/16
3 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ:27، 29، 3/16

www.dawateislami.net

قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَ اسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ۫ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕیْنَ ﴿۲۹﴾

(پ12، یوسف:26،29)

عورت سچی ہے اور یہ سچے نہیں۔ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔ پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو کہا: بیشک یہ تم عورتوں کا مکر ہے۔ بیشک تمہارا مکر بہت بڑا ہے۔ اے یوسف! تم اس بات سے درگزر کرو اور اے عورت! تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بیشک تو ہی خطاکاروں میں سے ہے۔

مصر کے اشرافیہ خاندان کی عورتوں کا تذکرہ:

عزیزِ مصر نے اگرچہ اس قصہ کو بہت دبایا لیکن یہ خبر چھپ نہ سکی اور اس کا چرچا اور شہرہ ہو ہی گیا۔ شہر میں شُرفاءِ مصر کی عورتیں زلیخا اور حضرت یوسف علیہ السّلام کے بارے میں باتیں کرنے لگیں۔[1]

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾

(پ12، یوسف:30)

ترجمہ: اور شہر میں کچھ عورتوں نے کہا: عزیز کی بیوی اپنے نوجوان کا دل لبھانے کی کوشش کرتی ہے، بیشک ان کی محبت اس کے دل میں سما گئی ہے، ہم تو اس عورت کو کھلی محبت میں گم دیکھ رہے ہیں۔

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زَناں:

جب زلیخا نے سنا کہ اَشرافِ مصر کی عورتیں اسے حضرت یوسف علیہ السّلام کی محبت پر ملامت کرتی ہیں تو اس نے چاہا کہ وہ اپنا عذر ان کے سامنے ظاہر کر دے، چنانچہ اس کے لئے اس نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور اس دعوت میں اشرافِ مصر کی چالیس عورتوں کو مدعو کر لیا، ان میں وہ سب عورتیں بھی تھیں جنہوں نے اس پر ملامت کی تھی، زلیخا نے ان عورتوں کو بہت عزت و احترام کے ساتھ مہمان بنایا اور ان کیلئے نہایت پر تکلف نشستیں تیار کر دیں جن پر وہ بہت عزت و آرام سے تکیے لگا کر بیٹھیں، دستر خوان بچھائے گئے اور طرح طرح کے

1 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ:30، 3/16، ملخصاً

www.dawateislami.net

کھانے اور میوے اس پر چنے گئے۔ پھر زلیخا نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دیدی تا کہ وہ اس سے کھانے کے لئے گوشت کاٹیں اور میوے تراش لیں، اس کے بعد زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو عمدہ لباس پہننے کیلئے دیا اور کہا "ان عورتوں کے سامنے نکل آیئے۔ پہلے تو آپ نے اس سے انکار کیا لیکن جب اِصرار و تاکید زیادہ ہوئی تو زلیخا کی مخالفت کے اندیشے سے آپ کو آنا ہی پڑا۔ جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو دیکھا تو ان کی بڑائی پکار اُٹھیں کیونکہ انہوں نے اس عالَم افروز جمال کے ساتھ نبوت و رسالت کے اَنوار، عاجزی و اِنکساری کے آثار، شاہانہ ہَیبت واِقتدار اور کھانے پینے کی لذیذ چیزوں اور حسین و جمیل صورتوں کی طرف سے بے نیازی کی شان دیکھی تو تعجب میں آگئیں اور آپ کی عظمت وہیبت دلوں میں بھر گئی اور حسن و جمال نے ایسا وارفتہ کیا کہ ان عورتوں کو خود فراموشی ہو گئی اور ان کے حسن و جمال میں گم ہو کر پھل کاٹتے ہوئے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور ہاتھ کٹنے کی تکلیف کا اصلاً احساس نہ ہوا۔ وہ پکار اٹھیں کہ سُبْحٰنَ اللہ، یہ کوئی انسان نہیں ہے کہ ایسا حسن و جمال انسانوں میں دیکھا ہی نہیں گیا اور اس کے ساتھ نفس کی یہ طہارت کہ مصر کے اعلیٰ خاندانوں کی حسین و جمیل عورتیں، طرح طرح کے نفیس لباسوں اور زیوروں سے آراستہ و پیراستہ سامنے موجود ہیں اور آپ کی شانِ بے نیازی ایسی کہ کسی کی طرف نظر نہیں فرماتے اور قطعاً اِلتفات نہیں کرتے۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ اس واقعے کی طرف اشارہ کر کے بڑے حسین انداز میں شانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زَناں — سر کٹاتے ہیں ترے نام پر مردانِ عرب

قرآن مجید میں اس کے متعلق بیان فرمایا:

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ

ترجمہ: تو جب اس عورت نے ان کی بات سنی تو ان عورتوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لیے تکیہ لگا کر بیٹھنے کی نشستیں تیار کر دیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دیدی اور یوسف سے کہا: ان کے سامنے نکل آیئے تو جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کی بڑائی پکار اُٹھیں اور اپنے ہاتھ کاٹ

1 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 31، 3/18-17، تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیۃ: 31، 6/449، ملتقطاً

www.dawateislami.net

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (پ12، یوسف:31)

لئے اور پکار اٹھیں سُبْحٰنَ اللہ، یہ کوئی انسان نہیں ہے یہ تو کوئی بڑی عزت والا فرشتہ ہے۔

عورتیں جب حضرت یوسف علیہ السّلام کے حسن و جمال میں گم ہو گئیں اور وارفتگی میں انگلیاں تک کاٹ ڈالیں، تو زلیخا نے ان سے کہا "یہ ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے طعنہ دیتی تھیں، اب تم نے دیکھ لیا اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ میرا معاملہ کچھ قابلِ تعجب و ملامت نہیں تھا۔ بیشک میں نے ان کا دل لبھانا چاہا تو اِنہوں نے اپنے آپ کو بچالیا اور کسی طرح میری طرف مائل نہ ہوئے۔ اس پر مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام سے کہا کہ آپ زلیخا کا کہنا مان لیجئے۔ ان کی بات سن کر زلیخا بولی "بیشک اگر یہ وہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں ڈالے جائیں گے اور ضرور ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوں گے اور چوروں، قاتلوں اور نافرمانوں کے ساتھ جیل میں رہیں گے۔[1]

قرآن مجید میں اسے یوں بیان فرمایا:

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُّنَّنِیْ فِیْهِؕ-وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَؕ-وَ لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ (پ12، یوسف:32)

ترجمہ: زلیخا نے کہا: تو یہ ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے طعنہ دیتی تھیں اور بیشک میں نے ان کا دل لبھانا چاہا تو اِنہوں نے اپنے آپ کو بچالیا اور بیشک اگر یہ وہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں ڈالے جائیں گے اور ضرور ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

حضرت یوسف علیہ السّلام یہ سن کر مجلس سے اٹھ گئے لیکن آپ کے پیچھے مصری عورتیں ملامت کرنے کے بہانے سے باہر آئیں اور ایک ایک نے آپ سے اپنی تمنّاؤں کا اظہار کیا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کو ان کی گفتگو بہت ناگوار ہوئی تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب! مجھے اس کام کی بجائے قید خانہ پسند ہے جس کی طرف یہ مجھے بلا رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر و فریب نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔[2]

---

1 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ:32، 3/18، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ:32، ص528-529، ملتقطاً

2 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ:32، 3/18، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ:32، ص529، ملتقطاً

www.dawateislami.net

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السّلام کی دعا کا تذکرہ اس طرح بیان فرمایا:

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

(پ12، یوسف:33)

ترجمہ: یوسف نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے اس کام کی بجائے قید خانہ پسند ہے جس کی طرف یہ مجھے بلا رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر و فریب نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔

زلیخا کا اقرار اور مصری خواتین کی گواہی:

حضرت یوسف علیہ السّلام کی پاکدامنی ثابت ہو جانے کے باوجود آپ علیہ السّلام کو جیل بھیج دیا گیا، جہاں آپ علیہ السّلام نے طویل عرصہ گزارا۔ اس دوران دو قیدیوں نے آپ کو اپنا خواب بیان کیا جس میں سے ایک کا خواب یہ تھا کہ وہ انگور سے شراب نچوڑ رہا تھا۔ اس خواب کی تعبیر آپ علیہ السّلام نے یہ بیان فرمائی تھی کہ وہ شخص سزائے موت سے بری ہو جائے گا اور بادشاہ کو شراب مہیا کرنے کی ذمہ داری پائے گا۔ اس بری ہونے والے قیدی سے حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا تھا کہ بادشاہ کے پاس جا کر میرا بھی ذکر کرنا کہ ایک بے قصور قیدی جیل میں بند ہے لیکن وہ شخص یہ بات بھول گیا۔ ایک عرصے بعد بادشاہ نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر اس کے درباری نہ بتا سکے تو قید والے شخص کو حضرت یوسف علیہ السّلام یاد آئے کہ وہ بتا سکتے ہیں، چنانچہ وہ آپ علیہ السّلام کے پاس آیا اور خواب بیان کر کے تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے تعبیر بیان فرمادی، وہ شخص تعبیر سن کر واپس ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں جا کر تعبیر بیان کی، بادشاہ کو یہ تعبیر بہت پسند آئی اور اسے یقین ہوا کہ جیسا حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا ہے ضرور ویسا ہی ہو گا۔ بادشاہ کو شوق پیدا ہوا کہ اس خواب کی تعبیر خود حضرت یوسف علیہ السّلام کی زبان مبارک سے سنے، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں ان کی زیارت کروں کیونکہ انہوں نے خواب کی اتنی اچھی تعبیر بیان کی ہے۔ جب قاصد حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس آیا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی خدمت میں بادشاہ کا پیام عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ جاؤ پھر اس سے درخواست کرو کہ وہ تفتیش کرے کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بیشک میرا رب عزّوجلّ ان کے مکر کو جانتا ہے۔ یہ آپ علیہ السّلام نے اس لئے فرمایا تاکہ بادشاہ کے سامنے آپ کی براءت اور بے گناہی ظاہر ہو جائے اور اس کو یہ معلوم ہو کہ یہ لمبی قید بلا وجہ ہوئی تاکہ آئندہ حاسدوں کو الزام

www.dawateislami.net

لگانے کا موقع نہ ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہمت دور کرنے میں کوشش کرنا ضروری ہے۔[1]

جب قاصد حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس سے پیام لے کر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا تو بادشاہ نے پیام سن کر ہاتھ کاٹ لینے والی عورتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ عزیزِ مصر کی عورت کو بھی بلایا، پھر بادشاہ نے ان سے کہا: اے عورتو! اپنے صحیح حالات مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا تھا، جب تم نے حضرت یوسف علیہ السّلام کا دل لبھانا چاہا، کیا تم نے ان کی جانب سے اپنی طرف کوئی میلان پایا۔ عورتوں نے جواب دیا: سُبْحٰنَ اللہ! ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں پائی۔ عزیزِ مصر کی عورت یعنی زلیخا نے کہا: اب اصل بات ظاہر ہو گئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں نے ہی ان کا دل لبھانا چاہا تھا اور بیشک وہ اپنی بات میں سچے ہیں۔[2]

قرآن مجید میں واقعے کا یہ حصہ کافی تفصیل سے بیان فرمایا ہے، یہاں اس کا عورتوں سے متعلقہ حصہ بیان کیا جاتا ہے، فرمایا:

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۚ-فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ(۵۰) قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ٘- اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ(۵۱) (پ12، یوسف:50-51)

ترجمہ: اور بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ تو جب ان کے پاس قاصد آیا تو یوسف نے فرمایا: اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ جاؤ پھر اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بیشک میرا رب ان کے مکر کو جانتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: اے عورتو! تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کا دل لبھانا چاہا۔ انہوں نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں پائی۔ عزیز کی عورت نے کہا: اب اصل بات کھل گئی۔ میں نے ہی ان کا دل لبھانا چاہا تھا اور بیشک وہ سچے ہیں۔

حضرت زلیخا کو برے لفظوں سے یاد کرنا:

اس آیت میں حضرت زلیخا رضی اللہُ عنہا کی توبہ کا اعلان اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کیونکہ انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور قصور کا اقرار توبہ ہے لہٰذا اب حضرت زلیخا رضی اللہُ عنہا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے کیونکہ

1 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ:50، 3/24، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ:50، ص533، ملتقطاً

2 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ:51، 3/24

www.dawateislami.net

وہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی صحابیہ اور ان کی مقدس بیوی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر غضب ظاہر نہ فرمایا کیونکہ وہ توبہ کر چکی تھیں اور توبہ کرنے والا گنہگار بالکل بے گناہ کی طرح ہوتا ہے۔

بادشاہ کا پیام:

بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس پیام بھیجا کہ عورتوں نے آپ کی پاکی بیان کی اور عزیز کی عورت نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا ہے، اس پر حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا: میں نے قاصد کو بادشاہ کی طرف اس لیے لوٹایا تاکہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی میں کوئی خیانت نہیں کی اور اگر بالفرض میں نے کوئی خیانت کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ مجھے اس قید سے رہائی عطا نہ فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔[1]

چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآىٕنِيْنَ ﴿۵۲﴾

(پ12، یوسف:52)

ترجمہ: یوسف نے فرمایا: یہ میں نے اس لیے کیا تاکہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدمِ موجودگی میں کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔

اَخلاقی خیانت اور اخلاقی دیانت:

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اَخلاقی خیانت انتہائی مذموم وصف ہے اس سے ہر ایک کو بچنا چاہئے اور اخلاقی امانتداری ایک قابلِ تعریف وصف ہے جسے ہر ایک کو اختیار کرنا چاہئے، آنکھ کی خیانت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَعْلَمُ خَآىٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾

(پ12، المؤمن:19)

ترجمہ: اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔

اخلاقی خیانت کرنے والوں سے متعلق حضرت بریدہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت، ان کی ماؤں کی حرمت کی

1 ... خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 51، 3/25

www.dawateislami.net

طرح ہے اور گھروں میں بیٹھ رہنے والوں میں سے جو شخص مجاہدین میں سے کسی کے گھر والوں میں (اس کا) نائب بنے (اور اس کے گھر بار کی دیکھ بھال کرے) اور وہ اس مجاہد کے اہلِ خانہ میں خیانت کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے گا لے لے گا، اب (اس مجاہد کے نیکیاں لینے کے بارے میں) تمہارا کیا خیال ہے؟[1]

حضرت فُضالہ بن عبید رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کے بارے میں سوال نہیں ہو گا، (اور انہیں حساب کتاب کے بغیر ہی جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، ان میں سے ایک) وہ عورت جس کا شوہر اس کے پاس موجود نہ تھا اور اس (کے شوہر) نے اس کی دنیوی ضروریات (جیسے نان نفقہ وغیرہ) پوری کیں پھر بھی عورت نے اس کے بعد اُس سے خیانت کی۔[2]

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاقی خیانت کرنے سے محفوظ فرمائے اور اخلاقی طور پر بھی امانت دار بننے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

حضرت ایوب علیہِ السَّلام کی زوجہ

آپ رضی اللہُ عنہ کا نام رحمہ بنت افرائیم، یا میشا بنت یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہمُ السّلام تھا۔

حضرت ایوب کی زوجہ محترمہ کا کردار:

آپ رضی اللہُ عنہا تاریخ انسانی کی وہ عظیم ترین خاتون ہیں جنہوں نے وفاشعاری کی اعلیٰ مثال قائم کی کہ مال و اولاد کی محرومی پر صبر کیا، شوہر پر آنے والی مصیبت کو بڑے صبر اور ہمت و حوصلے سے برداشت کیا، مصیبت کی اس گھڑی میں انہیں تنہا چھوڑ دینے کی بجائے بھرپور انداز میں ان کا ساتھ نبھایا اور ہر دکھ درد میں اپنے شوہر کے شانہ بشانہ رہیں۔ آپ رضی اللہُ عنہا کے عملی کردار نے یہ بات واضح کر دی کہ ایک زوجہ کو کیسا ہونا چاہئے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ساری دنیا ایک متاعِ زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔[3]

---

1 ... مسلم، کتاب الامارۃ، باب حرمۃ نساء المجاہدین واثم من خانہم فیہنّ، ص810، حدیث:4908(1897)

2 ... ترغیب وترہیب، کتاب البیوع وغیرہ، ترہیب العبد من الاباق من سیّدہ، 3/18، حدیث:4

3 ... نسائی، کتاب النکاح، باب المراۃ الصالحۃ، ص527، حدیث:3229

www.dawateislami.net

عورت کو بہترین متاع اس لئے فرمایا گیا کہ نیک بیوی مرد کو نیک بنا دیتی ہے، وہ اُخروی نعمتوں سے ہے حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً" کی تفسیر میں فرمایا: (یعنی) خدایا ہم کو دنیا میں نیک بیوی دے اور آخرت میں اعلیٰ حور عطا فرما اور آگ "یعنی خراب بیوی" کے عذاب سے بچا۔ جیسے اچھی بیوی خدا کی رحمت ہے ایسی ہی بری بیوی خدا کا عذاب ہے۔[1]

آپ علیہ السّلام کی زوجہ محترمہ نے ان کٹھن حالات میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی خدمت کی، آپ کی اطاعت کی، صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی بیماری کے ایام میں آپ کیلئے محنت و مزدوری کر کے خوراک مہیا فرماتی تھیں۔

زوجہ محترمہ کے کردار کی روشنی میں نیک بیوی کی خصوصیات:

(1) مشکل حالات میں شوہر کا ساتھ دینا: مشکل ترین حالات میں حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ محترمہ نے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ مال و اولاد، گھر بار سب کچھ ختم ہو جانے کے باوجود آپ اپنے شوہر حضرت ایوب علیہ السّلام کے ساتھ رہیں اور بیماری کے دنوں میں بھرپور تیمارداری اور خدمت کرتی رہیں۔ آپ کی سیرت کے اس پہلو میں ایک بیوی کے لیے سبق ہے کہ وہ مشکل حالات میں شوہر کو تنہا چھوڑنے کی بجائے اس کا ساتھ نبھائے، ہمت اور حوصلہ توڑنے کی بجائے اس کی ہمت اور حوصلہ بنے، اسے تسلی دے، بے جا فرمائشیں نہ کرے کیونکہ ایسے موقع پر فرمائش بھی آزمائش میں ڈال دیتی ہے۔

(2) ربّ تعالیٰ نے جو اس کے شوہر کو دیا ہے اسی پر راضی رہے: حضرت ایوب علیہ السّلام کا مال و دولت سب ختم ہو چکا تھا، ایسے موقع پر آپ کی زوجہ محترمہ نے عام خواتین کی طرح بے صبری کا مظاہرہ کرنے اور واویلا مچانے کی بجائے صبر و شکر کا مظاہرہ کیا اور رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہوئے اپنے شوہر سے مال و دولت کی تنگی کی کبھی شکایت نہ کی۔ اس میں ایک بیوی کے لئے یہ درس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر مال اس کے شوہر کو دیا اس پر راضی رہے اور تنگدستی کے دنوں میں شکوہ شکایت کی بجائے صبر و شکر کرے اور قناعت سے کام لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تھوڑے رزق پر اللہ تعالیٰ سے راضی رہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔[2] اسی طرح اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو اسے کم آمدنی پر طعنے نہ

---

1 ... مراٰۃ المناجیح، 5/4

2 ... شعب الایمان، الشعب الثالث والثلاثون، باب فی تعدید نعم اللہ، 4/139، حدیث: 4585

www.dawateislami.net

دے جس سے تنگ آ کر وہ حرام روزی میں پڑ جائے بلکہ اسی آمدنی میں گزارہ کر کے اُس کا حوصلہ بڑھائے اور اُسے حرام سے بچ کر حلال روزی کمانے ہی کی تلقین کرے۔ امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: گزشتہ زمانے میں عورتوں کی عادت تھی کہ مرد گھر سے نکلنے لگتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اس سے کہتی: حرام کمائی سے بچتے رہنا، ہم بھوک و تکلیف تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن جہنّم کی آگ برداشت نہیں کر سکتے۔ (1)

(3)ہر نیک اور جائز کام میں اپنے شوہر کی اِطاعت و فرمانبرداری کرنا: حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول رہیں۔ یاد رہے کہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (پ5، النساء:34) ترجمہ: مرد عورتوں پر نگہبان ہیں۔

لہٰذا عورت کو مرد کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہے۔ اس کے بجائے اگر عورت چاہے کہ شوہر میری مانے اور میرا فرمانبردار ہو تو یہ درست نہیں۔ جائز درخواستیں اور فرمائشیں مثلاً طرح طرح کے کھانوں، نت نئے ڈیزائن کے کپڑوں وغیرہ کی طلب پوری کرنا شوہر پر واجب نہیں۔ واجب صرف نان نفقہ وغیرہ ہے البتہ اگر شوہر دیگر فرمائشیں بھی پوری کرتا ہے تو یہ بیوی پر احسان ہو گا۔

(4)شوہر کی ناراضگی سے بچنا: حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ نے اپنے شوہر کو خوش رکھنے اور ان کی ناراضگی سے بچنے کی خوب کوشش کی۔ یاد رہے کہ شوہر کو خوش رکھنا بیوی کیلئے نہایت ثواب کا کام ہے اور تنگ کرنا اور ایذاء پہنچانا سخت گناہ ہے، ہمارے ہاں بعض اوقات معمولی سی بات پر بیویاں شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہیں اور یہ حرکت شوہر کیلئے نہایت تکلیف دِہ ہوتی ہے، ایسی عورتوں کے لئے درج ذیل احادیث میں بھی بہت عبرت اور نصیحت ہے، چنانچہ

حضرت ثوبان رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس عورت نے بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے خلع لی تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گی۔ (2)

حضرت ثوبان رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت بغیر

---

1 ... احیاء العلوم، کتاب آداب النکاح، القسم الثانی النظر فی حقوق الزوج علیھا، 2/75

2 ... ترمذی، کتاب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المختلعات، 2/402، حدیث:1190

www.dawateislami.net

کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔[1]

(5)شوہر کی خدمت و تسکین قلب کرنا: حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ کے کردار سے یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ عورت کو اپنے شوہر کی خدمت کے لئے حتی المقدور بھرپور کوشش کرنی چاہئے، تنگی و پریشانی کے مَواقع پر غم خواری اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کی دل جُوئی اور تسکین قلب کا سامان کرنا چاہئے کہ یہ صفت بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں بہت محبوب ہے، لیکن افسوس! آج کل عورتیں اطمینان و تسکین قلب کا سامان کرنے کے بجائے طرح طرح کی فرمائشیں اور جھگڑے کر کے الٹا پریشانی میں اِضافے کا باعث بنتی ہیں، حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ کی مُبارَک حَیات سے سیکھنا چاہئے اور گھریلو جھگڑوں وناچاقیوں کا سبب بننے سے بچتے ہوئے گھر کو امن و سکون کا گہوارہ بنانا چاہئے۔ شوہر کی خدمت کے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے: اگر شوہر اپنی عورت کو یہ حکم دے کہ وہ زرد رنگ کے پہاڑ سے پتھر اٹھا کر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور سیاہ پہاڑ سے پتھر اٹھا کر سفید پہاڑ پر لے جائے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجالانا چاہئے۔[2]

مُفَسّر شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یہ فرمانِ مبارک مُبالَغے کے طور پر ہے، سیاہ و سفید پہاڑ قریب قریب نہیں ہوتے بلکہ دور دور ہوتے ہیں مقصد یہ ہے کہ اگر خاوند شریعت کے دائرے میں رہ کر مشکِل سے مشکِل کام کا بھی حکم دے تب بھی بیوی اُسے کرے، کالے پہاڑ کا پتّھر سفید پہاڑ پر پہنچانا سخت مشکل ہے کہ بھاری بوجھ لے کر سفر کرنا ہے۔[3]

(6)شوہر کی ناشکری نہ کرنا: حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ محترمہ کے کردار کے نمایاں اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ آپ نے حالات کی تنگی کے باوجود کبھی بھی اپنے شوہر محترم کی ناشکری نہیں کی، بلکہ استقامت کے ساتھ آپ کا حوصلہ بنی رہیں۔ (منقول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السّلام اس آزمائش میں 18 سال یا 7 سال 7 ماہ 7 دن سات گھڑیاں مبتلا رہے[4]) لیکن اس طویل مدت میں آپ نے کبھی بھی اپنے شوہر کی ناشکری نہیں کی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہُ عنہا نے حضرت ایوب علیہ السّلام سے عرض کی آپ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے صحت و عافیت کی

1 ...ترمذی، کتاب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المختلعات، 2/402، حدیث: 1191

2 ...مسند احمد، مسند السیدہ عائشہ، 9/353، حدیث: 24525

3 ...مراٰۃ المناجیح، 5/106

4 ...روح البیان، الانبیاء، تحت الآیۃ: 83، 5/519

www.dawateislami.net

دعا مانگئے آپ نے فرمایا کہ عیش و عشرت اور آرام میں کتنی زندگی گزری؟ بی بی صاحبہ نے عرض کیا: اسی سال (80years) آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا آتی ہے کہ آرام کی زندگی کے مقابلے میں دکھ کی زندگی تھوڑی ہے۔ اگر عرض کروں تو ناموزوں بات ہے۔[1]

شوہر کی ناشکری کے متعلق حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے فرمان آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: میں نے جنت کا مشاہدہ کیا تو اس میں اکثر فقراء کو دیکھا اور جہنم کا مشاہدہ کیا تو اس میں اکثر عورتوں کو پایا۔[2] ایک روایت میں ہے: عورتوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس سبب سے؟ فرمایا: وہ لعن طعن زیادہ کرتی اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔[3]

جہنم میں عورتوں کی کثرت اس وجہ سے ہوگی کہ ان میں ناشکری، شہوات کا غلبہ اور زیب و زینت کا بہت زیادہ میلان جیسی برائیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ عورت ہی پر سارے گھر کا دار و مدار ہے اگر عورت سنبھل جائے تو سارا گھر سنبھل جاتا ہے اور اگر عورت بگڑ جائے تو سارا گھر بگڑ جاتا ہے۔

یونہی ایک عورت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرمایئے: عورت پر شوہر کا کیا حق ہے؟ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر شوہر کی سر کی چوٹی سے لے کر پاؤں تک پیپ ہو اور عورت اسے چاٹ لے تب بھی شوہر کا شکر ادا نہیں کر سکتی۔

شوہر کی خدمت پر انعامِ الٰہی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہم اور اکثر مفسرین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اولاد کو زندہ فرمادیا اور آپ کو اتنی ہی اولاد اور عنایت کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما کی دوسری روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ کی زوجہ محترمہ کو دوبارہ جوانی عنایت کی اور ان کے ہاں کثیر اولادیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السّلام پر یہ عطا اپنی طرف سے ان پر رحمت فرمانے اور عبادت گزاروں کو نصیحت کرنے کیلئے فرمائی تاکہ وہ اس واقعہ سے آزمائشوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے اور اس صبر کے

---

1 ...روح البیان، الانبیاء، تحت الآیۃ: 83، 5/512

2 ...بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ، 3/1631، حدیث: 5198

3 ...بخاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، 1/123، حدیث: 304

www.dawateislami.net

عظیم ثواب سے باخبر ہوں اور صبر کر کے اجر و ثواب پائیں۔

حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ پر رحمتِ الٰہی:

بیماری کے زمانہ میں حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ ایک بار کہیں کام سے گئیں تو دیر سے خدمت میں حاضر ہوئیں، چونکہ تکلیف و کمزوری کی وجہ سے بہت سے امور خود نہ کر پاتے تھے اور زوجہ ہی معاون تھیں تو زوجہ کی عدمِ موجودگی میں غالباً سخت آزمائش کا معاملہ آیا جس سے بے قرار ہو کر آپ علیہ السّلام نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ جب حضرت ایوب علیہ السّلام صحت یاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ علیہ السّلام انہیں جھاڑو مار دیں اور اپنی قسم نہ توڑیں، چنانچہ حضرت ایوب علیہ السّلام نے سو تیلیوں والا ایک جھاڑو لے کر اپنی زوجہ کو ایک ہی بار مار دیا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْؕ (پ23، ص:44)

ترجمہ: اور (فرمایا) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دو اور قسم نہ توڑو۔

حضرت ایوب علیہ السّلام کے قسم کھانے کا ایک سبب اوپر بیان ہوا اور دوسرا سبب بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ایوب علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں کہ آزمائش و ابتلاء کے دور میں آپ کی پاکیزہ بیوی جن کا نام رحمہ بنت افرائیم، یا میشا بنت یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہمُ السّلام تھا، وہ آپ کے لئے محنت و مزدوری کر کے خوراک مہیا فرماتی تھیں، ایک دن انہوں نے حضرت ایوب علیہ السّلام کی خدمت میں زیادہ کھانا پیش کیا تو حضرت ایوب علیہ السّلام کو گمان ہوا کہ شاید وہ کسی کا مال خیانت کے ذریعہ حاصل کر لائی ہیں، اس پر آپ کو غصہ آیا تو آپ نے قسم کھائی کہ اس کو ایک سو چھڑی ماروں گا۔ آگے کی تفصیل وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ پر رحمت اور تخفیف کا سبب:

مفسرین نے حضرت ایوب علیہ السّلام کی زوجہ پر اس رحمت اور تخفیف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ بیماری کے زمانہ میں انہوں نے اپنے شوہر کی بہت اچھی طرح خدمت کی اور آپ کے شوہر آپ سے راضی ہوئے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آسانی فرمائی۔

www.dawateislami.net

شفایابی کے بعد زوجہ سے مکالمہ:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: (شفایابی کے بعد) اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السّلام کو جنتی لباس پہنا دیا، اس کے بعد آپ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ جب آپ علیہ السّلام کی زوجہ محترمہ آئیں تو انہیں پہچان نہ سکیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے بندے! یہاں جو بیمار تھا وہ کہاں گیا؟ کہیں اسے بھیڑیے تو اٹھا کر نہیں لے گئے؟ انہوں نے پریشانی میں اس طرح کی کئی باتیں کیں تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، میں ہی ایوب ہوں۔ عرض کی: آپ کیوں مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: تیرا بھلا ہو، میں ہی ایوب ہوں، اللہ تعالیٰ نے میرا جسم دوبارہ ٹھیک کر دیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ، سیدتنا "یوحانذ"

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کا نام یوحانذ ہے اور آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عظمت و شان قرآنی آیات سے ظاہر ہے۔ سورۂ قصص میں آپ کا واقعہ یوں ذکر کیا گیا ہے:

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِۚ-فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْۚ-اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۝ (پ20، القصص:7)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو اِلہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس پر خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور خوف نہ کر اور غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔

اس آیت میں اُمِّ موسیٰ رضی اللہ عنہا کی طرف الہام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ الہام انہیں خواب یا فرشتے کے ذریعے یا ان کے دل میں بات ڈال کر فرمایا۔ الہام یہ تھا کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دودھ پلاؤ، پھر جب تجھے اس پر خوف ہو کہ ہمسائے واقف ہو گئے ہیں، وہ شکایت کریں گے اور فرعون اس فرزندِ اَرجُمند کو قتل کرنے کے درپے ہو جائے گا تو بے خوف و خطر اسے مصر کے دریا نیل میں ڈال دے اور اس کے غرق ہو جانے اور ہلاک ہو جانے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔ چنانچہ آپ رضی اللہُ عنہا چند روز حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دودھ پلاتی رہیں، اس عرصے میں نہ آپ علیہ السّلام روتے تھے، نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے اور نہ آپ کی بہن کے سوا اور کسی کو آپ علیہ السّلام کی ولادت کی اطلاع تھی اور جب آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ایک صندوق

www.dawateislami.net

میں رکھ کر جو خاص طور پر اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا، رات کے وقت دریائے نیل میں بہادیا۔[1]

اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوحانذ رضی اللہ عنہا کو حسبِ ذَیل باتیں بتائی گئی تھیں:

(1) حضرت موسیٰ علیہ السّلام ابھی وفات نہ پائیں گے بلکہ زندہ سلامت واپس آجائیں گے۔

(2) حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی پرورش وہ خود کریں گی۔

(3) حضرت موسیٰ علیہ السّلام رسول بنائے جائیں گے۔

یہ سب مستقبل کی خبریں غیب کے علوم میں سے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے۔

والدۂ موسیٰ کے واقعہ کی مزید تفصیل:

آپ علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ کے کردار و عمل کے حوالے سے قرآن مجید میں مزید تفصیل بھی بیان فرمائی گئی ہے، چنانچہ فرمایا:

اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ

(پ16، طٰہٰ:38-40)

ترجمہ: جب ہم نے تمہاری ماں کے دل میں وہ بات ڈال دی جو اس کے دل میں ڈالی جانی تھی۔ کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے پھر دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا تاکہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن ہے اور اس کا (بھی) دشمن ہے اور میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈالی اور تاکہ میری نگاہ کے سامنے تمہاری پرورش کی جائے۔ جب تیری بہن چلتی جارہی تھی پھر وہ کہنے لگی: کیا میں تمہیں ایسی عورت کی طرف رہنمائی کروں جو اس بچہ کی دیکھ بھال کرے تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غمگین نہ ہو۔

---

1 ... خازن، القصص، تحت الآیۃ:7، 3/423، مدارک، القصص، تحت الآیۃ:7، ص861، جلالین، القصص، تحت الآیۃ:7، ص326، ملتقطاً

www.dawateislami.net

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بہن کا نام مریم تھا، جب آپ علیہ السّلام کی والدہ نے آپ علیہ السّلام کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا تھا تو اس وقت آپ علیہ السّلام کی بہن صندوق کے متعلق معلوم کرنے کہ وہ کہاں پہنچتا ہے اس کے ساتھ چلتی رہی یہاں تک کے صندوق فرعون کے محل میں پہنچ گیا، وہاں فرعون اور اس کی بیوی آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اپنے پاس رکھ لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اپنا بیٹا بنالیا مگر جب دودھ پلانے کے لیے دائیاں حاضر کی گئیں تو آپ علیہ السّلام نے کسی بھی دائی کا دودھ قبول نہ کیا، اس پر آپ کی بہن نے کہا کہ مصر میں ایک اور دائی بھی ہے جس کا دودھ نہایت عمدہ ہے، یہ بچہ اس کا دودھ پی لے گا۔ چنانچہ آپ علیہ السّلام کی والدہ کو بلایا گیا تو آپ علیہ السّلام نے دودھ پینا شروع کر دیا، یوں آپ علیہ السّلام کو پرورش کے لیے آپ علیہ السّلام کی والدہ کے سپرد کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان پورا ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

کیا حضرت موسیٰ کی والدہ کو مرتبہ نبوت ملا؟

یہ ایک علمی بحث ہے جو بعض علماء نے اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ جمہور علمائے اسلام کا عقیدہ یہی ہے بلکہ اس پر اجماع ذکر کیا گیا ہے کہ نبوت مردوں کے ساتھ خاص ہے اور کوئی عورت کبھی نبی نہیں بنی۔ اس بحث کے پیچھے اسباب یہ ہیں کہ قرآن مجید میں والدۂ عیسیٰ، حضرت مریم اور والدۂ موسیٰ حضرت یوحانذ رضی اللہ عنہما کے ساتھ فرشتوں کا کلام اور خدا کے پیغام کا تذکرہ ہے، خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ کے لئے تو لفظِ وحی مذکور ہے، چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ (پ20، القصص:7) ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا۔

جبکہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے متعلق **"اللہ تعالیٰ کے حضرت مریم کو چُن لینے"** کا ذکر ہے، چنانچہ فرمایا:

وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (۴۲) (پ3، آل عمران:42) ترجمہ: اور تمہیں سارے جہان کی عورتوں پر منتخب کر لیا ہے۔

اور قرآن مجید میں عموماً ایسا انداز انبیاء علیہم السّلام ہی کے لئے آیا ہے۔ اس طرح کی آیات کی وجہ سے بعض لوگ عورت کی نبوت کے قائل ہیں بلکہ بعض نے تو حضرت حوا، حضرت سارہ، حضرت ہاجرہ، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہن کو بھی نبی قرار دیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے جو جمہور علماء کا مذہب ہے اور قرآن مجید میں واضح طور پر فرما دیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب مرد ہی تھے، چنانچہ فرمایا:

www.dawateislami.net

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ (پ14، النحل:43)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

اور جہاں تک لفظ وحی کے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کے لئے ذکر ہے تو یہ وحیِ نبوت نہیں تھی بلکہ اس کے علاوہ تھی اور قرآن مجید میں وحی کا لفظ غیر نبی کے لئے مذکور ہوا ہے، چنانچہ فرمایا گیا:

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا (پ14، النحل:68)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں گھر بناؤ۔

اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے لئے "اصطفاء" یعنی "چُن لینے" کے الفاظ سے بھی نبوت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس سے مرتبۂ کمال مراد ہے، جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مردوں میں تو بہت کامل ہوئے عورتوں میں سواء مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے کوئی کاملہ نہ ہوئیں اور جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی بزرگی ساری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی بزرگی تمام کھانوں پر۔[1]

حضرت شعیب علیہ السّلام کی بیٹیاں

قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ﳓ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰى یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ؕ وَ اَبُوْنَا شَیْخٌ كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ

ترجمہ: اور جب وہ مدین کے پانی پر تشریف لائے تو وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان کے دوسری طرف دو عورتوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا: تم دونوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولیں: ہم پانی نہیں پلاتیں جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف پھرے اور عرض کی: اے میرے رب! میں اس خیر (کھانے) کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے

[1] ...بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ وضرب اللہ مثلاللذین آمنوا...الخ، 2/445، حدیث: 3411

www.dawateislami.net

يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝۲۶

(پ20، القصص:23-26)

اتارے۔ تو ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی (اور) کہا: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ تو جب موسیٰ اس (والد) کے پاس آئے اور اسے (اپنے) واقعات سنائے تو اس نے کہا: ڈرو نہیں، آپ ظالموں سے نجات پا چکے ہو۔ ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے باپ! ان کو ملازم رکھ لو بیشک آپ کا بہتر نوکر وہ ہوگا جو طاقتور اور امانتدار ہو۔

ان آیات میں حضرت شعیب علیہ السّلام کی دو شہزادیوں کا تذکرہ ہے جو یقیناً آپ علیہ السّلام پر ایمان رکھنے والی تھیں اور یوں صحابیت کا مرتبہ بھی رکھتی تھیں۔ ان کا یہاں مذکور واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو فرعون کے بارے میں یہ خبر ملی کہ وہ آپ علیہ السّلام کو جان سے مارنا چاہتا ہے تو آپ علیہ السّلام نے فوراً مصر چھوڑ دیا اور ہجرت کرکے مدین آگئے۔ جب شہر میں پہنچے تو شہر کے کنارے پر موجود ایک کنوئیں پر تشریف لائے جس سے وہاں کے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب کرتے تھے۔ وہاں آپ علیہ السّلام نے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان لوگوں سے علیحدہ دوسری طرف دو عورتیں کھڑی ہیں جو اپنے جانوروں کو اس انتظار میں روک رہی ہیں کہ لوگ پانی پلا کر فارغ ہو جائیں اور کنواں خالی ہو کیونکہ کنوئیں کو مضبوط اور طاقتور لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور ان کے ہجوم میں عورتوں سے ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا سکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان سے فرمایا: تم دونوں اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا: جب تک سب چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہیں لے جاتے تب تک ہم پانی نہیں پلاتیں کیونکہ نہ ہم مردوں کے مجمع میں جا سکتی ہیں نہ پانی کھینچ سکتی ہیں اور جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ جاتا ہے وہ ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتی ہیں اور ہمارے باپ بہت ضعیف ہیں، وہ خود یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان کی باتیں سنیں تو آپ کو رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا اور ایک بہت بھاری پتھر اس پر رکھا ہوا تھا جسے بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے، آپ نے تنہا اسے ہٹا

www.dawateislami.net

دیا اور ان دونوں خواتین کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ اس وقت دھوپ اور گرمی کی شدت تھی اور آپ علیہ السّلام نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا جس کی وجہ سے بھوک کا غلبہ تھا، اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد آرام حاصل کرنے کی غرض سے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عزّوجلّ میں اس کھانے کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے اتارے۔[1]

جب وہ دونوں صاحب زادیاں اس دن بہت جلد اپنے مکان پر واپس تشریف لے آئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا: آج اس قدر جلد واپس آجانے کا کیا سبب ہوا؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے کنویں کے پاس ایک نیک مرد پایا، اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا اس پر ان کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس نیک مرد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ ان دونوں میں سے ایک صاحب زادی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس چہرہ آستین سے ڈھکے، جسم چھپائے، شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ یہ بڑی صاحبزادی تھیں، ان کا نام صفورا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس پہنچ کر انہوں نے کہا: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ السّلام کی زیارت اور ان سے ملاقات کرنے کے ارادے سے چلے اور ان صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر رستہ بتاتی جایئے۔ یہ آپ علیہ السّلام نے پردہ کے اہتمام کے لئے فرمایا اور اس طرح تشریف لائے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام حضرت شعیب علیہ السّلام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا، حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا: بیٹھئے کھانا کھایئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان کی یہ بات منظور نہ کی اور فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا: کھانا نہ کھانے کی کیا وجہ ہے، کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے اُس عمل کا عِوَض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے، کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ نیک عمل پر عوض لینا قبول نہیں کرتے۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا: اے جوان! ایسا نہیں ہے، یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباؤ اَجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان نوازی کیا کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ

1 ... خازن، القصص، تحت الآیۃ: 24-23، 3/ 429، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: 24-23، ص866-865، ملتقطاً

www.dawateislami.net

علیہ السّلام بیٹھ گئے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا اور اس کے بعد تمام واقعات و احوال جو فرعون کے ساتھ گزرے تھے، اپنی ولادت شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعونیوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک، سب حضرت شعیب علیہ السّلام سے بیان کر دیئے۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا: فرعون اور فرعونیوں سے ڈریں نہیں، اب آپ ظالموں سے نجات پا چکے ہیں کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت نہیں۔[1]

جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کھانا وغیرہ کھا چکے اور گفتگو بھی کر لی تو حضرت شعیب علیہ السّلام کی ایک بیٹی نے عرض کی: اباجان آپ انھیں اجرت پر ملازم رکھ لیں کہ یہ ہماری بکریاں چرایا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑیں، بیشک اچھا ملازم وہی ہوتا ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانتدار بھی ہو۔ اس پر حضرت شعیب علیہ السّلام نے اپنی صاحب زادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیسے علم ہوا؟ صاحب زادی نے عرض کی: قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے تنہا کنوئیں پر سے وہ پتھر اُٹھالیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اُٹھا سکتے اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکالیا اور نظر نہ اُٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار ہو۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ اضافہ تمہاری طرف سے مہربانی ہو گی اور تم پر واجب نہ ہو گا اور میں تم پر کوئی اضافی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ اِنْ شَآءَاللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے تو میری طرف سے معاملے میں اچھائی اور عہد کو پورا کرنا ہی ہو گا۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد پر بھروسہ کرنے کے لئے اِنْ شَآءَاللہ فرمایا۔[2]

سورۂ قصص کی اِس آیت سے چند چیزیں معلوم ہوئیں، یہ کہ اگرچہ سنت یہ ہے کہ پیغامِ نکاح لڑکے کی طرف سے ہو لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے ہو۔ مزید یہ کہ لڑکی کے لئے مالدار لڑکا تلاش کرنے کی بجائے دیندار اور شریف لڑکا تلاش کیا جائے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام مسافر تھے، مالدار نہ تھے، مگر آپ کی دینداری اور شرافت ملاحظہ فرما کر حضرت شعیب علیہ السّلام نے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا۔

---

1 ...خازن، القصص، تحت الآیۃ: 25، 3/430-429، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: 25-24، ص867-866، ملتقطاً

2 ...بغوی، القصص، تحت الآیۃ: 27-26، 3/380، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: 27-26، ص868-867، ملتقطاً

www.dawateislami.net

صوفیاءِ کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے بکریاں چروانا تھا، مگر درحقیقت ان کو اپنی صحبتِ پاک میں رکھ کر کَلِیْمُ اللہ بننے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا، لہٰذا یہ آیت صوفیاءِ کرام کے چِلّوں اور مرشد کے گھر رہ کر ان کی خدمت کرنے کی بڑی دلیل ہے۔

حضرت شعیب کا معاہدہ:

قرآنِ مجید میں ہے:

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ(۲۷) قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ(۲۸)

(پ20، القصص:27-28)

ترجمہ: (انہوں نے) فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کردوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو وہ (اضافہ) تمہاری طرف سے ہوگا اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ ان شآء اللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے۔ موسیٰ نے جواب دیا: یہ میرے اور آپ کے درمیان (معاہدہ طے) ہے۔ میں ان دونوں میں سے جو بھی مدت پوری کردوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور ہماری اس گفتگو پر اللہ نگہبان ہے۔

حضرت شعیب علیہ السّلام کی بات سن کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جواب دیا: میرے اور آپ کے درمیان یہ معاہدہ طے ہے اور ہم دونوں اس معاہدے کی پوری طرح پاسداری کریں گے البتہ جب میں 8 یا 10 سال دونوں میں سے ملازمت کی جو مدت پوری کر دوں تو اس سے زیادہ مدت تک ملازمت کرنے کا مجھ سے کوئی مطالبہ نہ ہوگا، اور ہمارے اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے لہٰذا ہم میں سے کسی ایک کے لئے بھی اس معاہدے سے پھرنے کی کوئی راہ نہیں۔[1]

1 ... خازن، القصص، تحت الآیۃ:28، 3/431، مدارک، القصص، تحت الآیۃ:28، ص868، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ:28، 6/399، جلالین، القصص، تحت الآیۃ:28، ص329، ملتقطاً

www.dawateislami.net

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زوجہ حضرت صفورا

حضرت صفورا کی حضرت موسیٰ سے شادی:

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زوجہ کا نام حضرت صفورا رضی اللہ عنہا ہے اور یہ حضرت شعیب علیہ السّلام کی بڑی بیٹی ہیں۔ جب حضرت شعیب علیہ السّلام اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام میں معاہدہ مکمل ہو گیا تو حضرت شعیب علیہ السّلام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ایک عصاء دیں جس سے وہ بکریوں کی نگہبانی کریں اور درندوں کو ان سے دور کریں۔ حضرت شعیب علیہ السّلام کے پاس انبیاءِ کرام علیہمُ السّلام کے کئی عصا موجود تھے، صاحبزادی صاحبہ کا ہاتھ حضرت آدم علیہ السّلام کے عصاء پر پڑا جو آپ جنت سے لائے تھے اور انبیاءِ کرام علیہمُ السّلام اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے، یہاں تک کہ وہ حضرت شعیب علیہ السّلام کے پاس پہنچا تھا۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے یہ عصاء حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دے دیا۔[1]

حضرت موسیٰ علیہ السّلام حضرت شعیب علیہ السّلام کی بکریوں کی نگہبانی کرتے رہے یہاں تک کہ جب ملازمت کی مدت پوری کر دی تو حضرت شعیب علیہ السّلام نے اپنی بڑی شہزادی حضرت صفورا رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کر دیا۔

حضرت صفورا کا مدین سے مصر کا سفر:

کچھ عرصہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام حضرت شعیب علیہ السّلام سے اجازت لے کر مَدْیَن سے مصر کی طرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کو بھی ساتھ لے لیا۔ اس وقت زوجہ محترمہ حالتِ حمل میں تھیں۔ قرآن مجید میں اس سفر کا تذکرہ یوں ہے:

وَ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى ۘ(۹) اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ

ترجمہ: اور کیا تمہارے پاس موسیٰ کی خبر آئی۔ جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے فرمایا: ٹھہرو، بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس اس میں سے کوئی

---

1 ... خازن، القصص، تحت الآیۃ: 28، 3 / 431، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: 28، ص868، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: 28، 6 / 399، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: 28، ص329، ملتقطاً

www.dawateislami.net

عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ (پ16، طٰہٰ:9-10) چنگاری لے آؤں یا آگ کے پاس کوئی راستہ بتانے والا پاؤں۔

دورانِ سفر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے شام کے بادشاہوں (کی طرف سے نقصان پہنچنے) کے اندیشہ سے سڑک چھوڑ کر جنگل میں مسافت طے کرنا اختیار فرمایا، چلتے چلتے طور پہاڑ کے مغربی جانب پہنچے تو یہاں رات کے وقت زوجۂ محترمہ کو دردِ زہ شروع ہوا، یہ رات اندھیری تھی، برف پڑ رہی تھا اور سردی شدت کی تھی، اتنے میں آپ علیہ السّلام کو دور سے آگ معلوم ہوئی۔[1]

جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے آگ دیکھی تو اپنی زوجۂ محترمہ سے فرمایا: آپ یہیں ٹھہرو، میں نے ایک جگہ آگ دیکھی ہے، اس لئے میں جاتا ہوں، شاید میں تمہارے پاس اس آگ میں سے کوئی چنگاری لے آؤں یا مجھے آگ کے پاس کوئی ایسا شخص مل جائے جس سے درست راستہ پوچھ کر ہم مصر کی طرف روانہ ہو سکیں۔

زوجہ اہلِ بیت میں داخل ہے:

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زوجہ کو "اھل" فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہلِ بیت میں سے ہوتی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اَزواجِ مُطَہّرات رضی اللہُ عَنہُنَّ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہلِ بیت میں داخل ہیں۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا عظمت و شان والی خاتون ہیں، قرآن مجید میں ان کا تذکرہ بہت عظمت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ آپ فرعون کی بیوی تھیں لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لائیں۔ آپ رضی اللہُ عنہا کا تذکرہ قرآن مجید میں پہلے تو اس ضمن میں ہے کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ چند روز دودھ پلاتی رہیں لیکن جب کچھ دنوں بعد والدہ رضی اللہُ عنہا کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو انہوں نے ایک صندوق بنایا، اس میں روئی بچھائی، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اس میں رکھ کر صندوق بند کیا اور اس کی درزیں روغنِ قیر سے بند کر دیں، پھر اسے دریائے نیل میں بہا دیا۔[2]

---

1 ... تفسیر کبیر، طٰہٰ، تحت الآیۃ:9، 8/16، خازن، طٰہٰ، تحت الآیۃ:9، 3/249-250، ملتقطاً

2 ... خازن، القصص، تحت الآیۃ:7، 3/424، مدارک، القصص، تحت الآیۃ:7، ص861، جلالین، القصص، تحت الآیۃ:7، ص326، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اور ساتھ ہی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ نے آپ کی بہن مریم سے کہا: تم صورتِ حال معلوم کرنے کے لئے اس کے پیچھے چلتی رہو، چنانچہ آپ علیہ السّلام کی بہن آپ کے پیچھے چلتی رہی اور آپ کو دور سے دیکھتی رہی۔ دریائے نیل سے ایک بڑی نہر نکل کر فرعون کے محل میں سے گزرتی تھی۔ فرعون اپنی بیوی آسیہ کے ساتھ نہر کے کنارے بیٹھا تھا، اس نے نہر میں صندوق آتا دیکھ کر غلاموں اور کنیزوں کو اسے نکالنے کا حکم دیا۔ وہ صندوق نکال کر سامنے لایا گیا اور جب اسے کھولا تو اس میں ایک نورانی شکل کا فرزند جس کی پیشانی سے وجاہت و اِقبال کے آثار نمودار تھے نظر آیا، اسے دیکھتے ہی فرعون کے دل میں اس بچے کی محبت پیدا ہوئی۔ (1)

قرآنِ پاک میں ہے:

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـٕیْنَ ۝ (پ20، القصص:8)

ترجمہ: تو اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھالیا تاکہ وہ ان کے لئے دشمن اور غم بنے، بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطاکار تھے۔

فرعون کی قوم کے لوگوں نے اسے ورغلایا کہ کہیں یہ وہی بچہ نہ ہو جس کے متعلق خواب دیکھا تھا۔ ان باتوں میں آکر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا، تم اسے قتل نہ کرو، ہو سکتا ہے کہ یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ فرعون کی بیوی آسیہ بہت نیک خاتون تھیں، انبیاء کرام علیہم السّلام کی نسل سے تھیں، غریبوں اور مسکینوں پر رحم و کرم کرتی تھیں، انہوں نے فرعون سے یہ بھی کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے، اس کے علاوہ معلوم نہیں یہ بچہ دریا میں کس سرزمین سے یہاں آیا ہے اور تجھے جس بچے سے اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے، لہٰذا تم اسے قتل نہ کرو۔ آسیہ کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی اور قتل سے باز آگئے۔ (2)

قرآنِ کریم میں ہے:

وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَكَ ؕ

ترجمہ: اور فرعون کی بیوی نے فرمایا: یہ بچہ میری اور تیری

1 ... خازن، طٰہٰ، تحت الآیۃ: 38-39، 3/424.

2 ... جلالین، القصص، تحت الآیۃ: 9، ص326، خازن، القصص، تحت الآیۃ: 9، 3/425، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

لَا تَقْتُلُوْهُ ۫ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۹ (پ20، القصص:9)

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے۔

حضرت آسیہ کا ایک اور واقعہ کتبِ تفسیر میں اس طرح مذکور ہے کہ بچپن میں ایک دن فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اٹھایا تو آپ علیہ السّلام نے اس کی داڑھی پکڑ کر زور سے اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا، اِس پر اُسے غصہ آیا اور اُس نے آپ علیہ السّلام کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا، یہ دیکھ کر آسیہ نے کہا: اے بادشاہ! یہ ابھی بچہ ہے اسے کیا سمجھ؟ اگر تو تجربہ کرنا چاہے تو تجربہ کرلے۔ چنانچہ اس تجربہ کے لئے ایک طشت میں آگ کے انگارے اور ایک طشت میں سرخ یاقوت آپ علیہ السّلام کے سامنے پیش کئے گئے۔ آپ علیہ السّلام نے یاقوت لینا چاہا مگر فرشتے نے آپ علیہ السّلام کا ہاتھ انگارہ پر رکھ دیا اور وہ انگارہ آپ علیہ السّلام کے منہ میں دے دیا جس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہوگئی۔ (1)

قرآن مجید میں دوسری جگہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی عظمت، راہِ خدا میں جان کی قربانی، اللہ تعالیٰ سے محبت اور جنت کی طلب کا بہت خوبصورت تذکرہ ہے، چنانچہ فرمایا:

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۱ (پ28، التحریم:11)

ترجمہ: اور اللہ نے مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی کو مثال بنا دیا جب اس نے عرض کی، اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔

واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جادوگروں کو مغلوب کیا تو فرعون کی بیوی آسیہ آپ پر ایمان لے آئیں، فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے انہیں سخت سزا دی اور چار میخوں سے آپ کے ہاتھ پاؤں بندھوا دیئے، سینے پر بھاری چکی رکھ دی اور اسی حال میں انہیں سخت دھوپ میں ڈال دیا۔ جب فرعون کی سختیاں بڑھ گئیں تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جنتی مکان ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی خوشی میں ان پر فرعون کی سختیوں کی شدّت آسان ہوگئی۔ پھر عرض کی: مجھے فرعون، اس کے کفر و شرک اور ظلم سے نجات دے اور مجھے

1 ... بغوی، طٰہٰ، تحت الآیۃ: 27، 3/182.

www.dawateislami.net

فرعون کے دین والے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما، چنانچہ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی روح قبض فرمالی۔ (تو جس طرح فرعون کے کفر نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو کوئی نقصان نہ پہنچایا اور اس کی وجہ سے آپ کو کوئی عذاب نہیں ہوا اسی طرح مسلمانوں کو ان کے رشتہ داروں کا کفر نقصان نہیں پہنچائے گا اور ان کے کفر کی وجہ سے مسلمانوں کو عذاب نہ ہوگا۔)[1]

حضرت آسیہ کی عظمت و شان:

(1) آپ نے جنت کی سب سے اعلیٰ منزل کا سوال کیا کیونکہ جنت میں وہ گھر زیادہ درجے والا ہے جس میں بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب زیادہ ہو۔

(2) آپ کو رب کریم سے بے پناہ محبت تھی کیونکہ اللہ کی محبت میں اور اس سے ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا اور دعا کی اور ایسے مقصد کے لئے موت کی تمنا اور دعا جائز ہے۔

(3) آپ کا خدا سے تعلقِ بندگی اور عجز و نیاز بہت اعلیٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی، اسی کی بارگاہ میں التجائیں کیں، مشکلات اور مَصائب میں اسی سے خلاصی کا سوال کیا اور نیک خواتین کی سیرت یہی ہوتی ہے۔

ایک نبی کی اہلیہ کی پیدائش کا انوکھا واقعہ

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السّلام کے ایک ساتھ سفر کے دوران جو واقعات پیش آئے؛ ان میں سے ایک واقعہ یہ تھا کہ یہ دونوں حضرات ایک ایسے مقام پر گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے۔ وہاں انہیں ایک لڑکا ملا جو کافی خوبصورت تھا اور حدِ بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا وہ لڑکا جوان تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے اسے قتل کر دیا۔ یہ فعل دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام خاموش نہ رہ سکے اور آپ نے فرمایا: کیا تم نے کسی جان کے بدلے کے بغیر ایک پاکیزہ جان جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا کو قتل کر دیا؟ بیشک تم نے بہت ناپسندیدہ کام کیا ہے۔[2]

پھر جب حضرت خضر علیہ السّلام نے اپنے افعال کی حکمتیں بیان فرمائیں تو لڑکے کو قتل کرنے کی حکمت بیان

1 ... خازن، التحریم، تحت الآیۃ: 11، 4/288، جلالین، التحریم، تحت الآیۃ: 11، ص466، ملتقطاً

2 ... خازن، الکھف، تحت الآیۃ: 74، 3/219

www.dawateislami.net

کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ (پ16، الکہف:80-81)

ترجمہ: اور وہ جو لڑکا تھا تو اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ لڑکا انہیں بھی سرکشی اور کفر میں ڈال دے گا۔ تو ہم نے چاہا کہ اُن کا رب اُنہیں پاکیزگی میں پہلے سے بہتر اور حسنِ سلوک اور رحمت و شفقت میں زیادہ مہربان عطا کر دے۔

ان دونوں آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے دوسرے فعل کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہ لڑکا جسے میں نے قتل کیا تھا، اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ بڑا ہو کر انہیں بھی سرکشی اور کفر میں ڈال دے گا اور وہ اس لڑکے کی محبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہو جائیں گے، اس لئے ہم نے چاہا کہ ان کا رب عزّوجلّ اس لڑکے سے بہتر، گناہوں اور نجاستوں سے پاک اور ستھرا اور پہلے سے زیادہ اچھا لڑکا عطا فرمائے جو والدین کے ساتھ ادب سے پیش آئے، ان سے حسنِ سلوک کرے اور ان سے دلی محبت رکھتا ہو۔[1]

"پاکیزگی میں پہلے سے بہتر" کی تفسیر میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بدلے ایک مسلمان لڑکا عطا کیا اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی عطا کی جو ایک نبی علیہ السّلام کے نکاح میں آئی اور اس سے نبی علیہ السّلام پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک اُمت کو ہدایت دی۔[2]

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی والدہ

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی والدہ **"مومنہ عابدہ صالحہ"** تھیں۔ تفسیر روح البیان میں ان کا نام **"بنشاوع"** یا **"بنشاولیع بنت شایع"** مذکور ہے۔[3]

بائبل کے مطابق یہ الیعام اور عمی ایل کی بیٹی تھی، دونوں ناموں کا مطلب عبرانی میں یکساں ہے۔

ایک حدیث میں ان کی حضرت سلیمان علیہ السّلام کو کی گئی بہت خوبصورت نصیحت کا ذکر ہے چنانچہ ابنِ ماجہ

---

1 ...روح البیان، الکہف، تحت الآیۃ: 80-81، 5/285، خازن، الکہف، تحت الآیۃ: 80-81، 3/221، ملتقطاً

2 ...خازن، الکہف، تحت الآیۃ: 81، 3/221

3 ...روح البیان، ص، تحت الآیۃ: 25، 8/22

www.dawateislami.net

میں روایت ہے: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السّلام کی والدہ نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السّلام سے فرمایا: اے بیٹے! رات کو زیادہ دیر نہ سونا، کیونکہ رات کو زیادہ سونا انسان کو قیامت کے دن فقیر بنادے گا۔[1]

البدایہ والنہایہ میں اوپر بیان کردہ حدیث ہی سے استدلال کرتے ہوئے ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی والدہ عابدہ صالحہ خاتون تھیں، چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی اِس دعا "وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ" کے تحت یوں لکھا گیا: المُرَادُ بِوَالِدَیْہِ دَاوٗدُ علیہ السلام، وَأُمُّہٗ وَ كَانَتْ مِنَ الْعَابِدَاتِ الصَّالِحَاتِ كَمَا رُوِیَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ علیہما السلام: یَا بُنَیَّ لَا تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَإِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّیْلِ تَدَعُ الْعَبْدَ فَقِیْرًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السّلام کی والدہ محترمہ عبادت گزار اور نیکوکار خواتین میں سے تھی، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السّلام کی والدہ نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السّلام سے فرمایا: اے بیٹے! رات کو زیادہ دیر نہ سونا، کیونکہ رات کو زیادہ سونا انسان کو قیامت کے دن فقیر بنادے گا۔[2]

اور یہ استدلال بہت عمدہ ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا کسی کی عبادت سے متعلقہ نصیحت کو ذکر فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خود نصیحت کرنے والا بھی اس کا عامل ہوگا اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ والدہِ سلیمان رضی اللہ عنہا خود عابدہ صالحہ تھیں۔

اسی طرح ایک جدید کتاب "قبسات من کواکب النبوۃ" میں ہے: لَقَدْ كَانَتْ أُمُّہٗ صَالِحَةً، عَابِدَةً، حَكِیْمَةً، وَكَانَ لَهَا أَثَرٌ ظَاهِرٌ فِیْ حَیَاتِہٖ فَطَالَمَا وَجَّهَتْہٗ إِلٰى مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَمَعَالِی الْأُمُوْرِ۔ ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ، نیک، عبادت گزار اور دانا ہستی تھی۔ اُن کی زندگی میں اِن چیزوں کے آثار نمایاں تھے۔ وہ ہمیشہ اخلاقِ حسنہ اور بلند ہمت اور اعلیٰ اُمور کے متعلق حضرت سلیمان علیہ السّلام کی تربیت کرتی رہیں۔[3]

قرآن مجید میں آپ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ اس آیت کے تحت داخل ہے:

---

1 ...ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب فی قیام اللیل، 2/126، حدیث: 1332

2 ...البدایۃ والنہایۃ، قصہ سلیمان بن داود، 1/468

3 ...قبسات من کواکب النبوۃ، سلسلۃ 9، صفحہ 5، مطبوعہ مکتبۃ العبیکان

www.dawateislami.net

وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ۝۱۹ (پ19، النمل:19)

ترجمہ: اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور (مجھے توفیق دے) کہ میں وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ملنے پر اس کی حمد کرتے ہوئے عرض کی: اے میرے رب! عزّوجلّ، مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے نبوت، ملک اور علم عطا فرما کر مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور مجھے توفیق دے کہ میں بقیہ زندگی میں بھی وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں کے زمرے میں شامل کر جو تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔ خاص قرب کے لائق بندوں سے مراد اَنبیاء و مُرسَلین علیہمُ السّلام اور اولیاءِ کرام رحمۃُ اللہ علیہم ہیں۔[1]

ملکہ بلقیس کا تذکرہ

”بلقیس“ نام کیسے رکھا گیا؟

بلقیس کا اصل نام ”بلقمة“ تھا، مگر مَلِکہ بننے کے بعد بلقیس رکھ دیا گیا، چنانچہ نشوان بن سعید حمیری یمنی (سالِ وفات:573ھ) نے اپنی کتاب ”شمس العلوم و دواء کلام العرب من الکلوم“ میں ”بلقیس“ نام کے متعلق لکھا: ”بلقیس“ بنیادی طور پر دو اسم ہیں، جنہیں ایک اسم بنایا گیا ہے، جیسا کہ ”حضر موت“ اور ”بعل بك“ ہیں۔ اِس کی حقیقت یہ ہے کہ جب بلقیس اپنے والد ”ہَدہَاد“ کے بعد مَلِکہِ سلطنت بنی تو ”حمیر“ کے بعض لوگوں نے دوسروں سے کہا: باپ کی سیرت اور اندازِ زندگی کے لحاظ سے اِس مَلِکہ کی سیرت اور زندگی کیسی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: بالقیس أی بالقیاس، یعنی سمجھداری کے ساتھ اور باپ کے طریقے کے مطابق۔ لہٰذا لوگوں کے اِس جواب کی وجہ سے اُس مَلِکہ کا نام ہی ”بلقیس“ رکھ دیا گیا۔[2]

---

1 ... مدارک، النمل، تحت الآیۃ:19، ص842، ملتقطاً

2 ... شمس العلوم و دواء کلام العرب من الکلوم، 1/622

www.dawateislami.net

مَلِکَہ بلقیس ”مَلِکَہ“ کیسے بنیں؟

بلقیس ”ہَدہَاد“ بادشاہ کی بیٹی تھیں اور ”ہَدہَاد“ ایک وسیع سلطنت کا مالک تھا۔ اس نے اپنی مُملکت کو بیس سال تک قائم رکھا۔ جب اُس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُس نے اپنی مُملکت کے تمام معتبر، صاحبِ مشورہ و وَجاہت افراد کو جمع کیا اور کہا: اے بنی قحطان! تم لوگ بلقیس کی رائے کی میری رائے پر فوقیت ہونے کو بخوبی جانتے ہو۔ وہ جس چیز کے متعلق بھی مشورہ دے، اُس میں خطا نہیں کھاتی، تم لوگ اُس کی رائے کی برکت کو کیسا پاتے ہو؟ اُن لوگوں نے جواب دیا: جی بالکل، آپ نے درست کہا۔ پھر ”ہَدہَاد“ بادشاہ نے کہا: بلقیس مردوں اور عورتوں میں سب سے بڑھ کر عقل مند ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ پھر ”ہَدہَاد“ بادشاہ نے کہا کہ میں اُسے (یعنی بلقیس کو) اپنی وفات کے بعد تم پر مَلِکَہ مقرر کرتا ہوں۔ اِتنا سننے پر لوگوں میں سے ایک شخص بولا: اے بادشاہ سلامت! آپ اپنی قوم کے اہل ترین اور صاحبِ فضیلت افراد کو چھوڑ کر ایک عورت کو ہم پر مَلِکَہ مقرر رہے ہیں؟ ”ہَدہَاد“ نے لوگوں کے اجتماع کو جواب دیتے ہوئے کہا: اے حِمیَر کے لوگو! میں سب لوگوں کو دیکھ چکا، صاحبِ فضل اور تجربہ کار افراد کو پرکھ چکا اور اپنی مُملکت کے جملہ وزراء کو اچھی طرح جان چکا ہوں، مگر حلفیہ طور پر حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے کسی کو بھی میں رائے دَہی، علمیت اور بردباری میں بلقیس کے ہم پلّہ نہیں سمجھتا۔۔۔ لہٰذا بہتر ہے کہ میری رائے کو مان لو۔ اُن سب نے جواباً کہا: ہم نے آپ کی بات کو تسلیم کیا۔ اے بادشاہِ وقت! ہمارے حال کی رعایت رکھیے گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد ”ہَدہَاد“ فوت ہو گیا اور بلقیس مَلِکَہ سلطنت بن گئی۔ [1]

کیا ملکہ بلقیس اور حضرت سلیمان کے ہاں اولاد ہوئی؟

”زوجات الانبیاء والرسل“ میں ہے: کیا حضرت بلقیس کے ہاں، حضرت سلیمان سے کوئی اولاد ہوئی؟ اہلِ قصص اور بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سلیمان کے ہاں بلقیس کے ذریعے ایک بچہ پیدا ہوا تھا، جیسا کہ حبشہ کے بادشاہان یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم حضرت سلیمان کے اُسی بچے کی اولاد میں سے ہیں۔ [2]

قرآنِ مجید میں ملکہ بلقیس کا تذکرہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے دربار میں انسانوں کے

---

1 ...کتاب التیجان فی مُلُوکِ حِمیر، ص147

2 ...زوجات الانبیاء والرسل، ص104، مطبوعہ الدار الثقافیۃ

www.dawateislami.net

علاوہ جنات اور پرندے بھی شامل تھے، انہی میں ہدہد پرندہ بھی تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ایک جگہ پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمایا: ہدہد نظر نہیں آرہا، کیا وہ غائب ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا، مگر یہ کہ وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول دلیل میرے پاس لائے جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو۔ تھوڑی دیر بعد ہدہد حاضر ہو گیا اور عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو آپ جناب نے نہیں دیکھی۔ میں یمن کے ایک علاقے سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جس کا نام بلقیس ہے، وہ لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر اس چیز میں سے وافر حصہ ملا ہے جو بادشاہوں کے شایان ہوتا ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے جس کی لمبائی 80 گز، چوڑائی 40 گز اور اونچائی 30 گز ہے۔ وہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا ہے اور اس میں جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بجائے سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے بنا دیئے اور انہیں سیدھی راہ سے روک دیا ہے، اس لئے وہ سیدھا راستہ یعنی حق اور دین اسلام کے راستے پر نہیں ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہدہد کا بیان یوں بیان فرمایا:

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾

(پ19، النمل:23-24)

ترجمہ: میں نے ایک عورت دیکھی جو لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے بنا دیئے تو انہیں سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ہدہد سے فرمایا: میں ابھی دیکھ لیتا ہوں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی جانب سے شہر سبا کی ملکہ بلقیس کی طرف۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُس پر سلام جو ہدایت قبول کرے۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میری بارگاہ میں اطاعت گزار ہو کر حاضر ہو جاؤ۔ اس مکتوب پر آپ علیہ السّلام نے اپنی مہر

www.dawateislami.net

لگائی اور ہدہد سے فرمایا: میرا یہ فرمان لے جاؤ اور اسے ان کی طرف ڈال دو پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ ہدہد وہ مکتوبِ گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا، اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اُمرا اور وزراء کا مجمع تھا۔ ہدہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا۔ ملکہ بلقیس اس مکتوب کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر کہنے لگی: اے سردارو! مجھے ایک معزز خط موصول ہوا ہے۔ بلقیس نے اس خط کو عزت والا اس لئے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی، اس سے اس نے جانا کہ مکتوب بھیجنے والا جلیل القدر بادشاہ ہے یا اس لئے عزت والا کہا کہ اس مکتوب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے، چنانچہ اس نے کہا: بیشک وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ میرے حکم کی تعمیل کرو اور تکبر نہ کرو جیسا کہ بعض بادشاہ کیا کرتے ہیں اور میرے پاس فرماں بردارانہ شان سے حاضر ہو جاؤ۔ (1)

قرآن مجید میں اس کی تفصیل یوں ہے:

قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَ اْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ۙ وَّ الْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ اِنِّیْ

ترجمہ: عورت نے کہا: اے سردارو! بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے۔ بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔ یہ کہ میرے مقابلے میں بلندی نہ چاہو اور میرے پاس فرمانبردار بنتے ہوئے حاضر ہو جاؤ۔ ملکہ نے کہا: اے سردارو! میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو۔ انہوں نے کہا: ہم قوت والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں اور اختیار تو تمہارے ہی پاس ہے تو تم غور کرلو کہ تم کیا حکم دیتی ہو؟ اس نے کہا: بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر

1 ... خازن، النمل، تحت الآیۃ: 27-31، 3/409، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: 27-31، ص: 844
جلالین، النمل، تحت الآیۃ: 27-31، ص: 319، ملتقطاً

www.dawateislami.net

مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ(۳۵)

(پ19، النمل:29-35)

دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں؟

مکتوب کا مضمون سنا کر بلقیس اپنی مملکت کے وزراء کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا: اے سر دارو! میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو، میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو۔ سر داروں نے کہا: ہم قوت والے ہیں اور بڑی سخت جنگ لڑ سکتے ہیں۔ اس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں کیونکہ ہم بہادر اور شُجاع ہیں، قوت و توانائی والے ہیں، کثیر فوجیں رکھتے ہیں اور جنگ آزما ہیں۔ سر داروں نے مزید کہا کہ صلح یا لڑائی کا اختیار تو تمہارے ہی پاس ہے، اے ملکہ! تو تم غور کر لو کہ تم کیا حکم دیتی ہو؟ ہم تیری اطاعت کریں گے اور تیرے حکم کے منتظر ہیں۔ اس جواب میں انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ اُن کی رائے جنگ کی ہے یا اس جواب سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم جنگی لوگ ہیں، رائے اور مشورہ دینا ہمارا کام نہیں، تم خود صاحبِ عقل اور صاحبِ تدبیر ہو، ہم بہر حال تیری اطاعت کریں گے۔[1]

جب بلقیس نے دیکھا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں تو اُس نے انہیں اُن کی رائے کی خطا پر آگاہ کیا اور جنگ کے نتائج سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ ”جب بادشاہ کسی بستی میں اپنی قوت اور طاقت سے داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو قتل کر کے، قیدی بنا کر اور ان کی توہین کر کے انہیں ذلیل کر دیتے ہیں یہی بادشاہوں کا طریقہ ہے۔ ملکہ بلقیس چونکہ بادشاہوں کی عادت جانتی تھی اِس لئے اُس نے یہ کہا اور اُس کی مراد یہ تھی کہ جنگ مناسب نہیں ہے، اس میں ملک اور اہلِ ملک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے۔[2]

سر داروں کے سامنے جنگ کے نتائج رکھنے کے بعد ملکہ بلقیس نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا: وَ اِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ: اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں۔ یعنی میں حضرت سلیمان علیہ السّلام اور ان کی قوم کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں، پھر دیکھتی ہوں کہ ہمارے قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں؟ جواب سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی، کیونکہ بادشاہ عزت و احترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں، اس

1 ... مدارک، النمل، تحت الآیۃ: 33-32، ص845، خازن، النمل، تحت الآیۃ: 33-32، 3/410

2 ... مدارک، النمل، تحت الآیۃ: 34، ص845، ملخصاً

www.dawateislami.net

لئے اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کرلیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور اس کے علاوہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے کہ ہم اُن کے دین کی پیروی کریں۔ چنانچہ ملکہ نے اپنے قاصد کو ایک خط دے کر روانہ کیا اور اس کے ساتھ 500 غلام اور 500 باندیاں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کرکے سونے سے نقش و نگار کی ہوئی زِینوں پر سوار کرکے بھیجے۔ ان کے علاوہ 500 سونے کی اینٹیں، جواہرات لگے ہوئے تاج اور مشک و عنبر وغیرہ بھی روانہ کئے۔ ہدہد یہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کے پاس تمام حالات کی خبر پہنچادی۔ آپ علیہ السّلام نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ (یعنی 27 میل) کے میدان میں بچھادی جائیں اور اس کے ارد گرد سونے چاندی سے بلند دیوار بنادی جائے اور خشکی و تری کے خوب صورت جانور اور جِنّات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔ (1)

حضرت سلیمان کی تیاری:

جب بلقیس کا قاصد تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السّلام نے اس سے فرمایا:

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ (پ19، النمل:36)

ترجمہ: کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرتے ہو؟ تو اللہ نے جو کچھ مجھے عطا فرمارکھا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو۔

یعنی تم ہی دنیا کے مال پر فخر کرتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِتنا کثیر عطا فرمایا کہ اُتنا اوروں کو نہ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے دین اور نبوت سے بھی مشرف کیا۔ (2)

حضرت سلیمان کا جوابی پیغام اور بلقیس کی روانگی:

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السّلام نے وفد کے امیر مُنذِر بن عمرو سے فرمایا:

اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ

ترجمہ: ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤ تو ضرور ہم ان پر ایسے لشکر

1 ... مدارک، النمل، تحت الآیۃ: 35، ص845-846، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: 35، ص320، ملتقطاً

2 ... خازن، النمل، تحت الآیۃ: 36، 3/411.

www.dawateislami.net

لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ۝۳۷ (پ19، النمل:37)

لائیں گے جن کے مقابلے کی انہیں طاقت نہ ہو گی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ رسوا ہوں گے۔

چنانچہ جب قاصد ہدیئے لے کر بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا: بے شک وہ نبی ہیں اور ہمیں اُن سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ پھر بلقیس ایک بہت بڑا لشکر لے کر مقابلے کے لئے نہیں بلکہ ملاقات کے لئے آپ علیہ السّلام کی طرف روانہ ہوئی۔[1]

تختِ بلقیس کی بارگاہِ سلیمان میں آمد:

جب بلقیس راستے میں تھی تو حضرت سلیمان علیہ السّلام نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۝۳۸ (پ19، النمل:38)

ترجمہ: اے درباریو! تم میں کون ہے جو ان کے میرے پاس فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس لے آئے۔

تخت منگوانے سے آپ علیہ السّلام کا مقصود یہ تھا کہ اس کا تخت حاضر کر کے اسے معجزہ دکھادیں تاکہ اس پر آپ علیہ السّلام کی نبوت کی حقانیت ظاہر ہو جائے کہ معجزہ نبی کی صداقت پر دلیل ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے چاہا کہ بلقیس کے آنے سے پہلے اس تخت کی ہیئت و صورت بدل دیں اور اس سے اس کی عقل کا امتحان فرمائیں کہ وہ اپنا تخت پہچان سکتی ہے یا نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بات سن کر ایک بڑے طاقتور خبیث جن نے عرض کی:

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ۝۳۹ (پ19، النمل:39)

ترجمہ: میں وہ تخت آپ کی خدمت میں آپ کے اس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا اور میں بیشک اس پر قوت رکھنے والا، امانتدار ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے فرمایا میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ یہ سن کر آپ کے وزیر حضرت آصف بن برخیار ضی اللہ عنہ نے عرض کی:

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ (پ19، النمل:40)

ترجمہ: میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔

---

1 ... خازن، النمل، تحت الآیۃ:37، 3/412، مدارک، النمل، تحت الآیۃ:37، ص847، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ان سے فرمایا: اگر تم نے ایسا کر لیا تو تم سب سے زیادہ جلدی اس تخت کو لانے والے ہو گے۔ چنانچہ حضرت آصف بن برخیار ضی اللہ عنہ نے اسم اعظم کے ذریعے دعا مانگی تو اسی وقت تخت حضرت سلیمان علیہ السّلام کے سامنے نمودار ہو گیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا:[1]

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ﳔ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۝۴۰

(پ19، النمل:40)

ترجمہ: یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو شکر کرے تو وہ اپنی ذات کے لئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ ہے، کرم فرمانے والا ہے۔

پلک جھپکنے سے پہلے سینکڑوں میل دور اور بہت بڑے تخت کو حضرت سلیمان علیہ السّلام کے سامنے پیش کر دینا حضرت آصف بن برخیار ضی اللہ عنہ کی کرامت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اولیاءِ کرام سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ چیز قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

تخت میں تبدیلی اور بلقیس کا اسے پہچان لینا:

تخت آجانے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اس تخت کی شکل و صورت تبدیل کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ اپنا تخت پہچان پاتی ہے یا نہیں۔ جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السّلام کے پاس آئی تو اس وقت تخت حضرت سلیمان علیہ السّلام کے سامنے موجود تھا۔ ملکہ سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: گویا یہ وہی ہے۔ اس جواب سے بلقیس کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ پھر ملکہ سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے۔ تمہیں دروازے بند کرنے، انہیں تالے لگانے اور پہرے دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا؟ پھر ملکہ بلقیس نے اطاعت قبول کرتے ہوئے کہا: ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ علیہ السّلام کی نبوت صحیح ہونے کی خبر اس واقعہ سے پہلے ہدہد کے واقعہ سے اور وفد کے امیر سے مل چکی ہے اور ہم نے آپ علیہ السّلام کی

1 ... خازن، النمل، تحت الآیۃ:38، 3/412، مدارک، النمل، تحت الآیۃ:38، ص847، جلالین، النمل، تحت الآیۃ:39، ص320. تفسیر سمرقندی، النمل، تحت الآیۃ:41، 2/497. ملتقطاً

www.dawateislami.net

اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی۔[1]

قرآنِ پاک میں ہے:

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ (پ19، النمل: 41-42)

ترجمہ: حضرت سلیمان نے حکم دیا: اس ملکہ کے لئے اس کے تخت کو تبدیل کر دو تا کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا راہ نہ پانے والوں میں سے ہوتی ہے۔ پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے۔

تخت میں تبدیلی کر کے ملکہ بلقیس کی عقل کا امتحان لینے کے بعد اس سے کہا گیا کہ تم صحن میں آجاؤ۔ وہ صحن شفاف شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس کے نیچے پانی جاری تھا جس میں مچھلیاں تیر رہی تھیں اور اس صحن کے وسط میں حضرت سلیمان علیہ السّلام کا تخت تھا جس پر آپ علیہ السّلام جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ جب ملکہ نے اُس صحن کو دیکھا تو وہ سمجھی کہ یہ گہرا پانی ہے، اس لئے اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اونچا کر لیا تا کہ پانی میں چل کر حضرت سلیمان علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو سکے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اس سے فرمایا: ”یہ پانی نہیں بلکہ یہ تو شیشوں سے جڑا ہوا ایک ملائم صحن ہے۔ یہ سن کر بلقیس نے اپنی پنڈلیاں چھپالیں اور یہ عجوبہ دیکھ کر اسے بہت تعجب ہوا اور اس نے یقین کر لیا کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کا ملک اور حکومت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ان عجائبات سے بلقیس نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت سلیمان علیہ السّلام کی نبوت پر اِستدلال کیا ہے۔ اب حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عزّوجلّ، میں نے تیری عبادت کی بجائے سورج کی عبادت کر کے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب میں حضرت سلیمان علیہ السّلام کے ساتھ اس اللہ عزّوجلّ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔ چنانچہ ملکہ بلقیس نے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے اسلام قبول کر لیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو اختیار کیا۔[2]

1 ... روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: 41-42، 6/352، خازن، النمل، تحت الآیۃ: 41-42، 3/413، ملتقطاً.

2 ... خازن، النمل، تحت الآیۃ: 44، 3/413-414، ملخصاً

www.dawateislami.net

قرآن مجید میں بلقیس کے اپنے تخت کو پہچاننے کے متعلق فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ (پ19، النمل:42-44)

ترجمہ: پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے۔ اور اسے اُس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی۔ بیشک وہ کافر قوم میں سے تھی۔ اس سے کہا گیا: صحن میں داخل ہو جاؤ تو جب اس نے اس صحن کو دیکھا تو اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی پنڈلیوں سے (کپڑا) اٹھا دیا، سلیمان نے فرمایا: یہ تو شیشوں سے جڑاؤ کیا ہوا ایک ملائم صحن ہے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اس اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔

آیت میں بیان کردہ واقعے سے یہ سمجھانا بھی مقصود ہو سکتا ہے کہ اَشیاء جیسے نظر آئیں حقیقت میں ویسے ہونا ضروری نہیں لہٰذا سورج کی پوجا کو ملکہ بلقیس جیسے درست سمجھتی آرہی تھی وہ حقیقت میں ویسی درست نہیں بلکہ مکمل طور پر خلافِ حقیقت و خلافِ حق تھی۔

ملکہ بلقیس سورج کی پوجا کرتی تھی، اس پر قرآن مجید نے فرمایا کہ بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے سے یا اسلام قبول کرنے کی طرف سبقت کرنے سے سورج کی پوجا نے روک رکھا تھا اور بلقیس کا تعلق اس قوم سے تھا جو سورج کی پجاری تھی اور وہ چونکہ انہیں میں پلی بڑھی تھی اس لئے اسے صرف سورج کی عبادت کرنا ہی آتا تھا۔[1]

حضرت مریم رضی اللہ عنہا

حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی مقبول بندی، برگزیدہ ہستی، انبیاء علیہمُ السّلام کے خاندان

1 ... خازن، النمل، تحت الآیۃ: 43، 3/413، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: 43، ص848، ملتقطاً

www.dawateislami.net

سے، انتہائی شریف، پارسا، عبادت گزار اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جیسے عظیم المرتبت رسول کی والدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو کسی مرد کے چھوئے بغیر ایک فرزند عطا فرمایا اور حضرت مریم اور ان کے فرزند کو اپنی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی بنادیا۔ قرآنِ مجید میں آپ کا تذکرہ نام کے ساتھ ہے بلکہ ایک مکمل سورت آپ کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی سیرت سے چونکہ ان کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا خاص تعلق ہے، اس لیے یہاں اولاً آپ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ سیرت کے چند اہم واقعات ملاحظہ ہوں۔

حضرت مریم کی والدہ کی نذر:

علماءِ کرام فرماتے ہیں: حضرت زکریا علیہ السّلام اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ دونوں ہم زُلف تھے۔ فاقوذا کی دُختر اِیشاع حضرت زکریا علیہ السّلام کی زوجہ تھیں اور ان کی بہن حضرت حَنَّہ رضی اللہ عنہا حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک عرصے تک حضرت حَنَّہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد نہ ہوئی یہاں تک کہ بڑھاپا آگیا اور اولاد کی امید نہ رہی۔ یہ صالحین کا خاندان تھا اور سب لوگ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے۔ ایک دن حضرت حَنَّہ رضی اللہ عنہا نے درخت کے سائے میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچے کو دانہ کھلا رہی تھی۔ اسے دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں دوبارہ اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں دعا کی: یارب! عزّوجلّ اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اسے بیت المقدس کا خادم بنادوں گی۔ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور کچھ عرصے بعد جب آپ حاملہ ہوئیں تو یوں نذر مانی:

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ (پ3، اٰل عمران:35)

ترجمہ: اے میرے رب! میں تیرے لئے نذر مانتی ہو کہ میرے پیٹ میں جو اولاد ہے وہ خاص تیرے لئے آزاد (وقف) ہے تو تو مجھ سے (یہ) قبول کرلے بیشک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

یہ سن کر ان کے شوہر حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تم نے کیا کیا، اگر لڑکی ہوئی تو وہ اس خدمت کے قابل کہاں ہوگی؟ اس زمانہ میں چونکہ بیتُ المقدس کی خدمت کے لیے لڑکوں کو دیا جاتا تھا اور لڑکیاں اپنے مخصوص معاملات، زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہ سمجھی جاتی تھیں (اور اس بات میں حقیقت بھی ہے) اس لیے حضرت عمران رضی اللہ عنہ کو زوجہ کی نذر سن کر فکر لاحق ہوئی۔[1]

1 ... خازن، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 35، 1/244

www.dawateislami.net

ولادتِ مریم اور والدہ کی بارگاہِ الٰہی میں عرض:

حضرت حنّہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت ہونے سے پہلے ہی حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ جب ان کے ہاں ولادت ہوئی تو بیٹے کی بجائے بیٹی پیدا ہوئی، یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ (پ3، اٰل عمران:36) ترجمہ: اے میرے رب! میں نے تو لڑکی کو جنم دیا ہے۔

یہاں ایک بات قابل توجہ ہے کہ بیٹی کی ولادت ہونے پر حضرت حنّہ رضی اللہ عنہا نے اظہارِ افسوس کے طور پر یہ کلمہ کہا۔ ان کا یہ افسوس اور حسرت و غم بیٹی پیدا ہونے پر ہر گز نہیں تھا کیونکہ یہ تو کفار کا طریقہ ہے بلکہ اس وجہ سے تھا کہ لڑکی پیدا ہونے کی بنا پر ان کی نذر پوری نہ ہو سکے گی۔

آپ رضی اللہ عنہا نے مزید عرض کی:

وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝۳۶ (پ3، اٰل عمران:36) ترجمہ: اور میں نے اس بچی کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

حضرت حنّہ رضی اللہ عنہا نے اپنی دُختر حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کے لیے شیطان کے شر سے پناہ مانگی اور اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ لہٰذا یہ مقبول الفاظ ہیں، اپنی اولاد کے لیے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگتے رہنا چاہیے، اِنْ شَاءَ اللہ عزّوجلّ کرم ہو گا۔

نذر میں حضرت مریم کی قبولیت اور انعاماتِ الٰہی:

اللہ تعالیٰ نے نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو قبول فرما لیا اور انہیں احسن انداز میں پروان چڑھایا۔ حضرت زکریا علیہ السّلام نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو بے موسمی پھلوں کا رزق عطا فرمایا۔ قرآنِ پاک میں ہے:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ ترجمہ: تو اس کے رب نے اسے اچھی طرح قبول کیا اور اسے خوب پروان چڑھایا اور زکریا کو اس کا نگہبان بنا دیا، جب کبھی زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے

www.dawateislami.net

عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ (پ3، اٰل عمران:37)

پاس پھل پاتے۔ (زکریا نے) سوال کیا، اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے یہ کلام اس وقت کیا تھا جب ان کی عمر بہت چھوٹی تھی اور آپ رضی اللہ عنہا جُھولے میں پرورش پا رہی تھیں۔

فضائل کی بشارت اور عبادت کی تاکید:

ایک بار چند فرشتوں کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السّلام آپ کے پاس آئے اور فرمایا:

یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۲﴾ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ (پ3، اٰل عمران:42-43)

ترجمہ: اے مریم، بیشک اللہ نے تمہیں چن لیا ہے اور تمہیں خوب پاکیزہ کر دیا ہے اور تمہیں سارے جہان کی عورتوں پر منتخب کر لیا ہے۔ اے مریم! اپنے رب کی فرمانبرداری کرو اور اس کی بارگاہ میں سجدہ کرو اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

خوب پاکیزہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کو مردوں کے چھونے اور حیض و نفاس وغیرہ سے پاک فرمایا۔ **سارے جہان کی عورتوں پر منتخب کرنے سے مراد** یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کو آپ کے زمانے کی تمام عورتوں سے افضل بنایا یہ مراد نہیں ہے کہ آپ قیامت تک آنے والی تمام خواتین سے افضل ہیں۔ **جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے** کا جو حکم دیا اس کی تعمیل کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا باپردہ اور مردوں کی صف سے جدا کھڑے ہو کر نماز ادا کرتی ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ نماز کے وقت مزید عورتیں بھی حاضر ہوتی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھتی ہوں۔

منقول ہے کہ عبادت سے متعلق حکم سن کر حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اتنا طویل قیام کیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے قدم مبارک پر ورم آ گیا اور پاؤں پھٹ کر خون جاری ہو گیا۔[1]

نیز یہاں مزید ایک بات قابل توجہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام کا حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے کلام

1 ... خازن، آل عمران، تحت الآیۃ:43، 1/249

www.dawateislami.net

فرمانا ان کی انتہائی عظمت اور مقام و مرتبہ کی بنا پر تھا، یہ کلام نہ تو بطور وحی تھا اور نہ ہی یہ آپ رضی اللہ عنہا کے نبیہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبوت کا منصب اللہ تعالیٰ نے صرف مردوں ہی کو عطا فرمایا، کوئی عورت اس منصب پر فائز نہ ہوئی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (پ14، النحل:43)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

عظیم المرتبہ فرزند کی بشارت:

آپ رضی اللہ عنہا کو ایک عظیم المرتبہ فرزند کی بھی بشارت دی گئی، چنانچہ ایک موقع پر حضرت جبریل علیہ السّلام نے آپ سے فرمایا:

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ (پ3، اٰل عمران:45-46)

ترجمہ: اے مریم! اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک خاص کلمے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح، عیسیٰ بن مریم ہو گا۔ وہ دنیا و آخرت میں بڑی عزت والا ہو گا اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہو گا۔ اور وہ لوگوں سے جھولے میں اور بڑی عمر میں بات کرے گا اور خاص بندوں میں سے ہو گا۔

بیٹے کی بشارت سن کر حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے حیرت سے عرض کی:

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ (پ3، اٰل عمران:47)

ترجمہ: اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہو گا؟ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

یعنی: اے اللہ! عزّوجلّ میرے ہاں بچہ کیسے ہو گا؟ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور دستور یہ ہے کہ بچہ عورت و مرد کے ملاپ سے ہوتا ہے تو مجھے بچہ کس طرح عطا ہو گا، نکاح سے یا یوں ہی بغیر مرد کے؟ اس کے جواب میں فرمایا گیا:

كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ (پ3، اٰل عمران:47)

ترجمہ: اللہ یوں ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو اسے صرف اتنا فرماتا ہے "ہو جا" تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

www.dawateislami.net

یعنی تم کنواری ہی رہو گی اور فرزند پیدا ہو جائے گا، کیونکہ اللہ عزّوجلّ بڑی قدرت والا ہے اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو اسے صرف اتنا فرماتا ہے، ”ہو جا“ تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

اس عظیم فرزند سے متعلق مزید ارشاد فرمایا گیا:

وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۚ(۴۸) وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ (پ3، اٰل عمران:48-49)

ترجمہ: اور اللہ اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائے گا۔ اور (وہ عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو گا۔

حضرت مریم کے پاس جبریل علیہ السّلام کی آمد:

ایک دن حضرت مریم رضی اللہ عنہا اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر جانبِ مشرق تنہائی میں تشریف لے گئیں پھر اپنے اور گھر والوں کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا تاکہ خلوت میں عبادت کر سکیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف حضرت جبریل علیہ السّلام کو بھیجا تو آپ علیہ السّلام ان کے سامنے نوجوان، بے ریش، روشن چہرے اور پیچ دار بالوں والے آدمی کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا ۙ(۱۶) فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا(۱۷) (پ16، مریم:16-17)

ترجمہ: اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی طرف ایک جگہ الگ ہو گئی۔ تو ان (لوگوں) سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی (جبریل) بھیجا تو وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کی صورت بن گیا۔

حضرت جبریل علیہ السّلام کے انسانی شکل میں آنے کی حکمت یہ تھی کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا ان کا کلام سن سکیں اور ان سے خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ اگر آپ علیہ السّلام اپنی ملکوتی شکل میں تشریف لاتے تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا خوفزدہ ہو جاتیں اور شدت خوف سے آپ کا کلام نہ سن سکتیں۔[1]

حضرت جبریل علیہ السّلام نور ہیں اور بشری وجود میں تشریف لائے، اس سے معلوم ہوا کہ نوری وجود بشری صورت میں آسکتا ہے اور اس سے اس کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

1 ... مدارک، مریم، تحت الآیۃ:17، ص670، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

حضرت مریم کا خوفزدہ ہونا:

جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے تنہائی میں اپنے پاس ایک نوجوان دیکھا تو خوفزدہ ہو کر فرمایا:

اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ (پ16، مریم:18) ترجمہ: میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔

حضرت جبریل کی طرف سے تسلی:

آپ رضی اللہ عنہا کو خوفزدہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السّلام نے ان سے فرمایا:

اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۫ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ﴿۱۹﴾ (پ16، طٰہٰ:19) ترجمہ: میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ کسی کو بیٹا دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن اس آیت میں صراحت سے مذکور ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ فرشتے اور مقبول بندے اللہ تعالیٰ کے بعض کاموں کو اپنی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں دیگر مقامات پر بھی بہت سے وہ کام جو خداوندِ قدوس کے ہیں انہیں فرشتوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ مسلمان اگر کسی ایسے کام مثلاً اولاد دینے، مدد کرنے وغیرہا کو کسی مقبولِ بارگاہ یا فرشتے کی طرف منسوب کرے تو اس کے مومن و موحد ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق اچھا گمان رکھنا چاہیے کہ مومن ایسی جگہوں پر اصل قادر خدا تعالیٰ ہی کو سمجھتا ہے لیکن مقبولانِ بارگاہ کو وسیلہ سمجھتے ہوئے ان کی طرف مدد و نصرت کو منسوب کرتا ہے جیسے اوپر آیت میں جبریل علیہ السّلام نے اپنی طرف اولاد دینا منسوب کیا۔

بیٹے کی خبر پر حضرت مریم کی حیرت اور جبریل کا جواب:

بے ریش نوجوان کی حقیقت معلوم ہونے پر حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا خوف تو دور ہو گیا لیکن بیٹے کی خبر سن کر حیرت سے کہنے لگیں:

اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ (پ16، مریم:20) ترجمہ: میرے لڑکا کہاں سے ہو گا؟ حالانکہ مجھے تو کسی آدمی نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔

یاد رہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی حیرت اس بنا پر ہرگز نہ تھی کہ آپ کو قدرتِ الٰہی سے یہ کام بہت

www.dawateislami.net

بعید لگا بلکہ اس لئے حیران ہوئی تھیں کہ باپ کے بغیر اولاد کا ہونا خلافِ عادت تھا اور عادت کے بر خلاف کام ہونے پر حیرت زدہ ہو جانا ایک فطرتی امر ہے۔

حضرت جبریل علیہ السّلام نے انہیں جواب دیا:

كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ (پ16، مریم:21)

ترجمہ: ایسا ہی ہے۔ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے اوپر بہت آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشانی بنادیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت (بنادیں) اور یہ ایسا کام ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

حضرت مریم کا حاملہ ہونا:

جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اطمینان ہو گیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبریل علیہ السّلام نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یا دامن میں یا منہ میں دم کیا اور آپ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اسی وقت حاملہ ہو گئیں۔[1]

یوسف نجار کا سوال اور اس کا جواب:

منقول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچازاد بھائی یوسف نجار تھا جو مسجد بیت المقدس کا خادم اور بہت عبادت گزار شخص تھا۔ اسے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے حاملہ ہونے کا علم ہونے پر بہت حیرت ہوئی۔ جب اس کے ذہن میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر تہمت کا خیال آتا تو اُن کی عبادت و تقویٰ، ان کا ہر وقت کا حاضر رہنا اور کسی وقت غائب نہ ہونا یاد کر کے خاموش ہو جاتا اور جب حمل کا خیال کرتا تو اُن کو بُری سمجھنا مشکل معلوم ہوتا۔ بالآخر اُس نے ایک دن حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا کہ میرے دِل میں ایک بات آئی ہے، ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا، آپ اجازت دیجئے کہ میں کہہ گزروں تاکہ میرے دل کی پریشانی دور ہو۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا: اچھی بات کہو۔ تو اُس نے کہا: اے مریم! رضی اللہ عنہا مجھے بتاؤ کہ کیا کھیتی بغیر بیج کے، درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہو سکتا ہے؟ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا

1 ... خازن، مریم، تحت الآیۃ: 21-22، 3/231، مدارک، مریم، تحت الآیۃ: 21، ص671، روح البیان، مریم، تحت الآیۃ: 21، 5/325، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کی وہ بغیر بیج ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے، کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ یوسف نے کہا: میں یہ تو نہیں کہتا بے شک میں اس کا قائل ہوں کہ اللہ عزّوجلّ ہر شے پر قادر ہے جسے کُن فرمائے وہ ہو جاتی ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام اور اُن کی بیوی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے اس کلام سے یوسف کا شُبہ رفع ہو گیا۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا حمل کے سبب سے جسمانی طور پر کمزور ہو گئی تھیں اس لئے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی نیابَت کے طور پر یوسف نجار مسجد کی خدمت سر انجام دینے لگا۔ (1)

یہاں ایک بات قابل توجہ ہے کہ عیسائیوں کے بعض فرقے اور موجودہ زمانے کے قادیانی یوسف نجار کو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا والد قرار دیتے ہیں، یہ ہر گز درست نہیں کیونکہ اگر یوسف نجار حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے والد ہوتے تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ انہیں "ابنِ مریم" ہر گز نہ فرماتا بلکہ ان کے والد کی طرف ہی منسوب فرماتا، احادیث میں بھی ایسا ہی ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کی طرف ڈالا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص روح ہیں۔ (2) اس حدیث پاک میں یہی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام باپ کے بیٹے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی والدہ کے بجائے باپ کی طرف ہی آپ علیہ السّلام کی نسبت فرماتے۔

حمل کے آثار ظاہر ہونے پر قوم سے علیحدہ مقام کی طرف روانگی:

جب حمل کے ظاہری آثار نمودار ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت مریم رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو اِلہام کیا کہ وہ اپنی قوم کا علاقہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلی جائیں، اس لئے وہ بیتُ اللَّحم میں چلی گئیں۔ قرآنِ کریم میں ہے:

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِیًّا ﴿۲۲﴾ (پ16، مریم:22) ترجمہ: پھر مریم حاملہ ہو گئیں تو اسے لے کر ایک دور کی جگہ چلی گئی۔

---

1 ... خازن، مریم، تحت الآیۃ:22، 3/232.

2 ... بخاری، کتاب الانبیاء، باب قولہ تعالیٰ اذ قالت الملائکۃ یا مریم... الخ، 4/165، حدیث:3435

www.dawateislami.net

وقتِ ولادت کھانے پینے کا انتظام اور حضرت مریم کو تسلی:

جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت کا وقت قریب آیا اور درد کی شدت زیادہ ہوئی تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کھجور کے ایک سوکھے درخت کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ اب ایک طرف درد کی شدّت تھی اور دوسری طرف مستقبل کے معاملات تھے کہ اگرچہ میں تو مطمئن ہوں مگر لوگوں کو کیسے مطمئن کروں گی، چنانچہ اس شدید پریشانی کے عالم میں آپ رضی اللہ عنہا نے کہا:

یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا(۲۳) (پ16، مریم:23)

ترجمہ: اے کاش کہ میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور میں کوئی بھولی بسری ہو جاتی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی اس تمنا پر حضرت جبریل علیہ السّلام نے تسلی دیتے ہوئے وادی کے نشیبی حصے سے پکار کر فرمایا:

اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا(۲۴) وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا(۲۵) فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ۚ(۲۶) (پ16، مریم:24-26)

ترجمہ: کہ غم نہ کھا بیشک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بنادی ہے۔ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، وہ تم پر عمدہ تازہ کھجوریں گرائے گا۔ تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ میں نے آج رحمن کیلئے روزہ کی نذر مانی ہے تو آج ہرگز میں کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔

یہاں اس واقعہ سے متعلق دو اہم باتیں بھی ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السّلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو میٹھے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا، کھجور کا درخت سرسبز ہو کر پھل لایا اور وہ پھل پختہ اور رس دار ہو گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس جگہ ایک خشک نہر تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جاری کر دیا اور کھجور کا خشک درخت سرسبز ہو کر پھل دار ہو گیا۔[1]

1 ... مدارک، مریم، تحت الآیۃ:24، ص671، خازن، مریم، تحت الآیۃ:24، 3/232، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

(2) حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو خاموش رہنے کی نذر ماننے کا اس لئے حکم دیا گیا تاکہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فرمائیں اور ان کا کلام مضبوط حجت ہو جس سے تہمت زائل ہو جائے۔ نیز جہاں مخاطب کے نہ ماننے کا غالب گمان ہو وہاں خاموش رہنا اور منہ پھیر لینا چاہئے جیسے جاہلوں کے جواب میں خاموشی ہی بہتر ہے۔[1]

یاد رہے کہ پہلے زمانہ میں خاموشی کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں کھانے پینے سے بچنے کا روزہ ہوتا ہے، البتہ ہماری شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہو گیا ہے۔

ولادتِ عیسیٰ اور قوم کا ردِّ عمل:

حضرت جبریل علیہ السّلام کا تسلی آمیز کلام سن کر حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی پریشانی دور ہوئی اور کچھ ہی دیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بھی ولادت ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت مریم رضی اللہ عنہا انہیں اُٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس تشریف لے آئیں۔ جب لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں بچہ دیکھا تو وہ غمزدہ ہو کر رونے لگے اور کہا:

یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْــٴًـا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾ (پ16، مریم:27-28)

ترجمہ: اے مریم! بیشک تو بہت ہی عجیب و غریب چیز لائی ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کے لوگوں نے ہارون کی بہن کہا، اس ہارون سے آپ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی مراد ہیں یا تقویٰ و پرہیز گاری میں بنی اسرائیل کے ایک ہارون نامی شخص سے تشبیہ دیتے ہوئے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو ہارون کی بہن کہا۔[2]

حضرت مریم کا جواب:

حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چپ کا روزہ رکھا ہوا تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہا نے خود جواب دینے کی بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر کچھ پوچھنا ہے تو اس

1 ... خازن، مریم، تحت الآیۃ:26، 3/233، مدارک، مریم، تحت الآیۃ:26، ص672، ملتقطاً.

2 ... خازن، مریم، تحت الآیۃ:28، 3/233، مدارک، مریم، تحت الآیۃ:28، ص672، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

بچے سے پوچھ لو یہ جواب دے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا:

كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ (پ16، مریم:29) ترجمہ: ہم اس سے کیسے بات کریں؟ جو ابھی ماں کی گود میں بچہ ہے۔

حضرت عیسیٰ کا کلام فرمانا:

یہ گفتگو سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور سیدھے ہاتھ مبارک سے اشارہ کر کے بات کرنا شروع کی اور فرمایا:[1]

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۫ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰىنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ (پ16، مریم:30-33)

ترجمہ: بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے مبارک بنایا ہے خواہ میں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔ اور (مجھے) اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا (بنایا) اور مجھے متکبر، بدنصیب نہ بنایا۔ اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن وفات پاؤں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

قوم کا حضرت مریم کی پاکدامنی پر یقین:

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا کلام سن کر تمام لوگ خاموش ہوگئے اور انہیں آپ علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ کے نیک و پرہیز گار اور پاک دامن ہونے پر یقین آگیا کہ جو بچہ اس طرح کی باتیں کر رہا ہے اس کی والدہ ہمارے لگائے ہوئے الزامات سے بَری ہیں، اس کلام کے بعد آپ علیہ السّلام خاموش ہوگئے اور دوبارہ اسی وقت کلام کیا جب دوسرے بچوں کی طرح بولنے کی عمر تک پہنچ گئے۔[2]

حضرت مریم کے فضائل:

قرآن و حدیثِ میں آپ رضی اللہ عنہا کے بہت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے 14 فضائل درج ذیل ہیں۔

---

1 ... روح البیان، مریم، تحت الآیۃ:29، 5/331، خازن، مریم، تحت الآیۃ:29، 3/234، ملتقطاً.

2 ... خازن، مریم، تحت الآیۃ:33، 3/234.

www.dawateislami.net

(1)اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو آپ کی والدہ کی دعا میں ذکر کردہ لڑکے سے بہتر بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ (پ3، اٰل عمران:36)

ترجمہ: حالانکہ اللہ بہتر جانتا ہے جو اس نے جنا اور وہ لڑکا (جس کی خواہش تھی) اس لڑکی جیسا نہیں (جو اسے عطا کی گئی)۔

(2)عورت ہونے کے باوجود بیتُ المقدس کی خدمت کے لیے انہیں نذر میں قبول فرما لیا حالانکہ اس خدمت کے لیے صرف مردوں کو ہی منتخب کیا جاتا تھا۔

(3)آپ رضی اللہ عنہا کے لیے بے موسمی پھلوں کی صورت میں جنتی رزق بھیجا گیا۔

(4)آپ رضی اللہ عنہا مادر زاد یعنی پیدائشی وَلِیَّہ تھیں۔

(5)حضرت زکریا علیہ السّلام کو آپ کا کفیل بنایا گیا۔

(6،7)آپ رضی اللہ عنہا کو گناہوں سے اور مردوں کے ان پر قدرت پانے سے پاکیزہ بنایا اور انہیں ان کے زمانے میں سارے جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی کہ بغیر باپ کے بیٹا دیا اور فرشتوں کا کلام سنوایا۔

(8،9)آپ رضی اللہ عنہا بہت سچی، اپنے رب عزّوجلّ کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ (پ6، المائدہ:75)

ترجمہ: مسیح بن مریم تو صرف ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ (بہت سچی) ہے۔

(10)اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ سیرت کو مسلمانوں کے لیے ایک مثال بنایا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ۠ (پ28، التحریم:12)

ترجمہ: اور عمران کی بیٹی مریم کو (مثال بنا دیا) جس نے اپنے پارسائی کے مقام کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔

www.dawateislami.net

(11) آپ کے سوا کسی عورت کا نام قرآنِ مجید میں نہیں آیا۔

(12) آپ رضی اللہ عنہا جنت میں افضل ترین خواتین میں سے ایک ہیں۔

(13) آپ رضی اللہ عنہا جنت میں سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اَزواج میں سے ہوں گی۔

(14) حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آپ کو کامل خواتین میں شمار فرمایا۔[1]

حضرت اِیشاع رضی اللہ عنہا

محرابِ مریم میں بے موسمی پھل دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السّلام نے بارگاہِ الٰہی میں فرزند کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی اور آپ علیہ السّلام کو بیٹے کی بشارت دی گئی، اس وقت آپ علیہ السّلام نے بطور تعجب بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب! عزّوجلّ، میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا حالانکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے؟ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا: اللہ عزّوجلّ یوں ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایک قول کے مطابق اس وقت حضرت زکریا علیہ السّلام کی عمر ایک سو بیس سال کی ہو چکی تھی اور آپ علیہ السّلام کی زوجہ کی عمر اٹھانوے سال تھی اور سوال سے مقصود یہ تھا کہ بیٹا کس طرح عطا ہو گا؟ آیا میری جوانی واپس لوٹائی جائے گی اور زوجہ کا بانجھ ہونا دور کیا جائے گا یا ہم دونوں اپنے حال پر رہیں گے؟ فرمایا گیا کہ بڑھاپے میں فرزند عطا کرنا اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں لہٰذا اس بڑھاپے کی حالت میں فرزند ملے گا۔ قرآنِ مجید میں ہے:

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۴۰ (پ3، ال عمران:40)

ترجمہ: عرض کی: اے میرے رب میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا حالانکہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری بیوی بھی بانجھ ہے؟ اللہ نے فرمایا: اللہ یوں ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

دوسرے مقام پر اس کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ ہے:

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۸ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ

ترجمہ: عرض کی: اے میرے رب! میرے لڑکا کہاں سے ہو گا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی وجہ سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ چکا ہوں۔ فرمایا: ایسا ہی ہے۔ تیرے

1 ... بخاری، کتاب الانبیاء باب قولہ تعالیٰ وضرب اللہ مثلاً... الخ، 2/445، حدیث: 3411

www.dawateislami.net

خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَیْــٴًـا ۝۹ (پ16، مریم:8-9)

رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے اوپر بہت آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے۔

زوجہِ زکریا کے بانجھ پن کی دوری:

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السّلام کی دعا قبول کی اور انہیں سعادت مند فرزند حضرت یحییٰ علیہ السّلام عطا فرمایا اور حضرت زکریا علیہ السّلام کے لئے آپ کی زوجہ کا بانجھ پن ختم کر کے اسے اولاد پیدا کرنے کے قابل بنا دیا۔[1] قرآن پاک میں ہے:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۪ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ (پ17، الانبیآء:90)

ترجمہ: تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کے لیے اس کی بیوی کو قابل بنا دیا۔

زوجہِ زکریا کی نیکی اور خدا سے تعلق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝۹۰ (پ17، الانبیآء:90)

ترجمہ: بیشک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں بڑی رغبت سے اور بڑے ڈر سے پکارتے تھے اور ہمارے حضور دل سے جھکنے والے تھے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃُ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں حضرت زکریا علیہ السّلام، ان کی زوجہ اور حضرت یحییٰ علیہ السّلام کا تذکرہ ہے کہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے لطف و جمال کی رغبت رکھتے ہوئے اور اس کے قہر و جلال سے خوفزدہ ہو کر پکارتے تھے اور اسی کے آگے دل سے جھکنے والے اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی عبادت کرنے والے تھے۔[2]

ماں باپ کے ساتھ حضرت یحییٰ کا حسنِ سلوک:

حضرت یحییٰ علیہ السّلام اپنے ماں باپ کے فرمانبردار، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے اور ہر چیز میں ان

1 ...مدارک، الانبیاء، تحت الآیۃ:91، ص725

2 ...روح البیان، الانبیاء، تحت الآیۃ:90، 5/519

www.dawateislami.net

کی نافرمانی سے بہت بچنے والے تھے ان کے اسی وصف کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ

وَ بَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ (پ16، مریم:14) ترجمہ: اور وہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا۔

ماں باپ کی خدمت کی فضیلت:

اس آیت کے تحت علامہ علی بن محمد خازن رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد والدین کی خدمت سے بڑھ کر کوئی طاعت نہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (پ15، بنی اسرآئیل:23) ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔[1]

حضرت خولہ بنت ثعلبہ کی شان اور دلچسپ واقعہ

حضرت خَولہ بنتِ ثَعلبہ رضی اللہ عنہا کا نام تصغیر کے ساتھ خُوَیلہ بھی ذکر کیا گیا ہے، آپ کا تعلق مدینہ منورہ کے مشہور قبیلہ "خَزْرَج" سے تھا۔ آپ کا نسب اگرچہ بنتِ مالک بن ثعلبہ بن اَصرَم بیان کیا گیا ہے مگر دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو بنتِ ثعلبہ کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ اوس کے سردار اور مشہور صحابی حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی اَوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں۔ آپ کی امتیازی شان یہ ہے کہ آپ کی ازدواجی زندگی میں پیش آنے والی ایک مشکل کا حل اللہ پاک نے قراٰنِ پاک میں بیان فرمایا جس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے کسی بات پر اپنی زوجہ حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یہ کہنے کے بعد حضرت اَوس رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی، یہ کلمہ زمانۂ جاہلیّت میں طلاق شمار کیا جاتا تھا اس لئے حضرت اَوس رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ سے کہا: میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات ذکر کئے اور عرض کیا: میرا مال ختم ہوچکا، ماں باپ وفات پاگئے، عمر زیادہ ہوگئی اور بچے چھوٹے چھوٹے ہیں، اگر انہیں ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں گے اور اپنے ساتھ رکھوں تو بھوکے مر جائیں گے، اب ایسی کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے

1 ... خازن، مریم، تحت الآیۃ:14، 3/230

www.dawateislami.net

ارشاد فرمایا: تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں، یعنی ابھی تک ظہار کے متعلق کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا اور پرانا دستور یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہو جاتی ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، حضرت اَوس رضی اللہ عنہ نے طلاق کا لفظ نہیں کہا، وہ میرے بچوں کے باپ ہیں اور مجھے بہت ہی پیارے ہیں، اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہیں اور جب اپنی خواہش کے مطابق جواب نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہنے لگی: یا اللہ! عزّوجلّ، میں تجھ سے اپنی محتاجی، بے کَسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں، اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت دور ہو جائے۔ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا: خاموش ہو جا اور دیکھ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک پر وحی کے آثار ظاہر ہیں۔ جب وحی پوری ہو گئی تو ارشاد فرمایا: اپنے شوہر کو بلاؤ۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ (پ28، المجادلہ: 1)

ترجمہ: بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے معاملے میں آپ سے بحث کر رہی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، بیشک اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے معاملے میں آپ سے بحث کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے حال، فاقے اور تنہائی کے شدید ہونے کی شکایت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی آپس میں ہونے والی گفتگو سن رہا ہے، بیشک جو اللہ تعالیٰ سے مناجات کرے اور اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مناجات کو سننے والا اور شکایت کنندہ کو دیکھنے والا ہے۔[1]

یہاں ایک اہم بات کا خیال رہے کہ حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے بحث و تکرار کرنا مخالفت یا مقابلہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ کرم طلب کرنے کے لیے تھا اور اس سے اپنے دکھ درد کا اظہار مقصود تھا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی امت چونکہ آپ کی باندی غلام ہیں اس لئے کرم

1 ... خازن، المجادلۃ، تحت الآیۃ: 1، 4/235، مدارک، المجادلۃ، تحت الآیۃ: 1، ص1215، ملتقطاً

www.dawateislami.net

طلب کرنے کے لئے آپ سے عرض و معروض کر سکتے ہیں، نیز یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر شکایت کرنی بری نہیں بلکہ بے صبری والی شکایت کرنا برا ہے۔

حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ کا احترام:

حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہونے والی اس خصوصیت کی وجہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہا کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک بار حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرے، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ دراز گوش پر سوار تھے اور لوگوں کا ایک ہجوم ساتھ تھا۔ حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روک لیا اور نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے عمر! رضی اللہ عنہ وہ دن تجھے یاد ہیں جب تمہیں عمیر کہا جاتا تھا، پھر عمر کہا جانے لگا اور اب تمہیں لوگ امیر المومنین کہنے لگے ہیں، تو اے عمر! رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، جو شخص موت پر یقین رکھتا ہے اسے اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی ضروری چیز رہ نہ جائے اور جسے حساب کا یقین ہوتا ہے وہ عذاب سے ڈرتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر ان کی نصیحت کو سنتے رہے اور جب کافی وقت گزر گیا تو لوگوں نے عرض کی: اے امیر المومنین! اس بڑھیا کے لیے آپ اتنی دیر کھڑے رہیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر یہ مجھے صبح سے شام تک روک کر رکھے تو میں کھڑا رہوں گا اور صرف نماز کے وقت میں رخصت لوں گا، کیا تم جانتے نہیں کہ یہ بوڑھی خاتون کون ہے؟ یہ حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہے جس کی فریاد کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سنا، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ربُّ العالَمین تو اس کی بات سنے اور عمر رضی اللہ عنہ نہ سنے؟[1]

نکاح سے متعلق نبوی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائیں جن میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے لئے ایک وقت میں 4 سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کو حلال فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں حلال فرمائیں جنہیں تم مہر دو اور تمہاری مملوکہ کنیزیں جو اللہ نے

1 ... قرطبی، المجادلۃ، تحت الآیۃ: 1، 9/197، الجزء السابع عشر

www.dawateislami.net

مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰ (پ22، الاحزاب:50)

تمہیں مالِ غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت (تمہارے لئے حلال کی) اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے، اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے ہے، دیگر مسلمانوں کیلئے نہیں۔ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور ان کی مملوکہ کنیزوں میں مقرر کیا ہے۔ (یہ خصوصیت اس لئے) تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں نکاح سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خصوصیت بیان فرمائی گئی اور جن عورتوں سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے حلال فرمایا، یہاں ان کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) وہ عورتیں جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مہر عطا فرمایا، جیسے حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما۔

(2) وہ عورتیں جو مالِ غنیمت میں حاصل ہوئیں، جیسے حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہما، انہیں تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آزاد فرمایا اور ان سے نکاح کیا۔

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چچا کی بیٹیاں، پھوپھیوں کی بیٹیاں، ماموؤں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔

ساتھ ہجرت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہجرت کرنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیروی کی خواہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پہلے ہجرت کی ہو یا بعد میں کی ہو اور یہ قید بھی افضل کا بیان ہے کیونکہ ساتھ ہجرت کرنے کے بغیر بھی ان میں سے ہر ایک (سے نکاح کرنا) حلال ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاص

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حق میں ان عورتوں کا حلال ہونا اس قید کے ساتھ مُقَیَّد ہو جیسا کہ حضرت اُمِّ ہانی بنتِ ابو طالب کی روایت اس طرف اشارہ کرتی ہے، چنانچہ آپ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے (بچوں والی ہونے کا) عذر پیش کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے میرے عذر کو قبول فرمالیا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو میں ان کے لئے حلال نہ کی گئی کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ ہجرت نہ کی تھی۔

(4)اس مومنہ عورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے حلال کر دیا جو مہر اور نکاح کی شرائط کے بغیر اپنی جان آپ کو ہِبہ کر دے البتہ اس میں شرط یہ ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اسے نکاح میں لانے کا ارادہ فرمائیں تو وہ حلال ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اَزواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعے زوجیت سے مشرف ہوئی ہوں۔

مزید فرمایا: ”خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ“ یہ خاص تمہارے لیے ہے، دیگر مسلمانوں کیلئے نہیں۔ یعنی مہر کے بغیر نکاح کرنا خاص آپ کے لئے جائز ہے اُمت کے لئے نہیں، امت پر بہر حال مہر واجب ہے خواہ وہ مہر مُعَیَّن نہ کریں یا جان بوجھ کر مہر کی نفی کر دیں۔[1]

مہر کی کم از کم مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے:

آیت میں فرمایا کہ: ”قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ“ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے۔ یعنی ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیویوں کے حق میں جو کچھ مقرر فرمایا ہے جیسے مہر ادا کرنا اور نکاح کے لئے گواہوں کا ہونا اور بیویوں میں باری کا واجب ہونا اور چار آزاد عورتوں تک کو نکاح میں لانا اور ان کی ملکیت میں موجود کنیزوں کے بارے میں جو احکام لازم کئے وہ ہمیں معلوم ہیں۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ شرعاً مہر کی مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم

1 ... تفسیرات احمدیہ، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، ص628

2 ... تفسیرات احمدیہ، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، ص629

www.dawateislami.net

کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ دس درہم سے کم کوئی مہر نہیں۔[1]

نکاح کے معاملے میں خصوصی رعایت کی حکمت:

آیت کے آخر میں فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، نکاح کے معاملے میں آپ کے لئے خصوصی رعایتیں اس لئے ہیں تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو بخشنے والا اور ان پر مہربان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیلئے نکاح سے متعلق کچھ احکام

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اَزواجِ مُطَہرات رضی اللہ عَنہُنَّ کے ساتھ سلوک کے حوالے سے خصوصی اختیار دیئے تھے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُؕ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَ لَا یَحْزَنَّ وَ یَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ۝۵۱ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۝۵۲

(پ22، الاحزاب: 51-52)

ترجمہ: ان میں سے جسے چاہو پیچھے ہٹاؤ اور ان میں سے جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو اور جنہیں تم نے علیحدہ کر دیا تھا ان میں سے جسے تمہارا جی چاہے (اپنے قریب کرلو) تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ اس بات کے زیادہ نزدیک ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں اور (اے لوگو!) اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم والا، حلم والا ہے۔ ان کے بعد (مزید) عورتیں تمہارے لئے حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کی جگہ اور بیویاں بدل لو اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے مگر تمہاری کنیزیں جو تمہاری ملکیت میں ہوں اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

اس آیت کی ابتداء میں ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، آپ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس زوجہ کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور اَزواجِ مُطَہّرات میں باری مقرر

1 ... معجم اوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، 1/11، حدیث: 3

www.dawateislami.net

کریں یا نہ کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنی جانیں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو نذر کیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ ان میں سے جس کو چاہیں قبول کریں اس کے ساتھ نکاح فرمائیں اور جس کو چاہیں انکار فرمادیں۔[1]

اَزواجِ مُطَہّرات میں عدل سے متعلق حضور پُر نور کی سیرت:

اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ میں عدل کرنے یا نہ کرنے سے متعلق خصوصی اختیار ملنے کے باوجود تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مبارک عمل یہ تھا کہ آپ تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ کے ساتھ عدل فرماتے اور ان کی باریاں برابر رکھتے سوائے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کی اَزواجِ مُطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ میں ہو۔

سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس عمل مبارک میں بعد والے لوگوں کے لیے بڑی نصیحت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اختیار ملنے کے باوجود اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ میں عدل فرمایا تو جن لوگوں کو یہ اختیار حاصل نہیں بلکہ ان پر عدل کرنا ہی لازم ہے تو انہیں کس درجہ عدل کرنے کی ضرورت ہے۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں لوگ دو یا تین شادیاں تو کر لیتے ہیں لیکن سب بیویوں کے درمیان عدل و انصاف سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

مزید فرمایا: ”وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ“ اور جنہیں تم نے علیحدہ کر دیا تھا ان میں سے جسے تمہارا جی چاہے۔

یعنی اے حبیب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ نے ازواجِ مطہرات میں سے جس کو معزول کر دیا ہو یا جس کی باری کو ساقط کر دیا ہو، اس کی طرف آپ جب چاہیں اِلتفات فرمائیں اور اس کو نوازیں، اس کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے اور یہ اختیار اس بات کے زیادہ نزدیک ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں کیونکہ جب وہ یہ جانیں گی کہ یہ تفویض اور یہ اختیار آپ کو اللہ

1 ...جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، 6/187، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، ص947، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، 3/517، ملتقطاً

www.dawateislami.net

تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے تو ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے۔ اور اے لوگو! اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو عورتوں کے معاملے میں اور ان میں سے بعض کی طرف مائل ہونے سے متعلق تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ علم والا، حلم والا ہے۔[1]

نکاح سے متعلق پابندیاں:

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا: ”لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ“ **ان کے بعد عورتیں تمہارے لئے حلال نہیں۔**

یعنی اے حبیب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، آپ کے نکاح میں موجود ان 9 اَزواجِ مُطَہَّرات کے بعد جنہیں آپ نے اختیار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اختیار کیا، مزید عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح کر لیں۔ ان اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کی یہ عزت افزائی اس لئے ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں اختیار دیا تھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اختیار کیا اور دنیا کی آسائشوں کو ٹھکرا دیا، چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں پر اِکتفا فرمایا اور عمر مبارک کے آخر تک یہی اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں، اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت ”اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ...الآیۃ“ ہے۔[2]

کنیزوں سے متعلق رخصت:

مزید فرمایا: ”اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ“ مگر تمہاری کنیزیں جو تمہاری ملکیت میں ہوں۔

یعنی ان اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ میں سے کسی کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اگرچہ آپ کو اس کا حسن و جمال پسند آئے البتہ آپ کی وہ کنیزیں جو آپ کی ملکیت میں ہوں وہ آپ کے لئے حلال ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے اس لئے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تَجاوُز نہ کرے۔

---

1 ...مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، ص947، جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، ص356، ملتقطاً

2 ...مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 52، ص947-948

www.dawateislami.net

اس کے بعد حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ملک میں آئیں اور ان سے حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جنہوں نے چھوٹی عمر میں وفات پائی۔[1]

ازواجِ مطہرات کو دیا گیا اختیار اور وعدۂ الٰہی

ایک بار سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات نے آپ سے دُنْیَوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی، جبکہ یہاں تو دنیا سے بے رغبتی اپنے کمال پر تھی اور دنیا کا سامان اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا، اس لئے ان کا یہ مطالبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قلبِ اَطْہر پر گراں گزرا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا(۲۸) وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا(۲۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ تاکہ میں تمہیں مال دُوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

(پ21، الاحزاب:28-29)

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی 9 اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ ان میں سے 5 کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔ (2) حضرت حفصہ بنتِ فاروق رضی اللہ عنہما۔ (3) حضرت اُمِّ حبیبہ بنتِ ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔ (4) حضرت اُمِّ سلمٰی رضی اللہ عنہا بنتِ اُمیہ۔ (5) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنتِ زَمْعَہ۔

اور 4 اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا تعلق قبیلہ قریش کے علاوہ دیگر قبائل سے تھا، اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ جحش اسدیہ۔ (2) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث ہلالیہ۔ (3) حضرت صفیہ رضی اللہ

1 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 52، 3/518، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 52، ص948، جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ: 52، ص356، ملتقطاً

www.dawateislami.net

عنہا بنتِ حُیَیْ بن اخطب خَیبریہ۔(4)حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث مصطلقیہ۔

سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کرکے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کی: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی یہی جواب دیا۔[1]

یہاں ایک فقہی مسئلہ یاد رکھیں کہ جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے شوہر کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو اَحناف کے نزدیک ایک بائنہ طلاق واقع ہوتی ہے۔ نیز طلاق سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہارِ شریعت حصہ 8 کا مطالعہ فرمائیں۔

آیت سے متعلق دو اہم باتیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اختیار کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے، جسے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مل گئے اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی اور جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی نیکیوں کا اجر و ثواب دوسروں سے زیادہ ہے۔

مسلمانوں پر حضور کا حق اور ازواجِ مطہرات کا درجہ

ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (پ21، الاحزاب:6)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اَولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار، یہاں تینوں معنی درست ہیں اور اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ دنیا اور دین کے تمام اُمور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم مسلمانوں پر نافذ اور آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ کے حکم کے مقابلے میں نفس کی خواہش کو ترک کر دینا واجب ہے۔ دوسرا معنی یہ

1 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ:28،29، 3/497، ملخصاً

www.dawateislami.net

ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ نرمی، رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور انہیں سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (پ11، التوبۃ:128) ترجمہ: مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔ (1)

امت کی مائیں:

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات کو مومنوں کی مائیں فرمایا گیا، لہٰذا اُمَّہاتُ المومنین کا تعظیم و حرمت میں اور ان سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہونے میں وہی حکم ہے جو سگی ماں کا ہے جبکہ اس کے علاوہ دوسرے احکام میں جیسے وراثت اور پردہ وغیرہ، ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا ہے یعنی ان سے پردہ بھی کیا جائے گا اور عام مسلمانوں کی وراثت میں وہ بطورِ ماں شریک نہ ہوں گی، نیز امہات المومنین کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں، خالہ نہ کہا جائے گا۔ (2)

یہ حکم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ان تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ کے لئے ہے جن سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نکاح فرمایا، چاہے حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو۔ یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم و واجبُ الاحترام ہیں۔ (3)

ازواجِ مطہرات کا مقام اور ان سے گفتگو پر خصوصی ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ (پ22، الاحزاب:32)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے اور تم اچھی بات کہو۔

---

1 ...خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ:6، 3/483، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ:6، ص932، ملتقطاً

2 ...بغوی، الاحزاب، تحت الآیۃ:6، 3/437، ملخصاً

3 ...زرقانی علی المواہب، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاہرات...الخ، 4/356-357

www.dawateislami.net

اس آیت میں فرمایا کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بیویو! تم فضیلت اور شرف میں اور عورتوں جیسی نہیں ہو کیونکہ تم سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اَزواج اور تمام مومنوں کی مائیں ہو اور تمہیں میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے خاص قرب حاصل ہے اور جب تمہاری قدر اتنی اعلیٰ اور تمہارا رتبہ اتنا عظیم ہے تو یہ بات تمہاری شان کے لائق نہیں کہ تم دنیا کی زینت اور آرائش کا مطالبہ کرو۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ (اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات!) میری بارگاہ میں تمہاری قدر دوسری نیک خواتین کی قدر جیسی نہیں ہے بلکہ تم میری بارگاہ میں زیادہ عزت والی ہو اور میرے نزدیک تمہارا ثواب زیادہ ہے۔[2]

اَزواجِ مُطَہَّرات اور زہد و قناعت:

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چاہتے تو انتہائی شاہانہ زندگی گزار سکتے تھے اور اپنی ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کو دنیا کی تمام راحتیں اور آسائشیں فراہم کر سکتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دنیا، اس کی نعمتوں اور آسائشوں کی طرف رغبت نہ رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمادیا تھا کہ میں دنیا سے نہیں ہوں اور دنیا مجھ سے نہیں ہے۔[3]

اس لئے آپ کے ساتھ انتہائی قرب رکھنے والوں کی شان کے لائق بھی یہی تھا کہ وہ بھی دنیا کی طرف راغب نہ ہوں، پھر ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ نے دنیا سے بے رغبتی اور زہد و قناعت کا کیسا شاندار مظاہرہ فرمایا اس کا اندازہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درجِ ذیل دو واقعات سے لگایا جا سکتا ہے:

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیت المال سے 80,000 درہم آئے تو آپ نے اپنی کنیز کو وہ درہم تقسیم کرنے کا حکم دیا، کنیز نے ایک ہی مجلس میں وہ سارے درہم تقسیم کر دیئے، جب وہ فارغ ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کوئی چیز مانگی جس سے وہ روزہ افطار کر لیں تو کنیز کو گھر میں کوئی

---

1 ... روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، 7/169، تفسیر کبیر، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، 9/167، صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، 5/1637، ملتقطاً

2 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، 3/498

3 ... کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، 2/80، حدیث: 6125، الجزء الثالث

www.dawateislami.net

ایسی چیز نہ ملی جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزہ افطار کر لیتیں۔[1]

(2) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت آپ اپنا نقاب سی رہی تھیں، اس نے عرض کی: اے اُمُّ المؤمنین! رضی اللہ عنہا، کیا اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی نہیں فرمادی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: چھوڑو (ان باتوں کو، میرے نزدیک) وہ نئے کپڑوں کا حقدار نہیں جو پرانے کپڑے استعمال نہ کرے۔[2]

اللہ تعالیٰ ازواجِ مُطَہّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کے زہد و قناعت کا صدقہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو بھی زہد و قناعت اور دنیا سے بے رغبتی کی دولت نصیب فرمائے، اٰمین۔

گفتگو سے متعلق ایک ادب کی تعلیم:

ارشاد فرمایا: "اِنِ اتَّقَیْتُنَّ" اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو۔

آیت کے اس حصے میں ازواجِ مُطَہّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کو ایک ادب کی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضا کی مخالفت کرنے سے ڈرتی ہو تو جب کسی ضرورت کی بنا پر غیر مرد سے پسِ پردہ گفتگو کرنی پڑ جائے تو اس وقت ایسا انداز اختیار کرو جس سے لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے اور بات میں نرمی نہ ہو بلکہ انتہائی سادگی سے بات کی جائے اور اگر دین و اسلام کی اور نیکی کی تعلیم اور وعظ و نصیحت کی بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو بھی نرم اور نازک لہجے میں نہ ہو۔[3]

علامہ احمد صاوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ امت کی مائیں ہیں اور کوئی شخص اپنی ماں کے بارے میں بری سوچ رکھنے کا تصور تک نہیں کر سکتا، اس کے باوجود ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کو بات کرتے وقت نرم لہجہ اپنانے سے منع کیا گیا تاکہ جو لوگ منافق ہیں وہ کوئی لالچ نہ کر سکیں کیونکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوتا جس کی بنا پر ان کی طرف سے کسی برے لالچ کا اندیشہ تھا اس لئے نرم لہجہ

---

1 ... صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 29، 5/1636

2 ... طبقات ابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، عائشۃ بنت ابی بکر، 8/58

3 ... ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، 4/320، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، ص941، جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، 6/170، ملتقطاً

www.dawateislami.net

اپنانے سے منع کر کے یہ ذریعہ ہی بند کر دیا گیا۔[1]

اس سے واضح ہوا کہ جب ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کیلئے یہ حکم ہے تو بقیہ کیلئے یہ حکم کس قدر زیادہ ہو گا کہ دوسروں کیلئے تو فتنوں کے مَواقع اور زیادہ ہیں۔

عفت و پارسائی کی حفاظت کرنے والی خواتین کی شان کے لائق کام:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی عفت اور پارسائی کی حفاظت کرنے والی خواتین کی شان کے لائق یہی ہے کہ جب انہیں کسی ضرورت، مجبوری اور حاجت کی وجہ سے کسی غیر مرد کے ساتھ بات کرنی پڑ جائے تو ان کے لہجے میں نزاکت نہ ہو اور آواز میں بھی نرمی اور لچک نہ ہو بلکہ ان کے لہجے میں اَجْنَبِیّت ہو اور آواز میں بیگانگی ظاہر ہو، تاکہ سامنے والا کوئی بُرا لالچ نہ کر سکے اور اس کے دل میں بری خواہش پیدا نہ ہو اور جب سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زیرِ سایہ زندگی گزارنے والی امت کی ماؤں اور عفت و عصمت کی سب سے زیادہ محافظ مقدس خواتین کو یہ حکم ہے کہ وہ نازک لہجے اور نرم انداز سے بات نہ کریں تاکہ بری سوچ والوں کو لالچ کا کوئی موقع نہ ملے تو دیگر عورتوں کے لئے جو حکم ہو گا اس کا اندازہ ہر عقل مند انسان آسانی کے ساتھ لگا سکتا ہے۔

پاکیزہ معاشرے کے قیام میں دینِ اسلام کا کردار:

دینِ اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے پاکیزہ معاشرے کے قیام کے لئے نیز جو چیزیں اِس راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں، انہیں ختم کرنے کے لئے انتہائی احسن اور مُؤثر اِقدامات کئے ہیں۔ فحاشی، عُریانی اور بے حیائی پاکیزہ معاشرے کے لئے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں، دینِ اسلام نے جہاں ان چیزوں کو ختم کرنے پر زور دیا وہیں ان ذرائع اور اسباب کو ختم کرنے کی طرف بھی توجہ کی جن سے فحاشی، عریانی اور بے حیائی پھیل سکتی ہے، جیسے عورتوں کا نرم و نازک لہجے میں بات کرنا مردوں کے دل میں بری خواہش کا بیج بونے میں انتہائی کارگر ہے اور فحاشی و بے حیائی کی طرف مائل کرنے والی عورتیں ابتدا میں اسی چیز کا سہارا لیتی ہیں، اس لئے اسلام نے اس ذریعے کو ہی بند کرنے کا فرما دیا تاکہ معاشرہ پاکیزہ رہے اور اس کی بنیادیں مضبوط ہوں۔ افسوس ہمارے معاشرے میں آزادی، روشن خیالی اور معاشی ترقی کے نام پر عورتوں کو غیر مردوں کے ساتھ باتیں کرنے کے

1 ... صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 32، 5/1637، ملخصاً

www.dawateislami.net

نت نئے مواقع فراہم کئے جارہے ہیں اور عورتوں کو نازک لہجے اور نرم انداز سے بات کرنے کی باقاعدہ تربیت دے کر تعلیم، طب، سفر، تجارت، میڈیا اور ٹیلی کام وغیرہ کے مختلف شعبوں میں تعینات کیا جاتا ہے حتّٰی کہ دُنیوی شعبہ جات میں عوامی رہنمائی اور خدمت کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جہاں تربیت یافتہ عورت موجود نہ ہو اور اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے اور ایسی عورتیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ انہیں دوسری عورتوں کے مقابلے میں گندی سوچ والے مردوں سے کتنا واسطہ پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے اور دینِ اسلام کی فطرت سے ہم آہنگ تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

نقصان سے بچنے کیلئے ان کے اسباب اور ذرائع کا خاتمہ ضروری ہے:

اس آیت سے ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ کسی بھی طرح کے نقصان جیسے نیک اعمال کی بربادی، معاشرتی اَقدار کی تباہی، جان اور مال وغیرہ کی ہلاکت سے بچنے کے لئے ان اسباب اور ذرائع کو ختم کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے جو نقصان کی وجہ بنتے ہیں، لہٰذا نیک اعمال کو بچانے کے لئے گناہوں سے بچنا ہوگا، معاشرتی اقدار کی حفاظت کے لئے فحاشی، عریانی، بے حیائی اور ان کے ذرائع کو ختم کرنا ہوگا۔ اگر غور کریں تو نقصان سے بچنے کے لئے اس کے ذرائع اور اسباب کو ختم کرنے کی سینکڑوں مثالیں ہمارے سامنے آسکتی ہیں اور دینِ اسلام کے احکام کی حکمتیں بھی ہم پر واضح ہوسکتی ہیں۔

ازواجِ مطہرات کو پردے اور عبادت کے متعلق چند احکام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَ اذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردے۔ اور اللہ کی آیات اور

www.dawateislami.net

بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۝۳۴ (پ22، الاحزاب:33-34)

حکمت یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ بیشک اللہ ہر باریکی کو جاننے والا، خبر دار ہے۔

ان دو آیات مبارکہ میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ کو 6 احکام دیئے گئے:

پہلا حکم: **"اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔"** یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواج! تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اپنی رہائش گاہوں میں سکونت پذیر رہو (اور شرعی ضرورت کے بغیر گھروں سے باہر نہ نکلو۔) یاد رہے کہ اس آیت میں خطاب اگرچہ ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کو ہے لیکن اس حکم میں دیگر عورتیں بھی داخل ہیں۔[1]

اَزواجِ مُطَہَّرات اور گھر سے باہر نکلنا:

ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن نے اس حکم پر کس حد تک عمل کیا، اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو، چنانچہ امام محمد بن سیرین رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ نہ حج کرتی ہیں اور نہ عمرہ کرتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں گھر میں رہوں۔ اللہ کی قسم! میں دوبارہ گھر سے نہیں نکلوں گی۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! وہ اپنے دروازے سے باہر نہ آئیں یہاں تک کہ وہاں سے آپ کا جنازہ ہی نکالا گیا۔[2]

اللہ تعالیٰ ہماری ماں کے درجات بلند فرمائے اور مسلمان خواتین کو ان کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

عورت، چار دیواری اور اسلام:

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کریں اور شرعی ضرورت و حاجت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عورتوں کے اس عمل کی فضیلت

1 ...روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، 7/170

2 ...در منثور، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، 6/599

www.dawateislami.net

بھی بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، مرد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے اور ہمارا تو کوئی ایسا عمل نہیں جسے بجالا کر ہم مجاہدین کا درجہ پا سکیں؟ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو اپنے گھر میں ٹھہری رہے وہ ان مجاہدین کا درجہ پائے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔[1]

اس روایت سے ہمارے معاشرے کی ان عورتوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو بلاضرورتِ شرعی گھروں سے باہر نکلتی اور گھومتی پھرتی ہیں اور بازاروں کی رونق بنی رہتی ہیں۔ اگر یہ عورتیں گھروں میں رہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کی طرح ثواب ملے۔

یاد رہے کہ دینِ اسلام میں عورت کو گھر میں ٹھہری رہنے کا جو حکم دیا گیا اس سے مقصود یہ ہرگز نہیں کہ دینِ اسلام عورتوں کے لئے یہ چاہتا ہے کہ جس طرح پرندے پنجروں میں اور جانور باڑے میں زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح عورت بھی پرندوں اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کرے، بلکہ اسے یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس میں اس کی عزت و عصمت کا تحفُّظ زیادہ ہے۔ اسے آسان انداز میں یوں سمجھئے کہ جس کے پاس قیمتی ترین ہیرا ہو وہ اسے لے کر سرِ عام بازاروں میں نہیں گھومتا بلکہ اسے مضبوط سے مضبوط لاکر میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کی یہ دولت محفوظ رہے اور کوئی لٹیرا اسے لوٹنے کی کوشش نہ کرے اور اس کا یہ عمل عقلِ سلیم رکھنے والوں کی نظر میں بہت اچھا اور قابلِ تعریف ہے اور اس کی بجائے اگر وہ شخص اپنا قیمتی ترین ہیرا لے کر سرِ عام بازاروں میں گھومنا شروع کر دے اور لوگوں کی نظر اس ہیرے پر آسانی سے پڑتی رہے تو عین ممکن ہے کہ اسے دیکھ کر کسی کی نیت خراب ہو جائے اور وہ اسے لوٹنے کی کوشش کرے اور ایسے شخص کو جاہل اور بیوقوف جیسے خطابات سے نوازا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیمتی ہیرے کا زیادہ تحفظ اسے مضبوط لاکر کے اندر رکھنے میں ہے نہ کہ اسے لے کر سرِ عام گھومنے میں اور اسی طرح عورت کی عصمت کا زیادہ تحفظ اس کا گھر کے اندر رہنے میں ہے نہ کہ غیر مردوں کے سامنے آنے اور ان کے درمیان گھومنے میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

1 ... مسند بزار، مسند ابی حمزۃ انس بن مالک، 13/339، الحدیث: 6962

www.dawateislami.net

خود کو دانشور کہلانے والے وہ لوگ حقیقت میں دانش و حکمت سے نہایت دور ہیں جو دینِ اسلام کے اس حکم کے بنیادی مقصد کو پسِ پُشت ڈال کر اور کافروں کے طرزِ زندگی سے مرعوب و مغلوب ہو کر غلامانہ ذہنیت سے اعتراضات کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی نظر میں اسلام کے احکام کی قدر ختم ہو جائے، عورت اسلامی احکام کو اپنے حق میں سزا تصور کرے اور وہ اپنی عصمت جیسی قیمتی ترین دولت تک لٹیروں کے ہاتھ پہنچنے کی ہر رکاوٹ دور کر دے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسلامی احکام کے مقاصد سمجھنے، ان پر عمل کرنے، عورت کی عفت و عصمت کے دشمنوں کے عزائم کو سمجھنے اور ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

دوسرا حکم: **”اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔“** یعنی جس طرح پہلی جاہلیت کی عورتیں بے پردہ رہا کرتی تھیں اس طرح تم بے پردگی کا مظاہرہ نہ کرو۔

اگلی اور پچھلی جاہلیت سے کون سا زمانہ مراد ہے؟

اگلی اور پچھلی جاہلیت کے زمانے سے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے، اس زمانے میں عورتیں اتراتی ہوئی نکلتی اور اپنی زینت اور محاسن کا اظہار کرتی تھیں تاکہ غیر مرد انہیں دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں اور پچھلی جاہلیت سے آخری زمانہ مراد ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کی مثل ہو جائیں گے۔[1]

اَزواجِ مُطَہَّرات اور پردہ:

اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن پردے کا خوب اہتمام کرتی تھیں، یہاں ان کے پردے کا حال ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم ازواجِ مُطَہَّرات کے پاس سے سواروں کے قافلے گزرتے تھے اور ہم (حج کے سفر میں) تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں جب سوار ہمارے سامنے سے گزرنے لگتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے لٹکا کر چہرے کے سامنے کر لیتی اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتی تھیں۔[2]

---

1 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، 3/499، جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، ص354، ملتقطاً

2 ... ابوداؤد، کتاب المناسک، باب فی الحرمۃ تغطی وجہہا، 2/241، حدیث: 1833

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ اُمت کی ان مقدس ماؤں کے درجات بلند فرمائے اور ایک طرح سے ان کی بیٹیوں میں داخل مسلم خواتین کو اپنی ماؤں کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

بے پردہ اور بے حیا عورتوں کا انجام:

شرم و حیاء سے عاری اور بے پردہ عورتوں کا دُنیَوی انجام تو ہر کوئی معاشرے میں اپنی نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے کہ عزت دار اور باحیا طبقے میں ان کی کوئی قدر نہیں ہوتی، لوگ انہیں اپنی ہوس بھری نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں، ان پر آوازیں کستے اور ان سے چھیڑ خوانی کرتے ہیں، لوگوں کی نظر میں ان کی حیثیت نفس کی خواہش اور ہوس پوری کرنے کا ذریعہ ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ ہوس پوری ہو جانے کے بعد وہ عورت سے لاتعلق ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ ایسی عورت خود طرح طرح کے خطرناک اَمراض کا شکار ہو جاتی ہے اور آخر کار عبرتناک موت سے دوچار ہو کر قبر کی اندھیر نگری میں چلی جاتی ہے، یہ تو ان کا دُنیوی انجام ہے، اب یہاں ایسی عورتوں کا اُخروی انجام بھی ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا (بلکہ وہ میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی) (1) وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے۔ (2) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ یہ نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے آتی ہو گی۔ [1]

اس حدیث پاک میں عورتوں کے تین کام بیان ہوئے جن کی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گی۔

(1) لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ یعنی اپنے بدن کا کچھ حصہ چھپائیں گی اور کچھ حصہ ظاہر کریں گی تاکہ ان کا حسن و جمال ظاہر ہو یا اتنا باریک لباس پہنیں گی جس سے ان کا جسم ویسے ہی نظر آئے گا تو یہ اگرچہ کپڑے پہنے ہوں گی لیکن درحقیقت ننگی ہوں گی۔ [2]

---

1 ... مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات۔۔۔ الخ، ص906، حدیث: 5582(2128)

2 ... مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدیات، باب مالا یضمن من الجنایات، الفصل الاول، 7/ 83، تحت الحدیث: 3524

www.dawateislami.net

(2) مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی۔ یعنی لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی یا دوپٹہ اپنے سر سے اور برقعہ اپنے منہ سے ہٹادیں گی تاکہ ان کے چہرے ظاہر ہوں یا اپنی باتوں یا گانے سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی۔

(3) ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ اس جملے کی تشریحات تو بہت ہیں لیکن بہتر تشریح یہ ہے کہ وہ عورتیں راہ چلتے وقت شرم سے سر نیچا نہ کریں گی بلکہ بے حیائی سے اونچی گردن سر اٹھائے ہر طرف دیکھتی لوگوں کو گھورتی چلیں گی، جیسے اونٹ کے تمام جسم میں کوہان اونچی ہوتی ہے ایسے ہی ان کے سر اونچے رہا کریں گے۔[1]

اگر غور کیا جائے تو ان تینوں میں سے وہ کون سی ایسی صورت ہے جو ہمارے معاشرے کی عورتوں میں نہیں پائی جاتی، ہمارے غیب کی خبریں دینے والے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صدیوں پہلے جو خبر دی وہ آج حرف بہ حرف پوری ہوتی نظر آرہی ہے اور ہمارے معاشرے کی عورتوں کا حال یہ ہے کہ وہ لباس ایسے پہنتی ہیں جس سے ان کے جسم کا کچھ حصہ ڈھکا ہوتا ہے اور کچھ ننگا ہوتا ہے، یا ان کا لباس اتنا باریک ہوتا ہے جس سے ان کے جسم کی رنگت صاف نظر آرہی ہوتی ہے، یا ان کا لباس جسم پر اتنا فٹ ہوتا ہے جس سے ان کی جسمانی ساخت نمایاں ہورہی ہوتی ہے تو یہ بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئی ہیں لیکن درحقیقت ننگی ہیں کیونکہ لباس پہننے سے مقصود جسم کو چھپانا اور اس کی ساخت کو نمایاں ہونے سے بچانا ہے اور ان کے لباس سے چونکہ یہ مقصود حاصل نہیں ہورہا، اس لئے وہ ایسی ہیں جیسے انہوں نے لباس پہنا ہی نہیں اور ان کے چلنے، بولنے اور دیکھنے کا انداز ایسا ہوتا ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کررہی ہوتی ہیں اور خود کا حال بھی یہ ہوتا ہے کہ غیر مردوں کی طرف بہت مائل ہوتی ہیں، دوپٹے ان کے سر سے غائب ہوتے ہیں اور برقعہ پہننے والیاں نقاب منہ سے ہٹا کر چلتی ہیں تاکہ لوگ ان کا چہرہ دیکھیں۔ ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور جہنم کی خوفناک سزاؤں سے ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہماری عورتوں کو ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے اور اپنی بگڑی حالت سدھارنے کی توفیق نصیب کرے، اٰمین۔

---

1 ...مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدیات، باب مالا یضمن من الجنایات، الفصل الاول، 7/83-84، تحت الحدیث: 3524، ملخصاً

www.dawateislami.net

دینِ اسلام عورت کی عصمت کا سب سے بڑا محافظ ہے:

یاد رہے کہ ایک باعزت اور حیادار عورت کے لئے اس کی عصمت سب سے قیمتی چیز ہے اور ایسی عورت کے نزدیک اپنی عصمت کی اہمیت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ اسے لٹنے سے بچانے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتی ہے اور ہر عقل مند انسان یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ جو چیز جتنی زیادہ قیمتی ہوتی ہے اس کی حفاظت کا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے حتّٰی کہ ان تمام اسباب اور ذرائع کو ختم کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی جاتی ہے جو قیمتی ترین چیز کے لٹنے کا سبب بن سکتے ہوں اور دینِ اسلام میں چونکہ عورت کی عصمت کی اہمیت اور قدر انتہائی زیادہ ہے اس لئے دینِ اسلام میں اس کی حفاظت کا بھی بھرپور اہتمام کیا گیا ہے، جیسے دینِ اسلام میں عورتوں کو ایسے احکام دیئے گئے جن پر عمل نہ کرنا عورت کی عزت کیلئے خطرناک ہو سکتا ہے، مثلاً عورتوں نیز مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، عورتوں سے فرمایا کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رکھیں، اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں، نیز دورِ جاہلیّت میں جیسی بے پردگی ہوا کرتی تھی ویسی بے پردگی نہ کریں، زمین پر اپنے پاؤں اس لئے زور سے نہ ماریں کہ ان کی اس زینت کا پتہ چل جائے جو انہوں نے چھپائی ہوئی ہے، غیر مردوں کو اپنی زینت نہ دکھائیں، اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں، غیر مرد سے کوئی بات کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو نرم و نازک لہجے اور انداز میں بات نہ کریں وغیرہ۔ پھر عورتوں کی عزت و عظمت بیان کرنے کیلئے قرآن میں فرمایا گیا کہ جو لوگ پاک دامن عورت پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور اسے شرعی طریقے سے ثابت نہ کر سکیں تو انہیں اَسّی کوڑے لگائے جائیں، ان کی گواہی کبھی نہ مانی جائے اور یہ لوگ فاسق ہیں۔ انجان، پاکدامن، ایمان والی عورتوں پر بدکاری کا بہتان لگانے والوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے قیامت کے دن بڑا عذاب ہے۔

ان اَحکام سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام عورت اور اس کی عصمت کا سب سے بڑا محافظ ہے اور اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو مسلمان کہلانے کے باوجود چادر اور چار دیواری کے تَقَدُّس کو پامال کر کے عورت کی آزادی کا نعرہ لگانے اور روشن خیالی کے نام پر عورت کو ہر جگہ کی زینت بنانے اور حقوقِ نسواں کے نام پر ہر شعبے میں عورت کو مرد کے شانہ بشانہ کھڑا کرنے کی کوششیں کر کے عورتوں سے کھیلنے کو آسان سے آسان تر

www.dawateislami.net

بنانے میں مصروف ہیں اور ان عورتوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اپنی عزت و ناموس کے دشمنوں، بے علم دانشوروں کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہو کر خود کو خطرے پر پیش کرتی ہیں اور خود کو غیر محفوظ بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

تیسرا اور چوتھا حکم: **"اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔"** یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات! تم نماز قائم رکھو جو کہ بدنی عبادات کی اصل ہے اور اگر تمہارے پاس مال ہو تو اس کی زکوٰۃ دو۔[1]

نوٹ: خیال رہے کہ یہ حکم عام ہے اور تمام عورتوں کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ نماز پڑھیں، روزے رکھیں اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کریں۔

اَزواجِ مُطَہَّرات اور عبادت:

اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں خوب کوشش کیا کرتی تھیں، چنانچہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا روزانہ بلاناغہ نمازِ تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں اور اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ آپ اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں اور تلاوتِ قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں۔[2]

اللہ تعالیٰ اُمت کی ماؤں کی عبادات کا صدقہ ان کی روحانی بیٹیوں کو بھی نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

نسبت پر بھروسہ کر کے ترکِ عبادت کرنے والوں کو نصیحت:

یہاں اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن کو حکم دیا گیا کہ نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قرابت کے باعث اگر کوئی نماز اور زکوٰۃ کا تارک ہو گا تو اس سے کسی قسم کی پوچھ نہیں ہو گی۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جو نماز نہیں پڑھتے، روزے بھی نہیں رکھتے اور فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ بھی نہیں دیتے اور انہیں جب عمل کرنے

1 ...روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، 7/171

2 ...سیرتِ مصطفی، انیسواں باب، ازواجِ مطہرات، ص660-662

www.dawateislami.net

کی دعوت دی جاتی ہے تو نسبت کا بہانہ بنادیتے ہیں کہ ہماری نسبت اچھوں کے ساتھ ہے اس لئے اگر ہم ان احکام پر عمل نہ کریں تو بھی ہمارا بیڑا پار ہے۔

پانچواں حکم: **"اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔"** یعنی تمام احکامات اور ممنوعات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت کرو لہٰذا تم میں سے کسی کی شان کے لائق یہ بات نہیں کہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حکم دیا تم اس کی مخالفت کرو۔[1]

نوٹ: یہ حکم عام ہے اور تمام عورتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت کرنے اور ان کی نافرمانی سے بچنے کا حکم ہے۔

اَزواجِ مُطَہَّرات کی فرمانبرداری:

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن فرائض اور سنتوں وغیرہ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خوب فرمانبرداری کیا کرتی تھیں حتّٰی کہ مُستحب احکام میں بھی ان کی اطاعت کا حال بے مثال تھا، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، میرے لئے دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں مجھے آپ کی اَزواجِ مُطَہَّرات میں سے رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم اس رتبے کی تمنا رکھتی ہو تو تمہیں چاہئے کہ کل کے لئے کھانا بچا کر نہ رکھو اور جب تک کسی کپڑے میں پیوند لگ سکتا ہے تب تک اسے بیکار نہ سمجھو۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فقر کو مالداری پر ترجیح دینے کی اس نصیحت پر اتنی عمل پیرا رہیں کہ (زندگی بھر) کبھی آج کا کھانا کل کے لئے بچا کر نہیں رکھا۔[2]

اللہ تعالیٰ اُمَّہاتُ المؤمنین رضی اللہ عنہن کی اطاعت و فرمانبرداری کا صدقہ مسلم خواتین کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

---

1 ...صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، 5/1638

2 ...مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم: ذکر ازواج مطہرات۔۔۔الخ، 2/472-473

www.dawateislami.net

اہلِ بیت کی طہارت و پاکیزگی:

ارشاد فرمایا: ”اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾“ **”اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔**

یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو۔[1]

تاجدارِ رسالت کے اہلِ بیت:

اِس آیت میں اہلِ بیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات سب سے پہلے مراد ہیں کیونکہ آگے پیچھے سارا کلام ہی اُن کے متعلق ہو رہا ہے۔ بقیہ نُفوسِ قُدسیہ یعنی خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا، حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمَین رضی اللہ عنہم کا اہلِ بیت میں داخل ہونا بھی دلائل سے ثابت ہے۔

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”سوانح کربلا“ میں یہ آیت لکھ کر اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے مِصداق کے بارے میں مفسرین کے اَقوال اور اَحادیث نقل فرمائیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ”خلاصہ یہ کہ دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں (یعنی ازواجِ مُطَہَّرات) کیونکہ وہی اس کے مُخاطَب ہیں (اور) چونکہ اہلِ بیتِ نسب (نسبی تعلق والوں) کا مراد ہونا مخفی تھا، اس لئے آں سَرورِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے اس فعل مبارک (جس میں پنجتن پاک کو چادر میں لے کر ان کے لئے دعا فرمائی) سے بیان فرمادیا کہ مراد اہلِ بیت سے عام ہیں۔ خواہ بیتِ مسکن کے اہل ہوں جیسے کہ اَزواج یا بیتِ نسب کے اہل (جیسے کہ) بنی ہاشم و مُطلب۔[2]

تقویٰ اور پرہیز گاری کی ترغیب:

امام عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان آیات (یعنی اس آیت اور اس کے بعد والی آیت) میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہلِ بیت کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیز گاری کے پابند رہیں۔ یہاں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیز گاری کو پاکی سے تشبیہ دی گئی کیونکہ گناہوں کا

1 ... مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، ص940، ملخصًا

2 ... سوانح کربلا، اہل بیت نبوت، ص82

www.dawateislami.net

مُرتکب اُن سے ایسے ہی مُلَوَّث ہوتا ہے جیسے جسم نجاستوں سے آلودہ ہوتا ہے اور اس طرزِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ عقل رکھنے والوں کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقویٰ و پرہیز گاری کی ترغیب دی جائے۔[1]

چھٹا حکم: **"اور اللہ کی آیات اور حکمت یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔"** اس آیت میں بھی اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن سے خطاب فرمایا گیا کہ تمہارے گھروں میں جو قرآنِ مجید کی آیتیں نازل ہوتی ہیں اور تم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جن اَحوال کا مشاہدہ کرتی ہو اور ان کے جن ارشادات کو سنتی ہو انہیں یاد رکھا کرو اور موقع کی مناسبت سے وعظ و نصیحت کے طور پر لوگوں کے سامنے انہیں بیان کرتی رہو۔ یہاں آیت میں اللہ تعالیٰ کی آیات سے مراد قرآن مجید کی آیتیں ہیں اور حکمت کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد سنت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے قرآن کریم کے اَحکام اور مَواعظ مراد ہیں۔[2]

اَزواجِ مُطَہَّرات اور اَحادیث کا بیان:

ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے احوال کو بڑے قریب سے دیکھا اور ان کے عمومی ارشادات اور بطورِ خاص گھریلو زندگی سے متعلق فرامین کو انتہائی توجہ سے سنا اور انہیں امت تک پہنچانے کا فریضہ بڑی خوبی سے ادا فرما کر امت پر عظیم احسان فرمایا، انہوں نے سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جو اَحوال اور ارشادات امت تک پہنچائے، یہاں اس کی 3 مثالیں ملاحظہ ہوں:

(1) اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب کبھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ظہر سے پہلے چار سنتیں نہ پڑھ پاتے تو انہیں بعد میں (یعنی ظہر کے فرض پڑھنے کے بعد) پڑھ لیا کرتے تھے۔[3]

(2) اُمُّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے "رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" اے میرے رب! تو مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کھانا کھانے، پانی پینے، وضو کرنے، کوئی چیز لینے اور کچھ دینے کے لئے اپنا دایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے

---

1 ... مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، ص940-941

2 ... قرطبی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 34، 7/134، الجزء الرابع عشر، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 34، 3/499، ملتقطاً

3 ... ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب منہ آخر، 1/435، حدیث: 426

www.dawateislami.net

اور دیگر کاموں کے لئے بائیں ہاتھ کا استعمال فرماتے تھے۔[1]

(3) اُمُّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: میرے والد بوڑھے ہیں اور وہ حج کرنے کی اِستطاعت نہیں رکھتے۔ ارشاد فرمایا: اس بارے میں تیری کیا رائے ہے کہ اگر تیرے والد پر قرض ہوتا اور تو ان کی طرف سے قرض ادا کر دیتا تو وہ تجھ سے قبول کر لیا جاتا؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے، تم اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔[2]

آیت ”وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ“ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(1) قرآن مجید کی آیات اور اَحادیث کو یاد کرنا اور دوسروں کو یاد دلاتے رہنا چاہئے تاکہ شریعت کے اَحکام کا علم ہو۔

(2) ہر مسلمان کو اپنے گھر میں قرآن مجید کی تلاوت اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتوں کا تذکرہ کرتے رہنا چاہئے۔

(3) بعض اوقات دوسروں سے بھی قرآن پاک کی آیات سننی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تینوں باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

ازواجِ مطہرات کا پاکیزہ کردار، خوبصورت عملی زندگی اور علمی خوبیاں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات مذکورہ بالا احکامِ خداوندی کی پابند، عبادات کی شوقین، تلاوتِ قرآن کی عادی، سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خوشنودی کی طالب اور خدا کی سچی اطاعت گزار بندیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ذیل میں ازواجِ مطہرات کے پاکیزہ کردار، خوبصورت عملی زندگی اور علمی خوبیوں کے بیان پر مشتمل ایک خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دعوتِ اسلامی کی تخصص فی الفقہ

1 ... مسند امام احمد، حدیث حفصۃ ام المؤمنین۔۔۔الخ، 10/167، حدیث: 26526

2 ... مسند احمد، حدیث سودۃ بن زمعۃ، 10/398، حدیث: 27487

www.dawateislami.net

کی ایک مدنیہ عالمہ نے تحریر فرمایا ہے اور ان کی اجازت سے یہاں شامل کیا جارہا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ:

(1) آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں اور عورتوں میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول فرمایا۔[1]

(2) جہالت کے دور میں بھی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔[2]

(3) آپ رضی اللہ عنہا نماز کی فرضیت سے قبل بھی نماز ادا فرماتیں تھیں۔[3]

(4) اپنی ساری دولت کو آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قدموں پر نثار کر دیا اور اپنی تمام عمر آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے گزار دی۔[4]

(5) آپ رضی اللہ عنہا افضل ترین عورتوں میں سے ہیں۔[5]

حضرت سودہ:

(1) آپ رضی اللہ عنہا صاحب الہجرتین (یعنی دوبار ہجرت کرنے والی) عورتوں میں سے ہیں۔[6]

(2) بہت دین دار، سلیقہ شعار اور بے حد خدمت گزار خاتون تھیں۔[7]

(3) آپ رضی اللہ عنہا آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احکامات پر خوب عمل پیرا ہوتیں نیز پردے کا خاص اہتمام فرمایا کرتیں تھیں۔[8]

(4) نہایت کریم اور سخی خاتون تھیں، ایثار یہ تھا کہ اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ (Gift)

---

1 ...الاستیعاب، باب النساء وکناھن، باب الخاء، خدیجہ بنت خویلد، 4/380

2 ...شرح زرقانی، خدیجہ ام المؤمنین، 4/363

3 ...فتاوی رضویہ جلد 5/83

4 ...شرح زرقانی، خدیجہ ام المؤمنین، 4/372 ملخصًا

5 ...مستدرک، ذکر الانبیاء، ذکر افضل نساء العالمین، 3/489، حدیث: 4216

6 ...شرح زرقانی، سودۃ ام المؤمنین، 4/377

7 ...شرح زرقانی، سودہ ام المؤمنین، 4/380، ملخصًا

8 ...درر منثور، الاحزاب، تحت الآیۃ: 33، 6/599-600

www.dawateislami.net

کر دیا تھا۔[1]

(5) آپ سے 5 احادیث مروی ہیں، 1 بخاری شریف اور باقی 4 سنن اربعہ میں موجود ہیں۔[2]

حضرت عائشہ:

(1) محبوبۂ محبوب خدا کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ سخت گرمیوں میں نفل روزے رکھتی تھیں اور اکثر روزے سے رہا کرتیں تھیں۔[3]

(2) چاشت کی 8 رکعتیں پڑھتی تھیں اور فرماتیں: اگر میرے ماں باپ بھی اٹھا دیے جائیں تو میں یہ رکعتیں نہ چھوڑوں۔[4]

(3) قرآن کریم کی 18 آیتیں آپ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئیں۔[5]

(4) آپ رضی اللہ عنہا اکابر فقہاء صحابہ میں سے تھیں۔[6] آپ کے بارے میں محمد بن احمد ذہبی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اَفْقَهُ نِسَاءِ الْاُمَّةِ عَلَى الْاِطْلَاق یعنی امت کی عورتوں میں آپ سب زیادہ فقیہ ہیں۔[7]

(5) آپ رضی اللہ عنہا وراثت کے مسائل میں ماہر تھیں۔[8]

(6) ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ تقریباً 2210 احادیث آپ سے مروی ہیں۔[9]

حضرت حفصہ:

(1) آپ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہزادی ہیں۔[10]

---

1 ...طبقات ابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، سودہ بنت زمعہ، 8/43

2 ...مدارج النبوۃ ذکر ازواج مطہرات، حضرت سودہ بنت زمعہ، 2/467

3 ...مسند احمد، مسند السیدۃ عائشہ، 9/448، حدیث: 25024

4 ...موطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب صلاۃ الضحی، 1/153، حدیث: 366

5 ...خزائن العرفان، ص 651

6 ...عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی، 1/72

7 ...سیر اعلام النبلاء، عائشہ ام المومنین، 3/435

8 ...طبقات ابن سعد، ذکر من جمع القرآن علی عہد رسول اللہ، عائشہ زوج النبی، 2/286

9 ...اجمال ترجمہ اکمال، ص 70، ملحق مرآۃ المناجیح، جلد 8

10 ...شرح الزرقانی علی المواھب، حفصہ ام المؤمنین، 4/393

www.dawateislami.net

(2) آپ رضی اللہ عنہا کو علم حدیث و فقہ میں مہارت حاصل تھی۔[1]

(3) علم حدیث میں بہت سے صحابہ و تابعین ان کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آتے ہیں جن میں خود ان کے بھائی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت مشہور ہیں۔[2]

(4) حق گوئی حاضر جوابی، فہم فراست میں اپنے والد کا مزاج پایا تھا۔[3]

(5) عورتوں کے متعلق شرعی مسائل میں آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی طرف رجوع فرماتے۔[4]

(6) آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی، راتوں کو بہت زیادہ قیام کرنے والی اور جنت میں آپ کی اہلیہ ہیں۔[5]

(7) آپ رضی اللہ عنہا سے 60 احادیث مروی ہیں۔[6]

حضرت زینب بنت خزیمہ:

(1) غریبوں و مسکینوں کو کھانا کھلانے کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں ہی آپ رضی اللہ عنہا کو ام المساکین کا خطاب دیا گیا۔[7]

(2) آپ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنی جانیں آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیلئے ہبہ کر دی تھیں۔[8]

---

1 ... سیرت مصطفیٰ، حضرت حفصہ، ص: 663

2 ... سیرت مصطفیٰ، حضرت حفصہ، ص: 663

3 ... سیرت مصطفیٰ، حضرت حفصہ، ص: 662

4 ... در منثور، البقرہ، تحت الآیۃ: 227، 1/652

5 ... معجم کبیر، قیس بن زید، 18/365، حدیث: 934

6 ... مدارج النبوت، حفصہ بنت عمر، 2/474

7 ... المواہب اللدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثالث، 1/411

8 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 51، 3/506

www.dawateislami.net

حضرت ام سلمہ:

(1) آپ رضی اللہ عنہا عابدہ، زاہدہ، نہایت عقلمند، فہم و فراست جیسی عمدہ صفات کی حامل خاتون تھیں۔[1]

(2) آپ بہت باہمت بلند حوصلہ، محنت کش، اور ہنر مند خاتون تھیں۔[2]

(3) آپ رضی اللہ عنہا کو فقہ میں کافی مہارت حاصل تھی، آپ کا شمار فقیہ صحابیات میں ہوتا تھا۔[3] شرعی معاملات میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔

(4) سخاوت کا عالم یہ تھا کہ چند فقیروں نے صدا لگائی تو لونڈی کو کہا کہ انہیں کچھ دے دو اگر کچھ نہ ہو تو ایک کھجور ہی دے دو۔[4]

(5) آپ رضی اللہ عنہا سے 378 احادیث مروی ہیں۔[5]

حضرت زینب بنت جحش:

(1) آپ رضی اللہ عنہا صاحب الہجرتین صحابیات میں سے ہیں۔[6]

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کوئی عورت حضرت زینب سے زیادہ نیک اعمال کرنے والی، صدقہ و خیرات کرنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور اپنے نفس کو ہر عبادت و تقرب کے کام میں مشغول رکھنے والی نہیں دیکھی۔[7]

(3) آپ رضی اللہ عنہا کی دنیا سے بے رغبتی بے مثال ہے۔[8]

---

1 ...الاصابہ، حرف السین المہملۃ، ام سلمۃ بنت ابی امیہ، 8/406

2 ...فیضان امہات المؤمنین، ص153

3 ...سیر اعلام النبلاء، ام سلمہ ام المؤمنین، 3/475

4 ...الاستیعاب، باب السین، ام سلمہ زوج النبی، 4/493 ملخصاً

5 ...سیر اعلام النبلاء، 3/479

6 ...اسد الغابہ، باب العین والباء، عبد اللہ بن جحش، 3/195

7 ...مدارج النبوۃ، زینب بنت جحش، 2/478

8 ...طبقات ابن سعد، ذکر ازواج النبی، زینب بنت جحش، 8/87، مفہوماً

www.dawateislami.net

(4)وصال کی خبر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: قابل تعریف، فقید المثال خاتون چل بسی جو یتیموں اور بیواؤں کی پناہ تھیں، مزید فرمایا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نیک خاتون تھیں۔[1]

(5)آپ رضی اللہ عنہا سے 11 احادیث مروی ہیں۔[2]

حضرت جویریہ:

(1)آپ رضی اللہ عنہا بڑی شیریں، ملیح اور صاحب حسن و جمال عورت تھیں۔[3]

(2)آپ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ عبادت کیا کرتیں تھیں۔ ایک بار آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز فجر کے بعد ان کے حجرے سے تشریف لے گئے آپ سجدہ گاہ پر تھیں جب چاشت کے وقت آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واپس تشریف لائے تو ابھی بھی اسی جگہ بیٹھی ہوئی تھیں۔[4]

(3)کتب معتبرہ میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے 7 احادیث مروی ہیں۔[5]

حضرت اُمّ حبیبہ:

(1)حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سنا کہ جو شخص روزانہ 12 رکعت نفل پڑھے تو اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا تو اس کے بعد انہوں نے مرتے دم ان بارہ رکعات کو کبھی ترک نہ کیا۔

(2)ادب اور محبت رسول کا یہ عالم تھا ایک بار آپ کے والد (جو اس وقت ایمان نہ لائے تھے) آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بستر پر بیٹھنے لگے تو آپ نے انہیں بیٹھنے سے منع فرمادیا۔[6]

(3)سیدہ رضی اللہ عنہا سے کتب معتبرہ میں 65 احادیث مروی ہیں۔[7]

---

1 ...مدارج النبوۃ، زینب بنت جحش، 2/478

2 ...مدارج النبوۃ، زینب بنت جحش، 2/479

3 ...مدارج النبوۃ، جویریہ بنت حارث، 2/480

4 ...مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التسبیح اول النھار، ص:1119، حدیث:2726(6913)

5 ...سیر اعلام النبلاء، زوجات النبی، جویریہ ام المؤمنین، 3/511

6 ...طبقات ابن سعد، 8/79

7 ...مدارج النبوۃ، ام حبیبہ بنت ابی سفیان، 2/482

www.dawateislami.net

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب:

(1) آپ رضی اللہ عنہا بہت عقلمند اور صاحب فضل و کمال خاتون تھیں۔[1]

(2) آپ رضی اللہ عنہا تقویٰ، پرہیز گاری، عبادت و ریاضت اور صدقہ و خیرات کرنے میں عظیم مقام رکھتی تھیں۔[2]

(3) آپ رضی اللہ عنہا میں حلم و بردباری کی صفات بہت نمایاں تھیں، دوسروں کی خطاؤں سے چشم پوشی اور معاف کر دینا آپ کے اخلاق کا نمایاں پہلو تھا۔[3]

(4) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: 10 احادیث آپ سے مروی ہیں۔[4]

حضرت میمونہ:

(1) آپ رضی اللہ عنہا سب سے آخری زوجہ محترمہ ہیں۔[5]

(2) احکام شرع کی پاسداری، تقویٰ و پرہیز گاری اور زہد و عبادت کے اعلیٰ مرتبے پر تھیں۔

(3) آپ رضی اللہ عنہا میں خوف خشیت کا خاص وصف پایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت میمونہ بہت زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔[6]

(4) آپ رضی اللہ عنہا ان 4 بہنوں میں سے ہیں جنہیں آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے الاخوات المومنات کے خطاب سے نوازا۔[7]

(5) حکمت و دانائی اور فہم فراست میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ سفر حج کے موقع پر یوم عرفہ کے روزے

---

1 ...الاصابہ، کتاب النساء، حرف الصاد المہملۃ، صفیہ بنت حیی، 8/211

2 ...البدایہ والنھایہ، سنۃ خمسین من الھجرۃ، صفیہ بنت حیی، 5/539

3 ...فیضان امہات المؤمنین، ص309

4 ...مدارج النبوۃ، ام المؤمنین صفیہ، 2/483

5 ...مدارج النبوۃ، ام المؤمنین میمونہ، 2/484

6 ...مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، کانت میمونۃ اتقانا للہ، 5/42، حدیث: 6878

7 ...مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، کانت میمونۃ اتقانا للہ، 5/42، حدیث: 6880

www.dawateislami.net

میں شک ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہا نے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا تو آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نوش فرمالیا۔[1] جس سے آپ رضی اللہ عنہا کی حکمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(6) آپ رضی اللہ عنہا سے 76 احادیث مروی ہیں۔[2]

حضرت عائشہ کے کردار کی پاکیزگی

سن 5 ہجری میں غزوہ بنی مُصْطَلَق سے واپسی کے وقت قافلہ مدینہ منورہ کے قریب ایک پڑاؤ پر ٹھہرا، تو اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ضرورت کے لئے کسی گوشے میں تشریف لے گئیں، وہاں آپ رضی اللہ عنہا کا ہار ٹوٹ گیا تو آپ رضی اللہ عنہا اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ اُدھر قافلے والوں نے آپ رضی اللہ عنہا کا مَحْمِل شریف اونٹ پر کَس دیا اور انہیں یہی خیال رہا کہ اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا اس میں ہیں، اس کے بعد قافلہ وہاں سے کوچ کر گیا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واپس تشریف لائیں تو قافلہ وہاں سے جا چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس خیال سے وہیں قافلے کی جگہ پر بیٹھ گئیں کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس آئے گا۔ عام طور پر معمول یہ تھا کہ قافلے کے پیچھے گری پڑی چیز اُٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے، اس موقع پر حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اس کام پر مامور تھے۔ جب وہ اس جگہ پر آئے اور اُنہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بلند آواز سے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ“ پکارا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے سے پردہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی اُونٹنی بٹھائی اور آپ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچ گئیں۔ اس وقت سیاہ باطن منافقین نے غلط باتیں پھیلائیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی شان میں بد گوئی شروع کر دی، بعض مسلمان بھی اُن کے فریب میں آگئے اور اُن کی زبان سے بھی کوئی بیجا کلمہ سرزد ہوا۔ اسی دوران اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئی تھیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں، بیماری کے عرصے میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ اُن کے بارے میں منافقین کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک روز حضرت اُمِ مِسْطَح رضی اللہ عنہا سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی۔ اس سے آپ رضی اللہ عنہا کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمے میں اس طرح روئیں کہ آپ رضی اللہ عنہا

---

1 ... بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عرفہ، 1/654، حدیث: 1989

2 ... مدارج النبوہ، ام المؤمنین میمونہ، 2/485

www.dawateislami.net

کے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھی، اس حال میں دو عالَم کے سردار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حضرتِ اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی پاکی میں یہ آیتیں اُتریں اور آپ رضی اللہ عنہا کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات میں آپ کی طہارت و فضیلت بیان فرمائی۔ اس دوران میں سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے بر سرِ منبر خیر کے کلمات ہی ارشاد فرمائے، چنانچہ فرمایا: میں اپنے اہل کے متعلق سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا۔ (1)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: منافقین یقینی طور پر جھوٹے ہیں، اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا یقینی طور پر پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بد عورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔

حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اس طرح آپ رضی اللہ عنہا کی طہارت بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار عزّوجلّ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگارِ عالَم عزّوجلّ نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا تو جو پروردگار عزّوجلّ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نعلین شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔ (2)

اس طرح بہت سے صحابہ اور بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہم نے قسمیں کھائیں۔ پھر کچھ دنوں بعد یہ آیتیں نازل ہوئیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ	ترجمہ: بیشک جو لوگ بڑا بہتان لائے ہیں وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے۔ تم اس بہتان کو اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ ان میں سے ہر شخص کیلئے وہ گناہ ہے جو

1 ... بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، 3/62، حدیث: 4141

2 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ: 12، ص772

www.dawateislami.net

وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ (پ18، النور: 11-12)

اس نے کمایا اور ان میں سے وہ شخص جس نے اس بہتان کا سب سے بڑا حصہ اٹھایا اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے اور کہتے: یہ کھلا بہتان ہے۔

یہ آیتیں اور ان کے بعد والی چند آیتیں اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صِدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئیں جن میں آپ رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت کی گواہی خود ربُّ العالمین نے دی اور آپ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے منافقین کو سزا کا مژدہ سنایا۔ آیت نازل ہونے سے پہلے ہی اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے دل مطمئن تھے، آیت کے نزول نے ان کی عزت و شرافت اور زیادہ کر دی تو بد گویوں کی بد گوئی اللہ عزّوجلّ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور صحابۂ کِبار رضی اللہ عنہم کے نزدیک باطل ہے اور بد گوئی کرنے والوں کے لئے سخت ترین مصیبت ہے۔

ارشاد فرمایا: **"لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ"** **تم اس بہتان کو اپنے لیے برا نہ سمجھو۔**

یعنی اے بہتان سے بچنے والو! تم اس بہتان کو اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ بہتان سے بچنا تمہارے لیے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر جزا دے گا اور اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اور ان کی براءت ظاہر فرمائے گا، چنانچہ اس براءت میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔[1]

مزید فرمایا: **"لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ"** **ان میں سے ہر شخص کیلئے۔**

یعنی ان بہتان لگانے والوں میں سے ہر شخص کے لئے اس کے عمل کے مطابق گناہ ہے کہ کسی نے طوفان اُٹھایا، کسی نے بہتان اُٹھانے والے کی زبانی موافقت کی، کوئی ہنس دیا، کسی نے خاموشی کے ساتھ سن ہی لیا، الغرض جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا۔[2]

اور فرمایا: **"وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ"** **ان میں سے وہ شخص جس نے اس کا سب سے بڑا حصہ اُٹھایا۔**

یعنی ان بہتان لگانے والوں میں سے وہ شخص جس نے اس بہتان کا سب سے بڑا حصہ اٹھایا کہ اپنے دل سے

---

1 ...مدارک، النور، تحت الآیۃ: 11، ص: 771

2 ...مدارک، النور، تحت الآیۃ: 11، ص772-771

www.dawateislami.net

یہ طوفان گڑھا اور اس کو مشہور کرتا پھرا اس کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ آیت میں جس کا ذکر ہے اس سے مراد عبد اللہ بن اُبی بن اَبی سلول منافق ہے۔

مزید اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے کیونکہ مسلمان کو یہی حکم ہے کہ وہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے کہ بد گمانی ممنوع ہے۔ نیز لوگ سن کر کہتے کہ یہ کھلا بہتان ہے، بالکل جھوٹ ہے اور بے حقیقت ہے۔ (1)

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعضے گمراہ بے باک یہ کہہ گزرتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مَعَاذَ اللہ اس معاملہ میں بد گمانی ہو گئی تھی، وہ مُفتری کذّاب (یعنی جھوٹا بہتان لگانے والے) ہیں اور شانِ رسالت میں ایسا کلمہ کہتے ہیں جو مؤمنین کے حق میں بھی لائق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤمنین سے فرماتا ہے کہ تم نے نیک گمان کیوں نہ کیا تو کیسے ممکن تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بد گمانی کرتے اور حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی نسبت بد گمانی کا لفظ کہنا بڑی سیاہ باطنی ہے، خاص کر ایسی حالت میں جب کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے بقسم فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے اہل پاک ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر بد گمانی کرنا ناجائز ہے اور جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو بغیر ثبوت مسلمان کو اس کی موافقت اور تصدیق کرنا روا نہیں۔ (2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا اعلان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِۚ اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَؕ لَهُمْ

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے ہیں۔ وہ ان باتوں سے

1 ... خازن، النور، تحت الآیۃ: 12، 3 / 343، تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ: 12، 8 / 341، ملتقطاً

2 ... خزائن العرفان، النور، تحت الآیۃ: 12، ص 651-652

www.dawateislami.net

مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۶﴾ (پ18، النور:26)

بُری ہیں جو لوگ کہہ رہے ہیں۔ ان (پاکیزہ لوگوں) کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ گندے کے لئے گندہ لائق ہے، گندی عورت گندے مرد کے لئے اور گندہ مرد گندی عورت کے لئے اور گندہ آدمی گندی باتوں کے درپے ہوتا ہے اور گندی باتیں گندے آدمی کا وَطیرہ ہوتی ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے ہیں۔ وہ پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ ہیں، ان باتوں سے بَری ہیں جو یہ تہمت لگانے والے کہہ رہے ہیں۔ ان پاکیزہ لوگوں کے لیے بخشش اور جنت میں عزت کی روزی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت اور خصوصیات:

اس آیت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کمالِ فضل و شرف ثابت ہوا کہ وہ طَیِّبہ اور پاک پیدا کی گئیں اور قرآنِ کریم میں اُن کی پاکی کا بیان فرمایا گیا اور انہیں مغفرت اور رزقِ کریم کا وعدہ دیا گیا۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے خَصائِص عطا فرمائے جو آپ رضی اللہ عنہا کے لئے قابلِ فخر ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(1) حضرت جبریلِ اَمین علیہ السّلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک ریشمی کپڑے پر آپ رضی اللہ عنہا کی تصویر لائے اور عرض کیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زوجہ ہیں۔

(2) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہ فرمایا۔

(3) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وفات آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف آوری کے دِن ہوئی۔

(4) آپ رضی اللہ عنہا ہی کا حجرۂ شریفہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آرام گاہ بنا۔

(5) بعض اوقات ایسی حالت میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لحاف میں ہوتیں۔

(6) آپ رضی اللہ عنہا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خلیفہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی دُختر ہیں۔

(7) آپ رضی اللہ عنہا پاک پیدا کی گئیں اور آپ رضی اللہ عنہا سے مغفرت و رزقِ کریم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔[1]

---

1 ... خازن، النور، تحت الآیۃ:26، 3/346، مدارک، النور، تحت الآیۃ:26، ص776، ملتقطاً

www.dawateislami.net

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

اُمُّ المؤمنین حضرت زینب بنتِ جَحْش رضی اللہ عنہا بے شمار خوبیوں اور فضائل و کمالات کی جامع خاتون تھیں، آپ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنتِ عبد المُطّلب کی بیٹی ہیں۔[1] پہلے آپ کا نام بَرَّہ تھا، پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تبدیل فرما کر زینب رکھا۔[2] آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت "اُمِّ حَکَم" اور لقب "اَوَّاہَۃ" ہے، جس کے معنیٰ ہے: خشوع کرنے والی اور خدا کے حضور گڑگڑانے والی۔[3] آپ رضی اللہ عنہا قدیمُ الاسلام صحابیات میں سے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شرکت فرمائی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہجرت فرما کر مدینۂ منوّرہ تشریف لانے کے بعد آپ نے بھی اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حبشہ سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کرلی۔[4] خوفِ خُدا، تقویٰ و پرہیز گاری، عِبادت و ریاضت، دنیا سے بے رغبتی اور جُود و سخاوت وغیرہ آپ کے نمایاں اوصاف ہیں۔ ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان سے بڑھ کر دین دار، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، حق بات کہنے والی، صلۂ رحمی کرنے والی اور صدقہ و خیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔[5]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسلام کا سورج طلوع ہونے سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا اور انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنتِ عبد المُطّلب کی بیٹی تھیں، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، شروع میں تو یہ اس گمان سے راضی ہو گئیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے لئے پیغام دیا ہے لیکن جب معلوم ہوا کہ حضرت زید

---

1 ... اسد الغابہ، حرف الزای، زینب بنت جحش، 7/138

2 ... بخاری، کتاب الادب، باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ، 4/153، حدیث: 6192

3 ... اسد الغابہ، حرف الزای، زینب بنت جحش، 7/140

4 ... اسد الغابہ، باب العین والباء، عبد اللہ بن جحش، 3/195

5 ... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل عائشہ، ص: 1017، حدیث: 6290(2442)

www.dawateislami.net

رضی اللہ عنہ کے لئے رشتہ طلب فرمایا ہے تو انکار کر دیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں اس لئے ایسے شخص کے ساتھ نکاح پسند نہیں کرتی۔ ان کے بھائی حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ﴿۳۶﴾ (پ22، الاحزاب:36)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد اور عورت کیلئے یہ نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو وہ بیشک صریح گمراہی میں بھٹک گیا۔

اسے سن کر دونوں بہن بھائی راضی ہو گئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح ہو گیا۔[1]

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(1) آدمی پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے۔

(2) حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مقابلے میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ اس آیت کا شانِ نزول لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزّوجلّ کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کُفو (یعنی ہم پلہ) نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافتِ خاندان کَواکبِ ثریا (یعنی ثریا ستاروں) سے بھی بلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رَبُّ الْعِزَّۃ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرضِ اِلٰہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرض) کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نامِ اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرضِ قطعی ہو گئی، مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا، جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا، دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ

1 ... قرطبی، الاحزاب، تحت الآیۃ:36، 7/137-136، الجزء الرابع عشر، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ:36، 3/501، ملتقطاً

www.dawateislami.net

تھا ایک مباح و جائز امر تھا۔[1]

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم اور آپ کے مشورے میں فرق ہے، حکم پر سب کو سر جھکانا پڑے گا اور مشورہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق ہو گا۔ اسی لئے یہاں "اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا" یعنی "جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں۔" فرمایا گیا اور دوسری جگہ ارشاد ہوا: "وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِۚ" (پ۴، اٰل عمران:۱۵۹) **ترجمہ:** اور کاموں میں ان سے مشورہ لیتے رہو۔

شرعی احکام اور اختیاراتِ مصطفیٰ:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے شرعی احکام میں خود مختار ہیں۔ آپ جسے جو چاہے حکم دے سکتے ہیں، جس کے لئے جو چیز چاہے جائز یا ناجائز کر سکتے ہیں اور جسے جس حکم سے چاہے الگ فرما سکتے ہیں۔ کثیر صحیح اَحادیث میں اس کے شواہد موجود ہیں، یہاں ان میں سے 3 اَحادیث درج ذیل ہیں:

(1) حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا کو ایک گھر کے مُردے پر بَین کر کے رونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (جب عورتوں کی بیعت سے متعلق آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ، اور مردے پر بین کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، فلاں گھر والوں کا اِستثناء فرمادیجئے کیونکہ انہوں نے زمانۂ جاہلیّت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھا وہ مُستَثنیٰ کر دیئے۔[2]

(2) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وفات کی عدت کے عام حکم سے الگ فرما دیا اور ان کی عدت چار مہینے دس دن کی بجائے تین دن مقرر فرمادی۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھے حکم دیا: تم تین دن تک (سنگار

1 ... فتاویٰ رضویہ، رسالہ: منیۃ اللبیب انّ التشریع بید الحبیب، 30/518-517

2 ... مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، ص363، حدیث: 2165(937)

www.dawateislami.net

سے) رکی رہو، پھر جو چاہو کرو۔[1]

(3) ایک شخص کے لئے قرآن مجید کی سورت سکھا دینا مہر مقرر فرمادیا۔ چنانچہ حضرت ابو نعمان ازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: مہر دو۔ اس نے عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا تجھے قرآنِ عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورت سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔[2]

نوٹ: یاد رہے کہ قرآن مجید کی کوئی سورت سکھانا یا کوئی پارہ زبانی یاد کر کے عورت کو سنا دینا اس کا شرعی مہر نہیں ہو سکتا اگرچہ عورت اس کا تقاضا کرے اور اگر عورت کے مطالبے پر شوہر نے ایسا کر دیا تو وہ مہر کی ادائیگی سے بری الذِّمہ نہ ہو گا، اگر عقدِ نکاح میں اس چیز کا تعیُّن نہیں ہوا جو مہر بن سکتی ہے تو شوہر پر مہرِ مثل دینا لازم ہو گا، ہاں اگر عورت اپنی مرضی سے یوں کہے: اگر تم مجھے فلاں پارہ یا سورت یاد کر کے سنا دو تو میرا مہر تجھے معاف ہے، تو یہ جائز ہے۔ نیز شرعی احکام میں سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اختیارات سے متعلق بہترین معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 30ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ کے رسالے ''مُنْیَۃُ اللَّبِیْب اَنَّ التَّشْرِیْعَ بِیَدِ الْحَبِیْب'' (بیشک شرعی احکام اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اختیار میں ہیں) کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت زینب کے نکاح کا واقعہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تم اس سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور جس پر آپ نے انعام فرمایا کہ اپنی بیوی اپنے پاس روک رکھ اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کا اندیشہ تھا اور

1 ... معجم کبیر، 24/139، حدیث: 369

2 ... شرح زرقانی، الفصل الرابع فیما اختص بہ من الفضائل والکرامات، 7/356-357

www.dawateislami.net

زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ (پ22، الاحزاب:37)

اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو پھر جب زید نے اس سے حاجت پوری کرلی تو ہم نے آپ کا اس کے ساتھ نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں کچھ حرج نہ رہے جب ان سے اپنی حاجت پوری کرلیں اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔

اس آیت میں جس واقعے کی طرف اشارہ فرمایا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عظیم دولت سے نواز کر ان پر انعام فرمایا اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اور ان کی پرورش فرما کر ان پر انعام اور احسان فرمایا۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہو چکا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ میں داخل ہوں گی، اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے۔ چنانچہ اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سخت انداز میں گفتگو، تیز زبانی، اطاعت نہ کرنے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی شکایت کی۔ ایسا بار بار اتفاق ہوا اور ہر بار حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سمجھا دیتے اور ان سے ارشاد فرماتے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر تکبر کرنے اور شوہر کو تکلیف دینے کے الزام لگانے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ پر یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ تمہارا گزارہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہو گی اور اللہ تعالیٰ انہیں ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ میں داخل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات ظاہر کرنا منظور تھی۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو لوگوں کی طرف سے اعتراض کئے جانے کا اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کا ہے اور ایسا کرنے سے لوگ طعنہ دیں گے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے

www.dawateislami.net

بیٹے کے نکاح میں رہی تھی، اس پر آپ کو لوگوں کے بے جا اعتراضات کی پرواہ نہ کرنے کا فرمایا گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت گزرنے کے بعد ان کے پاس حضرت زید رضی اللہ عنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پیام لے کر گئے اور انہوں نے سر جھکا کر کمالِ شرم و اَدب سے انہیں یہ پیام پہنچایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس معاملہ میں اپنی رائے کو کچھ بھی دخل نہیں دیتی، جو میرے ربّ عزّوجلّ کو منظور ہو میں اس پر راضی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں متوجہ ہوئیں اور انہوں نے نماز شروع کر دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس نکاح سے بہت خوشی اور فخر ہوا اور سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس شادی کا ولیمہ بہت وسعت کے ساتھ کیا۔[1]

سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر 37 سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے یہ باتیں معلوم ہوئیں:

یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیں یہ نعمت دی ہے۔ نیز رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زیادہ شادیاں فرمانے کی ایک حکمت معاشرے میں رائج بری رسموں کا خاتمہ کرنا تھی، جیسے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر لوگوں کے درمیان رائج اس بری رسم کا خاتمہ کر دیا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے کی طلاق یافتہ بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے جبکہ حرمت کی کوئی شرعی وجہ نہ ہو۔

حضرت زید بن حارثہ کا شرف:

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف ان کا نام صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور ہے اور دنیا و آخرت میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے انسان اور فرشتے آیت میں ان کا نام پڑھتے رہیں گے۔[2]

---

1 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 37، 3/501-502، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 37، ص942-943، ملتقطاً

2 ... صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 37، 5/1642

www.dawateislami.net

ازواجِ مطہرات کے گھروں میں جانے سے متعلق آداب

سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا رب العالمین کی بارگاہ میں مقام کس قدر بلند ہے، اس کا کچھ اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گھر پر حاضری کے آداب تک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں، چنانچہ جب سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت زینب رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو لوگ جماعت کی صورت میں آتے اور کھانے سے فارغ ہو کر چلے جاتے تھے۔ آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے۔ مکان تنگ تھا تو اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج واقع ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اٹھے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عَنْہُنَّ کے حجروں میں تشریف لے گئے اور جب دورہ فرما کر تشریف لائے تو اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پھر واپس ہو گئے تو یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے، تب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازے پر پردہ ڈال دیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ ہو جیسے کھانے کیلئے بلایا جائے۔ یوں نہیں کہ خود ہی اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ پھر جب کھانا کھا لو تو چلے جاؤ اور یہ نہ ہو کہ باتوں سے دل بہلاتے ہوئے بیٹھے رہو۔ بیشک یہ بات نبی کو ایذا دیتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں شرماتا نہیں اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کیلئے یہ زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ رسولُ اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں

www.dawateislami.net

عَظِیْمًا﴿۵۳﴾ (پ22، الاحزاب:53) سے نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ کے آداب اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے متعلق احکام بیان فرمائے ہیں:

(1) اے ایمان والو! میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گھروں میں یونہی حاضر نہ ہو جاؤ بلکہ جب اجازت ملے جیسے کھانے کیلئے بلایا جائے تو حاضر ہوا کرو اور یوں بھی نہ ہو کہ خود ہی میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گھر میں بیٹھ کر کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہو، ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو اس وقت ان کی بارگاہ میں حاضری کے احکام اور آداب کی مکمل رعایت کرتے ہوئے ان کے مقدس گھر میں داخل ہو جاؤ، پھر جب کھانا کھا کر فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے چلے جاؤ اور یہ نہ ہو کہ وہاں بیٹھ کر باتوں سے دل بہلاتے رہو کیونکہ تمہارا یہ عمل اہلِ خانہ کی تکلیف اور ان کے حرج کا باعث ہے۔ بیشک تمہارا یہ عمل گھر کی تنگی وغیرہ کی وجہ سے میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ایذا دیتا تھا لیکن وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور تم سے چلے جانے کے لئے نہیں فرماتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ حق بیان فرمانے کو ترک نہیں فرماتا۔[1]

آیت ”لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

(1) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب خود بیان فرمائے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو مقام حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حاصل ہے وہ مخلوق میں سے کسی اور کو حاصل نہیں۔

(2) آیت کے اس حصے ”اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ“ سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی گھر میں اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں۔

یاد رہے کہ یہ آیت اگرچہ خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے۔

1 ... روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ:53، 7/213-214، جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ:53، ص356-357، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ:53، ص948-949، ملتقطاً

www.dawateislami.net

(3) کوئی شخص دعوت کے بغیر کسی کے یہاں کھانا کھانے نہ جائے۔

(4) مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان کے ہاں زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے تاکہ اس کے لئے حَرَج اور تکلیف کا سبب نہ ہو۔

حضور اقدس کی شانِ کرم اور کمالِ حیا:

اس آیت کے شانِ نزول سے سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کمالِ حیا، شانِ کرم اور حسنِ اَخلاق کے بارے میں معلوم ہوا کہ ضرورت کے باوجود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جائیے بلکہ آپ نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسنِ آداب کی اعلیٰ ترین تعلیم دینے والا ہے۔

ازواجِ مطہرات سے کچھ مانگنے میں انتہائی احتیاط:

ارشاد فرمایا: **"وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا" اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو۔**

آیت کے شانِ نزول سے متعلق دو روایات اوپر ذکر ہوئیں، یہاں مزید دو روایات ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم کی اَزواجِ مُطَہَّرات رات کے وقت قضائے حاجت کے لئے مناصع کی طرف نکلا کرتی تھیں اور وہ بہت کشادہ ٹیلا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کئی بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی تھی کہ ازواجِ مطہرات سے پردہ کروایئے لیکن آپ ایسا نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زوجۂ مُطَہَّرہ حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا جن کا قد اونچا تھا، عشاء کے وقت باہر نکلیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اچانک انہیں دیکھ لیا اور) آواز دی: اے حضرت سودہ! رضی اللہ عنہا، ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ (یہ بات کہنے سے آپ کا) مقصد یہ تھا کہ پردے کا حکم دیدیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ حجاب نازل فرمادی۔[1]

(2) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ کی بارگاہ میں نیک اور فاجر دونوں طرح کے لوگ حاضر ہوتے ہیں تو اگر آپ اُمَّہاتُ المومنین کو پردے کا حکم فرما دیں (تو بہت بہتر ہوگا) تو اللہ تعالیٰ نے حجاب کی آیت نازل فرمادی۔[2]

---

1 ... بخاری، کتاب الوضوء، باب خروج النساء الی البراز، 1/75، حدیث: 146

2 ... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب، باب قولہ: لا تدخلوا بیوت النبی الّا ان یؤذن لکم ... الخ، 3/304، حدیث: 4790

www.dawateislami.net

آیت کے اس حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! جب تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ بغیر اجازت کے داخل نہ ہونا، باتیں کرنے کے لئے وہاں بیٹھے نہ رہنا اور پردے کے پیچھے سے مانگنا تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کیلئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے کیونکہ اس صورت میں وسوسوں اور بیہودہ خیالات سے امن رہتا ہے۔[1]

اجنبی مرد اور عورت کو پردے کا حکم:

اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ امت کی مائیں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی شخص اپنے دل میں بُرا خیال لانے کا تَصَوُّر تک نہیں کر سکتا اس کے باوجود مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ان سے کوئی چیز مانگنی ہے تو پردے کے پیچھے سے مانگو تاکہ کسی کے دل میں کوئی شیطانی خیال پیدا نہ ہو۔ جب امت کی ماؤں کے بارے میں یہ حکم ہے تو عام عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہو گا؟ عام عورتوں کو پردہ کرنے اور اجنبی مردوں کو ان سے پردہ کرنے کی حاجت زیادہ ہے کیونکہ لوگوں کی نظر میں ان کی وہ حیثیت اور مقام نہیں جو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ کا ہے، اس لئے یہاں دل میں شیطانی وسوسے آنے اور بیہودہ خیالات پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں اجنبی عورت اور مرد میں پردہ ختم کرنے اور ان کے درمیان قربتیں بڑھانے کے مختلف طریقے اور انداز اختیار کئے جارہے اور دُنْیَوی معاملات کے ہر میدان میں عورت اور مرد ایک دوسرے کے شانہ بشانہ اور قدم بقدم چلتے نظر آرہے ہیں جبکہ پردے کے حق میں بولنے والوں کو پرانی سوچ کا حامل اور بدلتے وقت کے تقاضوں کے مطابق نہ چلنے والا کہہ کر صَرفِ نظر کیا جارہا ہے، ایسے طور طریقے اختیار کرنے والے لوگ خود ہی غور کرلیں کہ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے حکم کے مطابق ہے یا وہ اس کے برخلاف چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سچی ہدایت اور اسلامی احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص کتنا ہی نیک، پارسا اور پرہیز گار کیوں نہ ہو، وہ اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے، یہی اس کے حال کے زیادہ مناسب ہے اور اسی میں اس کے نفس اور

---

1 ...ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: 53، 4/330، جمل مع جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ: 53، 6/195

www.dawateislami.net

عصمت کی زیادہ حفاظت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مرد کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہو تو ان دونوں کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔[1]

اس کا مطلب ہے کہ شیطان دونوں کے جذبات ابھارتا رہتا ہے تاکہ وہ برائی میں مبتلا ہو جائیں۔

ازواجِ مطہرات سے نکاح حرام ہے:

مزید فرمایا: **"وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ" اور تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ رسولُ اللہ کو ایذا دو۔**

ایمان والوں کو بارگاہِ رسالت کے آداب کی تعلیم دینے کے بعد تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا کہ تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ تم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ایذا دو اور کوئی کام ایسا کرو جو آپ کے مُقَدَّس قلب پر گراں ہو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے وصالِ ظاہری کے بعد کبھی ان کی اَزواجِ مُطَہَّرات سے نکاح کرو کیونکہ جس عورت سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عَقد فرمایا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریابِ خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لئے حرام ہیں۔[2]

ازواجِ مطہرات سے نکاح بڑا سخت گناہ ہے:

ارشاد فرمایا: **"اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝" بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔**

یعنی نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ایذا دینا اور ان کے وصالِ ظاہری کے بعد ان کی اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا سخت گناہ ہے۔ اس میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بہت بڑی عظمت عطا فرمائی اور آپ کی حرمت ہر حال میں واجب کی ہے۔[3]

واقعہ تحریم کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُمُّ المؤمنین حضرت زینب بنتِ جحش

---

1 ...ترمذی، کتاب الفتن، باب فی لزوم الجماعۃ، 4/67، حدیث: 2172

2 ...تفسیر کبیر، الاحزاب، تحت الآیۃ: 53، 9/180، ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: 53، 4/330، جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: 53، 6/195، ملتقطاً

3 ...جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: 53، 6/195، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 53، 3/509، ملتقطاً

www.dawateislami.net

رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد نوش فرماتے اور اُن کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے تھے۔ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے ہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف فرما ہوں تو وہ ان سے عرض کرے: کیا آپ نے مغافیر تَناوُل فرمایا ہے، مجھے آپ (کے دہنِ مبارک) سے مغافیر کی بُو آرہی ہے۔ (جب ایسا کیا گیا اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ان کا منشاء معلوم تھا تو) ارشاد فرمایا: نہیں، البتہ میں نے زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد نوش فرمایا تھا تو ہرگز میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا اور میں نے اس پر قَسم کھائی، تم اس بات کی کسی اور کو خبر مت دینا۔"[1]

اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱ (پ28، التحریم:1)

ترجمہ: اے نبی! تم اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہوئے اپنے اوپر اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، اس نے آپ کی ان دونوں مبارک بیویوں کا یہ قصور معاف فرمادیا اور آپ کے لئے اس قَسم کا کفارہ بیان فرمادیا ہے جس سے آپ کی ساری امت پر آسانی ہوگی۔

آیت "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ" سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(1) قسم کھالینے سے چیز قسم کھانے والے پر حرام ہو جاتی ہے اور جب وہ چیز استعمال کرے گا کفارہ لازم ہوگا۔

(2) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا شہد کو اپنے آپ پر حرام فرمالینا محض ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عَنہُنَّ کو راضی کرنے کے لئے تھا، نہ کہ بے علمی کی وجہ سے کیونکہ اپنے منہ کی بُو غیب نہیں وہ تو محسوس ہوتی ہے، لہٰذا بدمذہب اس آیت سے حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بے علمی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

1 ... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ التحریم، باب یاایّہا النبی لم تحرّم ما احل اللہ لک... الخ، 3/359، حدیث:4912

www.dawateislami.net

سیدۃ النساء، خاتون جنت، حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ذکر پاک کی طرف اشارہ

خاتون جنت، سیدہ فاطمۃ الزہراء شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سب سے چھوٹی، چہیتی اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ زہراء، بتول، طاہرہ، مظہرہ، زاکیہ، راضیہ اور جنتی عورتوں کی سردار آپ کے القاب اور کنیت امِ محمد ہے۔ آپ کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے ان دنوں ہوئی جب قریش مکہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا بچپن والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے زیر سایہ گزرا اور جب اعلانِ نبوت کے دسویں سال ماں کی آغوش سے جدائی ہوئی تو اس کے بعد ان کے گہوارۂ تربیت صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا سایہ رحمت تھا۔ جوان ہونے پر آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح مولائے کائنات حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہوا اور ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین شہزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، شہیدِ کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ اور تین شہزادیاں حضرت زینب، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن عطا فرمائیں۔ قرآنِ پاک کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں آپ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾

(پ3، اٰل عمران: 61)

ترجمہ: پھر اے حبیب! تمہارے پاس علم آجانے کے بعد جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کریں تو تم ان سے فرمادو: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو (مقابلے میں) بلا لیتے ہیں پھر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالتے ہیں۔

یہاں مباہلے کا ذکر ہو رہا ہے اس کا معنیٰ سمجھ لیں، مُباہلہ کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ دو مد مقابل افراد آپس میں یوں دعا کریں کہ اگر تم حق پر اور میں باطل ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے ہلاک کرے اور اگر میں حق پر اور تم باطل پر ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ پھر یہی بات دوسرا فریق بھی کہے۔ اس آیت پر عمل کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب عیسائیوں کی طرف تشریف لے گئے تو اپنی خواتین کے مصداق کے طور پر جو ہستی ساتھ تھیں وہ سیدۃ النساء، خاتون جنت، حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے

www.dawateislami.net

کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں، کل آپ کو جواب دیں گے۔ جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ ”اے عبدُ المسیح! مباہلہ کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اے نصاریٰ کی جماعت! تم پہچان چکے ہو کہ محمد نبی مُرسَل تو ضرور ہیں۔ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ دو اور گھروں کو لوٹ چلو۔ یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی گود میں تو امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور دستِ مبارک میں امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیچھے ہیں اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان سب سے فرما رہے ہیں کہ ”جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔“ نجران کے سب سے بڑے عیسائی پادری نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: اے جماعتِ نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ عزّوجلّ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے، ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر نصاریٰ نے سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی: مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے۔ آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔[1]

اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا۔ اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرندے تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔[2]

حضرت فاطمہ کے فضائل:

آپ رضی اللہ عنہا کی شان بہت بلند ہے، یہاں آپ کے فضائل پر مشتمل نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی چار احادیث ملاحظہ کریں:

---

1 ...خازن، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 61، 1/258

2 ...ابو سعود، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 61، 1/373

www.dawateislami.net

(1) نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تمام اہلِ جنّت کی عورتوں کی سردار ہے۔[1]

(2) ارشاد فرمایا: فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔[2]

(3) ایک مرتبہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: حضور کو اپنے گھر والوں میں کوئی زیادہ پیارا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد۔[3]

(4) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: فاطمہ تو انسانی حور ہے۔[4]

باب:02

عورت اور اچھا کردار

اس باب میں عورتوں کے اچھے کردار سے متعلق آیات اور ان کی تفصیلات کا ذکر ہے۔

عورتوں کی خدمتِ دین اور تبلیغِ اسلام

ارشاد فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۷۱﴾ (پ10، التوبۃ:71)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

1 ...ترمذی، کتاب المناقب، مناقب حسن وحسین، 5/431، حدیث:3806

2 ...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، مناقب قرابۃ الرسول، 2/538، حدیث:3714

3 ...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اسامہ بن زید، 5/447، حدیث:3845

4 ...الروض الفائق، المجلس الثامن والاربعون، ص274

www.dawateislami.net

اس آیت میں فرمایا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق، آپس میں دینی محبت و والفت رکھنے والے اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر ایمان لانے اور شریعت کی اتباع کرنے کا حکم دیتے ہیں اور شرک و معصیت سے منع کرتے ہیں۔ فرض نمازیں ان کے حدود و اَرکان پورے کرتے ہوئے ادا کرتے ہیں۔ اپنے اوپر واجب ہونے والی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم مانتے ہیں۔ ان صفات سے مُتَّصِف مومن مرد اور عورتیں وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا اور انہیں دردناک عذاب سے نجات دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا جیسے مردوں کی ذمہ داری ہے ایسے ہی عورتوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ عورتیں اپنے دائرہ کار میں جہاں برائی دیکھیں وہاں اس سے روکنے کی کوشش کریں، یونہی جہاں نیکی کی بات سمجھا سکتی ہیں وہاں سمجھائیں۔ اس کے لئے سب سے اہم مقام تو گھر ہے کہ ماں اپنی اولاد کو بآسانی سمجھا سکتی ہے پھر بہنیں ایک دوسرے کو سمجھا سکتی ہیں، یونہی رشتے دار خواتین خاندان کی دیگر عورتوں، لڑکیوں کو نیکی کی دعوت دے سکتی ہیں۔ اس سے آگے اسکول کالج میں پڑھانے والی خواتین اپنی طالبات کو بہت عمدہ انداز میں سمجھا کر ان کی کردار سازی اور اسلامی تربیت کر سکتی ہیں۔

عورتوں کے ایک شبہ کا ازالہ:

بعض اوقات خواتین سمجھتی ہیں کہ تبلیغِ دین، صرف صرف مردوں کی ذمہ داری ہے اور عورت کا کام صرف گھر چلانا اور اولاد کی تربیت ہے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ گھر اور اولاد کی ذمہ داری کے ساتھ امر بالمعروف بھی عورتوں کی ذمہ داری ہے جیسا کہ اوپر آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں سورۃ العصر میں ایمان، عمل صالح، حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کے جو اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں وہ صرف مردوں کے بارے میں نہیں ہیں؛ بلکہ انسان کے بارے میں ہیں اور عورتیں بھی انسان ہونے میں داخل ہیں، چنانچہ فرمایا گیا:

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا ترجمہ: زمانے کی قسم۔ بیشک آدمی ضرور خسارے میں ہے۔ مگر

1 ... خازن، التوبۃ، تحت الآیۃ: 71، 2/259-260

www.dawateislami.net

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ (پ30، العصر:1-3)

جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

امام رازی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انسانوں میں جس طرح مرد شامل ہیں اسی طرح خواتین بھی شامل ہیں اور جس طرح خسارے سے نجات کے لئے مردوں کے لئے یہ کام ضروری ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ان چار صفات کو اپنانا لازمی امر ہے جس میں سے تیسرا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا شامل ہے۔ اسی کی دلیل ہم اللہ رب العالمین کے ایک اور ارشاد سے لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (پ4، اٰل عمران:110)

ترجمہ: تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

علامہ ابن نحاس دمشقی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا (والمومنات) فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ بحالت استطاعت عورتوں پر مردوں کی مانند (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) واجب ہے۔[1]

امام بخاری و مسلم رحمۃُ اللہِ علیہما نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: خبردار، تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔[2]

خواتین کے تبلیغِ دین کی 3 عظیم مثالیں:

(1) ام سُلیم رضی اللہُ عنہا کی دعوت پر شوہر کا قبولِ اسلام: حضرت ام سلیم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، شوہر کی وفات کے بعد آپ کو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) نے اپنے ساتھ نکاح کی دعوت دی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میرے لئے ایک مشرک کے ساتھ شادی کرنا درست نہیں اے ابو طلحہ، کیا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جن معبودوں کی تم پرستش کرتے ہو انہیں فلاں

1 ... تنبیہ الغافلین عن اعمال الجاھلین، الباب الاول، ص20

2 ... بخاری، کتاب العتق، باب کراہیۃ التطاول علی الرقیق، 3/150، حدیث:2554، مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل، ص784، حدیث:4724(1829)

www.dawateislami.net

قبیلہ کے بڑھئی غلام نے چھیل کر بنایا ہے اور اگر آپ ان میں آگ لگاؤ تو جل کر راکھ ہو جائیں گے۔[1]

ایک روایت میں اور آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک لکڑی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہو جو زمین میں اگتی ہے مزید کہا کہ اگر آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی گواہی دے دیں تو میرے لئے آپ کا یہ قبول اسلام ہی حق مہر ہے۔(ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ام سُلیم رضی اللہُ عنہا کے حق مہر سے زیادہ باوقار حق مہر نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ سنا ہو گا۔) اور الحمد للہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہُ عنہ مسلمان ہو گئے اور پھر انہی سے نکاح ہوا۔[2]

(2)حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہُ عنہا کا اہلِ اقتدار کو نہی عن المنکر کرنا: حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہُ عنہا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہُ عنہ کی بیٹی، حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کی بہن، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہُ عنہ کی زوجہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما کی والدہ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما نے حجاج بن یوسف سے جنگ کی اور حجاج کے لشکر نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما کو شہید کر دیا اور ان کی شہادت کے بعد ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہُ عنہا کے پاس آکر الزامات لگانے شروع کر دیئے اور کہنے لگا: تیرے بیٹے نے حرم میں الحاد کیا، اسی باعث میں نے اسے قتل کر دیا، یہ اللہ کی طرف سے اسے دردناک عذاب چکھایا گیا ہے۔ آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے بیشک اس کو اس حالت میں شہید کیا کہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والا، بہت زیادہ قیام کرنا کرنے والا، والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا، دین کی حفاظت کرنے والا تھا۔ تو نے اس کی دنیا کو برباد کر کے اپنی آخرت برباد کی ہے اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ ثقیف قبیلہ سے دو بڑے جھوٹے نمودار ہوں گے، ان میں سے دوسرا پہلے سے بدتر ہو گا اور وہ بہت تباہی کرنے والا ہو گا اور اے حجاج وہ دوسرا شخص تو ہی ہے۔[3]

(3)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کا نہی عن المنکر: ابو سلمہ بن عبد الرحمن ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کے پاس زمین کا ایک جھگڑا لے کر حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا نے ان سے فرمایا: اے

---

1 ...طبقات ابن سعد، من نساء بنی عدی بن النجار، ام سلیم، 8/313

2 ...طبقات ابن سعد، من نساء بنی عدی بن النجار، ام سلیم، 8/314

3 ...طبقات ابن سعد، تسمیۃ النساء المسلمات المبایعات من قریش، اسماء بنت ابی بکر، 8/200

www.dawateislami.net

ابو سلمہ! زمین چھوڑ دو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص ایک بالشت بھر زمین بھی کسی سے ظلماً لیتا ہے، اللہ پاک قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا وہ حصہ طوق بنا کر ڈالے گا۔[1]

خواتین اور راہِ خدا میں خیرات کرنا

ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۸﴾ (پ27، الحدید:18)

ترجمہ: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کیلئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔

فرمایا کہ بیشک وہ مرد اور عورتیں جنہوں نے خوش دلی اور نیک نیت کے ساتھ حق داروں کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا تو ان کیلئے صدقہ کرنے اور راہِ خدا میں خوش دلی کے ساتھ خرچ کرنے کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے اور وہ جنت ہے۔[2]

راہِ خدا میں خیرات کے 7 حیرت انگیز واقعات:

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ ایک مسکین نے آپ رضی اللہُ عنہا سے سوال کیا جبکہ آپ رضی اللہُ عنہا روزے سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے اپنی باندی سے فرمایا: اسے وہ روٹی دے دو۔ باندی نے کہا: آپ کی افطاری کے لیے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: اسے وہ روٹی دے دو۔ باندی کہتی ہیں: میں نے وہ روٹی اسے دے دی۔ جب شام ہوئی تو اہل بیت یا اس شخص نے ہدیہ بھیجا جو ہمیں بکری کا گوشت ہدیہ کرتا تھا اور اس کو ڈھانپ کر لایا۔ آپ رضی اللہُ عنہا نے خادمہ کو بلا کر فرمایا: "كُلِیْ مِنْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ قُرْصِكِ" یعنی اس میں سے کھاؤ یہ تمہاری اس روٹی سے بہتر ہے۔[3]

(2) حضرت اُمِّ ذرہ رضی اللہُ عنہا کہتی ہیں: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم

---

1 ...مسند احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، 10/117، حدیث:26284

2 ...مدارک، الحدید، تحت الآیۃ:18، ص1210، خازن، الحدید، تحت الآیۃ:18، 4/230، ملتقطاً

3 ...شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فیما جاء فی الایثار، 3/260، حدیث:2482

www.dawateislami.net

آئے، انہوں نے اسی وقت وہ سارے تقسیم کر دیئے۔ اس دن ان کا روزہ تھا تو میں نے ان سے کہا: آپ رضی اللہُ عنہا نے اتنا خرچ کیا ہے تو کیا آپ اپنے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتیں کہ افطار کے لیے ایک درہم کا گوشت منگوا لیتیں؟ انہوں نے کہا: اگر تم پہلے یاد کرا دیتی تو میں گوشت منگوا لیتی۔[1]

(3) ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بطورِ ہدیہ بھیجے تو انہوں نے سورج غروب ہونے سے پہلے تمام درہم (محتاجوں اور مسکینوں میں) تقسیم کر دیئے۔ باندی نے عرض کی: کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم ان میں سے ایک درہم کا گوشت خرید لیتے۔ آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: اگر تم یہ درہم تقسیم ہونے سے پہلے مجھے کہہ دیتی تو میں ایسا کر لیتی۔[2]

(4) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کو ستر ہزار درہم راہِ خدا میں خرچ کرتے دیکھا حالانکہ ان کی قمیص کے مبارک دامن میں پیوند لگا ہوا تھا۔[3]

(5) ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہُ عنہا کے پاس درہم کی ایک تھیلی بھیجی۔ قاصد سے آپ رضی اللہُ عنہا نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ درہم ہیں۔ کہنے لگیں: کھجوروں کی طرح اتنے زیادہ درہم! پھر ان سب کو تقسیم کر دیا۔[4]

(6) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہُ عنہا بہت سخی تھیں۔ جو کچھ پاتیں صدقہ کر دیتی تھیں۔ اللہ کی راہ میں بے حساب خرچ کیا کرتی تھیں۔ اسی وجہ سے انہیں "ماوی المساکین" کہا جانے لگا۔ حضرت برزہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ نے وظائف تقسیم فرمائے تو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہُ عنہا نے (اپنا حصہ دیکھ کر) خیال فرمایا کہ یہ مال تمام ازواج مطہرات کا ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ مال صرف آپ کے لیے ہے جس پر آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: سبحان اللہ! پھر اپنے اور اس مال کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا (تاکہ وہ مال نظر بھی نہ آئے) پھر برزہ کو حکم دیا یہ مال ایک طرف رکھ کر اس پر بھی کپڑا ڈال دو۔ پھر باندی کو فرمایا: اس

1 ...طبقات ابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، عائشہ بنت ابی بکر، 8/53
2 ...تاریخ دمشق، حرف الباء فی اسماء آباء العبادلہ، عبد اللہ بن حسین، 27/411
3 ...طبقات ابن سعد، 8/53
4 ...طبقات ابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، سودہ بنت زمعہ، 8/45

www.dawateislami.net

کپڑے کے نیچے سے مٹھی بھر کر فلاں یتیم کو دے آؤ، فلاں ضرورت مند کو مٹھی بھر کر دے آؤ۔ جب اس طرح وہ مال تقسیم ہوتا رہا اور تھوڑا رہ گیا تو برزہ نے عرض کی: اے اُم المومنین! اللہ پاک آپ کی مغفرت فرمائے، اس مال میں آخر ہمارا بھی تو کچھ حق ہے۔ آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: اس کپڑے کے نیچے جو باقی ہے وہ سب تم لے لو۔ برزہ کہتی ہیں: جب میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو اس کے نیچے پچاسی ہزار (85000) درہم تھے۔ جب سب مال تقسیم ہو چکا تو حضرت زینب رضی اللہُ عنہا نے دعا مانگی: اے اللہ! اس سال کے بعد عمر کا وظیفہ مجھے نہ پائے۔ (1)

(7) حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بعض بیویوں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی: ہم سب میں پہلے آپ سے کون ملے گی؟ ارشاد فرمایا: تم میں سے لمبے ہاتھ والی۔ انہوں نے بانس لے کر ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے تو حضرت سودہ رضی اللہُ عنہا لمبے ہاتھ والی نکلیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقہ و خیرات تھی، ہم سب میں پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس حضرت زینب رضی اللہُ عنہا سدھاریں اور وہ خیرات بہت پسند کرتی تھیں۔ (2)

عورتوں کا بیعت کرنا

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾

(پ28، الممتحنۃ:12)

ترجمہ: اے نبی! جب مسلمان عورتیں تمہارے حضور اس بات پر بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور اپنے پاؤں کے درمیان میں گھڑیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

1 ...طبقات ابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، زینب بنت جحش، 8/86، 90

2 ...بخاری، کتاب الزکاۃ، باب، 2/110، حدیث: 1420

www.dawateislami.net

جب فتحِ مکہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مردوں سے بیعت لے کر فارغ ہوئے اور عورتوں سے بیعت لینا شروع کی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! جب مسلمان عورتیں آپ کی بارگاہ میں اس بات پر بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے پر قائم رہیں گی، چوری نہ کریں گی، بدکاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، کسی کے بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب نہ کریں گی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی فرمانبرداری کرنے میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی، تو ان سے بیعت لیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت چاہیں بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے۔[1]

حضرت ہند بنتِ عتبہ اور دیگر خواتین کی بیعت:

جب سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فتحِ مکہ کے دن مردوں کی بیعت لے کر فارغ ہوئے تو کوہِ صفا پر عورتوں سے بیعت لینا شروع کی حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نیچے کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا کلام مبارک عورتوں کو سناتے جاتے تھے۔ اسی دوران حضرت ابو سفیان رضی اللہُ عنہ کی زوجہ حضرت ہند بنتِ عتبہ رضی اللہُ عنہا ڈرتے ڈرتے برقع پہن کر اس طرح حاضر ہوئیں کہ پہچانی نہ جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو گی۔ حضرت ہند نے سر اٹھا کر کہا: آپ ہم سے وہ عہد لے رہے ہیں جو ہم نے آپ کو مردوں سے لیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس دن مردوں سے صرف اسلام و جہاد پر بیعت لی گئی تھی۔ پھر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا اور چوری نہ کرو گی۔ حضرت ہند رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: حضرت ابو سفیان رضی اللہُ عنہ بخیل آدمی ہیں اور میں نے اُن کا مال ضرور لیا ہے، میں نہیں سمجھتی کہ مجھے حلال ہوا یا نہیں۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہُ عنہ وہاں حاضر تھے، اُنہوں نے کہا: جو تو نے پہلے لیا اور جو آئندہ لے گی سب حلال ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: تو ہند بنتِ عتبہ ہے۔ عرض کی: جی ہاں! مجھ سے جو کچھ قصور ہوئے ہیں وہ معاف فرما دیجئے۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اور بدکاری نہ کرو گی۔ حضرت ہند رضی اللہُ عنہا نے کہا: کیا کوئی آزاد عورت

---

1 ... روح البیان، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 12، 9/487-488، خازن، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 12، 4/260، مدارک، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 12، ص1234، ملتقطاً

www.dawateislami.net

بدکاری کرتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ حضرت ہند رضی اللہُ عنہا نے کہا: ہم نے چھوٹے چھوٹے بچے پالے، جب وہ بڑے ہوگئے تو آپ نے انہیں قتل کر دیا، اب آپ جانیں اور وہ جانیں۔ حضرت ہند رضی اللہُ عنہا نے یہ اس لئے کہا کہ ان کا لڑکا حنظلہ بن ابو سفیان بدر میں قتل کر دیا گیا تھا۔ حضرت ہند رضی اللہُ عنہا کی یہ گفتگو سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ کو بہت ہنسی آئی۔ پھر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان نہ گھڑو گی۔ حضرت ہند رضی اللہُ عنہا نے کہا: خدا کی قسم! بہتان بہت بری چیز ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمیں نیک باتوں اور اچھی خصلتوں کا حکم دیتے ہیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کسی نیک بات میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نافرمانی نہ کرو گی۔ اس پر حضرت ہند رضی اللہُ عنہا نے کہا: اس مجلس میں ہم اس لئے حاضر ہی نہیں ہوئے کہ اپنے دل میں آپ کی نافرمانی کا خیال آنے دیں۔ عورتوں نے ان تمام اُمور کا اقرار کیا اور 457 عورتوں نے بیعت کی۔[1]

عورتوں سے بیعت کی کیفیت:

عورتوں سے لی جانے والی بیعت میں تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان سے مصافحہ نہ فرمایا اور عورتوں کو اپنا دستِ مبارک چھونے نہ دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! بیعت کرتے وقت آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مَس نہیں کیا، آپ ان کو صرف اپنے کلام سے بیعت کرتے تھے۔[2]

بیعت کی کیفیت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پانی کے ایک بڑے برتن میں سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک ڈالا پھر اسی میں عورتوں نے اپنے ہاتھ ڈالے اور یہ بھی کہا گیا ہے بیعت کپڑے کے واسطے سے لی گئی تھی اور بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں عمل میں آئی ہوں۔

بیعت کی اقسام:

مسلمانوں کا مشائخ کے ہاتھ پر بیعت ہونا سنت ہے کیونکہ یہ مومنہ عورتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 ... خازن، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 12، 4/260، مدارک، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 12، ص1235-1234، خزائن العرفان، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 12، ص1019، ملتقطاً

2 ... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، باب اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات، 3/350، حدیث: 4891

www.dawateislami.net

سے اس کی بیعت کرتی تھیں کہ ہم آئندہ گناہوں سے بچیں گی اور یہ ہی مشائخ کی بیعت کا مَنشا ہے۔ یاد رہے کہ بیعت کی چار قسمیں ہیں، (1) بیعتِ اسلام، (2) بیعتِ خلافت، (3) بیعتِ تقویٰ، (4) بیعتِ توبہ، آج کل کی بیعت توبہ یا تقویٰ کی بیعت ہے، اس بیعت کا ماخذ یہ آیت اور اس جیسی دوسری آیات ہیں۔

عورت کس کی مریدنی بنے:

عورت کو اسی پیر کی مریدہ بننا چاہیے جس میں پیر کامل کی شرطیں پائی جائیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بیعت لینے اور مسندِ اِرشاد پر بیٹھنے کے لئے چار شَرطیں ضَروری ہیں: **ایک** یہ کہ سُنّی صحیحُ العقیدہ ہو اس لئے کہ بدمذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بدترین مخلوق، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ **دوسری** شرط ضَروری عِلم کا ہونا، اس لئے کہ بے علم خُدا کو پہچان نہیں سکتا۔ **تیسری** یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا اس لئے کہ فاسِق کی توہین واجب ہے اور مُرشِد واجبُ التعظیم ہے دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہوں گی۔ **چوتھی** اجازتِ صحیح مُتَّصِل ہو جیسا کہ اس پر اہلِ باطن کا اِجماع ہے۔ جس شخص میں اِن شَرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو اس کو پیر نہیں پکڑنا چاہئے۔ (1)

صَدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جب مُرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں، ورنہ اگر (کسی ایسے کو پیر بنالیا جو) بدمذہب ہوا تو اِیمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ (2)

پیر سے پردہ:

پیر سے پردے کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے کہ بعض جگہ پیر اور عورتیں دونوں ہی اس حوالے سے غفلت کا شکار نظر آتے ہیں، حکم شرعی یہ ہے کہ عورت کا جس طرح نامحرم اجنبی شخص سے پردہ کرنا فرض ہے اسی طرح عورت کا اپنے نامحرم پیر و مرشد سے پردہ کرنا بھی فرض ہے کہ پردے کے معاملے میں دونوں کا حکم یکساں ہے، لہٰذا عورت کا بال یا کلائیاں کھول کر اپنے نامحرم پیر کے سامنے آنا حرام اور اسی طرح چہرہ کھول کر آنا بھی سخت منع ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بے پردہ بایں معنی

1 ... فتاویٰ رضویہ، 21/491، 492

2 ... بہارِ شریعت، 1/277، حصہ: 1

www.dawateislami.net

یہ کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جزء تو اس طور پر غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواں وہ پیر ہو یا عالم ہو یا عامی جوان و بوڑھا۔[1]

یونہی چہرہ کھول کر اجنبی شخص کے سامنے آنے کی ممانعت کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: پردہ کے باب میں پیر و غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے، جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے "وَفِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ تُمْنَعُ الْمَرْأَةُ الشَّابَّةُ مِنْ كَشْفِ الْوَجْهِ بَيْنَ رِجَالٍ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ" (در مختار میں ہے کہ جوان عورت کو اندیشہ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔)"[2]

عورتوں کو اعمال صالحہ پر ثواب

ارشاد فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰىۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ(۱۹۵)

(پ4، اٰل عمران:195)

ترجمہ: تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی کہ میں تم میں سے عمل کرنے والوں کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا وہ مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک ہی ہو، پس جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں انہیں ستایا گیا اور انہوں نے جہاد کیا اور قتل کر دیے گئے تو میں ضرور ان کے سب گناہ ان سے مٹادوں گا اور ضرور انہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں (یہ) اللہ کی بارگاہ سے اجر ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے فرمایا کہ اے ایمان والو! میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا بلکہ اس عمل کا ثواب عطا فرماؤں گا۔[3]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 22/239، 240

2 ... فتاویٰ رضویہ، 22/205

3 ... خازن، اٰل عمران، تحت الآیۃ:195، 1/338

www.dawateislami.net

فرمایا: بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ: تم آپس میں ایک ہی ہو۔

اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم مرد و عورت سب حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرات حوا رضی اللہُ عنہا کی اولاد ہی ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اطاعت پر ثواب ملنے اور نافرمانی پر سزا ملنے میں تم سب ایک ہی ہو۔[1]

اس کے بعد فرمایا: **"فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝۱۹۵ "پس جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں انہیں ستایا گیا اور انہوں نے جہاد کیا اور قتل کر دیے گئے تو میں ضرور ان کے سب گناہ ان سے مٹادوں گا اور ضرور انہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں (یہ) اللہ کی بارگاہ سے اجر ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔**

یعنی وہ لوگ جنہوں نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت کے لئے اپنے وطنوں سے ہجرت کی اور وہ مشرکوں کی طرف سے پہنچنے والی اَذِیَّتوں کے سبب اپنے ان گھروں سے نکلنے پر مجبور ہو گئے جہاں وہ پلے بڑھے تھے اور مجھ پر ایمان لانے اور میری وحدانیت کا اقرار کرنے کی وجہ سے انہیں مشرکوں کی طرف سے ستایا گیا اور انہوں نے میری راہ میں کافروں کے ساتھ جہاد کیا اور شہید کر دیے گئے تو میں ضرور ان کے سب گناہ ان سے مٹادوں گا اور ضرور انہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ان کے لئے اجر ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔[2]

ہجرت و شہادت کی فضیلت و سعادت مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی نصیب ہوئی چنانچہ حضرت سمیہ رضی اللہُ عنہا شہید ہوئیں اور حبشہ و مدینہ کی طرف خواتین نے بھی ہجرت فرمائی۔

باب:03

بری عورتیں

اس باب میں ان بری عورتوں کا ذکر ہو گا جن کا تذکرہ قرآنِ مجید میں صراحت اور اشارے کے ساتھ ہے یا ان کا تذکرہ کسی آیت کی تفسیر میں مفسرین نے کیا ہے۔

---

1 ...خازن، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 195، 1/338

2 ...روح البیان، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 195، 2/151

www.dawateislami.net

کفار کے لیے دو بری عورتوں کی مثال

حضرت نوح علیہ السّلام کی بیوی کا نام واہلہ تھا، یہ اپنی قوم سے حضرت نوح علیہ السّلام کے بارے میں کہتی تھی کہ وہ مجنون ہیں اور حضرت لوط علیہ السّلام کی بیوی کا نام واعلہ تھا، یہ اپنا نفاق چھپاتی تھی۔[1]

ان دونوں عورتوں کے بارے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝۱۰

(پ28، التحریم:10)

ترجمہ: اللہ نے کافروں کیلئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کو مثال بنادیا، وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں عورتوں نے ان سے خیانت کی تو وہ (صالح بندے) اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا کہ جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں جاؤ۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السّلام کی بیوی کو مثال بنادیا کہ یہ دونوں عورتیں ہمارے قرب کے لائق دو بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے کفر اختیار کر کے دین کے معاملے میں ان سے خیانت کی تو وہ دو مُقَرَّب بندے اللہ تعالیٰ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور ان عورتوں سے موت کے وقت فرمادیا گیا یا قیامت کے دن فرمایا جائے گا کہ تم دونوں عورتیں اپنی قوموں کے کفار کے ساتھ جہنم میں جاؤ کیونکہ تمہارے اور ان انبیاءِ کرام علیہم السّلام کے درمیان تمہارے کفر کی وجہ سے کوئی تعلق باقی نہ رہا (تو جس طرح کفر کے ہوتے ہوئے ان عورتوں کو انبیاءِ کرام علیہم السّلام سے رشتہ داری کام نہ آئی اسی طرح اے کفارِ مکہ! کفر کے ہوتے ہوئے تمہیں بھی میرے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے رشتہ داری کوئی کام نہ آئے گی)۔[2]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کی صحبت قیامت میں فائدہ نہیں دے گی نیز یہ کہ کفار کے لئے نبی کا رشتہ یا نبی کا نسب کام نہیں آتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اس کے ساتھ ہو گا جس سے دنیا میں محبت کرتا تھا۔

---

1 ... خازن، التحریم، تحت الآیۃ:10، 4/288

2 ... مدارک، التحریم، تحت الآیۃ:10، ص1259، خازن، التحریم، تحت الآیۃ:10، 4/288، ملتقطاً

www.dawateislami.net

حضرت لوط کی بیوی پر نزولِ عذاب کی خبر:

جس رات حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم پر عذاب آیا اس رات فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السّلام سے عرض کی: آپ اپنے گھر والوں کو لے کر راتوں رات اپنی قوم کی بستیوں سے نکل جائیں اور جانے والوں میں سے کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے، ہاں آپ کی بیوی پیٹھ پھیر کر دیکھ لے گی کیونکہ اسے بھی وہی عذاب پہنچنا ہے جو ان کافروں کو پہنچے گا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اے لوط! علیہ السّلام، آپ اپنے گھر والوں کو راتوں رات یہاں سے لے جائیں اور آپ میں سے کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے البتہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر نہ جائیں کیونکہ اسے بھی وہی عذاب پہنچنا ہے جو ان کافروں کو پہنچے گا۔[1]

قرآن مجید میں فرشتوں کا قول ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ (پ12، ھود:81)

ترجمہ: تو آپ اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جائیں اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے سوائے تیری بیوی کے۔ بیشک اسے بھی وہی (عذاب) پہنچنا ہے جو ان (کافروں) کو پہنچے گا۔

اور دوسری آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۙ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ (پ14، الحجر:59-60)

ترجمہ: سوائے لوط کے گھر والوں کے (کہ) بیشک ان سب کو ہم بچالیں گے۔ سوائے اس کی بیوی کے، ہم طے کر چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

حضرت لوط کی بیوی پر عذابِ الٰہی کا نزول:

جب حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم پر عذاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السّلام، آپ کے گھر والوں میں سے آپ کی دو بیٹیوں اور سارے مسلمانوں کو عذاب سے بچالیا، البتہ حضرت لوط علیہ السّلام کی بیوی جس کا نام واہلہ تھا وہ آپ پر ایمان نہ لائی بلکہ کافرہ ہی رہی، اپنی قوم سے محبت رکھتی اور ان کے لئے جاسوسی کرتی تھی، یہ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ قرآن مجید میں ہے:

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ

ترجمہ: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی

1 ... تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: 81، 6/381-382

www.dawateislami.net

مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾ (پ8، الاعراف:83) سوائے اس کی بیوی کے۔ وہ باقی رہنے والوں میں سے تھی۔

ابو لہب کی کافرہ بیوی

ابو لہب کی بیوی اُمِّ جمیل بنتِ حرب بن اُمیہ ابو سفیان کی بہن تھی اور یہ عورت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نہایت عناد اور عداوت رکھتی تھی اور بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی عورت ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عداوت میں اِس انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے راستہ میں ڈالتی تاکہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اَصحاب رضی اللہُ عنہم کو ایذا و تکلیف ہو اور حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔[1]

اُمِّ جمیل کے گلے میں کھجور کی چھال سے بنی ہوئی رسی ہوتی جس سے وہ کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی۔ ایک دن یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا، وہ گرا اور اُمِّ جمیل کو رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔[2]

اِس گستاخ، خبیث نے دنیا میں بھی عذاب کا مزہ چکھا اور آخرت میں بھی عذاب میں جائے گی۔ آخرت میں آگ کی زنجیریں اس کے گلے میں ہوں گی اور جہنم کی لکڑیوں کا گٹھا اس کی پشت پر لدا ہوا ہو گا۔ قرآن مجید میں ہے:

وَامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ (پ30، اللہب:4-5)

ترجمہ: اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔

حضور اقدس کا ایک معجزہ:

جب سورۂ ”تَبَّتْ یَدَآ“ نازل ہوئی اور ابو لہب اور اُس کی بیوی ”اُم جمیل“ کی اس سورت میں مذمت اُتری تو ابو لہب کی بیوی اُمِّ جمیل غصہ میں آپے سے باہر ہو گئی۔ اور ایک بہت بڑا پتھر لے کر وہ حرم کعبہ میں گئی۔ اُس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نماز میں تلاوتِ قرآن فرما رہے تھے اور قریب ہی حضرت ابو بکر صدیق

1 ... بیضاوی، المسد، تحت الآیۃ:4، 5/ 545، خازن، ابو لہب، تحت الآیۃ:4، 4/ 425، ملتقطاً

2 ... خازن، ابو لہب، تحت الآیۃ:5، 4/ 425

www.dawateislami.net

رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ”اُمِّ جمیل“ بڑبڑاتی ہوئی آئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس سے گزرتی ہوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور مارے غصہ کے منہ میں جھاگ بھرتے ہوئے کہنے لگی کہ بتاؤ تمہارے رسول کہاں ہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے میری اور میرے شوہر کی ہجو کی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے رسول شاعر نہیں ہیں کہ کسی کی ہجو کریں۔ پھر وہ غیظ و غضب میں بھری ہوئی پورے حرم کعبہ میں چکر لگاتی پھری اور بکتی جھکتی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ڈھونڈتی پھری۔ مگر جب وہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو نہ دیکھ سکی تو بڑبڑاتی ہوئی حرم سے باہر جانے لگی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی کہ میں تمہارے رسول کا سر کچلنے کے لئے یہ پتھر لے کر آئی تھی مگر افسوس کہ وہ مجھے نہیں ملے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے وہ کئی بار گزری مگر میرے اور اُس کے درمیان ایک فرشتہ اس طرح حائل ہو گیا کہ آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود وہ مجھے نہ دیکھ سکی۔ (1)

اُمِّ جمیل انکھیاری ہوتے ہوئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس ہی سے تلاش کرتی ہوئی بار بار گزری مگر وہ آپ کو نہیں دیکھ سکی۔ بلاشبہ یہ ایک عجیب بات ہے اور اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے معجزہ کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

ایک وہمی عورت کا حال

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ (پ14، النحل:92)

ترجمہ: اور تم اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔

اس آیت میں فرمایا گیا تم اپنے معاہدے اور قسمیں توڑ کر اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔ مکہ مکرمہ میں ربطہ بنت عمرو نامی ایک عورت تھی جس کی طبیعت میں بہت وہم تھا اور عقل میں فتور، وہ دوپہر تک محنت کر کے سوت کاتا کرتی اور اپنی باندیوں سے بھی کتواتی اور دوپہر کے وقت اس کاتے ہوئے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی تڑوا دیتی، یہی اس کا معمول تھا۔ (2)

1 ... خزائن العرفان، ص:534۔ عجائب القرآن، ص150

2 ... خازن، النحل، تحت الآیۃ:92، 3/140

www.dawateislami.net

آیت کا معنی یہ ہے کہ اپنے عہد کو توڑ کر اس عورت کی طرح بے وقوف نہ بنو۔

باب:04

عورت اور برا کردار

منافقہ عورتیں اور ان کے کرتوت

ارشاد فرمایا:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ یَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۶۸﴾ (پ10، التوبۃ:67-68)

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اس نے انہیں چھوڑ دیا۔ بیشک منافقین ہی نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، وہ (جہنم) انہیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ منافق مرد اور منافق عورتیں سب نِفاق اور اَعمالِ خبیثہ میں یکساں ہیں ان کا حال یہ ہے کہ کفر و مَعْصِیَت اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جھٹلانے کا ایک دوسرے کو حکم دیتے ہیں اور ایمان وطاعت اور تصدیقِ رسول سے منع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اور انہوں نے اس کی اطاعت و رضا طلبی نہ کی تو اللہ عزّوجلّ نے بھی انہیں چھوڑ دیا اور ثواب و فضل سے محروم کر دیا ہے، یہ مرد و عورت نافرمان ہیں۔[1]

برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافقوں کا کام ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافقوں کا کام ہے۔ افسوس کہ ہمارے زمانے میں یہ چیز گھر گھر دیکھنے میں آرہی ہے کہ گھر والوں کو گناہ کرنے کی ترغیب دی جاتی اور ان کے سامنے

1 ... خازن، التوبۃ، تحت الآیۃ:67، 2/258

www.dawateislami.net

گناہوں کو معمولی قرار دے کر انہیں مزید گناہوں پر ابھارا جاتا ہے جیسے نماز اور روزے کی پابندی کرنے سے روکا جاتا اور ان کے بارے میں اس طرح کلام کیا جاتا ہے جیسے ان کی خاص اہمیت نہ ہو۔ ٹی وی پر کوئی من پسند ڈرامہ یا فلم آرہی ہو تو دوسروں کے سامنے ان کی خوبیاں بیان کر کے انہیں بھی وہ ڈرامہ یا فلم دیکھنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ فلموں، ڈراموں اور ٹی وی کے بے حیائی عام کرنے اور مسلمانوں کے دینی اور مذہبی عقائد و معمولات کو مَجروح کرنے والے پروگراموں کو دیکھنے کے لئے نت نئے انداز سے ایک دوسرے کو مائل کیا جاتا ہے۔ بے حیائی اور عُریانی پر مَبنی لباسوں کو فیشن اور سوسائٹی کا تقاضا بتا کر انہیں پہننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ والدین اپنی اولاد کو ماڈرن اور آزاد خیال دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور مذہبی حلیے میں دیکھ کر تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ کوئی داڑھی رکھ لے اور مذہبی شکل وصورت بنالے تو والدین اس سے ناراض ہوتے ہیں اور اسے گناہوں کی طرف جانے پر مجبور کرتے ہیں جبکہ اگر کوئی رشوت اور سود کا مال لا کر گھر میں خوشحالی لاتا ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے درج ذیل حدیثِ پاک میں بڑی عبرت ہے، حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی، تمہارے نوجوان فاسق ہو جائیں گے اور تم جہاد چھوڑ دو گے تو اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، کیا ایسا ہو گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہو گا۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، اس سے زیادہ سخت کیا ہو گا ارشاد فرمایا: تمہارا کیا حال ہو گا جب تم نیکی کا حکم نہیں دو گے اور برائی سے نہیں روکو گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، کیا ایسا ہو گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہو گا۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، اس سے زیادہ سخت کیا ہو گا؟ ارشاد فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھو گے؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، کیا ایسا ہو گا؟ ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہو گا۔ انہوں نے عرض کی: اس سے زیادہ سخت کیا ہو گا؟ ارشاد فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم برائی کا حکم دو گے اور نیکی سے روکو گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم،

www.dawateislami.net

کیا اس طرح ہو گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہو گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی قسم ہے، میں ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا کہ اس میں سمجھدار لوگ بھی حیران رہ جائیں گے۔[1]

اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت کی اس علامت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

آیت کے آخر میں منافق مردوں اور عورتوں کی سزا بیان کی گئی ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور عذاب و سزا کے طور پر جہنم انہیں کافی ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کے لئے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

مومنہ، مشرکہ اور منافقہ عورتوں کا بیان

ارشاد فرمایا:

لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ یَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۳﴾

(پ22، الاحزاب:73)

ترجمہ: تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت سے پہلی آیتِ مبارکہ میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی لیکن انہوں نے معذرت کرلی اور انسان نے اللہ عزّوجلّ کی طرف سے دی گئی امانت کو اٹھالیا اور اس کی ذمہ داری قبول کرلی، اب اس آیت مبارکہ میں امانت پیش کرنے کی حکمت بیان کی جارہی ہے کہ ہم نے یہ امانت انسان پر اس لیے پیش کی تاکہ منافقین کا نفاق اور مشرکین کا شرک ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب فرمائے اور وہ مومنین جو امانت کے ادا کرنے والے ہیں اُن کے ایمان کا اظہار ہو اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے اور ان پر رحمت و مغفرت کرے اگرچہ ان سے بعض طاعات میں کچھ تقصیر بھی ہوئی ہو۔[2]

---

1 ... موسوعہ ابن ابی الدنیا، کتاب الامر بالمعروف و نہی عن المنکر، 2/202

2 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 73، 3/515

www.dawateislami.net

عورتوں کا جادو کرنا

ارشاد فرمایا:

وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ (پ30، الفلق:4)

ترجمہ: اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکیں مارتی ہیں۔

فرمایا: وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ: اور (میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں) ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکیں مارتی ہیں۔

یعنی جادو گر عورتوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہیں جیسا کہ لبید کی لڑکیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جادو کرنے کیلئے کیا تھا۔[1]

یہ سورۃ الفلق کی آیت ہے اور ان الفاظ کا سیاق و سباق یہ ہے کہ لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جادو کیا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسمِ مبارک اور ظاہری اَعضا پر اس کا اثر ہوا، البتہ دل، عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند دنوں بعد حضرت جبریل علیہ السّلام آئے اور انہوں نے عرض کی: ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبایا ہوا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم کو بھیجا اور انہوں نے کنوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا تو اس کے نیچے سے کھجور کے درخت کے نرم حصے سے بنی ہوئی تھیلی بر آمد ہوئی جس میں حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وہ موئے مبارک جو کنگھی سے بر آمد ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چِلّہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پُتلہ تھا جس میں گیارہ سوئیاں چبھی ہوئی تھیں۔ یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکالا اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں، ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں، پانچ سورۂ فلق میں اور چھ سورۂ ناس میں۔ ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بالکل تندرست ہو گئے۔[2]

---

1 ... بغوی، الفلق، تحت الآیۃ:4، 4/517

2 ... خازن، الفلق، تحت الآیۃ:1، 4/428، ملخصًا

www.dawateislami.net

تعویذات اور عملیات کے جواز سے متعلق ایک شرعی مسئلہ:

یہاں ایک مسئلہ ذہن نشین رکھیں کہ وہ تعویذ اور عملیات جن میں کفر یا شرک کا کوئی کلمہ نہ ہو جائز ہیں، خاص کر وہ عمل جو آیاتِ قرآنیہ سے کئے جائیں یا اَحادیث میں وارد ہوئے ہوں۔[1] حدیث شریف میں ہے کہ حضرت اَسماء بنت عُمیس رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں؟ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اجازت دی۔[2]

تعویذات کے عدمِ جواز سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ:

ناجائز کاموں کیلئے تعویذ گنڈے ناجائز و حرام ہیں جبکہ جائز مقصد کیلئے گنڈے بنانا اور ان پر گرہ لگانا، قرآن مجید کی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اَسماء پڑھ کر دم کرنا، جائز ہے۔ جمہور صحابۂ کرام اور تابعین رضی اللہُ عنہم اسی پر ہیں۔[3]

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عملِ مبارک اور ارشاد سے بھی یہ چیز ثابت ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مُعَوِّذات (یعنی سورۂ فَلَق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔[4]

اور حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اَسماء بنتِ عمیس رضی اللہُ عنہا نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت جعفر رضی اللہُ عنہ کے بیٹوں کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے، کیا میں کچھ پڑھ کے ان پر دم کر دیا کروں؟ ارشاد فرمایا: ہاں، کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جاسکتی تو نظر ضرور اس سے سبقت لے جاتی۔[5]

جادوٹونہ اور عورتیں:

جادوٹونہ ایک حقیقت ہے جس کی وجہ سے زندگی میں بے شمار مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے اور جادوٹونے کے

---

1 ...خازن، الفلق، تحت الآیۃ: 1، 4/429

2 ...ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرّقیۃ من العین، 4/13، حدیث: 2066

3 ...خازن، الفلق، تحت الآیۃ: 1، 4/429 ملتقطاً

4 ...مسلم، کتاب السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوّذات والنّفث، ص929، حدیث: 5714(2192)

5 ...ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرّقیۃ من العین، 4/13، حدیث: 2066

www.dawateislami.net

وجود کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا اور شرعی ثبوت کے بغیر کسی پر بھی جادو ٹونے کا بہتان بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ یاد رہے کہ عامل کے بتانے، خواب یا فال یا استخارے کے ذریعے پتا چلنے کو شرعی ثبوت نہیں کہتے کہ جسے بنیاد بنا کر کسی مسلمان کی طرف جادو ٹونے جیسے گناہِ کبیرہ کو منسوب کیا جا سکے۔

افسوس فی زمانہ عورتیں ایک تو جادو ٹونے کے معاملات میں زیادہ پڑتی ہیں اور دوسرا بد گمانی بہت زیادہ کرتی ہیں کہ میرے ساتھ یہ ہوا تو ضرور کسی نے یا فلاں نے میرے اوپر کچھ کروا دیا ہے حالانکہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ زندگی میں پیش آنے والے ہر مسئلے کے پیچھے جادو ٹونے کا ہی عمل دخل ہو بلکہ ان مسائل کی اور بھی وجوہات ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾ (پ28، التغابن:11)

ترجمہ: ہر مصیبت اللہ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیدے گا اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ (پ27، الحدید:22-23)

ترجمہ: زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے پیدا کرنے سے پہلے (ہی) ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے۔ تاکہ تم اس پر غم نہ کھاؤ جو تم سے جاتی رہے اور اس پر اتراؤ نہیں جو تمہیں اللہ نے دیا ہے اور اللہ ہر متکبر، بڑائی جتانے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ (پ25، الشوری:30)

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو وہ معاف فرما دیتا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی

ترجمہ: خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا ان برائیوں کی وجہ

www.dawateislami.net

النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ (پ21، الروم:41)

سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض کاموں کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔

جو عورتیں جادو ٹونے کے کاموں میں پڑتی ہیں یا شرعی ثبوت کے بغیر کسی پر جادو ٹونے کا بہتان لگاتیں، الزام تراشی اور بدگمانی کرتی ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس گناہ سے سچی توبہ کریں اور جس پر بہتان لگا اس سے معافی بھی طلب کریں بصورت دیگر ان کا یہ عمل آخرت میں سخت پکڑ کا باعث بن جائے گا۔

حسد سے بچیں

ارشاد فرمایا:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ (پ5، النساء:32)

ترجمہ: اور تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

جب ایک انسان دوسرے کے پاس کوئی ایسی نعمت دیکھتا ہے جو اس کے پاس نہیں تو اس کا دل تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اس کی حالت دو طرح کی ہوتی ہے (1) وہ انسان یہ تمنا کرتا ہے کہ یہ نعمت دوسرے سے چھن جائے اور مجھے حاصل ہو جائے۔ یہ حسد ہے اور حسد مذموم اور حرام ہے۔ (2) دوسرے سے نعمت چھن جانے کی تمنا نہ ہو بلکہ یہ آرزو ہو کہ اس جیسی مجھے بھی مل جائے، اسے غبطہ کہتے ہیں یہ مذموم نہیں۔[1]

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جس بندے کو دین یا دنیا کی جہت سے جو نعمت عطا کی اسے اس پر راضی رہنا چاہئے۔

شانِ نزول:

جب آیتِ میراث میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ" والا حصہ نازل ہوا اور میت کے ترکہ میں مرد کا حصہ عورت سے دگنا مقرر کیا گیا تو مردوں نے کہا کہ ہمیں اُمید ہے کہ آخرت میں نیکیوں کا ثواب بھی ہمیں عورتوں سے دگنا ملے گا اور عورتوں نے کہا کہ ہمیں اُمید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہو گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اِس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جو فضیلت دی وہ عین حکمت ہے بندے کو چاہئے کہ وہ اُس کی قضا پر راضی رہے۔[2]

1 ... تفسیر کبیر، النساء، تحت الآیۃ:32، 4/65

2 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ:32، 1/372

www.dawateislami.net

دل کے صبر و قرار کا نسخہ:

دل کے صبر و قرار کا نسخہ ہی اللہ عزّوجلّ کی رضا پر راضی رہنا ہے ورنہ دنیا میں کوئی شخص کسی نعمت کی انتہاء کو نہیں پہنچا ہوا اور اگر بالفرض کوئی پہنچا بھی ہو تو کسی دوسری نعمت میں ضرور کم تر ہو گا تو اگر دل کو انہی آرزوؤں اور تمناؤں کا مرکز بنا کر رکھا تو ہزاروں نعمتوں کا مالک ہو کر بھی دل کو قرار نہیں مل سکتا، جیسے ایک آدمی ایک ارب روپے کا مالک ہے لیکن خوبصورت نہیں تو اگر وہ خوبصورتی کی تمنا کرتا رہے گا تو جینا دوبھر ہو جائے گا اور اگر ایک آدمی خوبصورت ہے لیکن جیب میں پیسہ نہیں اور وہ پیسے کو روتا رہے گا تو بھی بے قرار رہے گا اور جس کے پاس پیسہ اور خوبصورتی کچھ نہ ہو لیکن وہ کہے کہ میں اللہ عزّوجلّ کی رضا پر راضی ہوں اور پھر وہ صبر کر کے آخرت کے ثواب کو پیشِ نظر رکھے تو یقیناً ایسا آدمی دل کا سکون پالے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ابنِ آدم کے پاس مال کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ یہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس تیسری وادی بھی ہو اور اس کا پیٹ تو مٹی ہی بھر سکتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا جو توبہ کرے۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اور جو تم سے اوپر ہو اسے نہ دیکھو، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر نعمت کو حقیر جانو۔[2]

عورتوں کی دو کمزوریاں

ارشاد فرمایا:

اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ (پ25، الزخرف:18)

ترجمہ: اور کیا وہ جس کی زیور میں پرورش کی جاتی ہے اور وہ بحث میں صاف بات کرنے والی بھی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اولاد سے پاک ہے اور جب کفار نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں بتا کر اس کی اولاد ثابت کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل اور فہم کے مطابق کلام فرماتے ہوئے ان کے اس

1 ... بخاری، کتاب الرقاق، باب مایتقی من فتنۃ المال، 4/228، 229 حدیث: 6436

2 ... مسلم، کتاب الزہد والرقائق، ص 1211، حدیث: 7430 (2963)

www.dawateislami.net

نظریے کو رد فرمایا اور اس آیت میں عورت کے اندر پائے جانے والے دو نقص بیان فرما کر کفار کی کم عقلی اور جہالت کو واضح فرمایا کہ جس میں دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ ایسے نقص بھی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی اولاد کس طرح ہو سکتی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دینا کیسی جہالت ہے۔ اس آیت میں عورت کے جو دو نقص بیان کئے گئے وہ یہ ہیں۔

(1)...**زیور میں پرورش پانا۔** اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ عورت چاہے کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو لیکن اس میں بچپن سے لے کر جوانی بلکہ بڑھاپے تک زیورات سے آراستہ ہونے کی خواہش اور طلب ضرور پائی جاتی ہے اور اس کے بغیر وہ اپنے حسن کے متعلق احساسِ کمتری محسوس کرتی رہتی ہے اور یہ بات نزاکت کی علامت ہے جو ایک اعتبار سے تو خوبی ہے لیکن ایک اعتبار سے نقص بھی ہے۔

(2)...**بحث کے دوران اپنا موقف صاف بیان نہ کر سکنا۔** اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جس طرح بہت سے مرد ذہین ہوتے ہیں اور بحث کے دوران اپنا موقف انتہائی اچھے انداز میں پیش کر سکتے ہیں جبکہ بعض مَردوں میں ذہانت کی کمی اور اپنا موقف اچھے انداز میں پیش کرنے کی خوبی نہیں ہوتی اسی طرح بعض عورتیں بھی انتہائی ذہین ہوتی ہیں اور بحث کے دوران اپنا مَوقِف بڑے اچھے انداز میں بیان کر سکتی ہیں البتہ عورتوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جو اس خوبی سے آراستہ نہیں، بلکہ عموماً جذبات سے جلد مغلوب ہو کر یا سختی کے مقامات پر اپنی بات صحیح طریقے سے نہیں کر پاتیں لہٰذا مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو بحث کے دوران اپنا مَوقِف صاف اور واضح طور پر بیان نہ کر پانا بھی عورت کا ایک نقص ہے۔

باب:05

مظلوم عورتیں

اس باب میں مظلوم عورتوں کا ذکر اور عورتوں پر ظلم کی کچھ دیگر صورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا کی سیرت و حالات کا ذکر اچھی خواتین کے باب میں گزر چکا ہے، یہاں باب کی مناسبت سے آپ پر ہونے والے مظالم کا ذکر مزید تفصیل کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

www.dawateislami.net

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۙ(۱۱) (پ28، التحریم:11)

ترجمہ: اور اللہ نے مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی کو مثال بنا دیا جب اس نے عرض کی، اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔

حضرت آسیہ پر مظالم:

جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جادوگروں کو مغلوب کیا تو فرعون کی بیوی آسیہ آپ علیہ السّلام پر ایمان لے آئیں۔ فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے انہیں سخت سزا دی اور چار میخوں سے آپ رضی اللہُ عنہا کے ہاتھ پاؤں بندھوا دیئے، سینے پر بھاری چکی رکھ دی اور اسی حال میں انہیں سخت دھوپ میں ڈال دیا۔ جب فرعون کی سختیاں بڑھ گئیں تو حضرت آسیہ رضی اللہُ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی:

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ (پ28، التحریم:11) ترجمہ: اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا

اللہ تعالیٰ نے ان کا جنتی مکان ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی خوشی میں ان پر فرعون کی سختیوں کی شدت آسان ہو گئی۔ پھر عرض کی:

وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۙ(۱۱) (پ28، التحریم:11) ترجمہ: اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔

ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی روح قبض فرمالی۔[1]

اصحابِ اُخدود کی مومنہ خاتون

ارشاد فرمایا:

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ(۴) (پ30، البروج:4) ترجمہ: کھائی والوں پر لعنت ہو۔

یعنی بھڑکتی آگ والی کھائی والوں پر اس وقت لعنت کی گئی جب وہ اس کھائی کے کناروں پر کرسیاں بچھائے بیٹھے ہوئے تھے اور مسلمانوں کو آگ میں ڈال رہے تھے اور شاہی لوگ بادشاہ کے پاس آکر ایک

1 ... خازن، التحریم، تحت الآیۃ: 11، 4/288، جلالین، التحریم، تحت الآیۃ: 11، ص466، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

دوسرے کے لئے گواہی دیتے تھے کہ انہوں نے حکم کی تعمیل کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور ایمانداروں کو آگ میں ڈال دیا۔[1]

کھائی والوں کا واقعہ:

یہاں کھائی والوں کا جو واقعہ ذکر کیا گیا اس کے بارے میں حضرت صہیب رومی رضی اللہُ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا جو خود کو رب کہلاتا تھا اور اس کے پاس ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، آپ میرے پاس ایک لڑکا بھیج دیں تاکہ میں اسے جادو سکھادوں۔ لڑکے کا انتظام کیا گیا لیکن وہ لڑکا راستے میں کسی راہب سے ملا قاتوں کے بعد بالآخر مسلمان ہو گیا اور خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو کر صاحبِ کرامت ہو گیا، اس کی دعائیں قبول ہونے لگیں اور اس کی دعا سے مادر زاد اندھے اور برص کے مریض اچھے ہونے لگ گئے اور وہ تمام بیماریوں کا علاج کرنے لگا۔ بادشاہ کا ایک نابینا ساتھی بھی اس لڑکے کے ذریعے تندرست ہو گیا اور مسلمان بھی ہو گیا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس درباری پر ظلم و ستم کر کے لڑکے کا پتہ پوچھا، اور لڑکے پر ظلم کر کے راہب کو گرفتار کر لیا آرا منگوا کر اس کے سر کے درمیان رکھا اور اسے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس سے کہا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ۔ اس نے انکار کیا تو بادشاہ نے اسے بھی آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر اس لڑکے کو بلایا اور اس سے کہا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ۔ اس لڑکے نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے کئی طریقے سے لڑکے کو ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن لڑکا ہر مرتبہ بچ جاتا۔ بالآخر اس نے بادشاہ سے کہا: تم مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکو گے جب تک میرے کہنے کے مطابق عمل نہ کرو۔ بادشاہ نے وہ عمل پوچھا تو لڑکے نے کہا: تم ایک میدان میں سب لوگوں کو جمع کرو اور مجھے کھجور کے تنے پر سولی دو، پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال کر بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ کہہ کر مجھے مارو، اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تیر مجھے قتل کر دے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس لڑکے کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کر کے تیر چھوڑ دیا، وہ تیر لڑکے کی کنپٹی میں پیوست ہو گیا، لڑکے نے تیر لگنے کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھا

---

1 ... مدارک، البروج، تحت الآیۃ: 4-6، ص: 1315

www.dawateislami.net

اورانتقال کر گیا۔ یہ دیکھ کر تمام لوگوں نے کہا کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ کو اس واقعے کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا کہ کیا تم نے دیکھا کہ جس سے تم ڈرتے تھے اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ تمہارے ساتھ کر دیا اور تمام لوگ ایمان لے آئے۔ اس نے گلیوں کے دہانوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا، جب ان کی کھدائی مکمل ہوئی تو ان میں آگ جلوائی گئی، پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ جو اپنے دین سے نہ پھرے اسے آگ میں ڈال دو۔ چنانچہ لوگ اس آگ میں ڈالے جانے لگے یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کی گود میں بچہ تھا، وہ ذرا جھجکی تو بچے نے کہا: اے ماں صبر کر! اور جھجک نہیں تو سچے دین پر ہے اور وہ بچہ اور ماں بھی آگ میں ڈال دیئے گئے۔[1]

اور حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو مومن آگ میں ڈالے گئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے آگ میں پڑنے سے پہلے ہی اُن کی رُوحیں قبض فرما کر انہیں نجات دی اور آگ نے خندق کے کناروں سے باہر نکل کر کنارے پر بیٹھے ہوئے کفار کو جلا دیا۔[2]

قرآن پاک میں اس واقعے کو یوں بیان فرمایا گیا ہے:

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾

(پ30، البروج:4-8)

ترجمہ: کھائی والوں پر لعنت ہو، بھڑکتی آگ والے، جب وہ اس کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ خود اس پر گواہ ہیں جو وہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اور انھیں مسلمانوں کی طرف سے صرف یہی بات بری لگی کہ وہ اس اللہ پر ایمان لے آئے جو بہت عزت والا، ہر تعریف کے لائق ہے۔

مظلوم عورتوں کی بارگاہِ الٰہی میں فریاد

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے راستے میں نہ لڑو اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر (نہ لڑو جو) یہ دعا کر رہے

1 ... مسلم، کتاب الزھد والرقاق، باب قصۃ اصحاب الاخدود، ص:1224، حدیث:7511(3005)

2 ... خازن، البروج، تحت الآیۃ:5، 4/366

www.dawateislami.net

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۚ۬ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ (پ5، النساء:75)

ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس شہر سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنادے اور ہمارے لئے اپنی بارگاہ سے کوئی مددگار بنادے۔

اس آیت میں ان کمزور عورتوں، مردوں اور بچوں کی بارگاہِ خداوندی میں فریاد کا ذکر ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود مکہ مکرمہ سے ہجرت نہیں کرسکتے تھے حالانکہ وہ ظلم وستم کا شکار اور تکالیف میں مبتلا تھے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ ان کمزور مسلمانوں کو کفار کے پنجۂ ظلم سے چھڑائیں جنہیں مکہ مکرمہ میں مشرکین نے قید کرلیا ہے، انہیں طرح طرح کی ایذائیں دے رہے ہیں، عورتوں اور بچوں تک پر بے رحمانہ مظالم کررہے ہیں، یہ سب ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں، اُن کا کوئی پُرسانِ حال نہیں اور اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی خلاصی اور مددِ الٰہی کی دعائیں کرتے تھے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اہل ایمان کو ان مظلوموں کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا کہ جہاد فرض ہے اور اس کے ترک کا تمہارے پاس کوئی عذر نہیں تو تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ عزّوجلّ کی راہ میں جہاد نہ کرو، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اُن کا ولی وناصر بنایا اور انہیں مشرکین کے ہاتھوں سے چھڑایا اور مکۂ مکرمہ فتح کرکے اُن کی زبردست مدد فرمائی۔

ان ہی مجبور ومقہور خواتین اور مردوں کا تذکرہ دوسری آیت میں یوں ہے:

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓىٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ (پ5، النساء:98-99)

ترجمہ: مگر وہ مجبور مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ تو کوئی تدبیر کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور نہ راستہ جانتے ہوں۔ تو عنقریب اللہ ان لوگوں سے درگزر فرمائے گا اور اللہ معاف فرمانے والا، بخشنے والا ہے۔

یعنی وہ مجبور مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ ہجرت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں، نہ ان کے پاس اخراجات ہوں اور نہ ہی وہ ہجرت گاہ کا راستہ جانتے ہوں تو ایسے عاجز اور مجبور لوگ ہجرت نہ کرنے پر قابلِ گرفت نہیں عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے درگزر فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ معاف فرمانے والا، بخشنے والا ہے۔[1]

1 ... جلالین، النساء، تحت الآیۃ:98، ص85، روح البیان، النساء، تحت الآیۃ:97، 2/269، ملتقطاً

www.dawateislami.net

روزِ قیامت زندہ دفن کی گئی لڑکی سے سوال

ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْۙ(۸) بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْۚ(۹)

(پ30، التکویر:8-9)

ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ کس خطا کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا؟

اہلِ عرب کا دستور تھا کہ زمانۂ جاہلیّت میں وہ لڑکیوں کو زمین میں زندہ دفن کر دیتے تھے، اس کی مذمت و قباحت و سنگینی کے لئے یہاں بیان فرمایا گیا کہ قاتل کی سرزنش کے لئے زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس خطا کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا؟ مقصد یہ کہ وہ لڑکی جواب دے کہ میں بے گناہ ماری گئی تھی اور پھر اس جواب پر قاتل کو سزا دی جائے۔

نوٹ: اس آیت سے متعلق مزید تفصیل "باب: عورت اور قیامت" میں بیان کی گئی ہے۔

مومن عورتوں اور مردوں کو تکلیف پہنچانا

ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا(۵۸)

(پ22، الاحزاب:58)

ترجمہ: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر کچھ کئے ستاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا ہے۔

شانِ نزول:

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم کو ایذا دیتے تھے اور اُن کی شان میں بد گوئی کرتے تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کے معاملے میں نازل ہوئی۔ یاد رہے کہ اس کا شانِ نزول اگرچہ خاص ہے لیکن اس کا حکم تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو عام ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ ایمان والے مردوں اور عورتوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جس سے انہیں اَذِیَّت پہنچے حالانکہ انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہوتا جس کی وجہ سے انہیں اذیت دی جائے تو ان لوگوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا اور خود کو بہتان کی سزا اور کھلے گناہ

www.dawateislami.net

کے عذاب کا حق دار ٹھہرالیا ہے۔[1]

مسلمانوں کو ناحق ایذا اور تکلیف نہ دی جائے:

یاد رہے کہ مسلمان مرد و عورت کو دینِ اسلام میں یہ حق دیا گیا ہے کہ انہیں کوئی شخص اپنے قول اور فعل کے ذریعے ناحق ایذا نہ دے، یہاں اس سے متعلق دو اَحادیث ملاحظہ ہوں، چنانچہ

(1) حضرت ابو ذر رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو (اپنے) شر سے محفوظ رکھو، یہ ایک صدقہ ہے جو تم اپنے نفس پر کروگے۔[2]

(2) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مسلمان کون ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔ ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ مومن کون ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: مومن وہ ہے جس سے ایمان والے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ سمجھیں اور مہاجر وہ ہے جو گناہ کو چھوڑ دے اور اس سے بچے۔[3]

اللہ تعالیٰ ہمیں شریروں کے شر اور ظالموں کے ظلم سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

مسلمان عورتوں اور مردوں کو ایذا دینے والوں کے لیے وعید

ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ﴿۱۰﴾ (پ30، البروج:10)

ترجمہ: بے شک جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو آزمائش میں مبتلا کیا پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو آگ

1 ... مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: 58، ص950، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: 58، 7/239-238، ملتقطاً

2 ... بخاری، کتاب العتق، باب ایّ الرقاب افضل، 2/150، حدیث: 2518

3 ... مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، 2/654، حدیث: 6942

www.dawateislami.net

میں جلا کر آزمائش میں مبتلا کیا، پھر اس سے توبہ نہ کی اور اپنے کفر سے باز نہ آئے تو ان کے لئے ان کے کفر کے بدلے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے دنیا میں آگ کا عذاب ہے کہ اسی آگ نے انہیں جلا ڈالا اور یہ مسلمانوں کو آگ میں ڈالنے کا بدلہ ہے۔ اس صورت میں اس سے مراد وہی اصحابِ اخدود (یعنی کھائی والے لوگ) ہیں جن کا اوپر اسی باب میں ذکر گزرا ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ بے شک وہ لوگ جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اَذِیَّتیں دے کر آزمائش میں مبتلا کیا، پھر اپنے اس عمل سے توبہ نہ کی تو ان کے لئے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے (قبر میں بھی) آگ کا عذاب ہے۔[1]

میاں بیوی میں جدائی کے لئے جادو

ارشاد فرمایا:

فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍؕ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۝۱۰۲ (پ1، البقرۃ:102)

ترجمہ: وہ لوگ ان فرشتوں سے ایسا جادو سیکھتے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال دیں حالانکہ وہ اس کے ذریعے کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور یہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان دے اور انہیں نفع نہ دے اور یقیناً انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا ہے آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور انہوں نے اپنی جانوں کا کتنا برا سودا کیا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ جانتے۔

ان تمام آیات کی تفسیر طویل ہے، اس کے لئے صراط الجنان سے اس مقام کا مطالعہ فرمالیں۔ یہاں عورتوں پر ظلم و زیادتی کے حوالے سے اتنا حصہ مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے عہدِ حکومت میں جادو کے پیچھے پڑ گئے جو شیاطین پڑھا کرتے تھے اور انہوں نے وہ جادو بھی سیکھا جو بابل شہر میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا جو کسی بھی شخص کو تب تک جادو نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو صرف لوگوں کا امتحان کرنے کے لئے انہیں سکھاتے ہیں تو اے لوگو! تم اپنا ایمان ضائع نہ کرو۔ لیکن بنی اسرائیل کی بڑی تعداد نے بہر حال جادو سیکھا اور اس کا غلط استعمال کیا۔ غلط استعمالات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جادو اور

1 ... مدارک، البروج، تحت الآیۃ:10، ص1336-1337، خازن، البروج، تحت الآیۃ:10، 4/367، ملتقطاً

www.dawateislami.net

عملیات کے ذریعے میاں بیوی میں جدائی ڈالتے تھے اور یہ ایک چیز آگے ہزاروں فسادات کا سبب بنتی ہے۔ میاں بیوی میں لڑائی اور جدائی کے لئے جادو وغیرہ کا استعمال بہت قدیم زمانے سے ہوتا آرہا ہے۔ اس جدائی کے لئے جادو تو حرام ہے ہی، اس کے علاوہ اس جدائی کے لیے عملیات و تعویذات وورِد و وظیفے بھی حرام ہیں۔ اوپر آیت ہی میں میاں بیوی میں جدائی کے عمل کی مذمت پر اگلے الفاظ دلالت کر رہے ہیں، فرمایا: یہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان دے اور انہیں نفع نہ دے اور یقیناً انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا ہے آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور انہوں نے اپنی جانوں کا کتنا برا سودا کیا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ جانتے۔ یعنی میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کا عمل کرنے والے اپنی جانیں بہت خسارے میں بیچ رہے ہیں کہ دنیا کی خاطر آخرت برباد کر رہے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعلیمات اس حوالے سے بہت واضح ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے، ان لشکروں میں ابلیس کے زیادہ قریب اُس کا دَرَجہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنے باز ہوتا ہے۔ اس کے لشکر میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا ہے تو شیطان کہتا ہے: ”تُو نے کچھ بھی نہیں کیا۔“ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو اس وَقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جُدائی نہیں ڈال دی۔ یہ سن کر ابلیس اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: ”تُو کتنا اچھا ہے!“ اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔[1]

ہاروت اور ماروت کون ہیں؟

اوپر ہاروت اور ماروت کا تذکرہ گزرا، ان کے حوالے سے عوام میں بہت سی غلط باتیں مشہور ہیں، اس لئے یہاں ضرورت کی وجہ سے دو باتیں گوش گزار کی جاتی ہیں۔

(1) ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں جنہیں بنی اسرائیل کی آزمائش کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ ان کے بارے میں غلط قصے بہت مشہور ہیں اور وہ سب باطل ہیں۔[2] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے ہاروت اور ماروت کے بارے میں جو کلام فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”ہاروت اور ماروت کا واقعہ جس طرح عوام میں مشہور ہے آئمہ کرام اس کا شدید اور سخت انکار کرتے ہیں، اس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروحات

1 ... مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامھم، باب تحریش الشیطان... الخ، ص: 1158، حدیث: 7106(2813)

2 ... خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 102، 1/75

www.dawateislami.net

میں موجود ہے، یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: ہاروت اور ماروت کے بارے میں یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی گھڑی ہوئی باتوں میں سے ہیں۔ اور راجح یہی ہے کہ ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی آزمائش کے لئے مقرر فرمایا کہ جو جادو سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ ”اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ“ ہم تو آزمائش ہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو ان کی بات نہ مانے وہ اپنے پاؤں پہ چل کے خود جہنم میں جائے، یہ فرشتے اگر اسے جادو سکھاتے ہیں تو وہ فرمانبرداری کر رہے ہیں نہ کہ نافرمانی کر رہے ہیں۔[1]

(2) فرشتوں کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ یہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۶ (پ28، التحریم:6)

ترجمہ: وہ (فرشتے) اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل کی زندہ رکھی جانے والی بچیاں

ارشاد فرمایا:

وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝۴۹ (پ1، البقرۃ:49)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمہیں بہت برا عذاب دیتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

اوپر کے واقعات کے برخلاف ایک واقعہ دوسرا ہے اور وہ یہ کہ لڑکیوں کو چھوڑ دیا گیا لیکن لڑکوں پر ظلم کیا گیا۔ یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آئی اور اس نے مصر کو گھیر کر تمام قبطیوں کو جلا ڈالا جبکہ بنی اسرائیل کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اس خواب سے اسے بڑی وحشت ہوئی، کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کی

1 ... الشفاء، فصل فی القول فی عصمۃ الملائکۃ، الجزء الثانی، ص175-176، فتاوی رضویہ، کتاب الشتی، 26/397

www.dawateislami.net

تباہی کا سبب بنے گا۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو، اُسے قتل کر دیا جائے۔[1] یوں ہزاروں کی تعداد میں بچے قتل کئے گئے۔ قدرتِ الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد مرنے لگے تو قبطی سرداروں نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ ایک طرف بنی اسرائیل میں موت کی کثرت ہو گئی ہے اور دوسری طرف ان کے بچے بھی قتل کئے جا رہے ہیں اگر یہی صورت حال رہی تو ہمیں خدمتگار کہاں سے ملیں گے؟ اس پر فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کئے جائیں اور ایک سال چھوڑ دیئے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون علیہ السّلام پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی ولادت ہوئی۔

باب:06

عورت اور ایمانیات

اس باب میں عورتوں سے متعلق ان آیات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جن میں ایمان و عقیدے اور ان سے متعلق دیگر چیزوں کا بیان ہے۔

حضرت آدم اور حوا سے تمام انسانوں کی پیدائش کی ابتدا

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ (پ4، النساء:1)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پھیلا دیئے۔

اس آیتِ مبارکہ میں تمام بنی آدم کو خطاب کیا گیا اور سب کو تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ کافروں کیلئے تقویٰ یہ ہے کہ وہ ایمان لائیں اور اعمالِ صالحہ کریں اور مسلمانوں کیلئے تقویٰ یہ ہے کہ ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اعمالِ صالحہ بجالائیں۔ ہر ایک کو اس کے مطابق تقویٰ کا حکم ہو گا۔ اس کے بعد یہاں چند چیزیں بیان فرمائیں:

(1) اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جان یعنی حضرت آدم علیہ السّلام سے پیدا کیا۔

(2) حضرت آدم علیہ السّلام کے وجود سے ان کا جوڑا یعنی حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کیا۔

(3) انہی دونوں حضرات سے زمین میں نسل در نسل کثرت سے مرد و عورت کا سلسلہ جاری ہوا۔

1 ...روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ:49، 1/129

www.dawateislami.net

انسانوں کی ابتداء کس سے ہوئی؟

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انسانوں کی ابتداء حضرت آدم علیہ السّلام سے ہوئی اور اسی لئے آپ علیہ السّلام کو ابوالبشر یعنی انسانوں کا باپ کہا جاتا ہے۔ قرآن نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نسلِ انسانی چلانے کے لیے دوسرے انسان کو وجود بخشا یعنی حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کو، لیکن دوسرے کو پہلے کی طرح مٹی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کرنے کی بجائے جو ایک شخص انسانی موجود تھا اسی کے وجود سے پیدا فرمادیا کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہو چکی تھی چنانچہ دوسرا وجود پہلے وجود کی پیدائش کے طریقے سے کچھ کم تر اور عام انسانی وجود سے بلند تر طریقے سے پیدا کیا گیا یعنی حضرت آدم علیہ السّلام کی ایک بائیں پسلی ان کے آرام کے دوران نکالی اور اُن سے اُن کی بیوی حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کو پیدا کیا گیا۔ چونکہ حضرت حوا رضی اللہُ عنہا مرد و عورت والے باہمی ملاپ سے پیدا نہیں ہوئیں اس لئے وہ کسی کی اولاد نہیں ہو سکتیں۔ خواب سے بیدار ہو کر حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنے پاس حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کو دیکھا تو ہم جنس کی محبت دل میں پیدا ہوئی۔ مخاطب کر کے حضرت حوا رضی اللہُ عنہا سے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا: عورت۔ فرمایا: کس لئے پیدا کی گئی ہو؟ عرض کیا: آپ علیہ السّلام کی تسکین کی خاطر، چنانچہ حضرت آدم علیہ السّلام اُن سے مانوس ہو گئے۔[1]

آدم و حوا سے انسانوں کی تخلیق کے بعد قوموں قبیلوں میں تقسیم کی حکمت

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ(۱۳) (پ26، الحجرات:13)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔

فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد حضرت آدم علیہ السّلام اور ایک عورت حضرت حوا رضی اللہُ عنہا سے پیدا کیا اور جب نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں ایک دوسرے پر فخر

---

1 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ: 1، 1/340

www.dawateislami.net

اور بڑائی کا اظہار کرنے کی کوئی وجہ نہیں، سب برابر ہو اور ایک جدِّ اعلیٰ کی اولاد ہو (اس لئے نسب کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار نہ کرو) اور ہم نے تمہیں مختلف قومیں، قبیلے اور خاندان بنایا تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان رکھو اور ایک شخص دوسرے کا نسب جانے اور اس طرح کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کرے، نہ یہ کہ اپنے نسب پر فخر کرنے لگ جائے اور دوسروں کی تحقیر کرنا شروع کر دے۔[1]

آیت کے اس حصے ”اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ“ سے وہ چیز بیان فرمائی جارہی ہے جو انسان کے لئے شرافت و فضیلت کا سبب ہے اور جس سے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

عورت کے ذریعے نظامِ تخلیق کا سلسلہ ربوبیتِ الٰہی کی دلیل ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ (پ23، الزمر:6)

ترجمہ: اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے بنائے، تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے، ایک حالت کی تخلیق کے بعد دوسری حالت کی تخلیق ہوتی ہے۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو تم کہاں پھیرے جاتے ہو؟

اس آیت میں قدرتِ الٰہی اور ربوبیت کے متعدد دلائل دیئے گئے ہیں جیسے

پہلی دلیل یہ ارشاد فرمائی کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک جان حضرت آدم علیہ السّلام سے پیدا فرمایا، پھر انہی سے ان کی زوجہ حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کو پیدا فرمایا۔

دوسری دلیل یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ سے آٹھ جوڑے پیدا کئے، جوڑوں سے مراد نر اور مادہ ہیں۔

---

1 ... مدارک، الحجرات، تحت الآیۃ: 13، ص1156

www.dawateislami.net

تیسری دلیل عورت کے وجود کے ذریعے نظامِ تخلیق کا سلسلہ ہے، چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے، ایک حالت کی تخلیق کے بعد دوسری حالت کی تخلیق ہوتی ہے۔ تین اندھیروں سے مراد پیٹ، بچہ دانی اور اس کی جھلی کا اندھیرا ہے اور ایک حالت کے بعد دوسری حالت کی تخلیق سے مراد یہ ہے کہ پہلے نطفہ، پھر جمے ہوئے خون، پھر گوشت کے ٹکڑے اور پھر مکمل بچے کی تخلیق ہوتی ہے۔

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی کامل قدرت سے ان چیزوں کو پیدا فرمایا صرف وہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہی ہے نہ کہ کسی اور کی، اس کے سوا نہ کوئی خالق ہے اور نہ ہی کوئی عبادت کے لائق ہے، تو تم کہاں پھیرے جاتے ہو اور اس بیان کے بعد حق راستے سے دور ہوتے ہو کہ اس کی عبادت چھوڑ کر غیر کی عبادت کرتے ہو۔[1]

انسانی تخلیق کے انہی مراحل کو خدا کی الوہیت و قدرت کی دلیل کے طور پر ایک جگہ یوں فرمایا:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ (پ22، فاطر:11)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں جوڑے جوڑے کیا اور کوئی مادہ اللہ کے علم کے بغیر نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ ہی بچہ جنتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی قدرت کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السّلام کو مٹی سے بنایا، پھر ان کی نسل کو پانی کی بوند سے بنایا، پھر تمہارے دو جوڑے بنائے یعنی مرد و عورت بنائے۔ اس کے بعد کمالِ علم کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم میں ہر بچے کی تخلیق سے پہلے بلکہ بعد کے بھی تمام حالات سے خبر دار ہے۔ یہ سب ایک کتاب یعنی لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ ہی قادر، عالِم اور ارادے والا ہے تو وہی عبادت کے لائق ہے، نہ کہ بت جن میں قدرت، علم اور ارادہ کچھ بھی نہیں۔[2]

مرد و عورت کی تخلیق کے اعتبار سے خالق کی قَسم

ارشاد فرمایا:

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰى ۙ(۱) وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ(۲) وَمَا

ترجمہ: رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دن کی جب وہ روشن

1 ... مدارک، الزمر، تحت الآیۃ:6، ص1031، خازن، الزمر، تحت الآیۃ:6، 4/49، ملتقطاً

2 ... قرطبی، فاطر، تحت الآیۃ:11، 7/243، الجزء الرابع عشر، تفسیر کبیر، فاطر، تحت الآیۃ:11، 9/227، ملتقطاً

www.dawateislami.net

خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۙ﴿۳﴾ (پ30، الیل:1-3) ہو اور مذکر اور مؤنث کو پیدا کرنے والے کی۔

قرآن میں بیان کردہ قسموں کی ایک حکمت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ قسم کے ذریعے ان چیزوں کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے جن کی قسم بیان کی گئی ہو۔ یہاں فرمایا کہ رات کی قسم جب وہ جہان پر اپنی تاریکی سے چھا جائے اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو، اس کے علاوہ مُذکر اور مُؤنّث کو پیدا کرنے والے کی یعنی اس عظیم قدرت والے قادر کی قسم! جو ایک ہی پانی سے مذکر اور مؤنث پیدا کرنے پر قادر ہے۔[1]

یہاں مرد و عورت کی تخلیق پر قدرت کو رب کریم نے اپنی عظمت کی دلیل کے طور پر ذکر فرمایا اور اسی میں خود اس تخلیق کی بھی عظمت ہے کہ رب نے اپنے علم و قدرت سے کیسی شان دار مخلوق کو وجود بخشا اور حقیقت یہ ہے کہ مخلوق کا ذرہ ذرہ خالق کے وجود اور اس کی شانِ تخلیق پر دلالت کرتا ہے اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں ساری دنیا ہی عالَم اور ساری دنیاؤں، کائناتوں، جہانوں کو عالَمین قرار دیا گیا ہے کہ اس سے خالق کا علم یا معرفت حاصل ہوتی ہے لیکن تمام مخلوقات میں انسان کی عظمت و برتری اور فضیلت و اہمیت واضح ہے کہ اشرف المخلوقات کا لقب دیا گیا اور انسان کا احسن تقویم و مکرم و معزز ہونا قرآن میں بیان کیا گیا، لہٰذا انسان کی تخلیق خدا کی خالقیت کے اظہار کا سب سے بڑا ذریعہ ہے یا سب سے بڑے ذرائع میں سے ایک ہے اور اسی سے عورت کے وجود کی عظمت سمجھ آتی ہے کہ عورت سے خدا کی شانِ تخلیق کا نہایت شاندار اظہار ہوتا ہے کیونکہ نسلِ انسانی کی بقا میں مرد سے زیادہ کردار عورت کا ہے کہ اسی کے وجود سے غذا لے کر انسانی بچہ پوری طرح وجود حاصل کرتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَتَبَارَكَ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ۔

مرد و عورت کی تخلیق سے قیامت کے وقوع پر دلیل

ارشاد فرمایا:

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ؕ﴿۳۹﴾ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ۧ﴿۴۰﴾ (پ29، القیامۃ:39،40)

ترجمہ: تو اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں۔ کیا جس نے یہ سب کچھ کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟

آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک معمولی سی شے کو مختلف مراحل سے گزار کر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنا دیں۔ تو جو علم و قدرت والا خدا اس طرح زندگی عطا کرنے پر قادر ہے تو کیا وہ مُردوں کو

[1] ... خازن، واللّیل، تحت الآیۃ: 3، 4/ 383

www.dawateislami.net

زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ کیوں نہیں؟ یقیناً قادر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مَروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرماتے تو کہتے ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ بَلٰى“ یعنی اے اللہ! عزّوجلّ، تو (ہر نقص و عیب سے) پاک ہے، کیوں نہیں۔ (تو مُردوں کو زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے)[1]

ایک اور جگہ اسی دلیل کو یوں بیان فرمایا:

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ (پ30، الطارق:5-8)

ترجمہ: انسان کو غور کرنا چاہئے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا۔ جو پیٹھ اور سینوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ بیشک اللہ اس کے واپس کرنے پر ضرور قادر ہے۔

اس آیت میں انسان کو اپنی تخلیق کی ابتدا میں غور کرنے کا حکم دیا جارہا ہے تاکہ وہ یہ بات جان لے کہ جس نے اسے پہلی بار پیدا کیا ہے وہ اُس انسان کی موت کے بعد جزا دینے کے لئے اسے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے لہٰذا انسان کو چاہئے کہ وہ اس دن کے لئے عمل کرے جس دن اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اسے جزا دی جائے گی۔[2]

اس سے اگلی آیت میں مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھل کر نکلنے والے پانی یعنی مرد اور عورت کے نطفوں سے پیدا کیا جو کہ عورت کے رحم میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں اور یہ نطفہ مَردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے سینوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

پھر فرمایا: ”اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸“ **”بیشک اللہ اس کے واپس کرنے پر ضرور قادر ہے۔“**

یعنی انسان کا اپنی تخلیق میں غور کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ جس رب تعالیٰ نے انسان کو نطفہ سے پہلی بار پیدا کر دیا تو وہ انسان کی موت کے بعد اسے دوبارہ زندگی کی طرف لوٹا دینے پر بطورِ خاص قادر ہے۔

نر و مادہ، مذکر و مونث کا سلسلہ ہر شے میں ہے

ارشاد فرمایا:

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے، اس نے تمہارے

1 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یدعو ویسمّی فی دعائہ، 2/299، حدیث:4064

2 ... مدارک، الطارق، تحت الآیۃ:5، ص1338

www.dawateislami.net

اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱۱ (پ25، الشوریٰ:11)

لیے تم میں سے جوڑے بنائے اور چوپایوں سے جوڑے بنائے۔ اس (جوڑے) سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے، اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

خدا کی عظیم قدرت و حکمت ہے کہ اس نے ہر شے میں جوڑے بنائے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان بنانے والا ہے اور اے لوگو! اس نے اپنے فضل سے تم پر احسان کرتے ہوئے تمہارے لیے تمہاری جنس میں سے جوڑے بنائے اور چوپایوں سے بھی نر و مادہ کے جوڑے بنائے۔ ان جوڑوں سے وہ تمہاری نسل پھیلاتا ہے اور ان جوڑوں کو پیدا کرنے والے خالق جیسا کوئی نہیں کیونکہ وہ یکتا اور بے نیاز ہے اور وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔[1] اور جوڑوں کا یہ سلسلہ جس طرح ذی روح اشیاء میں ہے اسی طرح درختوں تک میں موجود ہے، چنانچہ زراعت سے تعلق رکھنے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ درختوں میں بھی نر و مادہ کا سلسلہ ہوتا ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید نے فرمایا:

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

ترجمہ: اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے۔

(پ13، الرعد:3)

دوسری جگہ فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۶ (پ23، یٰس:36)

ترجمہ: پاک ہے وہ جس نے سب جوڑے بنائے، زمین کی اگائی ہوئی چیزوں سے اور لوگوں سے اور ان چیزوں سے جنہیں وہ جانتے بھی نہیں ہیں۔

ان آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ انسان و حیوان کی طرح پھولوں، پھلوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا یعنی نر مادہ پیدا کیا ہے اور اب سائنسی تحقیقات سے بالکل واضح ہو چکا ہے کہ پھلوں، پھولوں میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔

---

1 ...ابن کثیر، الشوری، تحت الآیۃ: 11، 7/177-178

www.dawateislami.net

ماں کے وجود میں بچے کا وزن کم زیادہ ہونا اور علمِ الٰہی کی شان

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ(۸) عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ(۹) (پ13، الرعد:8-9)

ترجمہ: اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ کے پیٹ میں ہے اور جو پیٹ کم اور زیادہ ہوتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ وہ ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا، سب سے بڑا، بلند شان والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور اس کے کمالِ علم کی خبر دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ کسی مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ نر ہے یا مادہ، ایک ہے یا زیادہ اور اس کی تخلیق پوری ہو چکی یا نہیں اور اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتا ہے کہ کس کے پیٹ کا بچہ جلدی پیدا ہو گا اور کس کا دیر میں۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے پیٹ کے گھٹنے بڑھنے سے بچے کا مضبوط، خِلقت میں پورا اور ناقص ہونا مراد ہے۔[1]

یہی بات ایک دوسری آیت میں بتائی گئی کہ عورت سے بچوں کی پیدائش کا ہر مرحلہ خدا کے علم میں ہے اور اس کے کامل علم سے ہے، چنانچہ فرمایا:

اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ (پ25، حٰمٓ السجدۃ:47)

ترجمہ: قیامت کے علم کا حوالہ اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔

ماں کے وجود سے بچے کی پیدائش اور اس وقت بچے کی حالت

ارشاد فرمایا:

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا ۙ۬ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـٕدَةَ ۙ۬ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(۷۸) (پ14، النحل:78)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں پیدا کیا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے دلائل بیان فرمائے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری

---

1 ... خازن، الرعد، تحت الآیۃ:8، 3/54

www.dawateislami.net

ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں پیدا کیا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اپنی پیدائش کی ابتدا اور اوّل فِطرت میں علم و معرفت سے خالی تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے، یہ حواس اس لئے عطا کیے تاکہ تم ان سے اپنا پیدائشی جہل دور کرو اور تم شکر گزار بنو، علم و عمل سے فیض یاب ہو جاؤ اور یہ حواس اس لئے عطا کئے تاکہ تم نعمتیں عطا کرنے والے کا شکر بجالاؤ اور اس کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اس کی نعمتوں کے حقوق ادا کرو۔[1] لہٰذا ہر عضو کا "شکر" یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگایا جائے اور ناشکری یہ ہے کہ اس عضو کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کیا جائے۔

بیٹے یا بیٹیاں دینا خدا ہی کے اختیار میں ہے

ارشاد فرمایا:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ(۴۹) اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝۵۰ (پ25، الشوریٰ:49-50)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں دونوں ملا دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے، بیشک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

فرمایا: آسمانوں اور زمین کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہ ان میں جیسا چاہتا ہے تَصَرُّف فرماتا ہے اور اس میں کوئی دخل دینے اور اِعتراض کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔

بیٹوں بیٹیوں کی عطا میں خدا کی مشیت:

مزید اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عالَم میں اپنے تَصَرُّف اور اپنی نعمت کو تقسیم کرنے کی صورتیں بیان فرمائی ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ وہ جسے چاہے صرف بیٹیاں عطا فرمائے اور بیٹا نہ دے اور جسے چاہے صرف بیٹے دے اور بیٹیاں نہ دے اور جسے چاہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں ملا کر دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے کہ اس کے ہاں اولاد ہی نہ ہو۔ وہ مالک ہے، اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے اور جسے جو چاہے دے۔ انبیاءِ کرام علیہمُ السّلام میں بھی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں، جیسا کہ حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہما السّلام کے ہاں صرف بیٹیاں تھیں، کوئی بیٹا

[1] ... مدارک، النحل، تحت الآیۃ:78، ص604، خازن، النحل، تحت الآیۃ:78، 3/136، ملتقطاً

www.dawateislami.net

نہ تھا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ہاں صرف بیٹے تھے، کوئی بیٹی نہیں تھی اور انبیاء کے سردار، حبیبِ خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار (یا تین) بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔

بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کسی کے ہاں صرف بیٹے پیدا کرنے، کسی کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا کرنے اور کسی کے ہاں بیٹے اور بیٹیاں دونوں پیدا کرنے کا اختیار اور قدرت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، کسی عورت کے بس میں یہ بات نہیں کہ وہ اپنے ہاں بیٹا یا بیٹی جو چاہے پیدا کرلے اور جب یہ بات روشن دن سے بھی زیادہ واضح ہے تو بیٹی پیدا ہونے پر عورت کو مَشقِ سِتم بنانا، اسے طرح طرح کی اَذِیَّتیں دینا، بات بات پہ طعنوں کے نشتر چبھونا، آئے دن ذلیل کرتے رہنا، صرف بیٹیاں پیدا ہونے پر اسے منحوس سمجھنا اور طلاق دے دینا، قتل کی دھمکیاں دینا بلکہ بعض اوقات قتل ہی کر ڈالنا، یہ اس مجبور اور بے بس کے ساتھ کہاں کا انصاف ہے، افسوس! ہمارے آج کے معاشرے میں مسلمانوں نے اُس طرزِ عمل کو اپنایا ہوا ہے جو دراصل کفار کا طریقہ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ۚ(۵۸) یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ(۵۹) (پ14، النحل:58-59)

ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبادے گا؟ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

افسوس! اسلام نے عورت کو جس آگ سے نکالا آج کے لوگ اسے پھر سے اسی میں جھونک رہے ہیں۔ اسلام نے کفار کے چھینے ہوئے جو حق عورت کو واپس دلائے آج کے مسلمان وہی حق چھیننے میں لگے ہوئے ہیں۔ اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کی چکی سے نکال کر معاشرے میں جو عزت اور مقام عطا کیا، آج کے مسلمان دوبارہ اسے اسی چکی میں پسنے کے لئے دھکیل رہے ہیں اور شاید انہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام کے دشمن عورت کے حقوق کی آڑ میں مسلمانوں کے اسی کردار کو دنیا کے سامنے پیش کرکے دینِ اسلام جیسے امن کے عَلَمبردار مذہب کو ہی دہشت گرد مذہب ثابت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

www.dawateislami.net

ماں کے پیٹ میں بندہ متقی نہیں ہوتا لہٰذا تقویٰ کے دعوے نہ کرے

ارشاد فرمایا:

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۠ (پ27، النجم:32)

ترجمہ: وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل کی صورت میں تھے تو تم خود اپنی جانوں کی پاکیزگی بیان نہ کرو، وہ خوب جانتا ہے اسے جو پرہیز گار ہوا۔

شانِ نزول:

کچھ لوگ نیکیاں کرتے اور اپنے عملوں کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے حج۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! تم فخریہ طور پر اپنی نیکیوں کی تعریف نہ کرو اور جس کی حقیقت کے بارے میں تم نہیں جانتے اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں اس سے بہتر ہوں، میں اس سے زیادہ پاکیزہ ہوں اور میں زیادہ مُتّقی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کو خود جاننے والا ہے، وہ اُن کی ہستی کی ابتدا سے لے کر آخری اَیّام تک کے جملہ اَحوال جانتا ہے، وہ ان بندوں کو خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہیں اور اسی کا جاننا کافی ہے کیونکہ وہی جزا دینے والا ہے لہٰذا دوسروں پر اپنے اعمال کا اظہار اور نام و نمود سے کیا فائدہ۔[1]

عمومی طور پر یہی ہے کہ کوئی بھی بچہ ماں کے پیٹ سے نیک یا بد، پیدا نہیں ہوتا بلکہ انسان کے ماں باپ یا بعد کے ماحول کی وجہ سے نیکی کی طرف یا ان ہی کی وجہ سے اور نفس و شیطان کے بہکاوے سے برائی کی طرف جاتا ہے۔ ماں باپ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ فطرت (قبولِ حق کی صلاحیت) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔[2] لیکن اس کے ساتھ بہر حال کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہوتا ہے اور وہ پیدائشی طور ہی پر ولی ہوتے ہیں بلکہ ان کی ولایت کے آثار حالتِ حمل ہی میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں ایسی ہستیوں کے چار واقعات ملاحظہ ہوں۔

---

1 ... خازن، النجم، تحت الآیۃ:32، 4/198، مدارک، النجم، تحت الآیۃ:32، ص1182

2 ... مسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ، ص:1095، حدیث:6755

www.dawateislami.net

(1) حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جب پانچ برس کی عمر میں پہلی بار بِسْمِ اللہ پڑھنے کی رَسم کے لیے کسی بُزُرگ کے پاس بیٹھے تو اَعُوذ اور بِسْمِ اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور الٓمّٓ سے لے کر اٹھارہ پارے پڑھ کر سنا دیئے۔ اُن بُزُرگ نے کہا: بیٹے! اور پڑھئے۔ فرمایا: بس مجھے اِتنا ہی یاد ہے کیوں کہ میری ماں کو بھی اتنا ہی یاد تھا، جب میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اُس وَقت وہ پڑھا کرتی تھیں، میں نے سن کر یاد کر لیا تھا۔[1]

(2) حضور خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رحمۃُ اللہِ علیہ کی عمر جس دن چار سال چار مہینے اور چار دن کی ہوئی تو تقریبِ بسم اللہ مقرر ہوئی اور لوگ بلائے گئے۔ حضرت خواجہ غریبِ نواز رحمۃُ اللہِ علیہ بھی موجود تھے، آپ نے بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو! حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور (میں) قاضی حمید الدین رحمۃُ اللہِ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا! میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا۔ قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ سے فرمایا: صاحبزادے پڑھئے بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ آپ نے پڑھا: اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنا دیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب رحمۃُ اللہِ علیہما نے فرمایا: صاحبزادے آگے پڑھئے۔ فرمایا: میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہو گئے۔[2]

(3) حضرت بایزید بسطامی رحمۃُ اللہِ علیہ کی والدہ رحمۃُ اللہِ علیہا فرماتی ہیں: جس وقت بایزید میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ غذا میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی۔[3]

(4) حضرت سفیان ثوری رحمۃُ اللہِ علیہ پیدائشی متقی تھے، ایک مرتبہ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کی والدہ محترمہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے ایامِ حمل میں ہمسایہ کی کوئی چیز بلا اجازت منہ میں رکھ لی تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیا اور جب تک انہوں نے ہمسایہ سے معذرت طلب نہ کی آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کا اضطراب ختم نہ ہوا۔[4]

---

1 ... الحقائق فی الحدائق، 1/203

2 ... ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ 4، ص: 481

3 ... تذکرۃ الاولیاء، ذکر بایزید بسطامی، 1/129

4 ... تذکرۃ الاولیاء، ذکر سفیان ثوری، 1/174

www.dawateislami.net

بیوی بچوں سے زیادہ اللہ ورسول کی محبت ہونی چاہیے

ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۴﴾ (پ10، التوبۃ:24)

ترجمہ: تم فرماؤ: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

فرمایا کہ اے محبوب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جنہوں نے رشتہ داروں سے ترکِ تعلق کے بارے میں کلام کیا آپ ان سے فرمادیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ تعالیٰ مشرکین سے مُوالات کے معاملے میں نافرمانی کرنے والے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔[1]

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم سے زیادہ کسی کو عزیز نہ رکھا جائے:

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ ورسول سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے، اسے اللہ عزّوجلّ اپنی طرف راہ نہ دے گا، اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے، والعیاذُ باللہِ۔ تمہارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: تم میں کوئی مسلمان نہ ہو گا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔[2]

---

1 ... خازن، التوبۃ، تحت الآیۃ:24، 2/224، روح البیان، التوبۃ، تحت الآیۃ:24، 3/403، ملتقطاً

2 ... بخاری، کتاب الایمان، باب حبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان، 1/17، حدیث:15، فتاوٰی رضویہ، 30/309-310

www.dawateislami.net

بیویوں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی عظیم مثالیں:

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت حنظلہ بن ابو عامر انصاری رضی اللہُ عنہ کی زوجہ سے پوچھا: حضرت حنظلہ رضی اللہُ عنہ کا کیا معاملہ تھا؟ تو انہوں نے عرض کی: وہ حالتِ جنابت میں تھے اور اپنے سر کا ایک حصہ ہی دھویا تھا کہ جہاد کا اعلان ہو گیا، یہ سنتے ہی جہاد کے لیے نکل پڑے اور شہید ہو گئے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کو غسل دے رہے ہیں۔[1]

(2) حضرت ابو خیثمہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ آپ تشریف لے گئے۔ پھر میں ایک باغ میں داخل ہوا تو (اس میں) ایک چٹائی دیکھی جس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا ہوا تھا اور اپنی دونوں بیویوں کو دیکھا تو کہا: یہ کیا انصاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تو (تبوک کی جانب سفر کے دوران) شدید گرمی اور تپش میں ہوں اور میں سائے اور نعمتوں میں رہوں۔ یہ کہہ کر میں اپنے اونٹ کے پاس آیا، اس کے اوپر پانی کی مشک رکھی اور کچھ کھجوریں لے کر (تبوک کی طرف) نکل گیا۔۔۔ جب میں لشکر سے کچھ فاصلے پر پہنچا تو لوگوں نے مجھے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ ابو خیثمہ ہو گا۔ پھر میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا، پھر میں نے ساری صورت حال عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بہت اچھا کیا (جو تم دنیا کی فانی ناز و نعمت چھوڑ کر رضائے حق میں کھو گئے۔) اور میرے لیے دعا فرمائی۔[2]

(3) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت کا شوہر، بھائی اور والد حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک تھے۔ جب اس عورت کو ان سب کی وفات کی خبر دی گئی تو اس نے پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں کے بتایا: اے فلاں کی ماں! وہ الحمد للہ ٹھیک ہیں جیسے آپ پسند کرتی ہیں۔ اس عورت نے کہا: مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت کرواؤ کہ میں انہیں دیکھ سکوں۔ حضرت سعد رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس عورت کے لیے حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کیا یہاں تک کہ جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگی: ”كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ “یعنی

---

1 ... الاستیعاب، باب حرف الحاء، 1/433

2 ... معجم کبیر، باب السین، سعد بن خیثمہ انصاری، 6/31، حدیث: 5419

www.dawateislami.net

آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت بہت چھوٹی ہے۔[1]

ایمان کی حقوقِ والدین پر فوقیت کا بیان

ارشاد فرمایا:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۸

(پ20، العنکبوت:8)

ترجمہ: اور ہم نے (ہر) انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی اور (اے بندے!) اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تُو ان کی بات نہ مان۔ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں تمہیں تمہارے اعمال بتادوں گا۔

شانِ نزول:

یہ آیت اور سورۂ لقمان کی آیت نمبر 14 اور سورۂ اَحقاف کی آیت نمبر 15 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ کے حق میں اور دوسری روایت کے مطابق حضرت سعد بن مالک زہری رضی اللہُ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ کی ماں حمنہ بنتِ ابی سفیان بن امیہ بن عبدِ شمس تھی اور آپ رضی اللہُ عنہ سابقین اَوّلین صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم میں سے تھے اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہُ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ کی والدہ نے کہا: تو نے یہ کیا نیا کام کیا؟ خدا کی قسم! اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں اور یوں ہمیشہ کے لئے تیری بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک دن رات نہ کھایا، نہ پیا اور نہ سائے میں بیٹھی، جس سے کمزور ہو گئی۔ پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی، تب حضرت سعد رضی اللہُ عنہ اُس کے پاس آئے اور آپ نے اُس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری 100 جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں، تو چاہے کھا، چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد رضی اللہُ عنہ کی طرف سے مایوس ہو گئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں تو کھانے پینے لگی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ

[1] ... سیرت ابن ہشام، غزوۃ حمراء الاسد، ص340

www.dawateislami.net

والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے البتہ اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔[1]

کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام:

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو ماں باپ کا مادری پدری حق ضرور ادا کرنا چاہئے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ اسی مناسبت سے یہاں کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام ملاحظہ ہوں۔

(1) کافر والدین کا نفقہ بھی مسلمان اولاد پر لازم ہے۔

(2) اگر کافر ماں باپ بت خانے وغیرہ سے گھر تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں گھر تک چھوڑے اور اگر وہ گھر سے بت خانے وغیرہ تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ گھر تک چھوڑنا گناہ نہیں اور بت خانے چھوڑنا گناہ ہے۔[2]

شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کے مقابلے میں کسی رشتہ دار کا کوئی حق نہیں، لہٰذا اولاد پر لازم ہے کہ شریعت کی طرف سے اجازت کے بغیر صرف ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ رکھنا نہ چھوڑے۔

عورت اور خدا پر توکل

ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیْمًا ﴿۱۳۰﴾ (پ5، النساء:130)

ترجمہ: اور اگر وہ (میاں بیوی) دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا اور اللہ وسعت والا، حکمت والا ہے۔

میاں بیوی میں اگر ناراضی ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ ان میں صلح کی کوشش کروائی جائے۔ وہ خود صلح کر لیں یا ان کے رشتے دار صلح کروانے کی کوشش کریں۔ اگر تمام کوششوں کے باوجود میاں بیوی میں صلح نہ ہو

1 ... خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: 8، 3/446

2 ... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: 8، 6/450

www.dawateislami.net

سکے اور طلاق واقع ہو جائے تو فرمایا کہ دونوں اللہ عزّوجلّ پر توکل کریں، اللہ کریم، عورت کو اچھا خاوند اور مرد کو اچھی بیوی عطا فرمادے گا اور وسعت بھی بخشے گا۔

عورت اور مرد ایک دوسرے کے کُلّی محتاج نہیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ عورت بالکل مرد کی محتاج ہے اور نہ مرد بالکل عورت کا حاجت مند، سب رب عزّوجلّ کے حاجت مند ہیں ایک دوسرے کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ عام طور پر طلاق کے بعد عورت اور اس کے گھر والے بہت غمزدہ ہوتے ہیں۔ ایسے موقع پر اگر یہ آیتِ مبارکہ بار بار پڑھی جائے تو اِنْ شَاءَ اللہ عزّوجلّ دل کو تسکین ملے گی اور اللہ عزّوجلّ مناسب حل بھی عطا فرمادے گا۔ اس میں شوہروں کو بھی ہدایت ہے کہ وہ اپنے آپ کو بیویوں کے مالک و مختار نہ سمجھیں اور یہ نہ سمجھیں کہ اگر انہوں نے چھوڑ دیا تو اب کائنات میں کوئی ان عورتوں کا سہارا نہیں رہے گا۔ نہیں نہیں، اللہ عزّوجلّ ان کو سہارا دے گا۔ اسی سلسلے میں یہاں ایک مفید وظیفہ پیشِ خدمت ہے۔ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھ لے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا“ تو اللہ تعالیٰ اسے مصیبت پر ثواب عطا فرمائے گا اور اس سے بہتر چیز اسے عطا کرے گا۔ فرماتی ہیں: جب میرے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہُ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے یہی دعا پڑھی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہترین شوہر یعنی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عطا فرمادیئے۔ [1]

شرک کا ایک واقعہ

قرآنِ پاک میں ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کی بیوی بنائی تاکہ اس سے سکون حاصل کرے پھر جب مرد اس عورت پر چھایا تو اسے ایک ہلکے سے بوجھ کا حمل ہو گیا تو وہ اسی کو لے کر چلتی رہی پھر جب حمل کا وزن بڑھ

1 ... مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبۃ، ص457، حدیث:2126(918)

www.dawateislami.net

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ (پ9، الاعراف:189-190)

گیا تو دونوں اپنے رب سے دعا کرنے لگے: اگر تو ہمیں صحیح سالم بچہ عطا فرمادے تو ہم یقیناً شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب اس نے انہیں صحیح سالم بچہ عطا فرمادیا تو انہوں نے اس کی عطا میں شریک ٹھہرادیئے تو اللہ ان کے شرک سے بلند و بالا ہے۔

ان آیات میں مشرکوں کی جہالت اور ان کے شرک کا حال بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تم میں سے ہر ایک کو ایک جان سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا، پھر ان سے ان کی زوجہ حوا رضی اللہُ عنہا کو پیدا کیا اور ان کی اولاد میں آگے مشرکوں نے یہ طرزِ عمل اختیار کیا کہ اولاد کی دعا تو مانگتے رہے لیکن جب اولاد عطا ہوئی تو شرک میں پڑ گئے۔ آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تم میں سے ہر ایک کو ایک جان سے پیدا کیا یعنی ماں اور باپ سے پیدا کیا اور یہ دونوں انسان ہونے میں یکساں ہیں، پھر جب شوہر اور بیوی میں ملاپ ہوا اور حمل ظاہر ہوا تو ان دونوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو ہمیں صحیح اور تندرست بچہ عطا کرے گا تو ہم ضرور تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے والوں میں سے ہوں گے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ویسا ہی بچہ عنایت فرمایا تو اُن کا حال یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا میں اس کے شریک ٹھہرانے لگ گئے کیونکہ کبھی تو وہ اس بچے کو انسانی فطرت کے تقاضے کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے دَہریوں کا حال ہے، کبھی ستاروں کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسا کہ ستارہ پرستوں کا طریقہ ہے اور کبھی بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسا کہ بت پرستوں کا دستور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اُن کے اِس شرک سے برتر ہے۔[1]

کفار کا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا، معاذ اللہ

ارشاد فرمایا:

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ (پ14، النحل:57)

ترجمہ: اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ پاک ہے اور اپنے لیے وہ (مانتے ہیں) جو اپنا جی چاہتا ہے۔

مشرکین اللہ عزّوجلّ کے لیے تو بیٹیاں قرار دیتے ہیں جیسے بنو خزاعہ اور کنانہ کے لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے اور اس کی شان میں ایسا کہنا بہت بے ادبی اور کفر

1 ... تفسیر کبیر، الاعراف، تحت الآیۃ:189، 5/428

www.dawateislami.net

ہے۔ ان کافروں میں کفر کے ساتھ بد تمیزی کی انتہا یہ بھی ہے کہ وہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہیں اور بیٹیاں ناپسند کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے جو مُطلقاً اولاد سے منزہ اور پاک ہے اور اس کے لئے اولاد ثابت کرنا ہی عیب لگانا ہے، اس کے لئے اولاد میں بھی وہ ثابت کرتے ہیں جس کو اپنے لئے حقیر اور عار کا سبب جانتے ہیں۔[1]

دوسری جگہ اسے مزید تفصیل سے بیان فرما کر اس کا یوں رَد کیا ہے۔

ارشاد فرمایا:

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ ۟ۙ(۱۰۰) بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰى یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(۱۰۱)

(پ7، الانعام:100-101)

ترجمہ: اور لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنالیا حالانکہ اللہ نے تو ان جنوں کو پیدا کیا ہے اور لوگوں نے اللہ کے لئے جہالت سے بیٹے اور بیٹیاں گڑھ لیں حالانکہ اللہ ان کی بیان کی ہوئی چیزوں سے پاک اور بلند ہے۔ وہ بغیر کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ اس کے لئے اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ اس کی بیوی (ہی) نہیں ہے اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

مشرکوں کی جہالت:

دلائلِ قدرت اور عجائبِ حکمت اور اِس انعام واکرام اور اِن نعمتوں کے پیدا کرنے اور عطا فرمانے کا تقاضا یہ تھا کہ اس کریم کارساز پر ایمان لاتے لیکن اِس کی بجائے بُت پرستوں نے یہ ستم کیا کہ جنوں کو خدا عزّوجلّ کا شریک قرار دیا کہ ان کی اطاعت کر کے بُت پرست ہو گئے اور اللہ عزّوجلّ کیلئے معاذاللہ بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں حالانکہ اللہ عزّوجلّ ان کی بیان کی ہوئی چیزوں سے پاک اور بلند ہے اور یہ چیزیں اس کی شان کے لائق ہی نہیں۔

خدا کی شان وصفت:

اللہ عزّوجلّ کی شان یہ ہے کہ وہ بغیر کسی نمونے اور مثال کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ اس کی دوسری شان یہ ہے کہ وہ اولاد سے پاک ہے کیونکہ اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ اس کی بیوی ہی نہیں ہے اور عورت کے بغیر اولاد نہیں ہوتی اور زوجہ اس کی شان کے لائق نہیں کیونکہ کوئی شے اس کی مثل نہیں اور اولاد

1 ... جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآیۃ:57، 3/1073، ملخصاً

www.dawateislami.net

نہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس نے ہر شے کو پیدا کیا ہے تو جو کچھ ہے وہ سب اُس کی مخلوق ہے اور مخلوق اولاد نہیں ہو سکتی تو کسی مخلوق کو اولاد بتانا باطل ہے اور پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ یہ اللہ عزّوجلّ تمہارا رب ہے جس کی صفات ذکر کی گئیں اور جس کی یہ صفات ہوں وہی مستحق عبادت ہے لہٰذا تم صرف اسی کی عبادت کرو۔

کفار کا مونث نام والی چیزوں کی پوجا کرنے کا بیان

ارشاد فرمایا:

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًاۚ-وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ﴿۱۱۷﴾ (پ5، النساء:117)

ترجمہ: یہ شرک کرنے والے اللہ کے سوا عبادت نہیں کرتے مگر چند عورتوں کی اور یہ عبادت نہیں کرتے مگر سرکش شیطان کی۔

یہاں مشرکین کے بارے میں فرمایا کہ یہ کچھ عورتوں کو پوجتے ہیں، اس کے چند معانی ہیں:

ایک معنیٰ یہ ہے کہ مشرکین مُؤنَّث بتوں کو پوجتے ہیں جیسے لات، عُزّٰی، مَنات وغیرہ یہ سب مؤنث نام ہیں۔[1]

دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ عرب کے ہر قبیلے کا ایک بت ہوتا تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اس کو اس قبیلہ کی اُنثیٰ یعنی عورت کہتے تھے۔

تیسرا معنیٰ یہ ہے کہ مشرکینِ عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اس لئے آیت میں فرمایا کہ مشرک عورتوں کو پوجتے ہیں۔

چوتھا معنیٰ یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو زیور وغیرہ پہنا کر عورتوں کی طرح سجاتے تھے۔ اس لئے انہیں عورتیں فرمایا گیا ہے۔[2]

ان مشرکین کے متعلق فرمایا کہ یہ حقیقت میں شیطان مردود کو پوجتے ہیں کیونکہ اسی کے بہکانے سے ہی یہ بت پرستی کرتے ہیں۔

مونث مورتیوں کی پوجا:

مونث بتوں، مورتیوں کی پوجا آج بھی جاری ہے، چنانچہ ہندو مذہب میں ایک لمبی فہرست ہے جس میں

1 ...بغوی، النساء، تحت الآیۃ:117، 1/384

2 ...ابو سعود، النساء، تحت الآیۃ:117، 1/585

www.dawateislami.net

ان دیویوں کا بیان ہے جن کی پوجا کی جاتی ہے جیسے بھوانی، دُرگا، رادھا، ستی، سرسوتی، سیتا، شکتی، لکشمی، موہنی، مہادیوی، مہاکالی، پاروتی، کماری، گایتری وغیرہ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَ الشِّرْکِ وَ النِّفَاقِ۔

باب:07

عورت اور قیامت

اس باب میں وقوعِ قیامت کے وقت اور روزِ قیامت عورتوں اور ان سے متعلق دیگر احوال کا بیان ہے۔

حاملہ عورتوں کی وقوعِ قیامت کی ہولناکی پر کیفیت

ارشاد فرمایا:

یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ۲

(پ17، الحج:2)

ترجمہ: جس دن تم اسے دیکھو گے (تو یہ حالت ہوگی کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشے میں ہیں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن ہے یہ کہ اللہ کا عذاب بڑا شدید ہے۔

فرمایا کہ جس دن تم قیامت کے اس زلزلے کو دیکھو گے تو یہ حالت ہوگی کہ اس کی ہیبت سے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور اس دن کی ہولناکی سے ہر حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشے میں ہیں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے لوگوں کے ہوش جاتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا شدید ہے۔[1]

عورتوں کو قیامت کا خوف زیادہ ہونا چاہئے:

قیامت کا خوف تو سب کو ہونا چاہیے لیکن خواتین کو تو زیادہ ہونا چاہیے کہ ڈر خوف کا مادہ ان میں زیادہ ہوتا ہے اور جب دنیا کی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اتنا ڈرتی ہے تو قیامت جیسی ہولناک چیز سے کتنا ڈرنا چاہیے۔ الامان والحفیظ۔ ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کے دلوں میں خوفِ خدا کا عالَم کیا تھا اس کی کچھ جھلک ملاحظہ

1 ... خازن، الحج، تحت الآیۃ:2، 3/298

www.dawateislami.net

ہو، چنانچہ حضرت مسروق رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا نے ایک مرتبہ اس آیت ”فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾“ کی تلاوت فرمائی تو (خوف کی وجہ سے) یہ دعا مانگی ”اَللّٰهُمَّ مُنَّ عَلَيْنَا وَقِنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّكَ اَنْتَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ“ اے اللہ! عزّوجلّ، ہم پر احسان فرما اور ہمیں گرم ہوا کے عذاب سے بچا لے، بیشک تو ہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔[1]

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، اس موقع پر حضرت زینب رضی اللہُ عنہا نے کچھ کلام کیا تو حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے سخت الفاظ کے ساتھ انہیں (دخل دینے سے) منع کیا، اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عمر! انہیں کچھ نہ کہو کیونکہ یہ اوّاہ (یعنی خدا سے بہت ڈرنے والی) ہیں۔[2]

حضرت عَباد بن حمزہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت اَسماء رضی اللہُ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور وہ اس آیت ”فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾“ کی تلاوت فرما رہی تھیں، یہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد رک گئیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (گرم ہوا کے عذاب سے) پناہ مانگنے اور دعا کرنے لگیں۔ اس دوران میں بازار کسی کام سے گیا اور جب اپنا کام پورا کر کے واپس لوٹا تو ابھی تک حضرت اَسماء رضی اللہُ عنہا (گرم ہوا کے عذاب سے) پناہ کی دعا کر رہی تھیں۔[3]

قیامت والے دن زندہ دفن کی گئی لڑکی سے سوال

درج ذیل آیت اور اس پر مختصر کلام ”باب: مظلوم عورتیں“ میں گزر چکا ہے، یہاں باب کی مناسبت سے آیت کو دوبارہ ذکر کیا اور اس سے متعلق مزید تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ ﴿۸﴾ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾ (پ30، التکویر:8-9)

ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ کس خطا کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا؟

---

1 ... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاۃ التطوّع والامامۃ، فی الرجل یصلّی فیمرّ بآیۃ رحمۃ او آیۃ عذاب، 2/ 115، حدیث: 2

2 ... الاصابہ، کتاب النساء، حرف الزاء المنقوطہ، 8/ 154

3 ... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاۃ التطوّع والامامۃ، فی الرجل یصلّی فی مربآیۃ رحمۃ او آیۃ عذاب، 2/ 115، حدیث: 3

www.dawateislami.net

اہلِ عرب کا دستور تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں وہ لڑکیوں کو زمین میں زندہ دفن کر دیتے تھے اور آیت میں مذکور سوال قاتل کی سرزنش کے لئے ہو گا تاکہ وہ لڑکی جواب دے کہ میں بے گناہ ماری گئی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے نام لے کر فرمایا: ایک صاحب، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، میں نے زمانۂ جاہلیّت میں اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا تھا (اب میرے لئے کیا حکم ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہر بیٹی کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دو۔ اس شخص نے دوبارہ عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم (میرے پاس غلام نہیں ہیں البتہ) میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو ہر بیٹی کے بدلے ایک اونٹ ہدیہ کر دو۔[1]

بیٹیوں سے متعلق دینِ اسلام کا عظیم کارنامہ:

یہ دینِ اسلام کا ہی عظیم کارنامہ ہے جس نے بیٹیوں کو اپنے لئے بدنامی کا باعث سمجھ کر زمین میں زندہ دفن کر دینے والے لوگوں کو اس انسانیّت کُش ظلم کا احساس دلایا اور ان لوگوں کی نظروں میں بیٹی کی عزت اور وقار قائم کیا اور بیٹیوں کے فضائل بیان کر کے معاشرے میں برسوں سے جاری اس دردناک عمل کا خاتمہ کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ اسلام عورتوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انہیں ہر طرح کے ظلم سے بچاتا ہے، چاہے وہ ظلم ان کی ناحق زندگی ختم کر کے کیا جائے یا ان کی عزت و ناموس اور ان کے جسم کے ساتھ کھیل کر یا ان کے جسم کی نمائش کروا کر کیا جائے۔ اس سے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے جو عورت کے بارے میں دینِ اسلام کے اَحکامات کو اس کے اوپر ظلم قرار دیتے ہیں، چادر و چار دیواری کو عورت کے حق میں ناانصافی کہتے ہیں اور روشن خیالی اور نام نہاد تہذیب و تَمَدُّن کے نام پر عورت کو شرم و حیا سے عاری کرنے میں اسلام کی شان سمجھتے ہیں۔

بیوی اور ماں سے بھی قیامت کے دن آدمی بھاگے گا

ارشاد فرمایا:

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ ترجمہ: اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا۔ اور اپنی ماں اور

1 ... معجم کبیر، باب القاف، من اسمہ: قیس، قیس بن عاصم المنقری، 18/337، حدیث: 863

www.dawateislami.net

وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ﴿۳۷﴾ (پ30، عبس:34-37)

اپنے باپ۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔ ان میں سے ہر شخص کو اس دن ایک ایسی فکر ہو گی جو اسے (دوسروں سے) بے پروا کر دے گی۔

یہاں سے قیامت کی ہَولناکیاں بیان کی جارہی ہیں کہ جب دوسری بار صور پھونکنے کی کان پھاڑ دینے والی آواز آئے گی تو اس دن آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا اور ان میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں کرے گا تاکہ ان میں کوئی اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرلے اور ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک ایسی فکر ہو گی جو اسے دوسروں سے بے پرواہ کر دے گی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ شدہ اٹھائے جاؤ گے۔ ایک صحابیہ رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیا لوگ ایک دوسرے کے ستر کو بھی دیکھیں گے؟ ارشاد فرمایا: اے فلاں عورت! ”لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ﴿۳۷﴾“ ترجمہ: ان میں سے ہر شخص کو اس دن ایک ایسی فکر پڑی ہو گی جو اسے (دوسروں سے) بے پرواکر دے گی۔ (1)

روزِ قیامت نیکی مانگنے پر بیوی اور بیٹے کا جواب:

حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: (قیامت کے دن) مرد اپنی بیوی سے ملے گا تو اس سے کہے گا: سنو! میں دنیا میں تمہارا کیسا شوہر تھا؟ وہ جواب دے گی: آپ اچھے شوہر تھے اور بیوی سے جتنی ہو سکے گی اس کی تعریف کرے گی۔ شوہر اس سے کہے گا: میں تم سے تمہاری ایک نیکی مانگتا ہوں تم مجھے ایک نیکی دے دو تاکہ جس حالت میں تم مجھے دیکھ رہی ہو میں اس سے نجات حاصل کرلوں۔ بیوی جواب دے گی: اگرچہ آپ نے تھوڑی سی چیز مانگی ہے لیکن میں آپ کو کچھ بھی نہیں دے سکتی، مجھے بھی اسی چیز کا خوف ہے جس کا آپ کو ہے۔

مزید فرماتے ہیں: (قیامت کے دن) آدمی اپنے بیٹے سے ملے گا تو اس سے چمٹ کر پوچھے گا: اے میرے بیٹے میں (دنیا میں) تمہارا کیسا والد تھا؟ تو بیٹا اپنے باپ کی بھلائی بیان کرے گا۔ والد کہے گا: مجھے تمہاری نیکیوں میں سے

1 ...ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ عبس، 5/219، حدیث: 3343

www.dawateislami.net

ذرہ برابر نیکی کی حاجت ہے تاکہ جس حالت میں تم مجھے دیکھ رہے ہو میں اس سے نجات حاصل کرلوں۔ بیٹا جواب دے گا: اے والد! اگرچہ آپ نے تھوڑی سی چیز مانگی ہے لیکن مجھے بھی اسی چیز کا خوف ہے جس کا آپ کو ہے، میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ (پ30، عبس:34-36)

ترجمہ: اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا۔ اور اپنی ماں اور اپنے باپ۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔

بلکہ حالت یہ ہوگی کہ قیامت میں جو شخص مجرم قرار پائے گا وہ جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے بیوی بچے بھی فدیہ میں دینے کو آدمی تیار ہو جائے گا چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ﴿۱۱﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ﴿۱۲﴾ (پ29، المعارج:11-12)

ترجمہ: مجرم آرزو کرے گا، کاش! اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے بدلے میں اپنے بیٹے دیدے۔ اور اپنی بیوی اور اپنا بھائی۔

باب:08

عورت اور جنت و جہنم

اس باب میں جنت کے اندر عورت کے بہترین احوال اور جہنم کے اندر بدترین حالات کا بیان ہے۔

مومنہ عورتوں کو جنتِ عدن کے پاکیزہ محلات اور رضائے الٰہی کی بشارتیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ (پ10، التوبۃ:72)

ترجمہ: اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور عدن کے باغات میں پاکیزہ رہائشوں کا (وعدہ فرمایا ہے) اور اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں ان مومن مردوں اور عورتوں سے نعمتوں سے مالامال جنتوں اور ان جنتوں میں پاکیزہ محلات کا وعدہ فرمایا گیا ہے جو ایک دوسرے کے رفیق، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ آیت میں عدن کے باغات کا ذکر ہے۔ ایک قول یہ

www.dawateislami.net

ہے کہ ”عَدن“ جنت میں ایک خاص جگہ کا نام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عدن جنت کی صفت ہے۔[1]

آٹھ جنتوں کے اَسماء:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ جنتیں آٹھ ہیں اور ان کے نام یہ ہیں (1) دارُ الجلال۔ (2) دارُ القرار۔ (3) دارُ السّلام۔ (4) جنتِ عدن۔ (5) جنتِ مأویٰ۔ (6) جنتِ خُلد۔ (7) جنت فردوس۔ (8) جنتِ نعیم۔[2]

جنتِ عدن اور اس کی نعمتیں:

جنت عدن کے بارے میں حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا، اس کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک سرخ یاقوت کی اور ایک سبز زبرجد کی ہے، مشک کا گارا ہے، اس کی گھاس زعفران کی ہے، موتی کی کنکریاں اور عنبر کی مٹی ہے۔[3]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں وہ چیزیں پیدا فرمائیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت عدن سے فرمایا: مجھ سے کلام کر۔ اس نے کہا ”قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ“ بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔[4]

جنت کی سب سے بڑی نعمت:

مومن مرد و عورت پر جنت میں انعاماتِ الٰہیہ کے بیان کے ساتھ سب سے بڑی نعمت بیان فرمائی گئی۔ فرمایا: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ: اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے۔ یعنی جنت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی

---

1 ... تفسیر کبیر، التوبۃ، تحت الآیۃ: 72، 6/102

2 ... روح البیان، الصف، تحت الآیۃ: 12، 9/508

3 ... موسوعہ ابن ابی دنیا، صفۃ الجنۃ، 6/319، حدیث: 20

4 ... معجم اوسط، باب الالف، من اسمہ احمد، 1/215، حدیث: 738

www.dawateislami.net

نعمت یہ ہو گی کہ اللہ عزّوجلّ جنتیوں سے راضی ہو گا۔ کبھی ناراض نہ ہو گا۔[1] یہ نعمت تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور عاشقانِ الٰہی کی سب سے بڑی تمنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہو گا بلکہ یہ خاص رب عزّوجلّ کا عطیہ ہو گا۔ ”رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم“

دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت:

کسی بندے سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے راضی ہوں اور اسے نیک اعمال کی توفیق ملے۔ جب اللہ عزّوجلّ کسی سے راضی ہوتا ہے تو فرشتوں میں اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس سے راضی ہیں تم بھی اس سے راضی ہو جاؤ پھر تمام زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت پڑ جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السّلام کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل علیہ السّلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السّلام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کی طرف دلوں کا مائل ہونا ان کے محبوبِ الٰہی ہونے کی علامت ہے جیسے صحابہ و اولیاء کی طرف دل کشش کرتے ہیں اور یونہی ازواجِ مطہرات، خاتون جنت بی بی فاطمہ، صحابیات، حضرت رابعہ بصریہ، والدہِ غوثِ اعظم رضی اللہُ عَنہُنَّ سے اہلِ ایمان سچی دلی ایمانی محبت کرتے ہیں۔

نیک بیویوں کا جنت میں داخلہ

ارشاد فرمایا:

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ ترجمہ: وہ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں ان میں وہ لوگ داخل ہوں

1 ... خازن، التوبۃ، تحت الآیۃ: 72، 2/261

2 ... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، 2/382، حدیث: 3209

www.dawateislami.net

وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍۚ(۲۳) (پ13، الرعد:23)

گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے جو لائق ہوں گے اور ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس یہ کہتے آئیں گے۔

اس آیت سے پہلے والی آیات میں چند اچھی صفات کا ذکر کیا گیا کہ وہ لوگ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں، معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے، رشتے داروں سے اچھے تعلقات قائم رکھتے، اپنے رب سے ڈرتے، برے حساب سے خوفزدہ رہتے، رب کی رضا کی طلب میں صبر کرتے، نمازیں قائم کرتے، راہِ خدا میں پوشیدہ، عَلانیہ خرچ کرتے اور برائی کا جواب برائی سے دینے کی بجائے بھلائی کے ساتھ ٹال دیتے ہیں اور اس آیت میں فرمایا گیا کہ ان حضرات کو ہمیشہ قائم و دائم رہنے والے باغات میں داخل کیا جائے گا اور ان نیک لوگوں کے باپ دادا، بیویوں اور اولاد میں سے بھی وہ لوگ ان باغوں میں داخل ہوں گے جو ایمان لائے اگرچہ اُن لوگوں نے اِن حضرات جیسے عمل نہ کئے ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ نیکوں کے صدقے، نیکوں کے اعزاز و اکرام کے لئے باپ دادا، بیوی بچوں کو اُن کے درجے میں داخل فرمائے گا اور ان کے پاس فرشتے روزانہ دن اور رات میں تین مرتبہ تحائف اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی بشارتیں لے کر جنت کے ہر دروازے سے تعظیم و تکریم کرتے ہوئے آئیں گے اور کہیں گے: تم پر سلامتی ہو، یہ اس کا ثواب ہے جو تم نے گناہوں سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صبر کیا تو آخرت کا اچھا انجام کیا ہی خوب ہے۔[1]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی نیک شخص یا باعمل عالم کی بیوی ہونا بھی بہت بڑا شرف ہے کہ ایسی بیویاں اپنے شوہروں کے نیک اعمال کے صدقے جنت میں ان کے درجے میں پہنچ جائیں گی۔

یہاں نیک اور شوہر کی فرمانبردار بیویوں سے متعلق چار احادیث ملاحظہ ہوں:

(1) جو عورت اپنے رب سے ڈرے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جس (دروازے) سے چاہو داخل ہو جاؤ۔[2]

(2) نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہاری عورتوں میں سے کون سی

1 ... خازن، الرعد، تحت الآیۃ:23، 3/64، مدارک، الرعد، تحت الآیۃ:23، ص556، جلالین، الرعد، تحت الآیۃ:24-23، ص203، ملتقطاً

2 ... معجم اوسط، باب العین، من اسمہ عبد الرحمن، 3/319، حدیث:4715

www.dawateislami.net

عورتیں جنت میں ہوں گی؟ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ضرور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا کہ ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت کہ جب اسے غصہ دلایا جائے یا اس کا شوہر اس سے ناراض ہو تو وہ کہے کہ میرا یہ ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو راضی نہ ہو گا میں سوؤں گی نہیں۔[1]

(3) ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں، اللہ عزّوجلّ نے مردوں پر جہاد فرض فرمایا ہے اگر یہ زخمی ہوں تو اجر پائیں اور اگر شہید ہو جائیں تو اپنے رب عزّوجلّ کے پاس زندہ رہیں اور رزق دیئے جائیں اور ہم عورتیں ان کے گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں لہٰذا ہمارے لئے اس میں کیا اجر ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم جس عورت سے بھی ملو تو اسے بتا دو کہ شوہر کی فرمانبرداری کرنا اور اس کے حق کو پہچاننا جہاد کے برابر ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔[2]

(4) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس عورت کے مرتے وقت اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہو گی۔[3]

مومنہ عورتوں کے لئے فرشتوں کی دعائیں

ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْاۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ

ترجمہ: عرش اٹھانے والے اور اس کے ارد گرد موجود (فرشتے) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب! تیری رحمت اور علم ہر شے سے وسیع ہے تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیرے راستے کی پیروی کریں اور

1 ... معجم کبیر، باب، العین، سعید بن جبیر عن ابن عباس، 12/46، حدیث: 12467

2 ... الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، ترغیب الزوج فی الوفاء بحق زوجتہ، 3/21، حدیث: 3009

3 ... ترمذی، کتاب الرضاع، باب فی حق الزوج، 2/386، حدیث: 1164

www.dawateislami.net

الْجَحِیْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۸ (پ24، المؤمن:7-8)

انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! اور انہیں اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں ان کو ہمیشہ رہنے کے ان باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک تو ہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

اس آیت سے اہلِ ایمان خواتین کی ایک بڑی شان ظاہر ہوتی ہے کہ عرش اٹھانے والے اور اس کے ارد گرد موجود فرشتے جو کہ بہت افضل مخلوق ہیں وہ اہل ایمان کی عورتوں، بچوں اور والدین سے محبت و الفت رکھتے، ان کی بھلائی چاہتے اور ان کے جنت میں داخلے کی دعائیں مانگتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ عرش اٹھانے والے مقرب فرشتے اور ان کے علاوہ عرش کا طواف کرنے والے فرشتے مسلمانوں کے لئے بخشش اور عذابِ جہنم سے رہائی کی دعا مانگتے ہیں؛ اس کے ساتھ مومنین کی بیویوں اور بچوں کے لئے بھی دعا کرتے ہیں:

رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۸ (پ24، المؤمن:8)

ترجمہ: اے ہمارے رب! اور انہیں اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں ان کو ہمیشہ رہنے کے ان باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک تو ہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

نیک آدمی کی برکت والدین اور بیوی بچوں کو بھی ملتی ہے:

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک آدمی کی برکت اس کے والدین اور بیوی بچوں کو بھی پہنچتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں بھی جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ جب مومن جنت میں داخل ہو گا تو پوچھے گا: میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میرے بچے کہاں ہیں؟ میری بیوی کہاں ہے؟ اسے بتایا جائے گا کہ انہوں نے تیری طرح نیک اعمال نہیں کیے، اس لیے وہ یہاں موجود نہیں، تو وہ جنتی جواب میں کہے گا: میں اپنے لیے اور ان کے لیے نیک اعمال کیا کرتا تھا۔ پھر کہا جائے گا کہ اُن لوگوں کو بھی جنت میں داخل کر دو۔[1]

1 ... بغوی، غافر، 4/82، تحت الآیۃ:8

www.dawateislami.net

اہلِ ایمان کو بیویوں کے ساتھ جنت میں داخلے کا مژدہ:

ایک اور آیت میں اہلِ ایمان کو ان کی بیویوں کے ساتھ جنت میں داخلے کا مژدہ سنایا جائے گا چنانچہ سورہ زخرف میں فرمایا:

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ (پ25، الزخرف:68-70)

ترجمہ: (ان سے فرمایا جائے گا) اے میرے بندو! آج نہ تم پر خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے۔ وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ فرمانبردار تھے۔ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جائیں اور تمہیں خوش کیا جائے گا۔

یعنی دینی دوستی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنے والوں کی تعظیم اور ان کے دل خوش کرنے کے لئے ان سے فرمایا جائے گا: اے میرے بندو! آج نہ تم پر خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے اور میرے بندے وہ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ فرمانبردار تھے، ان سے کہا جائے گا کہ تم اور تمہاری مومنہ بیویاں جنت میں داخل ہو جائیں اور جنت میں تمہارا اکرام ہو گا، نعمتیں دی جائیں گی اور ایسے خوش کئے جاؤ گے کہ تمہارے چہروں پر خوشی کے آثار نمودار ہوں گے۔[1]

عورتوں کا جنت میں داخلہ اور بھرپور اجر ملنا

ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ﴿۱۲۴﴾ (پ5، النساء:124)

ترجمہ: اور جو کوئی مرد ہو یا عورت اچھے عمل کرے اور وہ مسلمان بھی ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

فرمایا گیا کہ نجات کا دارومدار لوگوں کی جھوٹی امیدوں پر نہیں بلکہ ایمان و عمل پر ہے اور اللہ عزّوجلّ کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی برائی کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا خواہ مشرکین میں سے ہو یا یہود و نصاریٰ میں سے، جبکہ کافر کے عمل کا آخرت میں تو کوئی صلہ نہیں، البتہ دنیا میں اسے بدلہ دیدیا جاتا ہے؛ ہاں اہلِ ایمان کا معاملہ یہ ہے

1 ...ابو سعود، الزّخرف، تحت الآیۃ:70-68، 5/550، ملخصاً

www.dawateislami.net

کہ ان میں جو مرد یا عورت نیک عمل کریں، وہ جنت میں داخل ہوں گے، انہیں ان کے نیک اعمال کی پوری پوری جزا دی جائے گی جس میں سے تِل کے برابر بھی کمی نہ ہوگی۔ قرآن میں بیان کردہ اس فرمان پر ہمارا ایمان ہے اور نیک عورتوں کا جنت میں جانا بھی یقینی ہے۔

ایک خوش نصیب صحابیہ کا تذکرہ:

یہاں ایمان کی تازگی کے لئے ایک صحابیہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے ورنہ تو ہر صحابیہ ہی جنتی ہے، چنانچہ حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہُ عنہا ان خوش نصیب صحابیات میں سے ہیں جن کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جنتی ہونے کی بالتصریح بشارت دی تھی، ان کا اسم گرامی رمیصاء تھا۔ حضرت جابر رضی اللہُ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی، میں نے کہا: کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہُ عنہ کی والدہ غمیصاء (یا رُمیصاء) بنت ملحان ہیں۔[1]

مومنِ آلِ فرعون کی زبان سے عورتوں کے جنت جانے کا ذکر

قرآن پاک میں ہے:

مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: جو برا کام کرے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد ہو خواہ عورت اور وہ ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے وہاں بے حساب رزق پائیں گے۔

(پ24، المؤمن:40)

یہاں جو کلام مذکور ہے وہ قومِ فرعون کے ایک مردِ مومن کا ہے۔ سورۂ مومن میں ان کا تذکرہ بہت ہی زور دار انداز میں بیان کیا گیا ہے، تفصیل کے لئے وہاں مطالعہ فرمائیں، مختصر یہ ہے کہ جب فرعون نے اپنی قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے خلاف بھڑکایا تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی اور اس کے فضل و رحمت پر بھروسا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کو سرد کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی حمایت میں ایک اجنبی شخص کو کھڑا کر دیا، جس کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ وہ مومن، فرعون کا چچازاد بھائی تھا لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لا چکا تھا اور اپنے ایمان کو فرعون اور اس کی قوم سے چھپا کر رکھتا

1 ... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، فضائل ام انس بن مالک، ص:1024، حدیث:3620(2456)

www.dawateislami.net

تھا کیونکہ اسے اپنی جان کا خطرہ تھا اور یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ نجات حاصل کی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ وہ شخص اسرائیلی تھا وہ اپنے ایمان کو فرعون اور آلِ فرعون سے مخفی رکھتا تھا۔ امام ابنِ جریر طبری رحمۃُ اللہِ علیہ نے پہلے قول کو راجح قرار دیا ہے۔[1]

اس مردِ مومن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حمایت اور حق کی تائید میں اپنی قوم کے سامنے بہت شان دار دلائل بیان کئے اور اسی میں انہیں نصیحت کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ جو دنیا میں برا کام کرے گا تو اسے اس برے کام کے حساب سے آخرت میں بدلہ ملے گا اور مرد و عورت میں سے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا والا اچھا کام کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلمان بھی ہو کیونکہ اعمال کی مقبولیت ایمان پر مَوقوف ہے، تو انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا جہاں وہ بے حساب رزق پائیں گے اور نیک عمل کے مقابلے میں زیادہ ثواب عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔[2]

آیت میں فرمایا کہ جنتی مردوں عورتوں کو جنت میں بے حساب رزق ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صدقے ہمیں بھی جنت میں داخلہ نصیب فرمائے، اٰمین۔

عورتیں ثواب میں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں گی

ارشاد فرمایا:

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْاؕ-وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَؕ-وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۳۲﴾ (پ5، النساء:32)

ترجمہ: مردوں کے لئے ان کے اعمال سے حصہ ہے، اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال سے حصہ ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ بیشک اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

شانِ نزول:

اُمُ المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہُ عنہا نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم بھی اگر مرد ہوتے تو جہاد کرتے اور مردوں کی طرح جان فدا کرنے کا ثوابِ عظیم پاتے۔[3] اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اِنہیں تسکین دی گئی کہ مرد جہاد

1 ... طبری، غافر، تحت الآیۃ:28، 11/54

2 ... خازن، حم المؤمن، تحت الآیۃ:40، 4/72-73، روح البیان، المؤمن، تحت الآیۃ:40، 8/186، ملتقطاً

3 ... جلالین، النساء، تحت الآیۃ:32، ص27

www.dawateislami.net

سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں تو عورتیں شوہروں کی فرمانبرداری اور پاکدامنی سے ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔

تاریخِ اسلام کی ایک عظیم مجاہدہ:

یہاں یہ یاد رہے کہ ویسے تو عورتوں کو پاکدامنی، شوہر کی خدمت اور اولاد کی تربیت سے بہت عظیم ثواب ملیں گے لیکن تاریخ اسلام میں جہاد میں شرکت کرنے والی خواتین کی بھی کمی نہیں۔ ایک نہایت خوبصورت واقعہ اس حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک جلیل القدر صحابیہ ہیں جن کا نام حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہُ عنہا ہے۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا کا قیام وادیٔ قباء میں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اس گھرانے سے بہت انسیت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب بھی مسجدِ قباء تشریف لاتے، تو قیام حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا ہی کے گھر فرماتے۔ وہیں کھانے سے فارغ ہو کر قیلولہ بھی کرتے۔ آپ رضی اللہُ عنہا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آرام کا خیال رکھتیں اور دِل و جان سے خدمت میں مصروف رہتیں۔ حجۃ الوداع کے بعد ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُن کے گھر تشریف لائے۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد آرام فرمایا، کچھ دیر بعد مُسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، تو حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! آپ کیوں تبسّم فرما رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) سبز سمندر پر سوار ہو رہے ہیں۔ اُن کی مثال تخت پر بیٹھے بادشاہوں کی سی ہے۔ اِس پر اُنہوں عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میرے لیے دُعا فرما دیجیے کہ اللہ مجھے بھی اُن میں شامل کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ! اِنہیں بھی اُن لوگوں میں شامل کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دوبارہ آرام فرما ہو گئے اور کچھ دیر بعد پہلے کی طرح مُسکراتے ہوئے اُٹھے۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا نے اِس مرتبہ بھی وہی سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پہلے والی بات دُہرائی۔ اِس پر اُنہوں نے اپنی شرکت کے لیے دُعا کی درخواست کی، تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا! تم سب سے پہلے لشکر میں شامل ہو گی (جو بحری راستے پر جہاد کرے گا) اور یہ کہ بعد والوں میں تمہاری شرکت نہیں ہے۔ صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں حضرت عمیر بن اسود غنسی رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہُ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ رضی اللہُ عنہ کا قیام ساحلِ حمص پر اپنے ہی ایک مکان میں تھا۔ اُن کے ساتھ اُن کی اہلیہ، حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا بھی تھیں۔ ہم سے اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا

www.dawateislami.net

تھا کہ میری اُمّت کا پہلا لشکر جو دریائی سفر کرکے جہاد کے لیے جائے گا، اُس نے (اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت) واجب کرلی۔ میں نے کہا تھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کیا مَیں بھی اُن کے ساتھ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، تم بھی اُن کے ساتھ ہو گی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت کا پہلا لشکر جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا اُن کی مغفرت ہو گی۔ میں نے کہا: میں بھی اُن کے ساتھ ہوں گی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ (1)

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہُ عنہ کے زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ نے مرکز (یعنی مدینہ منورہ سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ) سے درخواست کرکے قبرص پر بحری حملے کی اجازت لی اور لشکر تیار کیا، اُس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہُ عنہ اور اُن کی اہلیہ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا بھی شامل تھے۔ ساحلِ شام سے کشتیوں پر مشتمل یہ بحری لشکر روانہ ہوا اور قبرص کے ساحل پر جا اُترا۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا کشتی سے ساحل پر اُتریں اور گھوڑے پر سوار ہونا چاہا تو وہ بدک کر بھاگا، جس سے وہ زمین پر گر پڑیں اور انتقال کر گئیں۔ یوں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی غیب کی خبر حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہُ عنہا نے بنتِ قرظ، کے ساتھ دریا کا سفر کیا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ کی بیوی تھیں۔ پھر جب واپس ہوئیں اور اپنی سواری پر چڑھیں تو اُس سے گر گئیں اور (اسی میں) اُن کی وفات ہو گئی۔ (2)

اور حضرت اُمِ حرام بنت ملحان رضی اللہُ عنہا کا ایسا شان دار مقام و مرتبہ ہے کہ آج بھی آپ کے مزار پر لوگ کثرت سے حاضری دیتے اور مرادیں پاتے ہیں۔ آپ رضی اللہُ عنہا کا مزار مبارک قبرص کی تجارتی بندرگاہ اور سیّاحتی مقام لارناکا (Larnaca) شہر میں ہے۔ یہاں ایک جھیل کے کنارے ایک خُوبصُورت مسجد ہے جس کے ساتھ ان عظیم صحابیہ کا مزار ہے، انہیں وہاں "شہیدۃ البحر" یعنی "سمندری شہیدہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قبرص کے لوگ "شہیدۃ البحر" کے مزار کی بے حد تعظیم کرتے ہیں، اُن کے وسیلے سے بارش مانگتے اور دیگر حاجات کے لیے بھی دُعائیں کرتے ہیں بلکہ جب جہاز یہاں سے گزرتے ہیں، تو احتراماً اپنے بادبان آدھی بلندی پر کر دیتے ہیں۔ اُن کا اعتقاد ہے کہ اِس طرح وہ آئندہ سفر میں بحری خطرات سے محفوظ رہتے ہیں۔

1 ... بخاری، کتاب الجھاد، باب ما قیل فی قتال الروم، 2/288، حدیث: 2924

2 ... بخاری، کتاب الجھاد، باب غزو المرأۃ فی البحر، 2/275، حدیث: 2877-2878

www.dawateislami.net

جہاد میں شریک ہونے والی ایک اور جانباز صحابیہ:

حضرت بی بی ام عمارہ جن کا نام "نسیبہ" ہے جنگِ اُحد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور دو فرزند حضرت عمارہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہُ عنہم کو ساتھ لے کر آئی تھیں۔ پہلے تو یہ مجاہدین کو پانی پلاتی رہیں لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر کفار کی یلغار کا ہوش ربا منظر دیکھا تو مشک کو پھینک دیا اور ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں۔ چنانچہ ان کے سر اور گردن پر تیرہ زخم لگے۔ ابن قمیئہ ملعون نے جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر تلوار چلادی تو بی بی اُمِ عمارہ رضی اللہُ عنہا نے آگے بڑھ کر اپنے بدن پر روکا۔ چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا پھر خود بڑھ کر ابن قمیئہ کے شانے پر زور دار تلوار ماری لیکن وہ ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا۔

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہُ عنہا کے فرزند حضرت عبد اللہ رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک کافر نے زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ حضرت اُمِ عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا کہ بیٹا اُٹھو، کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سامنے آگیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ام عمارہ! دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت بی بی اُمِ عمارہ رضی اللہُ عنہا نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا۔ یہ منظر دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے اُمِ عمارہ! تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا، حضرت بی بی اُمِ عمارہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دعا فرمایئے کہ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہو جائے۔ اس وقت آپ نے ان کے لئے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کے لئے اس طرح دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔ یا اللہ! عزوجل ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔ حضرت بی بی اُمِ عمارہ رضی اللہُ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آجائے تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔[1]

---

1 ... مدارج النبوت، 2/126

www.dawateislami.net

مومنہ عورتوں کو پاکیزہ زندگی کی بشارت

نیک اعمال پر جیسے مردوں کو عظیم اجر و ثواب ہے ایسے ہی عورتوں کو بھی عظیم بشارتیں ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۝۹۷ (پ14، النحل:97)

ترجمہ: جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ضرور انہیں ان کے بہترین کاموں کے بدلے میں ان کا اجر دیں گے۔

مراد یہ کہ جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے دنیا میں حلال رزق اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنت کی نعمتیں دے کر پاکیزہ زندگی دیں گے۔ لہٰذا اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ عورتیں قناعت اور جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہوں گی۔ یونہی بعض علماء نے فرمایا کہ اچھی زندگی سے عبادت کی لذت مراد ہے تو اعمال صالحہ سے جو قلبی پاکیزگی حاصل ہوگی اس سے عبادت میں بھی دل لگے گا۔

مومن کی زندگی کافر سے بہتر ہونے کی حکمت:

مومن اگرچہ فقیر بھی ہو اُس کی زندگانی دولت مند کافر کے عیش سے بہتر اور پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ عزّوجلّ کی طرف سے ہے جو اُس نے مقدر کیا اس پر راضی ہوتا ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ اور آرام میں رہتا ہے اور کافر جو اللہ عزّوجلّ پر نظر نہیں رکھتا وہ حریص رہتا ہے اور ہمیشہ رنج، مشقت اور تحصیلِ مال کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال پر ثواب ملنے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے، کافر کے تمام نیک اعمال بیکار ہیں۔[1]

مومنہ عورتوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دعائے مغفرت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ (پ26، محمد:19)

ترجمہ: اور اے حبیب! اپنے خاص غلاموں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

1 ... خازن، النحل، تحت الآیۃ:97، 3/ 141-142، ملخصاً

www.dawateislami.net

یہاں آیت میں اگر خطاب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہو گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کوئی گناہ ہوا تھا جس کی معافی مانگنے کا فرمایا گیا کیونکہ آپ یقینی طور پر گناہوں سے معصوم ہیں بلکہ یہ کسی دوسرے مقصد کے پیشِ نظر فرمایا گیا، جیسا کہ امام جلالُ الدین سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں اس کے باوجود آپ کو گناہ سے مغفرت طلب کرنے کا فرمایا گیا (یہ امت کی تعلیم کے لئے ہے) تاکہ اس معاملے میں امت آپ کی پیروی کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مغفرت طلب بھی کی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: میں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔[1]

علامہ احمد صاوی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: یہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف "ذَنْبٌ" کی جو نسبت کی گئی اس سے مراد آپ کے اہلِ بیت کی خطائیں ہیں، نیز اس آیت میں امت کے لئے بھی بشارت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے فرمایا کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی بھی مغفرت طلب فرمائیں اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ شفاعت فرمانے والے اور مَقْبُوْلُ الشَّفَاعَت ہیں (تو آپ جس کی مغفرت طلب فرمائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضرور قبول ہو گی۔)[2]

نوٹ: اس مسئلے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے تفسیر صراط الجنان سے پارہ 24، سورۂ مومن، آیت نمبر 55 کے تحت مذکور تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

خواتین کے لیے مزید دو دعائیں:

خواتین کے لئے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دو دعائیں ذکر کی جاتی ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی عورت یا مرد مسجد میں جھاڑو دیتے تھے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے گم پایا تو اس عورت یا مرد کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے عرض کی: وہ فوت ہو گئے ہیں۔ فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ راوی کہتے ہیں کہ شاید انہوں نے اس کا معاملہ زیادہ اہم نہ جانا۔ مزید فرمایا: مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ لوگوں نے بتائی تو آپ نے اس قبر پر نماز پڑھی، پھر فرمایا: یہ قبریں اپنی میتوں پر

1 ... جلالین، القتال، تحت الآیۃ: 19، ص 421

2 ... صاوی، محمد، تحت الآیۃ: 19، 5/1958

www.dawateislami.net

تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اللہ میری نماز کی برکت سے انہیں نورانی کر دیتا ہے۔[1]

(2) حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: ہاں ضرور۔ فرمایا: یہ سیاہ رنگ والی عورت؛ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس آئی تھی اور عرض کیا تھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، میں مرگی میں گر جاتی ہوں اور میرا ستر بھی کھل جاتا ہے، میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر، تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کر دوں کہ تجھے آرام دے۔ اس نے عرض کی: میں صبر کروں گی۔ پھر عرض گزار ہوئی کہ میرا ستر کھل جاتا ہے اللہ سے یہ دعا کر دیں کہ میرا ستر نہ کھلے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمادی۔[2]

مومنہ عورتوں کو پل صراط پر نور ملنا اور جنتوں کی بشارت

ارشاد فرمایا:

یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ (پ27، الحدید: 12-13)

ترجمہ: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے (فرمایا جائے گا کہ) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو، یہی بڑی کامیابی ہے۔ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہم پر نظر کر دو ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں، کہا جائے گا: تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ تو وہاں نور ڈھونڈو، جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہو گا جس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہو گا۔

---

1 ... مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر، ص: 370، حدیث: 2215(956)
بخاری، کتاب الصلاۃ، باب کنس المسجد والتقاط الخرق، 1/174، حدیث: 458

2 ... بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، 4/6، حدیث: 5652

www.dawateislami.net

ان آیات میں مردوں اور عورتوں کے لئے بہت عظیم خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن پل صراط پر وہ اس حال میں ہوں گے کہ ان کے ایمان اور بندگی کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے اور وہ نور جنت کی طرف اُن کی رہنمائی کر رہا ہے اور (پل صراط سے گزر جانے کے بعد) ان سے فرمایا جائے گا کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔[1]

جبکہ دوسری طرف یہ حال ہو گا کہ جب مسلمان بڑی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جا رہے ہوں گے تو اس وقت منافق مرد اور منافقہ عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ”ہم پر بھی ایک نظر کر دو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں اور اس روشنی میں ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ مومنوں کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ تم جہاں سے آئے تھے وہیں لوٹ جاؤ اور وہاں نور ڈھونڈو۔“ اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ تم حساب کی جگہ کی طرف لوٹ جاؤ جہاں ہمیں نور دیا گیا ہے اور وہاں سے نور طلب کرو۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ تم ہمارا نور نہیں پا سکتے لہٰذا نور کی طلب کے لئے پیچھے لوٹ جاؤ۔ پھر وہ نور کی تلاش میں واپس ہوں گے اور کچھ نہ پائیں گے، دوبارہ مومنین کی طرف پھریں گے تو اس وقت ان مومنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی اور اس میں ایک دروازہ ہو گا جس سے جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اس دروازے کے اندر کی طرف جنت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہو گا۔ اس دیوار کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہی اَعراف ہے۔[2]

نوٹ: اس دیوار کے بارے میں مفسرین کے اور بھی اَقوال ہیں۔

اسی نور کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا نہ ہو، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے مٹا دے اور تمہیں ان باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جس دن اللہ نبی اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کرے گا، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑ تا

1 ...مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: 12، ص1209-1208، خازن، الحدید، تحت الآیۃ: 12، 4/228-229، ملتقطاً

2 ...روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: 13، 9/361-360، مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: 13، ص1209، ملتقطاً

www.dawateislami.net

لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۸ (پ28، التحریم:8)

ہو گا، وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ“ کے بارے میں فرماتے ہیں: ایمان والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا (جس کی روشنی میں وہ پل صراط پار کریں گے، حتّٰی کہ) ان میں سے بعض مومن ایسے ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی مانند ہو گا اور بعض مومن ایسے ہوں گے جن کا نور کھجور کے درخت کی مثل ہو گا اور ان میں سے سب سے کم نور اس شخص کا ہو گا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہو گا جو کہ کبھی روشن ہو گا اور کبھی بجھ جائے گا۔[1]

ہم خدا کی بارگاہ میں وہی دعا کرتے ہیں جو اوپر آیت میں سکھائی گئی ہے:

رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۸ (پ28، التحریم:8)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

کفار کے اہلِ خانہ کا انجامِ بد

ارشاد فرمایا:

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝۱۵ (پ23، الزمر:15)

ترجمہ: تو تم اس کے سوا جس کی عبادت کرنا چاہتے ہو، کر لو۔ (اے نبی) تم فرماؤ: بلاشبہ نقصان اٹھانے والے وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارے میں ڈالا۔ سن لو! یہی کھلا نقصان ہے۔

کفار کے اہلِ خانہ اس صورت میں خسارے میں ہوں گے جب وہ دین میں اپنے گھر کے سربراہ کی پیروی کریں گے جیسا کہ عموماً ہوتا ہے ورنہ جن کے بیوی بچے مسلمان ہو گئے وہ تو یقیناً نجات پا جائیں گے۔ کفار کے اہلِ خانہ میں سے ہونے کا نقصان بکثرت ظاہر ہوتا ہی ہے کہ ایمان کی تباہی کا بہت زیادہ خطرہ رہتا ہے اور یہ بات خود حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی بنا دیتے

[1] ... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، کلام ابن مسعود، 8/164، حدیث: 43

www.dawateislami.net

ہیں یا مجوسی بنادیتے ہیں۔[1] بلکہ دینِ اسلام میں مومنہ عورت کی کسی بھی کافر سے شادی کو سخت حرام قرار دیا گیا ہے، اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ عورت اپنے شوہر کے دین کی پیروی کرے گی اور کافر کی پیروی میں ہلاکت ہے، اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا:

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ (پ2، البقرۃ:221)

ترجمہ: اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ عورت سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو اور (مسلمان عورتوں کو) مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ مشرک تمہیں پسند ہو، وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

مومنہ عورتوں کو بشارتیں اور منافقہ و مشرکہ عورتوں کے لئے وعیدیں

ارشاد فرمایا:

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۶﴾ (پ26، الفتح:5-6)

ترجمہ: تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تاکہ اللہ ان کی برائیاں ان سے مٹادے، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ اور تاکہ وہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ پر برا گمان کرتے ہیں بری گردش انہیں پر ہے اور اللہ نے اُن پر غضب فرمایا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمائی اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

1 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ، 1/457، حدیث:1359

www.dawateislami.net

اس آیت سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تاکہ ان کے یقین پر یقین میں اضافہ ہو اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے اور ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا اور ان کے دلوں کو تسکین دی، اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں جس پر اللہ تعالیٰ انہیں ثواب عطا فرمائے اور ایمان والے مَردوں اور عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ان گناہوں کو مٹادے جو ان سے سرزَد ہوئے تاکہ وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہو کر جنت میں داخل ہوں، اور یہ جنت میں داخل کیا جانا اور برائیوں کا مٹادیا جانا اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ تیسری حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے منافق مَردوں اور منافقہ عورتوں کو اور مکہ مکرمہ کے مُشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو ان کے باطنی اور ظاہری کفر کی وجہ سے عذاب دے جو اللہ تعالیٰ پر بُرا گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے رسول، دوعالَم کے سردار محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کی مدد نہ فرمائے گا۔ ان کے بُرے گمان کا وبال عذاب اور ہلاکت کی صورت میں انہیں پر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر غضب فرمایا اور ان پر لعنت کی اور آخرت میں ان کے لیے جہنم تیار فرمائی اور جہنم کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔[1]

باب:09

عورتوں سے متعلق فقہی احکام

اس باب میں فقہی کتابوں میں موجود احکام کے موضوعات کی ترتیب سے ان فقہی احکام کا تذکرہ ہے جو عورتوں سے متعلق قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں۔

غسل کی فرضیت اور تیمم کی رخصت کا بیان

ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى ترجمہ: اور اگر تم بے غسل ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم

1 ...خازن، الفتح، تحت الآیۃ:5-6، 4/146، مدارک، الفتح، تحت الآیۃ:6-5، ص1141، روح البیان، الفتح، تحت الآیۃ:6-5، 9/14-16، ملتقطاً

www.dawateislami.net

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶ (پ6، المائدۃ:6)

بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیتُ الخلاء سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور ان صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرلو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک کردے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اس آیتِ کریمہ کی ابتداء میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم پر غسل فرض ہو تو غسل کرکے خوب پاک ہو جاؤ۔ عورتوں پر دیگر اسباب کے علاوہ حیض و نفاس سے بھی غسل لازم ہو جاتا ہے۔ حیض کا مسئلہ صفحہ 258 پر سورۂ بقرہ، آیت نمبر 222 میں مذکور ہے اور نفاس سے غسل لازم ہونا اجماع سے ثابت ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں تیمم کا بھی بیان ہے؛ تیمم کی تفصیل آگے سورۂ نساء آیت نمبر 43 میں مذکور ہے، نیز یہاں اختصار کے پیشِ نظر غسل و تیمم کی مزید تفصیلات ذکر نہیں کی جارہیں، ان سے متعلق مزید تفصیل جاننے کیلئے فقہی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

تیمم کے حکم کی تفصیل

ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۴۳ (پ5، النساء:43)

ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرلیا کرو بیشک اللہ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

شانِ نزول:

غزوۂ بنی مُصْطَلَق میں لشکرِ اسلام رات کے وقت ایک بیابان میں رکا۔ یہاں اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کا ہار گم ہو گیا جس کی تلاش کے لئے سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہیں قیام فرمایا۔ صبح ہوئی تو پانی نہ تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کے حکم پر مشتمل یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ دیکھ کر حضرت اُسَیْد بن حضیر رضی اللہُ عنہ نے کہا:

www.dawateislami.net

اے آلِ ابو بکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے یعنی تمہاری برکت سے مسلمانوں کو اس سے پہلے بھی بہت آسانیاں ہوئیں اور بہت فوائد پہنچے ہیں۔ پھر جب کچھ وقت بعد اونٹ اٹھایا گیا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔[1]

ہار گم ہونے اور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نہ بتانے میں بہت سی حکمتیں اور امت کے لیے فوائد تھے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس واقعے سے تیمم کا حکم معلوم ہو گیا جس سے قیامت تک مسلمان نفع اٹھاتے رہیں گے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کے ہار کی وجہ سے نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا وہاں قیام فرمانا حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کی فضیلت و مرتبے کو ظاہر کرتا ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ہار تلاش کرنے میں اس بات کی ہدایت ہے کہ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات کی خدمت مؤمنین کے لیے سعادت ہے۔

تیمم کی اجازت کی صورت:

آیت میں تیمم کے حکم میں تفصیل بیان کر دی گئی جس میں یہ بھی داخل ہے کہ تیمم کی اجازت جس طرح بے غسل ہونے کی صورت میں ہے، اسی طرح بے وضو ہونے کی صورت میں بھی ہے؛ چنانچہ فرمایا گیا کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو اور تمہیں وضو یا غسل کی حاجت ہے یا تم بیتُ الْخَلاء سے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آؤ اور تمہیں وضو کی حاجت ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور تم پر غسل فرض ہو گیا ہو تو ان تمام صورتوں میں اگر تم پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو؛ خواہ پانی موجود نہ ہونے کے باعث یا دور ہونے کے سبب یا اس کے حاصل کرنے کا سامان نہ ہونے کے سبب یا سانپ، درندہ، دُشمن وغیرہ کے ڈر سے؛ تو تم تیمم کر سکتے ہو۔ یاد رہے کہ جب عورت کو حَیض و نِفاس سے فارغ ہونے کے بعد غسل کی حاجت ہو اور وہ اس وقت پانی پر قدرت نہ پائے تو اس صورت میں اسے بھی تیمّم کی اجازت ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

آیت کے آخر میں ”**فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا: تو پاک مٹی سے تیمم کرو**“ سے تیمم کرنے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اور چند احکام یہ ہیں:

تیمم کا طریقہ:

تیمم کرنے والا پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے اور جو چیز مٹی کی جنس سے ہو جیسے گرد، ریت، پتھر، مٹی کا

1 ... بخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، 1/133، حدیث: 334

www.dawateislami.net

فرش وغیرہ، اس پر دو مرتبہ ہاتھ مارے، ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے پر پھیر لے اور دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھ پھیر کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیر لے۔

تیمم کے 2 احکام:

(1) ایک تیمم سے بہت سے فرائض و نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔

(2) تیمم کرنے والے کے پیچھے غسل اور وضو کرنے والے کی اقتدا صحیح ہے۔

نوٹ: تیمم کے مزید احکام جاننے کے لئے بہار شریعت، جلد 1، حصہ نمبر 2 "تیمم کا بیان" مطالعہ فرمائیں۔

حیض کے چند احکام

ارشاد فرمایا:

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِؕ قُلْ هُوَ اَذًىۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ (پ2، البقرۃ:222)

ترجمہ: اور تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں تم فرماؤ: وہ ناپاکی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک پاک نہ ہو جائیں پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس وہاں سے جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے، بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

شانِ نزول:

عرب کے لوگ یہودیوں اور مجوسیوں کی طرح حیض والی عورتوں سے بہت نفرت کرتے تھے، ان کے ساتھ کھانا پینا، ایک مکان میں رہنا انہیں گوارا نہ تھا، بلکہ یہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے، جبکہ عیسائیوں کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس تھا یعنی وہ ان دنوں میں عورتوں سے ملاپ میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے حیض کا حکم دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1] اور اِفراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی

1 ... قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: 223، 2/64، الجزء الثالث

www.dawateislami.net

اور بتادیا گیا کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے ہم بستری کرنا حرام ہے اور چونکہ یہ قرآن کی واضح آیت سے ثابت ہے لہٰذا ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کر لیا تو سخت گنہگار ہوا، اس پر توبہ فرض ہے۔[1] یونہی ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کی جگہ سے لذت حاصل کرنا منع ہے۔[2] بقیہ ان سے گفتگو کرنا، ان کے ساتھ کھانا پینا حتی کہ ان کا جوٹھا کھانا بھی جائز ہے، گناہ نہیں۔

مزید فرمایا: **"فَاِذَا تَطَهَّرْنَ" پھر جب خوب پاک ہو جائیں۔**

خوب پاک ہونے سے مراد ایامِ حیض ختم ہونے کے بعد غسل کر لینا ہے۔

حیض سے متعلق 4 احکام:

(1) حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(2) حیض کے دنوں میں عورت کیلئے تلاوتِ قرآن، نماز، روزہ، مسجد میں داخلہ، قرآن کو چھونا اور خانہ کعبہ کا طواف حرام ہو جاتا ہے۔

(3) ذکر و درود وغیرہ میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کیلئے وضو کر لینا مستحب ہے۔

(4) ایامِ حیض کے روزوں کی قضا عورت پر لازم ہے جبکہ نمازیں معاف ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے بہارِ شریعت حصہ 2 کا مطالعہ فرمائیں۔

ادائے نماز کی تاکید

ارشاد فرمایا:

وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ (پ22، الاحزاب:33) ترجمہ: اور نماز قائم رکھو۔

اس آیت مبارکہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات سے فرمایا گیا کہ تم نماز قائم رکھو جو کہ بدنی عبادات کی اصل ہے۔[3]

نوٹ: خیال رہے کہ یہاں خطاب اگرچہ ازواجِ مطہرات کو ہے لیکن یہ حکم عام ہے اور تمام عورتوں کے

1 ...بہار شریعت، حصہ دوم، نفاس کا بیان، 1/382

2 ...ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، 1/534

3 ...روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ:33، 7/171

www.dawateislami.net

لیے یہی حکم ہے کہ وہ نماز پڑھیں۔

اَزواجِ مُطَہَّرات اور عبادت:

حکمِ الٰہی کی تعمیل میں اَزواجِ مطہرات رضی اللہُ عَنہُنَّ فرض نمازوں کی بھرپور پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں اور دیگر عبادات میں بھی خوب کوشش کیا کرتی تھیں، چنانچہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا روزانہ بلاناغہ نمازِ تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں اور اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہُ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ آپ اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں اور تلاوتِ قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں۔[1]

مسلم شریف میں ہے: (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دن اور رات میں بارہ رکعات پڑھیں اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا۔[2]

اللہ تعالیٰ اُمت کی ماؤں کی عبادات کا صدقہ ان کی روحانی بیٹیوں کو بھی نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

نسبت پر بھروسہ کرکے نماز نہ پڑھنے والوں کو نصیحت:

یہاں اَزواجِ مُطَہَّرات رضی اللہُ عَنہُنَّ کو حکم دیا گیا کہ نماز پڑھا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قرابت کے باعث اگر کوئی نماز کی تارک ہوگی تو اس سے کسی قسم کی پوچھ نہیں ہوگی۔ اس سے ان خواتین کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جو نماز نہیں پڑھتیں اور انہیں جب عمل کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو نسبت کا بہانہ بنا دیتی ہیں کہ ہماری نسبت اچھوں کے ساتھ ہے اس لئے اگر ہم ان احکام پر عمل نہ کریں تو بھی ہمارا بیڑہ پار ہے۔ معاذاللہ

---

1 ... سیرتِ مصطفی، انیسواں باب، ازواجِ مطہرات، ص660، 662-663

2 ... مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض وبعدھا، ص:286، حدیث:1694(728)

www.dawateislami.net

روزہ اور روزہ دار

ارشاد فرمایا:

وَ الصَّآىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ (پ22، الاحزاب:35) ترجمہ: اور روزے رکھنے والے اور روزے رکھنے والیاں۔

اس آیت کریمہ میں نفلی روزے رکھنے والے مردوں اور عورتوں کا تذکرہ ہے۔ منقول ہے کہ جس نے ہر ہفتہ ایک درہم صدقہ کیا وہ خیرات کرنے والوں میں اور جس نے ہر مہینے اَیّامِ بیض (یعنی قمری مہینے کی 13، 14، 15 تاریخ) کے تین روزے رکھے وہ روزے رکھنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہُ عنہن اور دیگر صحابیات فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کا بھی خوب اہتمام کرتی تھیں، چنانچہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہُ عنہا بکثرت روزے رکھا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سامنے آپ کی شان میں یہ الفاظ کہے: حضرت حفصہ رضی اللہُ عنہا بہت عبادت کرنے والی، روزہ رکھنے والی اور جنت میں آپ کی زوجہ ہیں۔[1]

یہاں تک کہ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا روزے کی حالت میں فوت ہوئیں۔[2]

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: جب میں اپنی والدہ (ام فضل) کے پیٹ میں تھا اس وقت بھی میری والدہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتی تھیں۔[3]

حضرت ام شریک رضی اللہُ عنہا کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار تھیں۔ راستے میں ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تاکہ روزہ افطار کر لیں۔ اس دشمنِ اسلام نے انہیں ایک مکان میں بند کر دیا تاکہ انہیں روزہ افطار کرنے کے لیے ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے۔ جب سورج غروب ہو گیا اور انہیں روزہ افطار کرنے کی فکر ہوئی تو اندھیری بند کوٹھڑی میں اچانک کسی نے ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا ڈول ان کے سینہ پر رکھ دیا جس سے انہوں نے روزہ افطار کر لیا۔[4]

---

1 ...طبقات ابن سعد، ذکر ازواج رسول، حفصہ بنت عمر، 8/67

2 ...الاصابہ، کتاب النساء، حرف الحاء المہملۃ، حفصہ بنت عمر، 8/86

3 ...طبقات ابن سعد، تسمیۃ غرائب نساء العرب، ام الفضل، 8/217

4 ...طبقات ابن سعد، ام شریک، 8/124

www.dawateislami.net

رمضان اور اعتکاف کے چند احکام

ارشاد فرمایا:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىٕكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۸۷

(پ2، البقرۃ:187)

ترجمہ: تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمادیا تو اب ان سے ہم بستری کرلو اور جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہوا ہے اسے طلب کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے فجر سے سفیدی (صبح) کا ڈورا سیاہی (رات) کے ڈورے سے ممتاز ہو جائے پھر رات آنے تک روزوں کو پورا کرو اور عورتوں سے ہم بستری نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں تو ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ یونہی لوگوں کے لئے اپنی آیات کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیز گار ہو جائیں۔

شانِ نزول:

شروع اسلام میں افطار کے بعد کھانا پینا، جماع کرنا نمازِ عشاء تک حلال تھا، نمازِ عشاء کا وقت شروع ہونے کے بعد یہ سب چیزیں بھی حرام ہو جاتی تھیں، یونہی سونے کے بعد بھی یہ چیزیں حرام ہو جاتی تھیں اگرچہ ابھی عشاء کا وقت شروع نہ ہوا ہو۔ بعض صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم سے رمضان کی راتوں میں ہم بستری کا فعل سرزد ہوا۔ اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں صورتِ حال عرض کی تو آیت اتری۔[1]

اور فرمادیا گیا کہ آئندہ تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا نیز اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے رہے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرمادیا اور

1 ... جلالین وصاوی، البقرۃ، تحت الآیۃ:187، 1/156، 157

www.dawateislami.net

آئندہ کیلئے اجازت بھی عطا فرمادی۔ آیت میں خیانت سے وہ ہم بستری مراد ہے جو اجازت سے پہلے رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی۔

مزید فرمایا: **"وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ "اور جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہوا ہے اسے طلب کرو۔"**

اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے کو طلب کرنے سے مراد یا تو یہ ہے کہ عورتوں سے ہم بستری اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو اور دین قوی ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شرعی طریقے کے مطابق یہ فعل کرنا ہے۔[1]

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھا اس کو طلب کرنے کے معنی ہیں: رمضان کی راتوں میں کثرت سے عبادت کرنا اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا۔[2]

رمضان کی راتوں میں کھانا پینا مباح ہے:

مزید فرمایا: **"وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ "اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے فجر سے سفیدی (صبح) کا ڈورا سیاہی (رات) کے ڈورے سے ممتاز ہو جائے پھر رات آنے تک روزوں کو پورا کرو۔**

شانِ نزول:

آیت کا یہ حصہ حضرت صَرمہ بن قیس رضی اللہُ عنہ کے حق میں نازل ہوا۔ آپ رضی اللہُ عنہ محنتی آدمی تھے ایک دن روزے کی حالت میں دن بھر اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے، بیوی سے کھانا مانگا، وہ پکانے میں مصروف ہو گئیں اور یہ تھکے ہوئے تھے اس لئے ان کی آنکھ لگ گئی، جب بیوی نے کھانا تیار کر کے انہیں بیدار کیا تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس زمانہ میں سو جانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اسی حالت میں آپ رضی اللہُ عنہ نے دوسرا روزہ رکھ لیا جس سے کمزوری انتہا کو پہنچ گئی اور دوپہر کے وقت بیہوش ہو گئے۔ تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ان کا حال بیان کیا گیا تو ان کے بارے

---

1 ... تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ: 187، ص69

2 ... تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: 187، 2/272

www.dawateislami.net

میں آیت کا یہ حصہ نازل ہوا۔[1] اور رمضان کی راتوں میں کھانا پینا مباح فرما دیا گیا۔

آیت میں سفید اور سیاہ ڈورے کا تذکرہ ہے۔ اس سے رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی ہے اور معنی یہ ہیں کہ تمہارے لیے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک جائز کر دیا گیا۔

رمضان اور اعتکاف میں بیوی سے قربت:

فرمایا: **"وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ" اور عورتوں سے ہم بستری نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔"**

اس میں بیان ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لیے بیوی سے ہم بستری حلال ہے جبکہ وہ معتکف نہ ہو کہ اعتکاف میں عورتوں سے میاں بیوی والے تعلقات حرام ہیں۔

ازواجِ مطہرات کا اعتکاف:

اس آیت میں اعتکاف کرنے والے کے بارے میں ایک شرعی مسئلے کا بیان ہوا، اسی مناسبت سے ہم یہاں اعتکاف کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا عمل مبارک، اعتکاف کے فضائل اور اعتکاف سے متعلق مزید مسائل بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو وفات دی اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ اعتکاف کیا کرتیں۔[2]

اعتکاف کے چند مسائل:

(1) عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں مسجدِ بیت میں جائز ہے اور فی زمانہ انہیں مسجدوں میں اعتکاف کی اجازت نہیں۔ مسجد بیت گھر کی وہ جگہ ہے جسے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہو۔

(2) واجب اور سنت اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔ نفلی اعتکاف میں روزہ ضروری نہیں اور نفلی اعتکاف چند منٹ کا بھی ہو سکتا ہے۔ جب بھی عورتیں مسجد بیت یعنی گھریلو مسجد میں جائیں، نفلی اعتکاف کی نیت کر لیں۔

---

1 ... خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 187، 1/126، بخاری، کتاب الصوم، باب قول اللہ جل ذکرہ: احل لکم ... الخ، 1/631، حدیث: 1915

2 ... بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر ... الخ، 1/664، حدیث: 2026

www.dawateislami.net

(3)واجب وسنت اعتکاف میں ایک لمحے کیلئے بلا اجازتِ شرعی مسجد سے نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔[1]

ادائے زکوٰۃ کا حکم

ارشاد فرمایا:

وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ (پ22، الاحزاب:33) ترجمہ: اور زکوٰۃ دو۔

اس آیت کریمہ میں ازواجِ مطہرات سے فرمایا گیا کہ اگر تمہارے پاس مال ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ یہی حکم تمام مسلمان عورتوں کے لئے بھی ہے کہ اگر ان کے پاس اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ فرض ہو جائے تو وہ اس کی زکوٰۃ ادا کریں۔

زکوٰۃ اور سیرتِ صحابیات:

ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابیات رضی اللہُ عنہن زکوٰۃ کے معاملے میں بہت فکر مند ہوا کرتی تھیں، چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں چاندی سے نقش و نگار کیے ہوئے سونے کے کنگن پہنا کرتی تھی (ایک دن) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، کیا یہ بھی (وہ) کنز ہے (جس کی وعید قرآن پاک میں ہے)؟ ارشاد فرمایا: جو وجوبِ زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچے اور تم اس کی زکوٰۃ ادا کر دو تو وہ کنز نہیں۔[2]

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک ہار لے کر حاضر ہوئی، اس میں ستر (70) مثقال (297.5 گرام) سونا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، آپ اس سے زکوٰۃ وصول فرمالیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس سے پونے دو مثقال (7.43 گرام) سونا زکوٰۃ نکال دی۔[3]

ابو داؤد شریف میں ہے کہ ایک صحابیہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو ان کے ہاتھ میں سونے کے دو بڑے بڑے کنگن تھے جنہیں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان سے پوچھا: کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ عرض کی: نہیں! ارشاد فرمایا: تو کیا یہ پسند کرتی ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں (ان کی زکوٰۃ نہ دینے کے سبب) آگ

1 ...بہارِ شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان، 1/1023-1021 ملخصًا
2 ...ابو داود، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنز ما ھو، 2/137، حدیث:1564
3 ...دار قطنی، کتاب الزکوٰۃ، باب زکاۃ الحلی، 2/499، حدیث:1952

www.dawateislami.net

کے کنگن پہنائے؟ یہ سن کر اس صحابیہ رضی اللہُ عنہا نے فوراً وہ کنگن اُتار کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی: یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے لئے ہیں۔[1]

صدقہ اور متصدقہ

ارشاد فرمایا:

وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ (پ22، الاحزاب:35) ترجمہ: اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں۔

اس آیت میں ان مردوں اور عورتوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں فرض اور نفلی صدقات دیئے۔

عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتوں میں راہِ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے، الحمد للہ؛ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عورتوں کو بطورِ خاص خرچ کرنے کا حکم بھی دیا ہے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ (وہاں) آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عورتوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔[2] راوی بیان کرتے ہیں: عورتیں اپنے زیورات، کانوں کی بالیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ صدقہ کرتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہُ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔[3]

ایک اور حدیث میں ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اس کا کتنا حصہ باقی ہے؟ کہا: صرف ایک دستی، آپ نے فرمایا: اس کی ایک دستی کے سوا سب باقی ہے۔[4]

---

1 ...ابو داود، کتاب الزکوۃ، باب الکنز ما ھو...الخ، ص 1/137، حدیث:1563

2 ...بخاری، کتاب الزکوۃ، باب الزکوۃ علی الاقارب، 1/493، حدیث:1462

3 ...مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، باب، ص:341، حدیث:2048(885)

4 ...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب-33، 4/212، حدیث:2478

www.dawateislami.net

صدقہ دینے والی خواتین کے لئے بشارت

ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۸﴾ (پ27، الحدید:18)

ترجمہ: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کیلئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔

اس آیت میں فرمایا کہ بیشک وہ مرد اور عورتیں جنہوں نے خوش دلی اور نیک نیت کے ساتھ حق داروں کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا تو ان کیلئے صدقہ کرنے اور راہِ خدا میں خوش دلی کے ساتھ خرچ کرنے کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے اور وہ جنت ہے۔[1]

عورتوں کا یوں صدقہ و خیرات کرنا عموماً شوہر کے مال سے ہوتا ہے، اس میں حکم یہ ہے کہ اگر بیوی شوہر کی اجازت سے شوہر کے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے، تو شوہر اور بیوی دونوں کو اس کا ثواب ملتا ہے، شوہر کو مال کمانے (اور حقیقتاً اسی کے مال سے صدقہ ہونے کا) اور بیوی کو صدقہ دینے کا۔ نیز علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شوہر نے چونکہ محنت و مشقت سے مال کمایا، لہٰذا اُسے ثواب بھی زیادہ ملے گا، اس لیے جب آپ کی اجازت سے آپ کے گھر والے آپ کی کمائی سے زکوٰۃ و صدقہ وغیرہ دیتے ہیں، تو اس کا ثواب آپ کو بھی ملے گا اور آپ کے گھر والوں کو بھی ملے گا، بلکہ علماء و محدثین کی تصریحات کے مطابق آپ کو زیادہ ثواب ملے گا، البتہ زکوٰۃ کے معاملے میں پوری صراحت و وضاحت سے اجازت دیں اور اس چیز کا خیال بھی رکھیں کہ آپ کا فرض ادا ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے کچھ صدقہ کرتی ہے تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے اور اسی طرح شوہر کو بھی ثواب ملتا ہے اور اسی طرح خازن (ملازم) کو بھی ثواب ملتا ہے اور ان میں سے کسی کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہو گی، شوہر کے لئے کمانے اور عورت کے لئے خرچ کرنے کا ثواب ہے۔[2]

علامہ بدر الدین عینی رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جان لو! عامل (ملازم) اور وہی خازن ہے اور بیوی اور غلام کے لئے مالک کی طرف سے ان تصرفات کی اجازت ہونا ضروری ہے، اگر کسی

1 ... مدارک، الحدید، تحت الآیۃ:18، ص1210، خازن، الحدید، تحت الآیۃ:18، 4/230، ملتقطاً

2 ... مسند احمد، مسند السیدہ عائشہ، 9/395، حدیث:24734

www.dawateislami.net

اندازسے بھی اجازت ثابت نہ ہو، تو ان تینوں میں سے کسی کا بھی ایسا تصرف کرنا، جائز نہیں ہے، بلکہ غیر کے مال میں بغیر اجازت تصرف کرنے کا گناہ اُن پر ہو گا اور اجازت کی دو قسمیں ہیں: (۱) خرچ کرنے اور صدقہ کرنے کی صراحۃً (واضح الفاظ میں) اجازت ہو اور (۲) عرف کی وجہ سے جو اجازت مفہوم ہوتی ہے (یعنی دلالۃً اجازت) جیسے کسی سائل (بھیک مانگنے والے کو) کوئی پرانی ٹوٹی ہوئی چیز یا اس طرح کی کوئی چیز دینا، جس پر عرف جاری ہو۔[1]

قریبی رشتہ داروں کی مدد کی ترغیب:

خواتین کو چاہیے کہ اپنے قریبی رشتے داروں کی مدد کرتی رہیں کہ اس میں زیادہ ثواب ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب بیان کرتی ہیں: میں مسجد میں موجود تھی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا: عورتوں کی جماعت تم صدقہ کیا کرو خواہ اپنے زیورات ہی سے کرو۔ اور زینب اپنے خاوند اور زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرتی تھیں انہوں نے اپنے خاوند سے کہا آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھیں کہ اگر میں آپ پر اور زیر کفالت یتیم بچوں پر صدقہ کروں تو کیا میری طرف سے ادا ہو جائے گا؟ تو انہوں نے کہا تم خود ہی پوچھ لو۔ میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس گئی تو وہاں دروازے پر ایک اور انصاری عورت کھڑی تھی۔ اس کی ضرورت بھی میری جیسی تھی۔ اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے انہیں کہا آپ نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھیں کہ اگر میں اپنے خاوند اور زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کروں تو کیا وہ ہو جائے گا؟ مختصراً حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں اس کے لئے دگنا اجر ہے۔ ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صدقے کا اجر۔[2]

حج میں کچھ ممنوعہ چیزیں

ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ؕ (پ2، البقرۃ:197)

ترجمہ: حج چند معلوم مہینے ہیں تو جو اِن میں حج کی نیت کرے تو حج میں نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو اور نہ کوئی گناہ ہو اور نہ کسی سے جھگڑا ہو۔

1 ... عمدۃ القاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اجر المرأۃ اذا تصدقت، 6/418

2 ... بخاری کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الزوج والایتام فی الحجر، 1/495، حدیث:1466

www.dawateislami.net

اس آیت کریمہ میں حج کے احکام و آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ حج کے چند مشہور و معروف مہینے ہیں۔ یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن۔ حج کے ارکان صرف ساتویں ذی الحجہ سے بارھویں تک ادا ہوتے ہیں۔ مگر شوال، ذیقعدہ کو بھی حج کے مہینے اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان میں احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے اور ان سے پہلے حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے۔

مزید فرمایا: فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ: تو جو ان میں حج کو لازم کرلے۔ یعنی جو شخص احرام باندھ کر یا ہَدی کا جانور چلا کر حج کو اپنے اوپر لازم کرلے اس پر یہ چیزیں لازم ہیں:

(1) رفث سے بچنا۔ رَفَث سے مراد ہے، ہم بستری کرنا یا عورتوں کے سامنے اس کا ذکر کرنا یا فحش کلام کرنا۔[1] البتہ نکاح کر سکتا ہے۔

(2) فسوق سے بچنا۔ فسق کا معنیٰ ہے گناہ اور برائی کے کام۔

(3) جدال سے بچنا۔ جِدال سے مراد ہے، اپنے ہم سفروں سے یا خادموں سے یا غیروں کے ساتھ جھگڑنا۔[2] یاد رہے کہ گناہ کے کام اور لڑائی جھگڑا تو ہر جگہ ہی ممنوع ہے لیکن چونکہ حج ایک عظیم اور مقدس عبادت ہے اس لئے اس عبادت کے دوران ان سے بچنے کی بطورِ خاص تاکید کی ہے۔

نکاح کی استطاعت نہ رکھنے پر پاکدامنی کی تاکید

ارشاد فرمایا:

وَ لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖؕ (پ18، النور:33)

ترجمہ: اور جو لوگ نکاح کرنے کی طاقت نہیں پاتے انہیں چاہیے کہ پاکدامنی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اس آیت میں ان لوگوں کا حکم بیان کیا جارہا ہے جو نکاح کرنے کی اِستطاعت نہیں رکھتے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ مَہر اور نان نفقہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو انہیں چاہیے کہ حرام کاری سے بچے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے اور وہ مہر و نان نفقہ ادا

1 ... ہدایہ، کتاب الحج، باب الاحرام، 1/135

2 ... تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ: 197، ص95

www.dawateislami.net

کرنے کے قابل ہو جائیں۔[1]

نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں سے متعلق 2 شرعی مسائل:

یہاں نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں کے بارے میں دو شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے مگر نکاح کر لیا تو نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

(2) جو لوگ کسی وجہ سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے تو انہیں چاہئے کہ کثرت سے روزے رکھیں جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔[2]

کنوارے مرد و عورت کا نکاح کرنے کی ہدایت

ارشاد فرمایا:

وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۲﴾

(پ18، النور:32)

ترجمہ: اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

نکاح زندگی کے اہم معاملات میں سے ہے اور انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں خواہ مرد ہوں یا عورتیں، کنوارے یا غیر کنوارے (یعنی شادی شدہ تھے لیکن پھر طلاق یا ایک کی موت ہو گئی) اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دو۔[3]

---

1 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ:33، ص779

2 ... مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ... الخ، ص725، حدیث:3398(1400)

3 ... خازن، النور، تحت الآیۃ:32، 3/350

www.dawateislami.net

نکاح کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں انبیاء کرام (علیہمُ السّلام) کی سنت میں سے ہیں: حیاء، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور نکاح۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: اے جوانو! تمہیں نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکانے والا اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے، اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے۔[2]

نکاح کرنے کا شرعی حکم:

نکاح کرنے کا شرعی حکم یہ ہے کہ اِعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا زیادہ غلبہ ہو اور نامرد بھی نہ ہو، مہر اور نان نفقہ پر قدرت رکھتا ہو تو نکاح سنّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔ زِنا میں پڑنے کا اندیشہ ہے اور زَوْجِیَّت کے حقوق پورے کرنے پر قادِر ہے تو واجب اور اگر زِنا میں پڑنے کا یقین ہو تو نکاح کرنا فرض ہے، زوجیت کے حقوق پورے نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو تو نکاح مکروہ اور حقوق پورے نہ کر سکنے کا یقین ہو تو حرام ہے۔[3]

نکاح کے فوائد:

دینِ اسلام میں نکاح بذاتِ خود ایک اہم عبادت ہے۔ اس سے انسان پریشان نظری اور خیالات کے انتشار سے بچ جاتا ہے جو تقویٰ کے حصول میں نہایت اہم ہے۔ پھر نکاح مرد و عورت کی فطری تسکین کا ذریعہ ہے بلکہ اس کے علاوہ انسان کو ویسے ہی زندگی میں مونس و غمخوار کی ضرورت ہوتی ہے اور میاں بیوی سے بڑھ کوئی کسی کے لئے مونس و غمخوار نہیں ہو سکتا، اسی لئے بعض اوقات بڑھاپے میں اولاد تو باپ کو چھوڑ دیتی ہے لیکن بیوی شوہر کو نہیں چھوڑتی۔ نکاح کے عظیم فوائد میں سے نسل انسانی کی بقا اور اولاد کا حصول ہے اور اولاد کی اہمیت انسان کی زندگی میں کس قدر ہے اس سے ہر شخص بخوبی واقف ہے۔ اولاد فطری خواہش بھی ہے، زندگی کا سکون بھی، بڑھاپے کا سہارا بھی، محبتیں ملنے کا ذریعہ بھی۔ مسلمان کے لئے نکاح اور اس سے اولاد کے حصول

---

1 ... ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیہ، 2/342، حدیث: 1082

2 ... ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیہ، 2/343، حدیث: 1083

3 ... بہارِ شریعت، حصہ ہفتم، نکاح کا بیان، 2/4-5، ملخصًا

www.dawateislami.net

میں یہ مقصد و فائدہ بھی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی امت میں اضافہ ہو گا اور امت کے افراد میں اضافہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بہت محبوب ہے۔

مزید فرمایا: "اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا"

اس غناء کے بارے میں مفسرین کے چند قول ہیں:

(1) اس غناء سے مراد قناعَت ہے۔

(2) اس سے مراد کفایت ہے کہ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہو جائے جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کا کھانا دو کو کافی ہے۔[1]

(3) اس غناء سے شوہر اور بیوی کے دو رِزْقوں کا جمع ہو جانا یا نکاح کی برکت سے فراخی حاصل ہونا مراد ہے۔[2]

تنگدستی دُور ہونے اور فراخ دستی حاصل ہونے کا ذریعہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نکاح کی برکت سے تنگدستی دور ہو جاتی اور فراخ دستی حاصل ہوتی ہے۔ کثیر احادیث میں بھی اس چیز کو بیان کیا گیا ہے، ترغیب کے لئے 6 احادیث درج ذیل ہیں۔

(1) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ (1) اللہ عزّوجلّ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (2) مُکاتَب (غلام) کہ (کِتابَت کی رقم) ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ (3) پارسائی کے ارادے سے نکاح کرنے والا۔[3]

(2) تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نکاح کے ذریعے رِزْق تلاش کرو۔[4]

(3) حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس (اللہ تعالیٰ

---

1 ... مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فضیلۃ المواساۃ فی الطعام القلیل... الخ، ص877، حدیث: 5368(2059)

2 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ: 32، ص779، خازن، النور، تحت الآیۃ: 32، 3/350، ملتقطاً

3 ... ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی المجاہد والناکح والمکاتب... الخ، 3/247، حدیث: 1661

4 ... مسند الفردوس، باب الالف، 1/88، حدیث: 282

www.dawateislami.net

کی طرف سے رِزْق اور) مال لائیں گی۔[1]

(4) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے نکاح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔[2]

(5) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: اللہ عزّوجلّ نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا تم اس کی اِطاعت کرو اس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عزّوجلّ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔[3]

(6) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو نکاح کے بغیر غنی ہونے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عزّوجلّ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔[4]

نکاح کی وجہ سے غنی ہونے کی ایک نفسیاتی وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اکیلا آدمی عموماً بے فکر ہوتا ہے لیکن جب شادی ہو جاتی ہے تو احساسِ ذمہ داری پیدا ہو جاتی ہے تو آدمی تَن دہی سے کوشش کرتا ہے جس کے نتیجے میں اس کیلئے رزق کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور اس بات کا ہزاروں لوگوں میں مشاہدہ بھی ہے کہ شادی سے پہلے بے فکر و بے روزگار اور دوستوں کے ساتھ وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں لیکن شادی کے بعد کام بھی شروع کر دیتے ہیں اور فضولیات سے بھی بچنا شروع کر دیتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں بہت سے نکاح کرنے کی رسم اور اسلامی حکم

ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ

ترجمہ: اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں، دو دو اور تین

1 ... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، فی التزویج من کان یأمر بہ ویحثّ علیہ، 3/271، حدیث: 10

2 ... تاریخ بغداد، باب محمد، 307- محمد بن احمد بن نصر ابو جعفر... الخ، 1/382

3 ... تفسیر ابن ابی حاتم، النور، تحت الآیۃ: 32، 8/2582

4 ... خازن، النور، تحت الآیۃ: 32، 3/350

www.dawateislami.net

رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ۳ (پ4، النساء:3)

تین اور چار چار پھر اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک (سے نکاح کرو) یا لونڈیوں (پر گزارا کرو) جن کے تم مالک ہو۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

اِس آیت کے معنی میں چند اقوال ہیں۔

(1) امام حسن بصری رضی اللہُ عنہ کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیرِ سرپرستی یتیم لڑکیوں سے اُن کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے حالانکہ اُن کی طرف انہیں کوئی رغبت نہ ہوتی تھی، پھر اُن یتیم لڑکیوں کے حقوق پورے نہ کرتے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرتے اور اُن کے مال کے وارث بننے کے لئے اُن کی موت کے منتظر رہتے، اِس آیت میں اُنہیں اِس حرکت سے روکا گیا۔[1]

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی سرپرستی کرنے سے تو ناانصافی ہو جانے کے ڈر سے گھبراتے تھے لیکن بدکاری کی پرواہ نہ کرتے تھے، اِنہیں بتایا گیا کہ اگر تم ناانصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی سرپرستی سے گریز کرتے ہو تو بدکاری سے بھی خوف کرو اور اُس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں اُن سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔[2]

(3) تیسرا قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی سرپرستی میں تو ناانصافی کرنے سے ڈرتے تھے لیکن بہت سے نکاح کرنے میں کچھ خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے، اُنہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو اُن کے حق میں ناانصافی سے بھی ڈرو جیسے یتیموں کے حق میں ناانصافی کرنے سے ڈرتے ہو اور اُتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔[3]

(4) حضرت عِکْرِمَہ رضی اللہُ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت کیا کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب اُن کا بوجھ نہ اٹھا سکتے تو جو یتیم لڑکیاں اُن کی سرپرستی میں

1 ... صاوی، النساء، تحت الآیۃ: 3، 2/359

2 ... تفسیر کبیر، النساء، تحت الآیۃ: 3، 3/485

3 ... مدارک، النساء، تحت الآیۃ: 3، ص209

www.dawateislami.net

ہوتیں اُن کے مال خرچ کر ڈالتے۔[1]

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی مالی پوزیشن دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تاکہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔

نکاح سے متعلق 2 شرعی مسائل:

(1) اِس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے۔

(2) تمام امّت کا اِجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اسلام قبول کیا، اس کی آٹھ بیویاں تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اِن میں سے صرف چار رکھنا۔[2]

بیویوں کے درمیان انصاف کرنا ممکن نہ ہو تو:

مزید فرمایا: "فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً" پھر اگر تمہیں عدل نہ کر سکنے کا ڈر ہو تو صرف ایک (سے نکاح کرو)

آیت میں چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی صورت میں سب کے درمیان عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک سے شادی کرو۔ اسی سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی چار میں عدل نہیں کر سکتا لیکن تین میں کر سکتا ہے تو تین شادیاں کر سکتا ہے اور تین میں عدل نہیں کر سکتا لیکن دو میں کر سکتا ہے تو دو کی اجازت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل کرنا فرض ہے، اس میں نئی، پرانی، کنواری یا دوسرے کی مُطَلَّقہ، بیوہ سب برابر ہیں۔ یہ عدل لباس میں، کھانے پینے میں، رہنے کی جگہ میں اور رات کو ساتھ رہنے میں لازم ہے۔ ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔

---

1 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ: 3، 1/340

2 ... ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فی من اسلم وعندہ... الخ، 2/396، حدیث: 2241

www.dawateislami.net

دوسرے شخص کی باندی سے نکاح کی اجازت

ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ (پ5، النساء:25)

ترجمہ: اور تم میں سے جو کوئی اتنی قدرت نہ رکھتا ہو کہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکے تو ان مسلمان کنیزوں سے نکاح کرلے جو تمہاری مِلک ہیں اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم سب آپس میں ایک جیسے ہو تو ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور اچھے طریقے سے انہیں ان کے مہر دیدو اس حال میں کہ وہ نکاح کرنے والی ہوں، نہ زنا کرنے والی اور نہ پوشیدہ آشنا بنانے والی۔

جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت اور وسعت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ کسی مسلمان کی مومنہ کنیز سے اس کے مالک کی اجازت کے ساتھ نکاح کرلے۔ اپنی کنیز سے نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مالک کے لئے نکاح کے بغیر ہی حلال ہے۔[1]

باندی سے نکاح کرنے کے متعلق 2 شرعی مسائل:

(1) جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو اسے بھی مسلمان کنیز سے نکاح کرنا جائز ہے البتہ اگر آزاد عورت پہلے سے نکاح میں ہو تو اب باندی سے نکاح نہیں کر سکتا۔[2]

(2) احناف کے نزدیک کِتابِیہ لونڈی سے نکاح بھی کر سکتا ہے جبکہ مومنہ کنیز کے ساتھ مستحب ہے۔[3]

آیت میں مزید فرمایا: **"وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْ ؕ" اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔**

اہلِ عرب اپنے نسب پر فخر کرتے اور لونڈیوں سے نکاح کو باعثِ عار سمجھتے تھے ان کے اس خیال کی تردید

---

1 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ: 25، 1/367

2 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ: 25، 1/368

3 ... مدارک، النساء، تحت الآیۃ: 25، ص222

www.dawateislami.net

کی گئی کہ نسب میں تم سب برابر ہو کہ سبھی حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد ہو لہٰذا لونڈیوں سے نکاح کرنا باعثِ شرم نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ تم سب ایمان میں مُشْتَرَک ہو کہ تمہارا دین اسلام ہے اور ایمان والا ہونا بڑی فضیلت کا حامل ہے نیز فضیلت کا دارومدار تو ایمان اور تقویٰ پر ہے اس لئے جب لونڈیوں سے نکاح کی حاجت ہو تو شرماؤ نہیں، ان کا ایمان والا ہونا کافی ہے۔[1]

نکاح کے معاملے میں بدکاروں کا حال

ارشاد فرمایا:

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۪ وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ18، النور:3)

ترجمہ: زنا کرنے والا مرد بدکار عورت یا مشرکہ سے ہی نکاح کرے گا اور بدکار عورت سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرے گا اور یہ ایمان والوں پر حرام ہے۔

فرمایا کہ زنا کرنے والا مرد بدکار عورت یا مشرکہ سے ہی نکاح کرنا پسند کرے گا اور بدکار عورت سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرنا پسند کرے گا کیونکہ خبیث کا میلان خبیث ہی کی طرف ہوتا ہے، نیکوں کو خبیثوں کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاسق وفاجر شخص نیک اور پارسا عورت سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے جیسی فاسقہ فاجرہ عورت سے نکاح کرنا پسند کرتا ہے اسی طرح فاسقہ فاجرہ عورت نیک اور پارسا مرد سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں رکھتی بلکہ وہ اپنے جیسے فاسق وفاجر مرد سے ہی نکاح کرنا پسند کرتی ہے۔

شانِ نزول:

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مہاجرین میں سے بعض بالکل نادار تھے، نہ اُن کے پاس کچھ مال تھا نہ ان کا کوئی عزیز قریب تھا اور غلط کار مشرکہ عورتیں دولت مند اور مالدار تھیں، یہ دیکھ کر کسی مہاجر کو خیال آیا کہ اگر اُن سے نکاح کر لیا جائے تو ان کی دولت کام میں آئے گی۔ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اُنہوں نے اس کی اجازت چاہی تو اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس سے روک دیا گیا۔[2]

1 ... تفسیر کبیر، النساء، تحت الآیۃ:25، 4/49، جمل، النساء، تحت الآیۃ:25، 2/39، ملتقطاً

2 ... خازن، النور، تحت الآیۃ:3، 3/335

www.dawateislami.net

آیت میں مزید فرمایا: وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور یہ ایمان والوں پر حرام ہے۔

یعنی بدکاروں سے نکاح کرنا ایمان والوں پر حرام ہے۔ یاد رہے کہ ابتدائے اسلام میں زانیہ عورت سے نکاح کرنا حرام تھا بعد میں اس آیت "وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ" (ترجمہ: اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں ان کے نکاح کر دو۔) (پ18، النور:32) سے یہ حکم مَنسوخ ہو گیا۔[1]

بد عقیدہ اور بد کردار لوگوں کا ساتھی بننا:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد عقیدہ اور بری عادات و کردار والے لوگوں کا ساتھی بننے اور انہیں اپنا ساتھی بنانے سے بچنا چاہئے اور درست عقائد رکھنے والے نیک و پارسا لوگوں کا ساتھی بننا اور انہیں اپنا ساتھی بنانا چاہئے کیونکہ ایک طبیعت دوسری طبیعت سے اثر لیتی ہے اور ایک دوسرے سے تعلقات اپنا اثر دکھاتے ہیں اور بری عادات بہت جلد بندے میں سَرایَت کر جاتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو آئی وہ یہ تھی کہ ان میں سے ایک آدمی جب دوسرے آدمی سے ملتا تو اس سے کہتا: اے شخص! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو برا کام تم کرتے ہو اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے۔ پھر جب دوسرے دن اس سے ملتا تو اسے منع نہ کرتا کیونکہ وہ کھانے پینے اور بیٹھنے میں اس کا شریک ہو جاتا تھا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اچھے دلوں کو برے دلوں سے ملا دیا (اور نیک لوگ بروں کی صحبت میں بیٹھنے کی نحوست سے انہی جیسے ہو گئے۔)[2]

اور جتنے قریبی ساتھی شوہر اور بیوی ہوتے ہیں اتنے کوئی اور نہیں ہوتے اور ان میں سے کوئی ایک بد عقیدہ یا بد کردار ہو تو اس کے اثرات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ بندہ اپنے دین و ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے، ذی علم، عاقل، بالغ مَردوں کے مذہب اس میں بگڑ گئے ہیں، عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں مَعَاذَ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اسے

---

1 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ: 3، ص769

2 ... ابو داؤد، اوّل کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، 4/163، حدیث: 4336

www.dawateislami.net

سنی کرنا چاہتا ہے۔[1]

لہٰذا جسے اپنے دین و ایمان کی ذرا سی بھی فکر ہے اسے چاہئے کہ وہ بد مذہب مرد یا عورت سے ہر گز ہر گز شادی نہ کرے، یونہی برے کردار والے مرد یا عورت سے شادی کرنے سے بھی بچے بلکہ درست عقائد، اچھے کردار اور نیک و پارسا مرد یا عورت سے شادی کی جائے تاکہ دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی برباد نہ ہو۔

اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح حلال ہے

ارشاد فرمایا:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۠ ۵

(پ6، المائدۃ:5)

ترجمہ: اور پاکدامن مسلمان عورتیں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان کی پاکدامن عورتیں (تمہارے لئے حلال کر دی گئیں) جبکہ تم ان سے نکاح کرتے ہوئے انہیں ان کے مہر دو، نہ زنا کرتے ہوئے اور نہ انہیں پوشیدہ آشنا بناتے ہوئے اور جو ایمان سے پھر کر کافر ہو جائے تو اس کا ہر عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہو گا۔

اہلِ کتاب سے نکاح کے چند اہم مسائل:

(1) اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ واقعی اہلِ کتاب ہوں، دہریہ نہ ہوں جیسے آج کل بہت سے ایسے بھی ہیں۔

(2) یہ اجازت بھی دارُالاسلام میں رہنے والی ذِمّیہ اہلِ کتاب عورت کے ساتھ ہے۔ موجودہ زمانے میں جو اہلِ کتاب ہیں یہ حربی ہیں اور حربیہ اہلِ کتاب کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(3) ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہ اجازت صرف مسلمان مردوں کو ہے مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے قطعی حرام ہے۔

(4) اہلِ کتاب عورتوں میں سے اچھے کردار والی سے نکاح کیا جائے یہ حکم مستحب ہے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 23/692

www.dawateislami.net

محرمات کا تفصیلی بیان

ارشاد فرمایا:

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَ رَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ ۪ وَ حَلَآىٕلُ اَبْنَآىٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (پ4-5، النساء:23-24)

ترجمہ: تم پر حرام کر دی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ (کے رشتے) سے تمہاری بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں (جو اُن بیویوں سے ہوں) جن سے تم ہم بستری کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان (بیویوں) سے ہم بستری نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا (حرام ہے۔) البتہ جو پہلے گزر گیا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور شوہر والی عورتیں تم پر حرام ہیں سوائے کافروں کی عورتوں کے جو تمہاری ملک میں آجائیں۔ یہ تم پر اللہ کا لکھا ہوا ہے اور ان عورتوں کے علاوہ سب تمہیں حلال ہیں۔

فرمایا: حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ: تم پر حرام کر دی گئیں تمہاری مائیں۔"

نسب کی وجہ سے سات عورتیں حرام ہیں وہ یہ ہیں (1) ماں، اسی طرح وہ عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعے سے نسب بنتا ہو یعنی دادیاں ونانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔ سوتیلی ماؤں کی حرمت کا ذکر پہلے ہو چکا۔ (2) بیٹی، پوتیاں اور نواسیاں کسی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔ (3) بہن (4) پھوپھی (5) خالہ (6) بھتیجی (7) بھانجی، اس میں بھانجیاں، بھتیجیاں اور ان کی اولاد بھی داخل ہے خلاصہ یہ ہے کہ اپنی اولاد اور اپنے اصول حرام ہیں۔ اس کی تصریح خود اسی آیت میں آگے آرہی ہے۔

فرمایا: "وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ" تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا۔"

www.dawateislami.net

رضاعی رشتے دودھ کے رشتوں کو کہتے ہیں۔ رضاعی ماؤں اور رضاعی بہن بھائیوں سے بھی نکاح حرام ہے بلکہ رضاعی بھتیجے، بھانجے، خالہ، ماموں وغیرہ سب سے نکاح حرام ہے۔ حدیثِ مبارک میں فرمایا گیا کہ جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔[1]

فرمایا: ”وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ“ اور تمہاری بیویوں کی مائیں۔

چار طرح کی عورتیں مُصاہَرت کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ یہ ہیں (1) وہ بیوی جس سے صحبت کی گئی ہو اس کی لڑکیاں۔ (2) بیوی کی ماں، دادیاں، نانیاں۔ (3) باپ دادا وغیرہ اصول کی بیویاں۔ (4) بیٹے پوتے وغیرہ فروع کی بیٹیاں۔

فرمایا: ”وَ رَبَآىٕبُكُمُ“ اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں۔

جن بیویوں سے صحبت کرلی ہو ان کی دوسرے شوہر سے جو بیٹی ہو اس سے نکاح حرام ہے اگرچہ وہ شوہر کی پرورش میں نہ ہو کیونکہ پرورش کی قید اتفاقی ہے مگر یہ سوتیلی لڑکی صرف شوہر کیلئے حرام ہے، شوہر کی اولاد کے لئے حلال اور شوہر کیلئے بھی جب حرام ہے جبکہ بیوی سے صحبت کرلی ہو اور اگر بغیر صحبت طلاق دی یا وہ فوت ہو گئی تو اس کی بیٹی حلال ہے۔

فرمایا: ”وَ حَلَآىٕلُ اَبْنَآىٕكُمْ“ تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں۔

اس سے معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹوں کی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور رضاعی بیٹے کی بیوی بھی حرام ہے کیونکہ وہ نسبی بیٹے کے حکم میں ہے اور پوتے پر پوتے بھی بیٹوں میں داخل ہیں۔

فرمایا: ”وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ: اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا۔“ ایک بہن نکاح میں موجود ہے اور دوسری سے نکاح کرلینا، یہ حرام ہے اور حدیث شریف میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے اور نہ عورت اور اس کی خالہ کو۔[2]

دوسری حدیث پاک میں ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِس سے منع فرمایا کہ پھوپی کے نکاح

---

1 ... بخاری، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الانساب... الخ، 2/ 191، حدیث: 2645

2 ... مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المرأۃ... الخ، ص: 562، حدیث: 3436 (1408)

www.dawateislami.net

میں ہوتے اُس کی بھتیجی سے نکاح کیا جائے یا بھتیجی کے ہوتے اُس کی پھوپی سے یا خالہ کے ہوتے اُس کی بھانجی سے یا بھانجی کے ہوتے اُس کی خالہ سے (نکاح کیا جائے)۔[1]

فرمایا: ”وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ“ اور شوہر والی عورتیں۔

وہ عورت جس کا شوہر ہو وہ دوسرے مرد پر اس وقت تک حرام ہے جب تک پہلے کے نکاح یا اس کی عدت میں ہو البتہ کافروں کی وہ عورتیں جن کے مسلمان مالک بن جائیں وہ ان کے لئے حلال ہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ میدانِ جنگ سے کفار کی عورتیں گرفتار ہوں اور ان کے شوہر دارُ الحَرْب میں ہوں تو بادشاہِ اسلام یا لشکر کا مجاز امیر ان عورتوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دے اور جو قیدی عورت جس مجاہد کے حصے میں آئے وہ اس کے لئے حلال ہے کہ ملک مختلف ہونے کی وجہ سے ان کا سابقہ نکاح ختم ہو گیا، وہ عورت اگر حاملہ ہے تو وضع حمل کے بعد ورنہ ایک ماہواری آجانے کے بعد اس سے ہم بستری کر سکتا ہے۔

فرمایا: ”وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ“ اور ان کے علاوہ سب تمہارے لئے حلال ہیں۔

یعنی جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کے علاوہ تمام عورتوں سے نکاح حلال ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مزید کچھ عورتیں ایسی ہیں کہ جن کا ذکر مذکورہ بالا آیات میں اگرچہ نہیں مگر ان سے نکاح حرام ہے جیسے چار عورتوں کے نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح، مُشرکہ عورت سے نکاح، تین طلاقیں دینے کے بعد حلالہ سے پہلے اسی عورت سے دوبارہ نکاح، اسی طرح پھوپھی بھتیجی، خالہ بھانجی کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا یونہی طلاق یا وفات کی عدت میں نکاح کرنا حرام ہے البتہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام نہیں، نکاح میں جو رکاوٹ ہے وہ ختم ہونے کے بعد ان سے نکاح ہو سکتا ہے۔

نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد نمبر 11 سے اور بہار شریعت حصہ 7 سے ”محرمات کا بیان“ پڑھئے۔

باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح

ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا ترجمہ: اور اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو البتہ جو پہلے

1 ...ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء لا تنکح المرأۃ علی عمتھا...الخ، 2/367، حدیث: 1129

www.dawateislami.net

مَاقَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۲۲﴾ (پ4، النساء:22)

ہو چکا (وہ معاف ہے۔) بیشک یہ بے حیائی اور غضب کا سبب ہے، اور یہ بہت برا راستہ ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا کہ باپ کے انتقال کے بعد بیٹا اپنی سگی ماں کو چھوڑ کر باپ کی دوسری بیوی سے شادی کر لیتا تھا، اس آیت میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔[1]

یہاں اگر نکاح سے مراد عَقدِ نکاح ہے تو معلوم ہوا کہ سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے اگرچہ باپ نے خلوت سے پہلے اسے طلاق دے دی ہو اور اگر نکاح سے مراد صحبت ہے تو معلوم ہوا کہ جس عورت سے اپنا باپ صحبت کرے خواہ نکاح کر کے یا زنا کی صورت میں یا لونڈی بنا کر بہر صورت وہ عورت بیٹے پر حرام ہے کیونکہ یہ بیٹے کی ماں کی طرح ہے۔

فرمایا: ”اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ ؕ“ مگر جو ہو گزرا۔

یعنی جاہلیت کے زمانہ میں تم نے جو ایسے نکاح کر لئے اور اب وہ عورتیں مر بھی چکیں تم پر اس کا گناہ نہیں کیونکہ وہ گناہ قانون بننے سے پہلے تھے۔ یہاں ایک مسئلہ یاد رکھیں کہ اگر مجوسی اسلام لائے اور اس کے نکاح میں اپنی ماں یا بہن ہے تو اسے چھوڑ دینا فرض ہے لیکن اس نے زمانہ کفر میں جو نکاح کئے ہوں، ان سے جو اولاد ہو چکی ہو وہ اولاد حلالی ہو گئی، کیونکہ کفار پر اس طرح کے شرعی احکام جاری نہیں۔

مشرکہ عورت اور مشرک مرد سے نکاح

ارشاد فرمایا:

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلَى الْجَنَّةِ

ترجمہ: اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ عورت سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو اور (مسلمان عورتوں کو) مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ مشرک تمہیں پسند ہو، وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں

1 ... قرطبی، النساء، تحت الآیۃ:22، 3/73، الجزء الخامس

www.dawateislami.net

وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ (پ2، البقرۃ:221)

اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

فرمایا: ”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ“ اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔

شانِ نزول:

یہ آیت حضرت مرثد غَنَوِی رضی اللہُ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، وہ ایک بہادر شخص تھے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے کسی تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں۔ وہاں عَناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت کرتی تھی وہ حسین اور مالدار تھی جب اُس کو اِن کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور اپنی طرف دعوت دی۔ آپ نے خوفِ الٰہی کی وجہ سے اس سے اِعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تب اس نے نکاح کی درخواست کی تو آپ رضی اللہُ عنہ نے فرمایا کہ یہ بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اجازت پر موقوف ہے۔ چنانچہ پھر اپنے کام سے فارغ ہو کر جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو صورتِ حال عرض کر کے نکاح کے متعلق دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

اور فرمایا گیا کہ مشرکہ عورتوں سے نکاح کی اجازت نہیں اگرچہ وہ تمہیں پسند ہوں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اہلِ کتاب یعنی یہودی، عیسائی عورت سے نکاح کی اجازت ہے۔

مسلمان باندی مشرکہ عورت سے بہتر ہے:

فرمایا: ”وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ“ اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ عورت سے اچھی ہے۔

شانِ نزول:

ایک روز حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہُ عنہ نے کسی خطا پر اپنی باندی کو طمانچہ مارا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کی ایمانی حالت کے متعلق دریافت کیا۔ عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رسالت کی

1 ...خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 221، 1/160

www.dawateislami.net

گواہی دیتی ہے رمضان کے روزے رکھتی ہے، اچھی طرح وضو کرتی ہے اور نماز پڑھتی ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ مومنہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے عرض کیا: تو اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا، میں اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کروں گا، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اس پر لوگوں نے طعنہ زنی کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ نکاح کیا حالانکہ فلاں مشرکہ آزاد عورت تمہارے لیے حاضر ہے، وہ حسین بھی ہے، مالدار بھی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی[1] کہ مسلمان باندی مشرکہ عورت سے بہتر ہے خواہ وہ مشرکہ آزاد ہو اور حسن و مال کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو۔

عورت کے سرپرست کو اس کا نکاح مشرک سے کرنے کی ممانعت:

فرمایا: **"وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا"** اور **(مسلمان عورتوں کو) مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔"**

یہ عورت کے سرپرستوں سے خطاب ہے کہ اپنی مسلمان عورتوں کو مشرکوں کے نکاح میں نہ دو۔ مسلمان عورت کا نکاح مشرک و کافر کے ساتھ باطل و حرام ہے۔ مشرک و کافر لوگ تو تمہیں جہنم کی آگ کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور تمہیں نصیحت فرمانے کیلئے تم پر اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ اس آیت میں آج کل کے مسلمانوں کے لئے بہت واضح حکم موجود ہے۔ انتہائی افسوس ہے کہ قرآن میں اتنی صراحت و وضاحت سے حکم آنے کے باوجود مسلمان لڑکوں میں مشرکہ لڑکیوں کے ساتھ اور یونہی کافر لڑکوں اور مسلمان لڑکیوں میں باہم شادیوں کا رجحان بڑھتا جارہا ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں کفار و مسلم اکٹھے رہتے ہیں۔ مغربی طرزِ زندگی نیز لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم سے جہاں اور تباہیاں مچی ہوئی ہیں اور بے حیائی کا طوفان امڈ آیا ہے وہیں باہم ایسی حرام شادیوں کے ذریعے زندگی بھر کی بدکاری کے سلسلے بھی جاری و ساری ہیں۔ اس تمام صورتحال کا وبال اُن لڑکوں لڑکیوں پر بھی ہے جو اس میں مُلَوَّث ہیں اور ان والدین پر بھی جو راضی خوشی اولاد کو اس جہنم میں جھونکتے ہیں اور ان حکمرانوں اور صاحبِ اختیار پر بھی ہے جو ایسی تعلیم کو رواج دیتے ہیں یا باوجودِ قدرت اس کا اِنسِداد کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور یونہی اس کا وبال اُن نام نہاد جاہل دانشوروں، لبرل اِزم کے مریضوں اور دین دشمن قلمکاروں پر بھی ہے جو اس کی تائید و حمایت میں ورق سیاہ کرتے ہیں۔

---

1 ... خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 221، 1/161

www.dawateislami.net

حق مہر کے ساتھ نکاح کا حکم

ارشاد فرمایا:

وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ (پ5، النساء:24)

ترجمہ: اور ان عورتوں کے علاوہ سب تمہیں حلال ہیں کہ تم انہیں اپنے مالوں کے ذریعے نکاح کرنے کو تلاش کرو نہ کہ زنا کے لئے تو ان میں سے جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو ان کے مقررہ مہر انہیں دیدو اور مقررہ مہر کے بعد اگر تم آپس میں (کسی مقدار پر) راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بیشک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

نکاح کا حکم اور بدکاری کی ممانعت:

فرمایا کہ حلال عورتوں کو تم مہر کے ذریعے تلاش کرو۔ عورت سے نکاح مہر کے بدلے کیا جائے اور اس نکاح سے مقصود محض لذت نفس اور شہوت پورا کرنا نہ ہو بلکہ اولاد کا حصول، نسل کی بقا اور اپنے نفس کو حرام سے بچانا ہو۔ یہاں زانی کو تنبیہ کی جارہی ہے کیونکہ اس کے پیشِ نظر یہ باتیں نہیں ہوتیں بلکہ اس کا مقصود صرف نفسانی خواہش کی تکمیل ہوتا ہے اور یوں وہ اپنے نطفہ اور مال کو ضائع کرکے دین و دنیا کے خسارے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

مہر کے چند ضروری مسائل:

اس آیت میں مہر کا ذکر ہوا اس مناسبت سے یہاں مہر سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

(1) مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، چاندی میں اس کا وزن دو تولے ساڑھے سات ماشے ہے، اس کی جو قیمت بنتی ہو وہ مہر کی کم از کم مقدار ہے، زیادہ کی کوئی حد نہیں باہمی رضامندی سے جتنا چاہے مقرر کیا جاسکتا ہے لیکن یہ خیال رکھیں کہ مہر اتنا مقرر کریں جتنا دے سکتے ہوں۔

(2) مہر کا مال ہونا ضروری ہے اور جو چیز مال نہیں وہ مہر نہیں بن سکتی، مثلاً مہر یہ ٹھہرا کہ شوہر عورت کو قرآنِ مجید یا علمِ دین پڑھادے گا تو اس صورت میں مہرِ مثل واجب ہو گا۔

www.dawateislami.net

(3) نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ مہر کے بغیر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوتِ صحیحہ ہو گئی یا دونوں میں سے کوئی مر گیا اور نکاح کے بعد میاں بیوی میں کوئی مہر طے نہیں پایا تھا تو مہرِ مثل واجب ہے ورنہ جو طے پایا تھا وہ واجب ہے۔ مہر سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت حصہ 7 کا مطالعہ کیجئے۔

فرمایا: ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ“ تو ان میں سے جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو۔“

یعنی جن عورتوں سے تم شرعی نکاح کر کے جماع وغیرہ کا فائدہ حاصل کرنا چاہو تو انہیں ان کے مقرر کردہ مہر ادا کرو۔

عورت سے نفع اٹھانے کی جائز صورتیں:

اسلام میں عورت سے نفع اٹھانے کی صرف دو صورتیں جائز ہیں جو قرآنِ پاک میں بیان کی گئی ہیں: (1) شرعی نکاح کے ذریعے۔ (2) عورت جس صورت میں لونڈی بن جائے۔ لہٰذا اس کے علاوہ ہر صورت حرام ہے۔ شروعِ اسلام میں کچھ وقت کیلئے نکاح سے کچھ ملتا جلتا معاہدہ کر کے فائدہ اٹھانے کی اجازت تھی لیکن بعد میں تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے قیامت تک کے لئے حرام فرما دیا۔ جیسا کہ حضرت سَبُرَہ جُہَنی رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضور سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے (متعہ کی صورت میں) نفع اٹھانے کی اجازت دی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے تو جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہو وہ اسے چھوڑ دے اور جو انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ نہ لو۔[1]

اور حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے متعہ سے منع فرما دیا۔[2]

عورت کے حق مہر سے متعلق چند شرعی احکام

ارشاد فرمایا:

لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ ترجمہ: اگر تم عورتوں کو طلاق دیدو تو جب تک تم نے ان کو چھوا نہ

1 ... مسلم، کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ وبیان انہ ابیح ثم نسخ... الخ، ص560، حدیث: 3422(1406)

2 ... ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی نکاح المتعۃ، 2/365، حدیث: 1124

www.dawateislami.net

تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً ۖۚ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۳۶﴾ (پ2، البقرۃ:236)

ہو یا کوئی مہر نہ مقرر کر لیا ہو تب تک تم پر کچھ مطالبہ نہیں اور ان کو (ایک جوڑا) برتنے کو دو۔ مالدار پر اس کی طاقت کے مطابق اور تنگدست پر اس کی طاقت کے مطابق دینا لازم ہے۔ شرعی دستور کے مطابق انہیں فائدہ پہنچاؤ، یہ بھلائی کرنے والوں پر واجب ہے۔

اس آیت میں مہر کے چند مسائل کا بیان ہے:

(1) جس عورت کا مہر مقرر کئے بغیر نکاح کر دیا گیا ہو، اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی تو کوئی مہر لازم نہیں، ہاتھ لگانے سے ہم بستری کرنا مراد ہے اور خَلْوتِ صحیحہ بھی اسی کے حکم میں ہے۔

(2) یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر کا ذکر کئے بغیر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں اگر خَلْوتِ صحیحہ ہو گئی یا دونوں میں سے کوئی فوت ہو گیا تو مہر مثل دینا واجب ہے بشرطیکہ نکاح کے بعد انہوں نے آپس میں کوئی مہر طے نہ کر لیا ہو اور اگر خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق ہو گئی تو تین کپڑوں یعنی کرتا، شلوار اور دوپٹے پر مشتمل ایک جوڑا سوٹ دینا واجب ہوتا ہے، یہاں آیت میں اسی کا بیان ہے اور اگر جوڑے کی جگہ اس کی قیمت دیدے تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔

(3) جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق دیدی ہو اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے اور اس کے سوا ہر مطلقہ کے لیے مستحب ہے۔

فرمایا: ”عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ“ مالدار پر اس کی طاقت کے مطابق دینا لازم ہے۔

امیر و غریب پر ان کی حیثیت کے مطابق جوڑا دینے کا حکم ہے یعنی اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجے کا ہو اور اگر دونوں محتاج ہوں تو جوڑا معمولی درجے کا اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو جوڑا درمیانے درجے کا ہو۔[1]

حق مہر سے متعلق مزید 6 شرعی احکام

ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ

ترجمہ: اور اگر تم عورتوں کو انہیں چھونے سے پہلے طلاق دیدو اور تم

1 ... عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، 1/304

www.dawateislami.net

قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ (پ2، البقرۃ:237)

ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو جتنا تم نے مقرر کیا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ مہر معاف کر دیں یا وہ (شوہر) زیادہ دیدے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو! تمہارا زیادہ دینا پرہیز گاری کے زیادہ نزدیک ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا نہ بھولو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اس آیت میں عورت کے حق مہر سے متعلق 6 چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1) اگر مہر مقرر ہو اور عورت کے قریب جائے بغیر اسے طلاق دیدی ہو تو مقرر کردہ مہر کا نصف یعنی آدھا دینا پڑے گا، مثلاً دس ہزار مہر تھا تو پانچ ہزار دینا ہو گا۔

(2) اگر عورت اس آدھے میں سے بھی کچھ معاف کر دے تو جائز ہے۔

(3) شوہر اپنی خوشی سے آدھے سے زیادہ دیدے تو بھی جائز ہے۔

(4) شوہر کا اپنی خوشی سے آدھے سے زیادہ دینا تقویٰ و پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے کہ بیوی کو طلاق دینے کے باوجود کوئی زیادتی کرنے کی بجائے احسان سے پیش آرہا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگرچہ میاں بیوی میں جدائی ہو رہی ہو تب بھی آپس میں احسان کرنا نہ بھولو یعنی طلاق کے بعد آپس میں کینہ و عداوت نہ ہو، اسلامی اور قرابت کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔ اس میں حسنِ سلوک و مَکارم اخلاق کی ترغیب ہے۔

(6) آیت کے آخر میں یہ بھی فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے یعنی اس تصور و اعتقاد کو ہر وقت ذہن نشین رکھو تاکہ تم ظلم و زیادتی سے بچو اور فضل و احسان کی طرف مائل رہو۔ سبحان اللہ کتنی پیاری تعلیم ہے۔ طلاق کا معاملہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ عموماً دونوں فریق جذبہ انتقام میں اندھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو جان سے مار دینے کے خواہشمند ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ یہاں پر بھی آپس میں حسنِ سلوک کا حکم فرمارہا ہے اور اس میں بھی خصوصاً مرد کو زیادہ تاکید ہے کیونکہ زیادہ ایذاء عام طور پر مرد اور اس کے خاندان کی طرف سے ہوتی ہے۔

www.dawateislami.net

بیوی کو خوشی سے مہر دینا چاہیے

ارشاد فرمایا:

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝۴ (پ4، النساء:4)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ خوش دلی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے پاکیزہ، خوشگوار (سمجھ کر) کھاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کریں پھر اگر ان کی بیویاں خوش دلی سے اپنے مہر میں سے انہیں کچھ تحفے کے طور پر دے دیں تو وہ اسے پاکیزہ اور خوشگوار سمجھ کر کھائیں، اس میں ان کا کوئی دُنیوی یا اُخروی نقصان نہیں ہے۔[1]

مہر سے متعلق چند اہم مسائل:

اس آیت سے کئی چیزیں معلوم ہوئیں:

(1) مہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے سرپرست، لہٰذا اگر سرپرستوں نے مہر وصول کر لیا ہو تو انہیں لازم ہے کہ وہ مہر اس کی مستحق عورت کو پہنچا دیں۔

(2) مہر بوجھ سمجھ کر نہیں دینا چاہیے بلکہ عورت کا شرعی حق سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے خوشی خوشی دینا چاہیے۔

(3) مہر دینے کے بعد زبردستی یا انہیں تنگ کر کے واپس لینے کی اجازت نہیں۔

(4) اگر عورتیں خوشی سے پورا یا کچھ مہر تمہیں دیدیں تو وہ حلال ہے اسے لے سکتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں لوگ عورتوں کو مہر واپس دینے یا معاف کرنے پر باقاعدہ تو مجبور نہیں کرتے لیکن کچھ اپنی چرب زبانی سے اور کچھ اپنے رویئے کو بگاڑ کر اور موڈ آف کر کے اور میل برتاؤ میں انداز تبدیل کر کے مہر کی معافی یا واپسی پر عورت کو مجبور کرتے ہیں۔ یہ سب صورتیں ممنوع ہیں بلکہ بعض اعتبار سے اِس میں زیادہ خباثت اور کمینگی ہے۔ ایسے لوگ مہر معاف بھی کروالیتے ہیں اور اپنے نفس کو بھی راضی رکھتے ہیں کہ ہم نے کون سا مجبور کیا ہے؟ اِنہیں اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے۔

---

1 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ:4، 1/344، صاوی، النساء، تحت الآیۃ:4، 2/360، ملتقطاً

www.dawateislami.net

عورت سے اس کا مہر واپس نہ لینے کا حکم

ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝۲۰ (پ4، النساء:20)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم کوئی جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ کے مرتکب ہو کر وہ لو گے۔

ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ بیوی کو چھوڑنے کا ہو تو مہر کی صورت میں جو مال تم اسے دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ اہلِ عرب میں یہ بھی طریقہ تھا کہ اپنی بیوی کے علاوہ کوئی دوسری عورت انہیں پسند آجاتی تو اپنی بیوی پر جھوٹی تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس کر دے اور طلاق حاصل کر لے۔[1]

اسی کو فرمایا کہ کیا تم بہتان اور گناہ کے ذریعے ان سے مال لینا چاہتے ہو، یہ حرام ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ صفحہ 339 پر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 229 کی تفسیر میں وضاحت سے ہم نے خُلع اور دیگر صورتوں میں مال لینے اور نہ لینے کی صورتیں بیان کی ہیں۔ اس کا مطالعہ یہاں بھی کر لینا چاہیے۔

زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے:

اس آیت میں ڈھیروں مال دینے کا تذکرہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے اگرچہ بہتر کم مہر ہے یا اتنا مہر کہ جس کی ادائیگی آسان ہو۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ برسرِ منبر فرمایا: عورت کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو۔ ایک عورت نے یہی آیت پڑھ کر کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر! تم سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے (اے لوگو!) تم جو چاہو مہر مقرر کرو۔[2] سُبْحَانَ اللہ! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شانِ انصاف اور طہارتِ نفس کس قدر اعلیٰ تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

---

1 ... بیضاوی، النساء، تحت الآیۃ:20، 2/163

2 ... مدارک، النساء، تحت الآیۃ:20، ص219

www.dawateislami.net

مرد عورتوں سے مہر واپس نہیں لے سکتے

ارشاد فرمایا:

وَ كَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ﴿۲۱﴾ (پ4، النساء:21)

ترجمہ: اور تم وہ (مال) کیسے واپس لے سکتے ہو حالانکہ تم (تنہائی میں) ایک دوسرے سے مل چکے ہو اور وہ تم سے مضبوط عہد (بھی) لے چکی ہیں۔

مہر کی واپسی کا بیان کرتے ہوئے مزید فرمایا تم وہ مال عورتوں سے کیسے واپس لے سکتے ہو حالانکہ تم تنہائی میں ایک دوسرے سے مل چکے ہو اور وہ تم سے مضبوط عہد بھی لے چکی ہیں۔ وہ عہد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (پ2، البقرۃ:229)

ترجمہ: پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے۔

خَلْوَتِ صحیحہ کی تعریف اور اس کا حکم:

اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلوتِ صحیحہ ہو جانے سے پورا مہر دینا پڑتا ہے۔ خلوتِ صحیحہ یہ ہے کہ میاں بیوی کسی ایسی جگہ جمع ہو جائیں جہاں ہم بستری کرنے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ 7 کا مطالعہ کیجئے۔

عدت میں عورت کا نان نفقہ

ارشاد فرمایا:

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۴۱﴾ (پ2، البقرۃ:241)

ترجمہ: اور طلاق والی عورتوں کے لئے بھی شرعی دستور کے مطابق خرچہ ہے، یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے۔

یہاں آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ طلاق کی عدت میں شوہر پر شرعی دستور کے مطابق عورت کا نان نفقہ دینا لازم ہے۔[1]

---

1 ... مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ:242، ص126

www.dawateislami.net

عدت میں عورت کی رہائش اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے اخراجات

ارشاد فرمایا:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْهِنَّؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰى یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّۚ وَ اْتَمِرُوْا بَیْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍۚ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى(۶) لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَاؕ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا(۷) (پ28، الطلاق:6-7)

ترجمہ: عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی گنجائش کے مطابق اور انہیں تکلیف نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ بچہ جَن دیں پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچے کو) دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو اور آپس میں اچھے طریقے سے مشورہ کرلو اور اگر تم آپس میں دشواری سمجھو تو عنقریب اسے کوئی دوسری عورت دودھ پلادے گی۔ مالی وسعت رکھنے والے کو چاہئے کہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہے تو اسے چاہئے کہ اس میں سے خرچ دے جو اسے اللہ نے دیا ہے، اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے، جلد ہی اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔

اس آیت میں عدت کے دوران عورت کی رہائش، اس کے اخراجات اور اگر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو اسے دودھ پلانے سے متعلق شرعی احکام بیان کئے جارہے ہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جن عورتوں کو تم نے طلاق دی انہیں وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو، اپنی طاقت کے مطابق انہیں رہائش دو اور انہیں یوں تکلیف نہ دو کہ ان کے مکان کو گھیر کر ان کی جگہ تنگ کر دو، یا کسی ناموافق کو ان کے ساتھ رہائش دے دو نیز تم انہیں کوئی ایسی ایذا دے کر تنگی نہ پہنچاؤ کہ وہ گھر سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں اور اگر طلاق والی عورتیں حمل والیاں ہوں تو ان پر شریعت کے مطابق خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ بچہ پیدا کر دیں کیونکہ اُن کی عدت بچہ پیدا ہونے پر ہی پوری ہو گی، پھر اگر وہ تمہارے لیے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں ان کے کام کی اجرت دو اور اجرت سے متعلق آپس میں اچھے طریقے سے مشورہ کرلو اور یہ خیال رکھو کہ نہ مرد عورت کے حق میں کوتاہی کرے، نہ عورت

www.dawateislami.net

اِس معاملہ میں سختی کرے، پھر اگر تم آپس میں یہ معاملہ طے کرنے میں دشواری سمجھو اور بچے کی ماں کسی دوسری عورت کے برابر اُجرت پر راضی نہ ہو بلکہ زیادہ اجرت کا مطالبہ کرے اور باپ زیادہ دینا نہ چاہے تو قریب ہے کہ اسے کوئی اور عورت دودھ پلادے گی یعنی پھر شوہر کسی دوسری کا انتظام کرلے۔[1]

طلاق یافتہ عورت کی رہائش اور نفقہ دینے سے متعلق مسائل:

(1) طلاق دی ہوئی عورت کو عدت پوری ہونے تک رہنے کیلئے اپنی حیثیت کے مطابق مکان دینا شوہر پر واجب ہے اور عدت کے زمانہ میں نفقہ یعنی اخراجات دینا بھی واجب ہے۔

(2) نفقہ جیسے حاملہ عورت کو دینا واجب ہے ایسے ہی غیر حاملہ کو بھی دینا واجب ہے خواہ اسے طلاق رجعی دی ہو یا بائن۔

فرمایا: **"لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ"** **مالی وسعت رکھنے والے کو چاہئے کہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے۔**

یعنی مالی وسعت رکھنے والا اپنی گنجائش کے مطابق اور تنگدستی میں مبتلا شخص اپنی حیثیت کے مطابق طلاق والی اور دودھ پلانے والی عورتوں کو خرچہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جان پر اسی قابل بوجھ رکھتا ہے جتنا اسے رزق دیا ہے اور تنگدست آدمی خرچ کرنے سے ڈرے نہیں، جلد ہی اللہ تعالیٰ معاش کی تنگی کے بعد اسے آسانی عطا فرمادے گا۔

بیوی کو سال بھر کا نفقہ دینے کی وصیت اور اس کا نسخ

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۴۰﴾

(پ2، البقرۃ:240)

ترجمہ: اور جو تم میں مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے (انہیں گھروں سے) نکالے بغیر سال بھر تک خرچہ دینے کی وصیت کر جائیں پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس معاملے میں کوئی گرفت نہیں جو وہ اپنے بارے میں شریعت کے مطابق کریں اور اللہ زبردست، حکمت والا ہے۔

---

1 ... مدارک، الطلاق، تحت الآیۃ:6، ص1253، خازن، الطلاق، تحت الآیۃ:6، 4/281، ملتقطاً

www.dawateislami.net

ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور اُس ایک سال میں وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان و نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی، پھر ایک سال کی عدت تو سورۂ بقرہ کی آیت 234 ”یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا“ سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ، دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ سورۂ نساء کی آیت نمبر 12 یعنی آیتِ میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کو شوہر کی وراثت میں حصہ دار مقرر کر دیا گیا لہٰذا اب اِس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔

مہاجرہ عورتوں کے بارے میں چند منسوخ احکام

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۱۰ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

(پ28، الممتحنۃ: 10-11)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (کفرستان سے) اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو، اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے، پھر اگر وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کی طرف واپس نہ لوٹاؤ، نہ یہ ان (کافروں) کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کیلئے حلال ہیں اور ان کے کافر شوہروں کو وہ (حق مہر) دیدو جو انہوں نے خرچ کیا ہو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو جب ان کے مہر انہیں دو اور کافرہ عورتوں کے نکاح پر نہ جمے رہو اور وہ مانگ لو جو تم نے خرچ کیا ہو اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا، یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ بہت علم والا، بڑا حکمت والا ہے۔ اور اگر تم مسلمانوں کے ہاتھ سے تمہاری کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں پھر تم (کافروں کو) سزا دو تو جن کی بیویاں چلی گئی تھیں انہیں (مالِ غنیمت سے) اتنا دیدو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت میں ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورتوں کے بارے میں 7 اَحکام دیئے گئے ہیں:

www.dawateislami.net

(1) اے ایمان والو! جب کفرستان سے مسلمان عورتیں اپنے گھر چھوڑ کر تمہارے پاس آئیں تو ان کی جانچ کر لیا کرو کہ ان کی ہجرت خالص دین کیلئے ہے، ایسا تو نہیں ہے کہ اُنہوں نے شوہروں کی عداوت میں گھر چھوڑا ہو اور یاد رکھو کہ ان عورتوں کا امتحان تمہارے علم کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو ان کے ایمان کا حال تم سے بہتر جانتا ہے۔

ان کی جانچ کا طریقہ یہ ہے کہ ان سے قسم لی جائے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: ان عورتوں کو قسم دی جائے کہ وہ نہ شوہروں کی عداوت میں نکلی ہیں اور نہ اور کسی دُنْیَوی وجہ سے بلکہ اُنہوں نے صرف اپنے دین وایمان کیلئے ہجرت کی ہے۔

(2) اگر جانچ کے بعد وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں ان کے کافر شوہروں کی طرف واپس نہ لوٹاؤ کیونکہ نہ یہ مسلمان عورتیں ان کافروں کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر مرد ان مسلمان عورتوں کیلئے حلال ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کافر کی کافرہ بیوی ایمان لا کر ہجرت کر جائے تو وہ اس کافر کے نکاح سے نکل جائے گی۔

(3) ان کے کافر شوہروں کو وہ حق مہر دیدو جو انہوں نے ان عورتوں کو دیئے تھے۔ **شانِ نزول:** یہ آیت صلحِ حُدَیْبِیہ کے بعد نازل ہوئی، صلح میں یہ شرط تھی کہ مکہ والوں میں سے جو شخص ایمان لا کر سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اس کو اہلِ مکہ واپس لے سکتے ہیں اور اس آیت میں یہ بیان فرمادیا گیا کہ یہ شرط صرف مردوں کیلئے ہے، عورتوں کی تصریح عہد نامہ میں نہیں اور نہ عورتیں اس قرارداد میں داخل ہو سکتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت کافر کیلئے حلال نہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیت کا یہ حصہ پہلے حکم (یعنی انہیں ان کے کافر شوہروں کی طرف واپس نہ لوٹاؤ) کا ناسخ ہے۔

یہ قول اس صورت میں درست ہے کہ عورتیں صلح کے عہد میں داخل ہوں، لیکن عورتوں کا اس عہد میں داخل ہونا صحیح نہیں کیونکہ بخاری شریف میں عہد نامہ کے یہ الفاظ مروی ہیں: ”لَا یَاْتِیْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دِیْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَّهٗ“ یعنی ہم سے جو مرد آپ کے پاس پہنچے خواہ وہ آپ کے دین ہی پر ہو آپ اس کو واپس دیں گے۔[1] ان میں عورت کا ذکر نہیں ہے۔

1 ... بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب... الخ، 2/226، حدیث: 2731، 2732

www.dawateislami.net

یہاں اس مہر سے متعلق دو شرعی مسائل بھی ملاحظہ ہوں:

(۱) یہ مہر دینا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کا کافر شوہر اسے طلب کرے اور اگر طلب نہ کرے تو اس کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔

(۲) اسی طرح اگر کافر نے اس مہاجرہ عورت کو مہر نہیں دیا تھا تو بھی وہ کچھ نہ پائے گا۔

(4) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان ہجرت کرنے والی عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو اگرچہ دارُ الحرب میں ان کے شوہر ہوں کیونکہ اسلام لانے سے وہ ان شوہروں پر حرام ہو گئیں اور ان کی زوجیت میں نہ رہیں۔ یاد رہے کہ یہاں مہر دینے سے مراد اس کو اپنے ذمہ لازم کر لینا ہے اگرچہ بِالفعل نہ دیا جائے۔ نیز اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان عورتوں سے نکاح کرنے پر نیا مہر واجب ہو گا جبکہ ان کے شوہروں کو جو ادا کر دیا گیا وہ اس میں شمار نہیں ہو گا گویا یہاں دو قسم کی رقم دینا ہو گی، ایک سابقہ کافر شوہر کو اور دوسری بطورِ مہر عورت کو۔

(5) کافرہ عورتوں کے نکاح پر نہ جمے رہو یعنی جو عورتیں دارالحرب میں رہ گئیں یا مُرتَدّہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئیں ان سے زوجیت کا علاقہ نہ رکھو، چنانچہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے ان کافرہ عورتوں کو طلاق دیدی جو مکہ مکرمہ میں تھیں۔ یہاں یہ مسئلہ یاد رہے کہ اگر مسلمان کی عورت (مَعَاذَ اللہ) مرتدہ ہو جائے تو وہ اس کے نکاح سے باہر نہ ہو گی البتہ عورت کے مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ اسی شوہر سے نکاح ضرور پڑھا جائے گا۔

(6) ان عورتوں کو تم نے جو مہر دیئے تھے وہ ان کافروں سے وصول کر لو جنہوں نے اُن سے نکاح کیا۔

(7) کافروں کی جو عورتیں ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئیں، ان پر کافروں نے جو خرچ کیا وہ اُن مسلمانوں سے مانگ لیں جنہوں نے ان عورتوں سے نکاح کیا ہے۔

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ یہاں جو اَحکام دیئے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا، حکمت والا ہے۔[1]

فرمایا: ”وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ“ اور اگر تم مسلمانوں کے ہاتھ سے تمہاری کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں۔

1 ... خازن، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 10، 4/259، مدارک، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 10، ص1234-1233

www.dawateislami.net

شانِ نزول:

اس سے پہلے والی آیت نازل ہونے کے بعد مسلمانوں نے تو ہجرت کرنے والی عورتوں کے مہر اُن کے کافر شوہروں کو ادا کر دیئے جبکہ کافروں نے مرتدہ عورتوں کے مہر مسلمانوں کو ادا کرنے سے انکار کر دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس سے کچھ عورتیں مرتدہ ہو کر کافروں کی طرف نکل جائیں، پھر تم کافروں کو جہاد کے ذریعے سزا دو اور ان سے غنیمت پاؤ تو جن کی عورتیں مرتدہ ہو کر دار الحرب میں چلی گئیں تھیں انہیں مالِ غنیمت سے اتنا دے دو جتنا انہوں نے ان عورتوں کو مہر دینے میں خرچ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مومنین مہاجرین کی عورتوں میں سے چھ عورتیں ایسی تھیں جنہوں نے دار الحرب کو اختیار کیا اور مشرکین کے ساتھ ملیں اور مرتدہ ہو گئیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُن کے شوہروں کو مالِ غنیمت سے ان کے مہر عطا فرمائے۔[1]

نوٹ: یاد رہے کہ ان آیتوں میں جو یہ احکام دیئے گئے کہ مہاجرات کا امتحان لینا، کفار نے اپنی بیویوں پر جو خرچ کیا ہو وہ ہجرت کے بعد انہیں دینا، مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر جو خرچ کیا ہو وہ ان کے مرتدہ ہو کر کافروں سے مل جانے کے بعد کافروں سے مانگنا، جن کی بیویاں مرتدہ ہو کر چلی گئی ہوں اُنہوں نے جو ان پر خرچ کیا تھا وہ انہیں مالِ غنیمت میں سے دینا، یہ تمام اَحکام جہاد والی آیت سے یا غنیمت والی آیت سے یا اَحادیث سے مَنسوخ ہو گئے ہیں کیونکہ یہ اَحکام تب تک باقی رہے جب تک یہ عہد رہا اور جب وہ عہد اٹھ گیا تو احکام بھی نہ رہے۔[2]

بچے کو دودھ پلانے سے متعلق چند شرعی احکام

ارشاد فرمایا:

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَؕ

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں (یہ حکم) اس کے لئے (ہے) جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے

1 ... خازن، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 11، 4/260-259، مدارک، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 11، ص1234، ملتقطاً

2 ... خزائن العرفان، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: 11، ص1019-1018، ملخصاً

www.dawateislami.net

وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

(پ2، البقرۃ:233)

اور بچے کے باپ پر رواج کے مطابق عورتوں کے کھانے اور پہننے کی ذمہ داری ہے۔ کسی جان پر اتنا ہی بوجھ رکھا جائے گا جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کی اولاد کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی (حکم) ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ (دوسری عورتوں سے) اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر کوئی مضائقہ نہیں جب کہ جو معاوضہ دینا تم نے مقرر کیا ہو وہ بھلائی کے ساتھ ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اس آیت کا خلاصہ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ دو سال مکمل کرانے کا حکم اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دودھ پلانا ناجائز ہوتا ہے اگرچہ اڑھائی سال تک دودھ پلانے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور اگر وہ میاں بیوی باہمی مشورے سے کسی اور سے بچے کو دودھ پلوانا چاہیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں البتہ اس صورت میں دودھ پلانے والی عورت کو اس کی اجرت صحیح طریقے سے ادا کی جائے گی۔ ماں کو اس کی اولاد کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد سے تکلیف دی جائے۔ ماں کو ضَرر دینا یہ ہے کہ جس صورت میں اس پر دودھ پلانا ضروری نہیں اس میں اسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے اور باپ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر ذمہ داری ڈالی جائے۔ یا آیت کا یہ معنیٰ ہے کہ نہ ماں بچے کو تکلیف دے اور نہ باپ۔ ماں کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔ یہاں یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دودھ پلانے کے حوالے سے جو باپ کا قائم مقام ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

www.dawateislami.net

بچے کو دودھ پلانے کے متعلق 6 احکام:

(1) ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔[1]

(2) دودھ پلانے میں دو سال کی مدت کا پورا کرنا لازم نہیں۔ اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لیے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی چھڑانا، جائز ہے۔[2]

(3) بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لیے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

(4) شوہر اپنی بیوی کو بچہ کے دودھ پلانے کے لیے مجبور نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔

(5) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہو اور عدت گزر چکی ہو تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔

(6) بچے کے اخراجات باپ کے ذمہ ہوں گے نہ کہ ماں کے ذمہ۔

بچے کا نسب باپ کی طرف سے شمار ہو گا:

آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچے کا نسب باپ کی طرف شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "مَوْلُوْدٌ" یعنی "بچے" کو "لَهٗ" یعنی مذکر کی ضمیر کی طرف منسوب کر کے بیان فرمایا، لہٰذا اگر باپ سید ہو اور ماں غیر سید ہو تو بچہ سید ہے اور اگر باپ غیر سید اور ماں سیدانی ہو تو بچہ غیر سید ہی شمار ہو گا۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ اگر باپ فوت ہو گیا ہو تو جو ذمہ داریاں باپ پر ہوتی ہیں وہ اب اُس کے قائم مقام پر ہوں گی۔

---

1 ... جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ: 233، 1/283

2 ... خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 233، 1/173

www.dawateislami.net

حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت کا بیان

ارشاد فرمایا:

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًاؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاؕ (پ26، الاحقاف:15)

ترجمہ: اس کی ماں نے اسے پیٹ میں مشقت سے رکھا اور مشقت سے اس کو جنا اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس مہینے ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ (پ2، البقرۃ:233)

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

تو حمل کے لئے چھ ماہ باقی رہے۔ یہی قول امام ابو یوسف اور امام رحمۃُ اللہِ علیہما کا ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہُ عنہ کے نزدیک اس آیت سے رضاعت کی مدت ڈھائی سال ثابت ہوتی ہے۔

نوٹ: اس مسئلے کی تفصیل دلائل کے ساتھ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے، ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے علماءِ کرام ان کی طرف رجوع فرمائیں اور عوامُ النّاس صحیح العقیدہ مفتیانِ کرام کی طرف رجوع فرمائیں۔

عورت کو رکھنے یا طلاق دینے کے شرعی حکم اور عورتوں پر ظلم حرام ہونے کا بیان

ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۟ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی (عدت کی اختتامی) مدت (کے قریب) تک پہنچ جائیں تو اس وقت انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہ روک رکھو تاکہ تم (ان پر) زیادتی کرو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق نہ بنالو اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو اور اس نے تم پر جو کتاب اور حکمت

www.dawateislami.net

اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۠ (۲۳۱)

(پ2، البقرۃ: 231)

اتاری ہے (اسے یاد کرو) اس کے ذریعے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

شانِ نزول:

یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت ختم ہونے کے قریب ہوتی تھی تو رجوع کر لیا کرتے تھے تاکہ عورت قید میں پڑی رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1] جس کا خلاصہ ہے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کی اختتامی مدت کے قریب پہنچ جائیں تو اس وقت انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو۔ تمہیں رجوع کا اختیار تو دیا گیا ہے لیکن اس اختیار کو ظلم و زیادتی کا حیلہ نہ بناؤ کہ انہیں نقصان پہنچانے اور ایذاء دینے کی نیت سے رجوع کرتے رہو۔ یہ فعل سراسر اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق بنانے کے مُتَرادِف ہے کہ جیسے مذاق میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کی جاتی اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی پرواہ نہیں کرتے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو اس طرح کرتا ہے وہ اپنی جان پر ہی ظلم کرتا ہے کہ حکمِ الٰہی کی مخالفت کر کے گنہگار ہوتا ہے۔ تمہیں تو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا احسان یاد کرنا چاہیے کہ اس نے تمہیں اسلام کی دولت عطا کی اور سیدُ الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا امتی بنایا، تمہیں تمہاری عبادات، معاملات اور معاشرت کے طریقے سکھائے، تمہیں تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کتاب اور حکمت کو یاد کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیے زندگی کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ کائنات میں تمہارے اپنی بیویوں پر ظلم و ستم اور احکامِ شرعیہ کی مخالفت کو اور کوئی نہ بھی جانتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جاننے والا ہے، اس کی بارگاہ میں تو جواب دینا ہی پڑے گا۔ سبحٰن اللہ، کتنی پیاری نصیحت ہے، کتنا پیارا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے گھروں کے معاملات بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو جائیں۔

وراثت اور مہر میں عورتوں پر ظلم کی رسم

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور عورتوں کو اس نیت سے روکو

[1] ... در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ: 231، 1/682

www.dawateislami.net

بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍۚ-وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِۚ-فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا(۱۹)

(پ4، النساء:19)

نہیں کہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو سوائے اس صورت کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو پھر اگر تمہیں وہ ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

اسلام سے پہلے اہلِ عرب کا یہ دستور تھا کہ لوگ مال کی طرح اپنے رشتہ داروں کی بیویوں کے بھی وارث بن جاتے تھے پھر اگر چاہتے تو مہر کے بغیر انہیں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کے ساتھ شادی کر دیتے اور ان کا مہر خود لے لیتے یا انہیں آگے شادی نہ کرنے دیتے بلکہ اپنے پاس ہی رکھتے تاکہ انہیں جو مال وراثت میں ملا ہے وہ اِن لوگوں کو دیدیں اور تب یہ ان کی جان چھوڑیں یا عورتوں کو اس لئے روک رکھتے کہ یہ مر جائیں گی تو یہ روکنے والے لوگ ان کے وارث بن جائیں۔ الغرض وہ عورتیں ان کے ہاتھ میں بالکل مجبور ہوتیں اور اپنے اختیار سے کچھ بھی نہ کر سکتی تھیں اس رسم کو مٹانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی گئی۔[1]

فرمایا: **”لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ “ تاکہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو۔**

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما نے فرمایا: یہ آیت اُس شخص کے متعلق ہے جو اپنی بیوی سے نفرت رکھتا ہو اور اُس کے ساتھ بد سلوکی اس لئے کرتا ہو کہ وہ پریشان ہو کر مہر واپس کر دے یا مہر معاف کر دے، اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ عورت کو طلاق دیتے پھر رجوع کر لیتے پھر طلاق دیتے اس طرح عورت کو مُعَلَّق (لٹکا ہوا) رکھتے تھے، وہ نہ ان کے پاس آرام پا سکتی نہ دوسری جگہ شادی کر کے گھر بسا سکتی، اس کو منع فرمایا گیا۔[2]

بیویوں پر ظلم و ستم کرنے والے غور کریں:

یہاں جو حالات زمانہِ جاہلیت کے بیان کئے جا رہے ہیں ان پر غور کریں کہ کیا انہی حالات پر اِس وقت ہمارا معاشرہ نہیں چل رہا۔ بیویوں کو تنگ کرنا، جبری طور پر مہر معاف کروانا، ان کے حقوق ادا نہ کرنا، ذہنی اَذیتیں

1 ... بخاری، کتاب التفسیر، باب لایحلّ لکم ان ترثوا النساء کرہاً، 3/203، حدیث:4579، قرطبی، النساء، تحت الآیۃ:19، 3/67، الجزء الخامس، ملتقطاً

2 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ:19، 1/360

www.dawateislami.net

دینا، کبھی عورت کو اس کے ماں باپ کے گھر بٹھا دینا اور کبھی اپنے گھر میں رکھ کر بات چیت بند کر دینا، دوسروں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ کرنا، لتاڑنا، جھاڑنا وغیرہ۔ عورت بیچاری شوہر کے پیچھے پیچھے پھر رہی ہوتی ہے اور شوہر صاحب فرعون بنے آگے آگے جا رہے ہوتے ہیں، عورت کے گھر والوں سے صراحتاً یا بیوی کے ذریعے نت نئے مطالبے کئے جاتے ہیں، کبھی کچھ دلانے اور کبھی کچھ دلانے کا۔ الغرض ظلم و سِتم کی وہ کون سی صورت ہے جو ہمارے گھروں میں نہیں پائی جا رہی۔ اللہ عزّوجلّ کرے کہ قرآن کی یہ آیتیں ان لوگوں کو سمجھ آجائیں اور وہ اپنی اس بری رَوِش سے باز آجائیں۔ نیز ان آیات کی روشنی میں وہ لوگ بھی کچھ غور کریں جو اسلام سے شرمندہ شرمندہ سے رہتے ہیں اور ڈھکے چھپے الفاظ میں کہتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں پر بہت سختیاں ہیں۔ وہ دیکھیں کہ اسلام میں عورتوں پر سختیاں کی گئی ہیں یا انہیں سختیوں سے نجات دلائی گئی ہے؟

گھروں کو امن کا گہوارہ بنانے کا عمدہ طریقہ:

فرمایا: ”فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا“ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو۔

گھروں کو امن کا گہوارا بنانے کیلئے ایک بہت عمدہ نفسیاتی طریقہ بیان کیا جا رہا ہے۔ بیوی کے حوالے سے فرمایا کہ اگر بدخُلقی یا صورت اچھی نہ ہونے کی وجہ سے عورت تمہیں پسند نہ ہو تو صبر کرو اور بیوی کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرو کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی بیوی سے تمہیں ایسی اولاد دے جو نیک اور فرماں بردار ہو، بڑھاپے کی بے کسی میں تمہارا سہارا بنے۔

مثبت ذہنی سوچ کے فوائد:

یہ طریقہ صرف میاں بیوی کے تعلقات میں نہیں بلکہ زندگی کے ہزاروں معاملات میں کام آتا ہے۔ اس طریقے کو ”مثبت ذہنی سوچ“ کہتے ہیں یعنی اگر کسی کام یا چیز میں خرابی کی کوئی صورت پائی جا رہی ہے تو اس کے اچھے پہلوؤں پر بھی غور کر لو۔ ہو سکتا ہے کہ اچھے پہلو زیادہ ہوں یا اچھا پہلو زیادہ فائدے مند ہو مثلاً کسی کی بھی بیوی بدصورت ہے لیکن اسی سے آدمی کو نیک اولاد حاصل ہے، یہاں اگر بدصورتی کو گوارا کر لے تو اس کی زندگی امن سے گزرے گی لیکن اگر طلاق دیدے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ بیوی تو چھوٹ ہی جائے گی لیکن اس کے ساتھ بچے بھی چھوٹ جائیں گے اور ساری زندگی ایسی تلخیوں، ذہنی اذیتوں، اولاد کے حصول کی جنگ اور حقوق کی لڑائی میں گزرے گی کہ چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ یونہی کسی آدمی کو ادارے میں رکھا ہوا ہے جو کسی وجہ سے ناپسند ہے

لیکن اسی کی وجہ سے نظام بہت عمدہ چل رہا ہے، اب اُس آدمی کو رکھنا اگرچہ پسند نہیں لیکن صرف ناپسندیدگی کی وجہ سے اُسے نکال دینا پورے نظام کو تباہ کر دے گا تو ایسی جگہ فوائد پر نظر رکھتے ہوئے اُسے برداشت کر لینا ہی بہتر ہے۔ یہ دو مثالیں عرض کی ہیں، اِن کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی کے بہت سے معاملات کو حل کیا جا سکتا ہے۔ صرف "مثبت ذہنی سوچ" پیدا کرنے کی ضرورت ہے، ہماری زندگی کی بہت سی تلخیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ اِسی "مثبت ذہنی سوچ" کا ایک پہلو یہ ہوتا ہے کہ آدمی پریشانیوں کی بجائے نعمتوں کو سامنے رکھے یعنی آدمی اگر ایک تکلیف میں ہے تو اُسی وقت میں وہ لاکھوں نعمتوں اور سینکڑوں کامیابیوں میں بھی ہوتا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ پریشانی اور ناکامی کی یاد تو اپنا وظیفہ بنالے اور خوشی اور کامیابی کو بھولے سے بھی نہ سوچے۔ اِس نسخے پر عمل کر کے دیکھیں اِنْ شَاءَ اللہ عزّوجلّ زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں بھر جائیں گی۔

مردوں کی عورتوں پر حاکمیت اور نافرمان بیوی کی اصلاح کا طریقہ

ارشاد فرمایا:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾

(پ5، النساء:34)

ترجمہ: مرد عورتوں پر نگہبان ہیں اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو نیک عورتیں (شوہروں کی) اطاعت کرنے والی (اور) ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و توفیق سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے اپنے بستر الگ کر لو اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو (اب) ان پر (زیادتی کرنے کا) راستہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔

فرمایا: "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ" مرد عورتوں پر نگہبان ہیں۔

عورت کی ضروریات، اس کی حفاظت، اسے ادب سکھانے اور دیگر کئی امور میں مرد کو عورت پر تَسَلُّط

www.dawateislami.net

حاصل ہے گویا کہ عورت رعایا اور مرد بادشاہ، اس لئے عورت پر مرد کی اطاعت لازم ہے، اس سے ایک بات یہ واضح ہوئی کہ میاں بیوی کے حقوق ایک جیسے نہیں بلکہ مرد کے حقوق عورت سے زیادہ ہیں اور ایسا ہونا عورت کے ساتھ ناانصافی یا ظلم نہیں بلکہ عین انصاف اور حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے۔

شانِ نزول:

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا جس سے ان کے چہرے پر نشان پڑ گیا، یہ اپنے والد کے ساتھ حضور سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اپنے شوہر کی شکایت کرنے حاضر ہوئیں۔ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے قصاص لینے کا حکم فرمایا، تب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے قصاص لینے سے منع فرمادیا۔[1] لیکن یہ یاد رہے کہ عورت کو ایسا مارنا ناجائز ہے۔

فرمایا: **”بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ“ اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔**

مرد کو عورت پر جو حکمرانی عطا ہوئی اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت بخشی ہے۔

مرد کے عورت سے مقدم ہونے کی وجوہات:

مرد کے عورت سے مقدم ہونے کی وجوہات کثیر ہیں، ان سب کا حاصل دو چیزیں ہیں علم اور قدرت۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرد عقل اور علم میں عورت سے فائق ہوتے ہیں، اگرچہ بعض جگہ عورتیں بڑھ جاتی ہیں لیکن مجموعی طور پر ابھی بھی پوری دنیا پر نگاہ ڈالیں تو عقل کے امور مردوں ہی کے سپرد ہوتے ہیں۔ یونہی مشکل ترین اعمال سرانجام دینے پر انہیں قدرت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ مرد عقل و دانائی اور قوت میں عورتوں سے فَوقیت رکھتے ہیں۔ مزید یہ کہ جتنے بھی انبیاء، خُلفاء اور ائمہ ہوئے سب مرد ہی تھے۔ گھڑ سواری، تیر اندازی اور جہاد مرد کرتے ہیں۔ امامتِ کُبریٰ یعنی حکومت وسلطنت اور امامتِ صغریٰ یعنی نماز کی امامت یونہی اذان، خطبہ، حدود و قصاص میں گواہی بالاتفاق مردوں کے ذمہ ہے۔ نکاح، طلاق، رجوع اور بیک وقت ایک سے زائد شادیاں کرنے کا حق مرد کے پاس ہے اور نسب مردوں ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں، یہ سب قرائن مرد کے عورت سے افضل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ مردوں کی عورتوں پر حکمرانی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ

---

1 ... بغوی، النساء، تحت الآیۃ: 34، 1/335

www.dawateislami.net

مرد عورتوں پر مہر اور نان نفقہ کی صورت میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس لئے ان پر حاکم ہیں۔ خیال رہے کہ مجموعی طور پر جنسِ مرد جنسِ عورت سے افضل ہے نہ کہ ہر مرد ہر عورت سے افضل۔ بعض عورتیں علم و دانائی میں کئی مردوں سے زیادہ ہیں جیسے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا ہم جیسے لاکھوں مرد اُن کے نعلین کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ یونہی صحابیہ عورتیں غیر صحابی بڑے بڑے بزرگوں سے افضل ہیں۔

نیک عورتوں کے اوصاف:

فرمایا: ”فَالصّٰلِحٰتُ“ پس نیک عورتیں۔

نیک اور پارسا عورتوں کے اوصاف بیان فرمائے جارہے ہیں کہ جب ان کے شوہر موجود ہوں تو ان کی اطاعت کرتی اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں مصروف رہتی اور شوہر کی نافرمانی سے بچتی ہیں اور جب موجود نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے مال اور عزت کی حفاظت کرتی ہیں۔

نیک بیوی کے اوصاف اور فضائل پر احادیث:

کثیر احادیث میں نیک اور پارسا بیویوں کے اوصاف اور ان کے فضائل بیان کئے گئے ہیں ان میں سے 2 احادیث درج ذیل ہیں:

(1) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تقویٰ کے بعد مومن کے لئے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ اگر وہ اُسے حکم دے تو وہ اطاعت کرے اور اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے۔[1]

(2) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے چار چیزیں ملیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی ملی۔ (1) شکر گزار دل۔ (2) یادِ خدا کرنے والی زبان۔ (3) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن۔ (4) ایسی بیوی کہ اپنے نفس اور شوہر کے مال میں گناہ کی مُتلاشی (یعنی اس میں خیانت کرنے والی) نہ ہو۔[2]

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء، 2/414، حدیث: 1857

2 ... معجم کبیر، طلق بن حبیب عن ابن عباس، 11/109، حدیث: 11275

www.dawateislami.net

نکاح کیسی عورت سے کرنا چاہئے؟

نکاح کے لئے عورت کے انتخاب کے وقت اس کی دینداری دیکھ لی جائے اور دین والی ہی کو ترجیح دی جائے۔ جو لوگ عورت کا صرف حسن یا مالداری یا عزت و منصب پیش نظر رکھتے ہیں وہ اس حدیث پر غور کر لیں، حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی عورت سے اس کی عزت کے سبب نکاح کرے، اللہ عزّوجلّ اس کی ذلت میں زیادتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی ہی بڑھائے گا اور جو اس کے حسب (خاندانی مرتبے) کے سبب نکاح کرے گا تو اللہ عزّوجلّ اس کے کمینہ پن میں زیادتی کرے گا۔[1]

فرمایا: "وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ" اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں ڈر ہو۔

اس آیت میں نافرمان عورت کی اصلاح کا طریقہ بڑے احسن پیرائے میں بیان فرمایا گیا ہے۔

نافرمان بیوی کی اصلاح کا طریقہ:

سب سے پہلے نافرمان بیوی کو اپنی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات بتاؤ نیز قرآن و حدیث میں اس تعلق سے منقول فضائل اور وعیدیں بتا کر سمجھاؤ، اگر اس کے بعد بھی نہ مانیں تو ان سے اپنے بستر الگ کر لو پھر بھی نہ مانیں تو مناسب انداز میں انہیں مارو۔ اس مار سے مراد ہے کہ ہاتھ یا مسواک جیسی چیز سے چہرے اور نازک اعضاء کے علاوہ دیگر بدن پر ایک دو ضربیں لگا دے۔ وہ مار مراد نہیں جو ہمارے ہاں جاہلوں میں رائج ہے کہ چہرے اور سارے بدن پر مارتے ہیں، مُکّوں، گھونسوں اور لاتوں سے پیٹتے ہیں، ڈنڈا یا جو کچھ ہاتھ میں آئے اس سے مارتے اور لہولہان کر دیتے ہیں یہ سب حرام و ناجائز، گناہِ کبیرہ اور پرلے درجے کی جہالت اور کمینگی ہے۔

شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ رکھیں:

عورت اور مرد دونوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ رکھیں اس سلسلے میں 5 احادیث درج ذیل ہیں:

(1) حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت کرتا

---

1 ... معجم اوسط، من اسمہ ابراہیم، 2/18، حدیث: 2342

www.dawateislami.net

ہوں، وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو سوائے ہمبستری کے البتہ یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کی مُرتکِب ہوں، اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں میں علیحدہ چھوڑ دو، (اگر نہ مانیں تو) ہلکی مار مارو، پس اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ تمہارے عورتوں پر اور عورتوں کے تمہارے ذمہ کچھ حقوق ہیں۔ تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو تمہارے ناپسندیدہ لوگوں سے پامال نہ کرائیں اور ایسے لوگوں کو تمہارے گھروں میں نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ تمہارے ذمے ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کو عمدہ لباس اور اچھی غذا دو۔[1]

(2) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حورِ عین کہتی ہیں: خدا عزّوجلّ تجھے قتل کرے، اِسے ایذا نہ دے، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آجائے گا۔[2]

(3) سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا شوہر اس پر راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی۔[3]

(4) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔[4]

(5) نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت پسلی سے پیدا کی گئی وہ تیرے لئے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔[5]

فرمایا: "فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ" پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں۔

1 ...ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حقّ المرأۃ علی زوجہا، 2/387، حدیث: 1166
2 ...ترمذی، کتاب الرضاع، 19-باب، 2/392، حدیث: 1177
3 ...ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حقّ الزوج علی المرأۃ، 2/386، حدیث: 1164
4 ...بخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، 3/457، حدیث: 5185
5 ...مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ص595، حدیث: 3644

یعنی جب گناہ کے بعد توبہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالیتا ہے تو تمہیں بھی چاہیے کہ تمہاری زیر دست عورت جب قصور کرنے کے بعد معافی طلب کرے اور نافرمانی چھوڑ کر اطاعت گزار بن جائے تو اس کی معذرت قبول کرلو اور توبہ کے بعد اسے تنگ نہ کرو۔

بیوی جب اپنی غلطی کی معافی مانگے تو اسے معاف کر دیا جائے:

اِس آیت سے اُن لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو عورت کے ہزار بار معذرت کرنے، گڑ گڑا کر پاؤں پڑنے، طرح طرح کے واسطے دینے کے باوجود اپنی ناک نیچی نہیں کرتے اور صنفِ نازک کو مَشقِ ستم بنا کر اپنی بزدلی کو بہادری سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن بہادروں کو عاجزی اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میاں بیوی کے قریبی رشتہ دار صلح کرانے کی کوشش کریں

ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۝۳۵ (پ5، النساء:35)

ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک مُنْصِف مرد کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک مُنْصِف عورت کے گھر والوں کی طرف سے (بھیجو) یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کر دے گا۔ بیشک اللہ خوب جاننے والا، خبر دار ہے۔

آیت کے شروع میں فرمایا: **"وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا" اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو۔**

جب بیوی کو سمجھانے، الگ رکھنے اور مارنے کے باجود اصلاح کی صورت نہ بن رہی ہو تو نہ مرد طلاق دینے میں جلدی کرے، نہ عورت خُلع کے مطالبے پر اِصرار کرے بلکہ دونوں کے خاندان کے خاص قریبی رشتہ داروں میں سے ایک ایک شخص کو مُنصِف مقرر کرلیا جائے اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ چونکہ رشتے دار ایک دوسرے کے خانگی معاملات سے واقف ہوتے ہیں، فریقین کو ان پر اطمینان ہوتا ہے اور ان سے اپنے دل کی بات کہنے میں کوئی جھجک بھی نہیں ہوتی، یہ منصف مناسب طریقے سے ان کے مسئلے کا حل نکال لیں گے اور اگر منصف، میاں بیوی میں صلح کروانے کا ارادہ رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے مابین اتفاق پیدا کر دے گا اس لئے حتّٰی

www.dawateislami.net

المقدور صلح کے ذریعے اس معاملے کو حل کیا جائے لیکن یہ یاد رکھیں کہ انہیں میاں بیوی میں جدائی کروا دینے کا اختیار نہیں یعنی یہ جدائی کا فیصلہ کریں تو شرعاً ان میں جدائی ہو جائے، ایسا نہیں ہو سکتا۔

میاں بیوی میں صلح کروانے کا طریقہ اور آداب:

اگر میاں بیوی میں جھگڑے کی صورت بن جائے اور وہ دونوں بیٹھ کر اس اختلاف کو دور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں، تو شریعتِ مطہرہ نے میاں بیوی کے رشتہ داروں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ ان میں سے چند سمجھدار افراد مل کر ان کے مابین صلح صفائی کروا دیں اور یہ بہترین عبادت ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۝۳۵ (پ5، النساء:35)

ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک مُنْصِف مرد کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک مُنْصِف عورت کے گھر والوں کی طرف سے (بھیجو) یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کر دے گا۔ بیشک اللہ خوب جاننے والا، خبر دار ہے۔

یہ آیتِ مبارکہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی اور رنجش دور کرنے کے طریقہ کار کو احسن و جامع انداز میں بیان کرتی ہے، ہمیشہ کسی بھی کام کو کرنے اور اس سے مثبت و مؤثر نتائج حاصل کرنے کے لیے ایسے امور ہوتے ہیں کہ جن کا لحاظ کیا جائے، تو نتیجہ اچھا نکلنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، اسی طرح اسلامی تعلیمات کی روشنی میں میاں بیوی کے مابین صلح صفائی کروانے والوں کے لیے چند اوصاف ہیں کہ جو ان میں پائے جائیں، تو فیصلہ اچھا ہو گا نیز اس بارے میں کچھ احکام و آداب بیان کئے گئے ہیں کہ اگر ان کی رعایت کی جائے، تو ان شاء اللہ عزوجل اس کے بہت اچھے اثرات ظاہر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے جانبین میں رنجش و ناچاقی دور ہو جائے گی۔ ذیل میں میاں بیوی کے مابین صلح صفائی کروانے والے افراد کے لیے چند اوصاف و آداب بیان کئے جا رہے ہیں:

(1) قرآن و حدیث کے مطابق فیصلہ ہونا: صلح کی کوشش کرنے والے افراد کا فیصلہ قرآن و حدیث کے کسی حکم کے خلاف ہرگز نہ ہو کیونکہ قرآن و حدیث سے ہٹ کر فیصلہ کرنا شرعاً ناجائز ہے اور ایسا فیصلہ مردود ہے، لہٰذا جنہیں بطورِ حَکَم مقرر کیا جائے، ان کا فیصلہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

www.dawateislami.net

وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۴۵ (پ6، المائدۃ:45)

ترجمہ: اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

(2) صلح کی کوشش کرنے والے افراد کا منصف مزاج ہونا اور فیصلے کا عدل و انصاف پر مشتمل ہونا: دونوں جانب سے مقرر صلح کی کوشش کرنے والے افراد منصف مزاج ہونے چاہئیں کہ کسی بھی معاملے میں درست فیصلہ کرنے کے لیے منصف مزاج ہونا از حد ضروری ہے تاکہ عدل و انصاف کے تمام تر تقاضے پورے کئے جا سکیں اور حقیقتِ حال تک پہنچ کر درست فیصلہ کیا جا سکے، ورنہ حقیقتِ حال سے واقفیت اور درست فیصلہ کرنا، ممکن نہیں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۫ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا۬ؕ اِعْدِلُوْا۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝۸ (پ6، المائدۃ:8)

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ اور تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف نہ کرو (بلکہ) انصاف کرو، یہ پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ تمہارے تمام اعمال سے خبر دار ہے۔

ایک اور مقام پہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا۝۵۸ (پ5، النساء:58)

ترجمہ: اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بیشک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے، بیشک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

میاں بیوی میں صلح صفائی کروانے والوں کے متعلق تفسیر طبری میں ہے: ترجمہ: وہ دونوں میاں بیوی کے معاملے میں عادل اور شاہد ہوں۔[1]

(3) صلح کی کوشش کرنے والے افراد کا امین اور نیک صالح ہونا: جانبین کی طرف سے صلح کے لیے مقرر افراد کا میاں بیوی کے حق میں امانت دار ہونا بھی انتہائی ضروری ہے، کیونکہ اگر ان کی طبیعت میں خیانت ہو گی، تو ایسا نہ ہو کہ وہ جان بوجھ کر کوئی غلط فیصلہ کریں کہ جس کے بُرے اثرات کا خمیازہ دونوں خاندانوں کو بھگتنا

1 ... تفسیر طبری، النساء، تحت الآیۃ:35، 4/77

www.dawateislami.net

پڑے، اسی طرح مجموعی طور پر وہ دونوں نیک صالح ہونے چاہئیں تاکہ خوفِ خدا اور دیگر اچھی صفات کی وجہ سے کسی کی حق تلفی نہ کریں۔ تفسیر طبری میں ہے: ترجمہ: وہ دونوں میاں بیوی کے معاملے میں امین ہوں اور غور و فکر کریں کہ معاملے کی خرابی ان میں سے کس کی طرف سے پائی جارہی ہے۔[1]

اسی میں ہے: ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ عورت کی جانب سے ایک نیک صالح مَرد اور مَرد کی جانب سے اس کی مثل مَرد کو بھیجیں کہ وہ نظر کریں کہ ان میں غلطی پر ہے۔[2]

(4) شرعی احکام پر نظر ہونا: ان دونوں کو شرعی احکام میں نظر و بصیرت ہونی چاہئے تاکہ سمجھداری پر مبنی فیصلہ کر سکیں اور بوقتِ ضرورت میاں بیوی کو ان سے متعلقہ احکامِ شرعیہ کی تلقین بھی کر سکیں۔ تفسیر قرطبی میں ہے: ترجمہ: وہ دونوں اہل عدالت میں سے اور فقہ پر اچھی نگاہ و بصیرت رکھنے والے ہوں۔[3]

(5) صلح کی کوشش کرنے والے افراد کا قریبی رشتہ داروں میں سے ہونا: اَولیٰ یہ ہے کہ صلح کروانے والے افراد میاں بیوی کے گھر والوں یا ان کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہوں، کیونکہ اقارب اجانب سے زیادہ ان کی حالت کو جانتے ہوں گے اور وہ ان میں صلح کے زیادہ خواہاں ہوں گے۔ تفسیر رازی میں ہے: ترجمہ: اولیٰ یہ ہے کہ ان میں سے ایک مرد کے اہل (گھر والوں) میں سے ہو اور ایک عورت کے اہل (گھر والوں) میں سے ہو، کیونکہ ان کے اقارب ان کے احوال سے اجنبی کی بنسبت زیادہ واقف ہوں گے اور صلح کے زیادہ خواہاں ہوں گے۔[4]

(6) ہر فریق کی بات توجہ سے سننا: انہیں چاہیے کہ ہر فریق کی بات توجہ سے سنیں اور اس کے بعد کامل احتیاط کے ساتھ فیصلہ کریں۔ حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فیصلہ کرنے کے حوالے سے یہ بات ارشاد فرمائی: ترجمہ: جب فریقین فیصلے کے لیے تمہارے پاس آئیں، تو پہلے کے حق میں فیصلہ نہ کرنا، جب تک کہ دوسرے کی بات نہ سن لو، تو تم جان لوگے کہ تم نے کیسے فیصلہ کرنا ہے۔[5]

---

1 ... تفسیر طبری، النساء، تحت الآیۃ: 35، 4/77

2 ... تفسیر طبری، النساء، تحت الآیۃ: 35، 4/76

3 ... تفسیر قرطبی، النساء، تحت الآیۃ: 35، 3/123، جزء: 5

4 ... تفسیر کبیر، النساء، تحت الآیۃ: 35، 4/74

5 ... ترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی القاضی۔۔۔ الخ، 3/63، حدیث: 1336

www.dawateislami.net

(7)ان کا مقصد میاں بیوی میں صلح کروانا ہو: ان دونوں کا مقصد میاں بیوی میں صلح کروانا ہونا چاہیے کہ قرآن کریم میں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے، لہٰذا صلح کروانے والوں کو چاہیے کہ حتی الامکان میاں بیوی میں جدائی کا فیصلہ کرنے کی بجائے صلح ہی کی کوشش کریں۔

معانی القران للزجاج میں ہے: ترجمہ: وہ دونوں میاں بیوی کے مابین صلح کروانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔[1]

(8)ہر فریق سے علیٰحدگی میں اس کی رائے لینا: جب وہ ان دونوں کے مابین صلح کی کوشش شروع کریں، تو سب سے پہلے دونوں صلح کی کوشش کرنے والے افراد علیٰحدگی میں اپنے فریق سے رائے لیں، کیونکہ کئی مرتبہ ایک فریق دوسرے فریق کے سامنے کھل کر اپنے دل کی بات نہیں بتاتا، لہٰذا الگ الگ ان سے رائے لیں مثلاً مَرد کی جانب سے مقرر شخص مَرد کو الگ بٹھا کر اس سے سارا معاملہ پوچھے کہ اسے اپنی شریک حیات سے کیا شکایت ہے، اسی طرح عورت کی جانب سے جو مقرر ہے، وہ مَرد کی غیر موجودگی میں اس سے پوچھے کہ تمہیں اپنے شوہر سے کیا شکایت ہے اور پھر وہ دونوں صلح کروانے والے ایک جگہ اکٹھے ہو کر آپس میں ان امور پر غور و فکر کریں تاکہ واضح ہو سکے کہ میاں بیوی میں سے غلطی کس کی ہے اور پھر اس کے مطابق درست فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

تفسیر طبری میں ہے: ترجمہ: مرد کا حکم مرد کے ساتھ اور عورت کا حکم اس کے ساتھ علیٰحدگی اختیار کرے، پس ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے کہے کہ جو تمہارے دل میں ہے، وہ سچ سچ بتاؤ، تو جب وہ دونوں انہیں بتا دیں، تو دونوں حکم جمع ہوں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے وعدہ لے کہ تمہارے صاحب نے جو تمہیں بتایا ہے، مجھے سچ سچ بتاؤ گے اور میں تمہیں سچ بتاؤں گا کہ جو میرے صاحب نے مجھے بتایا، پس یہ اسی وقت ہو گا کہ جب وہ دونوں اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں، تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا، تو جب وہ دونوں یہ کر لیں، ہر ایک اپنے صاحب کی بتائی ہوئی بات دوسرے کو اطلاع دے، تو وہ ان میں سے ظالم اور نافرمان کو جان لیں گے، تو وہ ان کے پاس آئیں اور انہیں فیصلہ سنائیں۔[2]

---

1 ... معانی القرآن واعرابہ، النساء، تحت الآیۃ: 35، 2/49

2 ... تفسیر طبری، النساء، تحت الآیۃ: 35، 4/75

www.dawateislami.net

(9)فریقین کو اچھی نصیحت کرنا: جس وقت میاں بیوی کو سمجھائیں، تو انہیں اچھی نصیحت کریں جیسے بیوی کو شوہر کے حقوق و آداب بیان کئے جائیں اور اسے بتایا جائے کہ شوہر کا کیا مقام و مرتبہ ہے نیز اسی طرح شوہر کو بیوی کے حقوق وغیرہ کی ادائیگی کی تلقین کی جائے تاکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی جانب مائل ہوں اور ان کے معاملات درستی کی طرف آجائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُؕ (پ14، النحل:125)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو سب سے اچھا ہو۔

تفسیر سمرقندی میں ہے: ترجمہ: ان میں سے ہر حکم کو کہا جائے گا کہ صلح کروانے میں نصیحت کرتا رہے، تو ان کے درمیان صلح ہو جائے گی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَاؕ" ترجمہ: یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کر دے گا۔[1]

(10)خوب تحقیق سے کام لینا: خوب تحقیق سے کام لینا چاہیے تاکہ غلط فیصلے کے امکانات کم سے کم ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حاکم فیصلہ کرے، تو خوب تحقیق کر لیا کرے (اگر تحقیق کے بعد) اس نے درست فیصلہ کیا، تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اس سے فیصلہ کرنے میں کوئی خطا ہو جائے، تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔[2]

(11)غصے میں فیصلہ نہ کرنا: انہیں چاہیے کہ غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کریں، کیونکہ عموماً غصے میں اچھا فیصلہ کرنے کی صلاحیت فوت ہو جاتی ہے اور غلط فیصلے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص دو بندوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔[3]

(12)فیصلے میں جلد بازی سے بچنا: انہیں چاہیے کہ کوئی بھی فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیں کہ جلد بازی کا انجام بُرا ہوتا ہے اور بالخصوص ایسے حساس معاملے میں جلد بازی میں کوئی غلط فیصلہ ہو گیا، تو اس کا نقصان نسلوں تک سرایت کر سکتا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اطمینان سے کام لینا اللہ عزوجل کی

1 ... تفسیر سمرقندی، النساء، تحت الآیۃ:35، 1/352
2 ... مسلم، کتاب الاقضیہ، باب بیان اجر الحاکم۔۔۔الخ، ص730، حدیث:4487
3 ... مسلم، کتاب الاقضیہ، باب بیان اجر الحاکم۔۔۔الخ، ص731، حدیث:4490

www.dawateislami.net

طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔[1]

(13)اگر معاملہ سلجھانے کی صلاحیت نہ ہو، تو کسی اہل کی طرف ریفر کرنا: اگر فیصلہ کرنے والوں میں اس معاملے کو سلجھانے کی صلاحیت ہی نہ ہو، تو انہیں خود جرگے وغیرہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کی بجائے یہ کرنا چاہیے کہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق اس کے حل کے لیے فریقین کو کسی بھی صحیح العقیدہ، سمجھدار مفتی صاحب یا عالمِ دین کے پاس لے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾

(پ5، النساء:83)

ترجمہ: حالانکہ اگر اس بات کو رسول اور اپنے بااختیار لوگوں[2] کی خدمت میں پیش کرتے، تو ضرور اُن میں سے نتیجہ نکالنے کی صلاحیت رکھنے والے اُس (خبر کی حقیقت) کو جان لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم میں سے چند ایک کے علاوہ سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔

(14)فیصلے کی حدود: ان دونوں کو میاں بیوی میں خود سے ہی جدائی کروا دینے کا اختیار نہیں اور نہ ہی وہ اس کے مالک ہوتے ہیں۔ تفسیر طبری میں ہے: ترجمہ: میاں بیوی میں جدائی کرانا، ان کے ہاتھ میں نہیں اور نہ ہی وہ اس کے مالک ہیں۔[3]

گھریلو زندگی میں بگاڑ کے ایک بڑے سبب کی اصلاح

ارشاد فرمایا:

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

ترجمہ: اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے اور دل کو لالچ کے قریب کر دیا گیا ہے۔ اور اگر تم نیکی اور پرہیز گاری اختیار کرو تو اللہ کو تمہارے

1 ... ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی الرفق، 3/407، حدیث:2019

2 ... جیسے اکابر صحابہ جو صاحبِ رائے اور صاحبِ بصیرت ہیں۔

3 ... تفسیر طبری، النساء، تحت الآیۃ:4، 35/75

www.dawateislami.net

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ (پ5، النساء:128) کاموں کی خبر ہے۔

فرمایا: ”وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا“ اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی کا اندیشہ ہو۔

قرآن نے گھریلو زندگی اور معاشرتی برائیوں کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے اسی لئے جو گناہ معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں اور جو چیزیں خاندانی نظام میں بگاڑ کا سبب بنتی ہیں اور خرابیوں کو جنم دیتی ہیں ان کی قرآن میں بار بار اصلاح فرمائی گئی ہے جیسا کہ یہاں فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو، زیادتی تو اس طرح کہ شوہر اس سے علیحدہ رہے، کھانے پہننے کو نہ دے یا اس میں کمی کرے یا مارے یا بدزبانی کرے اور اِعراض یعنی منہ پھیر نا یہ کہ بیوی سے محبت نہ رکھے، بول چال ترک کر دے یا کم کر دے۔ تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں اِفہام و تفہیم سے صلح کر لیں جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے اپنے مُطالبات کچھ کم کر دے اور اپنے کچھ حقوق کا بوجھ کم کر دے اور شوہر یوں کرے کہ باوجود رغبت کم ہونے کے اس بیوی سے اچھا برتاؤ بَہ تکلف کرے۔ یہ نہیں کہ عورت ہی کو قربانی کا بکرا بنایا جائے۔ مرد و عورت کا یوں آپس میں صلح کر لینا زیادتی کرنے اور جدائی ہو جانے دونوں سے بہتر ہے کیونکہ طلاق اگرچہ بعض صورتوں میں جائز ہے مگر اللہ عزّوجلّ کی بارگاہ میں نہایت ناپسندیدہ چیز ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسند چیز طلاق دینا ہے۔[1]

دل لالچ کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں:

فرمایا: ”وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ“ اور دل کو لالچ کے قریب کر دیا گیا ہے۔

میاں بیوی کے اعتبار سے بھی اور اس سے ہٹ کر بھی معاملہ یہ ہے کہ دل لالچ کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں، ہر ایک اپنی راحت و آسائش چاہتا ہے اور اپنے اوپر کچھ مشقت گوارا کر کے دوسرے کی آسائش کو ترجیح نہیں دیتا۔ لہٰذا جو شخص دوسرے کی راحت کو مقدم رکھتا ہے اور خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو سکون پہنچاتا ہے وہ بہت باہمت ہے۔

---

1 ... ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب کراہیۃ الطلاق، 2/370، حدیث: 2178

www.dawateislami.net

عورتوں سے متعلق مردوں کو تاکید:

فرمایا: ”وَاِنْ تُحْسِنُوْا“ اور اگر تم نیکی کرو۔

یہاں بطورِ خاص عورتوں کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اے مَرد! اگر تم نیکی اور خوفِ خدا اختیار کرو اور نامرغوب ہونے کے باوجود اپنی موجودہ عورتوں پر صبر کرو اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور انہیں ایذا اور رنج دینے سے اور جھگڑا پیدا کرنے والی باتوں سے بچتے رہو اور ان کے ساتھ زندگی گزارنے میں نیک سلوک کرو اور یہ جانتے رہو کہ وہ تمہارے پاس امانتیں ہیں اور یہ جان کر حسنِ سلوک کرتے رہو تو اللہ عزّوجلّ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔

بیویوں کے لازمی حقوق میں یکساں برتاؤ کرنے کا حکم

ارشاد فرمایا:

وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۲۹﴾ (پ5، النساء:129)

ترجمہ: اور تم سے ہر گز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اگرچہ تم کتنی ہی (اس کی) حرص کرو تو یہ نہ کرو کہ (ایک ہی بیوی کی طرف) پورے پورے جھک جاؤ اور دوسری لٹکتی ہوئی چھوڑ دو اور اگر تم نیکی اور پرہیز گاری اختیار کرو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فرمایا: ”وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ“ اور تم سے ہر گز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو۔

دینِ اسلام نے انسانی نفسیات و مزاج کا خیال رکھتے ہوئے، ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی ہے لیکن اس اجازت کو عدل و انصاف کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ ایک سے زائد شادیاں کرنا اسی صورت میں جائز ہے جب بیویوں میں عدل کر سکو ورنہ ایک سے زائد شادیوں کی اجازت نہیں۔ البتہ سو فیصد عدل اور برابری تو تقریباً ناممکن ہے اس لئے اس کی حد بندی کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہاری ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو یہ تمہاری قدرت میں نہیں کہ ہر چیز میں تم انہیں برابر رکھو اور کسی چیز میں ایک کو دوسری پر ترجیح نہ ہونے دو، نہ میلان و محبت میں اور نہ خواہش و رغبت میں اور نہ نظر و توجہ میں، تم کوشش کر کے یہ تو کر نہیں سکتے لیکن اگر اتنا تمہاری قدرت میں نہیں

www.dawateislami.net

ہے اور اس وجہ سے ان تمام پابندیوں کا بوجھ تمہارے اوپر نہیں رکھا گیا اور قلبی محبت اور طبعی مَیلان جو تمہارے اختیار میں نہیں ہے اس میں برابری کرنے کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا تو یہ تو نہ کرو کہ ایک ہی بیوی کی طرف پورے پورے جھک جاؤ اور دوسری بیوی کے لازمی حقوق بھی ادا نہ کرو بلکہ تم پر لازم ہے کہ جہاں تک تمہیں قدرت و اختیار ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو، محبت اختیاری شے نہیں تو بات چیت، حسنِ اخلاق، کھانے، پہننے، پاس رکھنے اور ایسے امور جن میں برابری کرنا اختیار میں ہے ان امور میں دونوں کے ساتھ ضرور یکساں سلوک کرو۔

یاد رہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازواجِ مطہرات رضی اللہُ عنہن کے درمیان عدل کے معاملے میں خصوصی رعایت اور اختیار حاصل تھا، اس کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہُ عنہن میں بے مثال عدل و انصاف فرمایا، اب یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے رعایت اور اختیار ملنے کے باوجود عدل و انصاف ہی فرمایا، تو جن لوگوں کو یہ اختیار حاصل نہیں بلکہ ان پر عدل و انصاف کرنا ہی لازم ہے تو وہ خود ہی اندازہ لگالیں کہ انہیں اپنی بیویوں کے درمیان کس قدر عدل و انصاف کرنے کی ضرورت ہے، نیز دو بیویوں کے درمیان عدل کی شرائط پوری نہ کرنے والے کی اخروی رسوائی اور سزا سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا یہ فرمان بھی پیشِ نظر رکھیں کہ جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں، پھر وہ ان دونوں کے درمیان عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک پہلو لٹکا ہوا (یعنی فالج زدہ) ہو گا۔[1]

ایک بیوی بھی کَالْمُعَلَّقَہ میں داخل ہے:

یاد رہے کہ اوپر آیت میں جو ایک ہی بیوی کی طرف پورا پورا جھک جانے اور دوسری کو لٹکتی چھوڑ دینے سے منع کیا گیا؛ یہ ممانعت ایک سے زائد بیویاں ہونے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگر ایک ہی بیوی ہو تو اس سے بھی بے رخی اختیار کرنا، اس کے حقوق ادا نہ کرنا اور طلاق نہ دے کر لٹکتی چھوڑ دینا ممنوع ہے اور ایسا کرنے والا گناہگار ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ ہندہ کو اس کے شوہر زید اور زید کے باپ نے اپنے یہاں سے نکال دیا، ہندہ اب دو برس سے اپنے باپ کے یہاں ہے، نہ تو زید اسے بلاتا ہے اور نہ کوئی روٹی

1 ...الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الترھیب من ترجیح...الخ، 3/28، حدیث:3029

www.dawateislami.net

کپڑا پہنچاتا ہے، نہ طلاق دیتا ہے۔ زید اس صورت میں گناہگار ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں ہندہ اور زید کا نکاح باقی ہونے کی دلیل بیان کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے فرمایا: جب نکاح باقی ہے، تو اس صورت میں زید پر فرض ہے کہ یا تو اسے طلاق دے دے یا اس کے نان نفقہ کی خبر گیری کرے، ورنہ یوں معلق رکھنے میں زید بے شک گنہگار ہے اور صریح حکمِ قرآن کا خلاف کرنے والا۔[1]

رجعی طلاقوں کی تعداد

ارشاد فرمایا:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (پ2، البقرۃ:229)

ترجمہ: طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے۔

شانِ نزول:

ایک عورت نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا اور ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہو گی تو رجوع کر لے گا اور پھر طلاق دیدے گا، اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[2]

اور ارشاد فرمادیا کہ طلاق رَجعی دو بار تک ہے اس کے بعد طلاق دینے پر رجوع کا حق نہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو طلاق دینے کا اختیار دو بار تک ہے۔ اگر تیسری طلاق دی تو عورت شوہر پر حرام ہو جائے گی اور جب تک پہلے شوہر کی عدت گزار کر کسی دوسرے شوہر سے نکاح اور ہم بستری کے بعد طلاق پا کر عدت نہ گزار لے تب تک پہلے شوہر پر حلال نہ ہو گی۔ لہٰذا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد رجوع کر کے اچھے طریقے سے اسے رکھ لو اور یا طلاق دے کر اسے چھوڑ دو تاکہ عورت اپنا کوئی دوسرا انتظام کر سکے۔ اچھے طریقے سے روکنے سے مراد رجوع کر کے روک لینا ہے اور اچھے طریقے سے چھوڑ دینے سے مراد ہے کہ طلاق دے کر عدت ختم ہونے دے کہ اس طرح ایک طلاق بھی بائنہ ہو جاتی ہے۔

شریعت نے طلاق دینے اور نہ دینے کی دونوں صورتوں میں بھلائی اور خیر خواہی کا فرمایا ہے۔ ہمارے

1 ... فتاویٰ رضویہ، 13/435

2 ... البحر المحیط، البقرۃ، تحت الآیۃ:229، 2/202

www.dawateislami.net

زمانے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دونوں صورتوں میں الٹا چلتی ہے، طلاق دینے میں بھی غلط طریقہ اور بیوی کو رکھنے میں غلط طریقہ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

اسلام کا سکھایا ہوا تین طلاق کا طریقہ:

حضرتِ آدم علیہ السّلام کے زمانے سے لے آج تک سلسلہِ نکاح انسانی زندگی میں نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے اور اب تک ہے۔ نکاح کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنا جانوروں کا فطری طریقہ ہے، انسانوں کا نہیں۔ اِس لیے تمام آسمانی مذاہب، بلکہ غیر آسمانی مذاہب میں بھی نکاح کو بہت اہمیت دے کر بیان کیا گیا ہے۔ نکاح کے ساتھ جڑا ہوا ایک معاملہ طلاق کا بھی ہے کہ بعض اوقات ایک ساتھ زندگی گزارنا دشوار ہو جائے تو جدائی تک نوبت آجاتی ہے۔ اب اِس جدائی کا طریقہ کیا ہونا چاہیے، اس معاملے میں مختلف مذاہب میں مختلف طریقے رائج ہیں، لیکن اِسلام کا طریقہ اُن سب میں مُعْتَدِل اور فریقین کے لیے بہترین ہے۔ اِس طریقے پر عمل نہ کر کے اگر کوئی شخص نقصان اٹھائے یا دوسرے کو نقصان پہنچائے تو یہ اُس کا اپنا معاملہ ہے، طریقے پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا اور یہ حقیقت ہے کہ اسلامی طریقے کی پوری طرح پیروی کی جائے تو پھر اِس سے بہتر طریقہ ممکن نہیں۔

ازدواجی زندگی میں پہلی ہدایت یہ دی گئی ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو اپنی زندگی کا حصہ، اپنی ذات کے لیے تسکین، اپنی خوبیوں کے لیے زینت اور اپنی خامیوں کے لیے پردہ سمجھیں، چنانچہ فرمایا:

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (پ21، الروم:21)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

ازدواجی زندگی کی دوسری ہدایت یہ ہے کہ بیوی بچوں سے بعض اوقات جانے انجانے میں شوہر کے حقیقی فائدے کے خلاف کوئی فعل سرزد ہو جاتا ہے، جو ایک قسم کی دشمنی ہے، لیکن بیوی بچے حقیقت میں دشمن نہیں ہوتے، لہٰذا اگر ایسا کچھ ہو جائے تو شوہر بیوی کے ساتھ عَفْو و درگزر کا معاملہ رکھے، چنانچہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ

ترجمہ: اے ایمان والو! بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو اور اگر

www.dawateislami.net

اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾ (پ28، التغابن:14)

تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

ازدواجی زندگی کی تیسری ہدایت یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں کچھ اَن بَن ہو جائے تو آپس میں اِفہام و تفہیم یعنی بیٹھ کر ایک دوسرے کو سمجھا کر معاملہ صحیح کرلیں اور اپنی زندگی لوگوں، خاندان اور اپنے بچوں کے سامنے تماشہ نہ بنائیں، چنانچہ فرمایا:

وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ (پ5، النساء:34)

ترجمہ: اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے اپنے بستر الگ کرلو اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو (اب) ان پر (زیادتی کرنے کا) راستہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔

یہاں مارنے سے مراد آج کے زمانے کی جاہلانہ مار نہیں، بلکہ ایک تادیبی تفہیم ہے اور جو اس میں بھی حد سے گزرنے کا عادی ہو یا جسے قوی اندیشہ ہو، اُسے اِس کی بھی اجازت نہیں۔

ازدواجی زندگی کی چوتھی ہدایت یہ ہے کہ میاں بیوی اگر خود معاملہ نہ سنبھال سکیں تو دونوں کے رشتے دار مل کر ناراضی کا حل نکالنے کی کوشش کریں، چنانچہ فرمایا:

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾ (پ5، النساء:35)

ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک مُنْصِف مرد کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک مُنْصِف عورت کے گھر والوں کی طرف سے (بھیجو) یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کردے گا۔ بیشک اللہ خوب جاننے والا، خبر دار ہے۔

ان سب کوششوں کے بعد بھی اگر معاملہ صحیح نہ ہوسکے تو اب کیا طریقہ اپنایا جائے۔ اس کے لیے پہلے زمانہ جاہلیت کا طریقہ کار ملاحظہ کریں، پھر دیکھیں کہ اسلام نے اُسے کس طرح حدود کا پابند کیا۔ زمانہ جاہلیت

www.dawateislami.net

میں شوہر بیوی کو ایک طلاق دیتا، جب اُس کی عدت مکمل ہونے والی ہوتی تو فوراً رجوع کر لیتا، پھر دوبارہ طلاق دیتا، پھر اختتامِ عدت کے قریب رجوع کر لیتا، مسلسل اِس حرکت کے ذریعے عورتوں کو برسوں لٹکا کر رکھا جاتا، کہ جب بھی طلاق دیں گے، رجوع کر لیں گے، چنانچہ اِس انداز میں اُنہوں نے عورتوں کی زندگیوں کو عذاب بنا رکھا تھا، چنانچہ زمانہ نبوی میں ایسا ہی ایک واقعہ ہوا کہ ایک عورت نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا اور ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہو گی تو رجوع کر لے گا اور پھر طلاق دیدے گا، اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر قرآن کی آیت نازل ہوئی۔[1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ ---- تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

(پ2، البقرۃ:229)

ترجمہ: طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے---- یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے طلاق اور رجوع کے لامتناہی سلسلے کو روکا اور یہ حکم نازل فرمایا کہ مرد کو دو طلاقوں تک رجوع کا اختیار رہے گا، لیکن جیسے ہی تیسری طلاق دی تو معاملہ ختم ہو جائے گا اور اب صرف شوہر کے ہاتھ کا اختیار ختم ہو جائے گا اور دوبارہ ملاپ میں شوہر کی رضا کی طرح بیوی کو بھی اپنی مرضی کا برابر حق حاصل ہو جائے گا۔

تین طلاقوں کے بعد

ارشاد فرمایا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ

ترجمہ: پھر اگر شوہر بیوی کو (تیسری) طلاق دیدے تو اب وہ عورت اس کیلئے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے، پھر وہ دوسرا شوہر اگر اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر ایک دوسرے کی طرف لوٹ آنے میں کچھ گناہ نہیں اگر وہ یہ سمجھیں

1 ... البحر المحیط، البقرۃ، تحت الآیۃ:229، 2/202

www.dawateislami.net

اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ کہ (اب) اللہ کی حدوں کو قائم رکھ لیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ دانش مندوں کے لئے بیان کرتا ہے۔ (پ2، البقرۃ:230)

تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر حرمتِ غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے، اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے اور نہ دوبارہ نکاح جب تک یہ نہ ہو کہ عورت عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے یا وہ فوت ہو جائے اور عورت پھر اس دوسرے شوہر کی عدت گزارے۔

تین طلاقوں کے بارے میں ایک اہم مسئلہ:

تین طلاقیں تین مہینوں میں دی جائیں یا ایک مہینے میں یا ایک دن میں یا ایک نشست میں یا ایک جملے میں بہر صورت تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔ تین طلاقوں کے بعد بغیر شرعی طریقے کے مرد و عورت کا ہم بستری وغیرہ کرنا صریح حرام و ناجائز ہے اور ان میں صلح کی کوشش کروانے والے بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ تفصیل کیلئے علماء اہلسنّت کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

کیا تین طلاقوں کا مسئلہ عورت پر ظلم ہے:

اصل حقیقت یہ ہے کہ تین طلاق کی حد بندی سے عورتوں پر ہونے والے مسلسل ظلم و جَبر کی رسم کا خاتمہ کیا گیا جیسا کہ ایک دو صفحے پہلے تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اسلامی حکم کا نتیجہ عورت کے حق میں یہ ہوا کہ جب تیسری طلاق دی جائے گی، تو عورت ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو جائے گی، اب اُس عورت کی اپنی زندگی ہے، عدت کے بعد وہ چاہے تو نکاح نہ کرے اور بغیر نکاح کے زندگی گزار دے اور چاہے تو اپنی مرضی سے جس مرد سے چاہے نکاح کر لے اور اپنی نئی زندگی کا آغاز کرے، لیکن اگر نئی جگہ شادی کی اور وہ شوہر فوت ہو گیا یا اُس نے بھی طلاق دے دی، تو یہ پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو فرمایا کہ اب یہ اُس پچھلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے اور یہ بھی عورت کی مرضی ہے، کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا۔

آپ غور کیجیے تو سارے کا سارا معاملہ عورت کی رضامندی اور اُس کی مرضی پر موقوف ہے۔ مطلقہ عورت کو نہ ہی دوسرے شوہر سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے، نہ دوسرے شوہر سے طلاق لینے پر جبر ہے اور نہ ہی دوبارہ پہلے شوہر سے نکاح کرنے کی پابندی ہے، بلکہ تینوں جگہ ہی عورت کی مرضی پر دارومدار ہے، اگر وہ چاہے تو ٹھیک، ورنہ اُس کی اپنی زندگی ہے، جیسے چاہے گزارے۔

www.dawateislami.net

میں یہ سب وضاحت اس لیے کر رہا ہوں کہ بعض لوگ دینی مسائل کو مذاق بنا لیتے ہیں۔ بالخصوص جو دین دشمن اور دین بیزار لوگ ہوتے ہیں، وہ اُن چیزوں کو کہ جنہیں خدا نے ظلم کے خاتمے کا ذریعہ بنایا، معاذاللہ اُسی کو ظلم کی تصویر بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جبکہ اِس طلاق والے مسئلہ کی حقیقی صورتِ حال یہی ہے، جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے کہ اِس میں ظلم نہیں ہے، بلکہ عورت کو اُس کے حقوق کی فراہمی کا بیان ہے۔ مگر آیت کی اِس حقیقت کا اِدراک دانش مندوں کے لیے ہے، دین بیزاروں کے لیے نہیں۔

مرد و عورت کے دوبارہ نکاح پر سرپرستوں کی رہنمائی

ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِؕ ذٰلِكَ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠ ﴿۲۳۲﴾ (پ2، البقرۃ:232)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی (عدت کی) مدت پوری ہوجائے تو اے عورتوں کے والیو! انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں شریعت کے موافق رضامند ہوجائیں۔ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ کام ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

شانِ نزول:

حضرت مَعْقِل بن یسار رضی اللہُ عنہ کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا انہوں نے ایک طلاق دے دی لیکن عدت گزرنے کے بعد پھر عاصم نے نکاح کی درخواست کی تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہُ عنہ مانع ہوئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی عورت کی عدت گزر جائے اور عدت کے بعد وہ عورت کسی سے نکاح کا ارادہ کرے خواہ وہ کوئی نیا آدمی ہو یا وہی ہو جس نے طلاق دی تھی تو اگر وہ مرد و عورت باہم رضامند ہیں تو عورت کے سرپرستوں کو بلاوجہ منع کرنے کا حق نہیں۔ اس حکم کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے فرمایا کہ یہ ہر اس آدمی کو

1 ... بخاری، کتاب النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولیّ، 3/442، حدیث: 5130

www.dawateislami.net

نصیحت کی جارہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ مزید فرمایا کہ اس حکم پر عمل کرنا تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی و طہارت کا باعث ہے کیونکہ بعض اوقات سابقہ تعلقات کی وجہ سے عورتیں غلط قدم بھی اٹھالیتی ہیں جو بعد میں سب کیلئے پریشانی کا باعث بنتا ہے، اس لئے عورتوں کو مزید نکاح سے بلاوجہ منع نہ کرو۔ تمہاری حقیقی حکمت و مصلحت کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ اگر عورت غیر کُفو میں بغیر اجازتِ ولی نکاح کرے تو وہاں اولیاء کا حق ہوتا ہے۔ تفصیل کیلئے بہارِ شریعت حصہ 7 میں "کفو کا بیان" مطالعہ کریں۔

ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے دی جانے والی طلاق کا شرعی حکم

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۴۹﴾ (پ22، الاحزاب:49)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بغیر ہاتھ لگائے طلاق دیدو تو ان پر تمہاری وجہ سے کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو تو انہیں فائدہ پہنچاؤ اور انہیں اچھے طریقے سے چھوڑو۔

اس آیت میں بیان ہوا کہ اگر عورت کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے طلاق دی تو اس پر عدت واجب نہیں۔ یہاں اس سے متعلق مزید دو مسائل بھی ملاحظہ ہوں:

(1) خَلْوَتِ صحیحہ قربت کے حکم میں ہے، تو اگر خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق واقع ہو تو عدت واجب ہو گی اگرچہ ازدواجی تعلق قائم نہ ہوا ہو۔

(2) یہ حکم مومنہ اور کتابیہ دونوں عورتوں کو عام ہے، لیکن آیت میں مومنات کا ذکر فرمانا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ مومنہ سے نکاح کرنا اَولیٰ ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ فی زمانہ تمام اہلِ کتاب حربی ہیں اور حربیہ کتابیہ سے نکاح جائز نہیں بلکہ ممنوع اور گناہ ہے لیکن اگر کر لیا تو نکاح ہو جائے گا اور یہ حکم بھی اس وقت ہے کہ واقعی کتابیہ ہو اور اگر نام کی کتابیہ حقیقت میں لامذہب دَہْرِیَّہ ہے تو اس سے نکاح اصلاً نہ ہو گا۔

مزید فرمایا: "**فَمَتِّعُوْهُنَّ**" **تو انہیں فائدہ پہنچاؤ۔**

www.dawateislami.net

فائدہ پہنچانے سے مراد یہ ہے کہ اگر عورت کا مہر مقرر ہو چکا تھا تو خَلْوَت سے پہلے طلاق دینے سے شوہر پر نصف مہر واجب ہو گا اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو ایک جوڑا دینا واجب ہے جس میں تین کپڑے ہوتے ہیں۔

فرمایا: ”وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝۴۹“ اور انہیں اچھے طریقے سے چھوڑو۔

اچھی طرح چھوڑنا یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا کر دیئے جائیں اور ان کو کوئی ضَرَر نہ دیا جائے اور انہیں روکا نہ جائے کیونکہ ان پر عدت نہیں ہے۔

طلاق، عدت اور عورت کی رہائش اور رجوع سے متعلق احکام

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝۱ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲

(پ28، الطلاق: 1-2)

ترجمہ: اے نبی! (امت سے فرمادیں کہ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کو شمار کرتے رہو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ تم عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ کسی صریح برائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا تو بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا معاملہ پیدا فرمادے۔ تو جب عورتیں اپنی مدت تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا انہیں بھلائی کے ساتھ جدا کر دو اور اپنوں میں سے دو عادل گواہ بنا لو اور اللہ کے لیے گواہی قائم کرو۔ یہ ہے جس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادے گا۔

شانِ نزول:

یہ آیت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما کے حق میں نازل ہوئی، اُنہوں نے اپنی بیوی کو عورتوں کے مخصوص اَیّام میں طلاق دی تھی، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجوع کریں پھر اگر طلاق

www.dawateislami.net

دینا چاہیں تو طُہر یعنی پاکی کے دنوں میں طلاق دیں۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک زمانے میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی، اس کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے رجوع کرنے کا حکم دو تاکہ وہ ٹھہری رہے یہاں تک کہ پاک ہو جائے، پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے، اب اگر چاہے تو روک لے اور چاہے تو اسے چھونے سے پہلے طلاق دیدے، پس یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ عورتوں کو اس طرح طلاق دی جائے۔[1]

بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا: **"اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ"** **جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو۔**

اس آیت میں بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ اور طلاق یافتہ عورت کی عدت سے متعلق شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں ہے، چنانچہ آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، اپنی امت سے فرما دیں کہ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان کی عدت کے وقت پر یعنی پاکی کے دنوں میں انہیں طلاق دو تاکہ ان کی عدت لمبی نہ ہو۔[2]

عورت کو طلاق دینے سے متعلق 5 شرعی احکام:

آیت کے اس حصے کی مناسبت سے عورت کو طلاق دینے سے متعلق 5 شرعی احکام ملاحظہ ہوں:

(1) اس آیت میں عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ان کے شوہروں نے حقِ زوجیّت ادا کیا ہو اور ان کی عدت حیض سے شمار کی جائے، اگر انہیں طلاق دینی ہو تو ایسے پاکی کے دنوں میں ایک طلاق دیں جن میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو اور عدت گزرنے تک رجوع نہ کریں۔ اسے طلاقِ احسن کہتے ہیں۔

(2) اگر انہیں حیض کے دنوں میں طلاق دی، یا پاکی کے ایسے دنوں میں طلاق دی جن میں حقِ زوجیّت ادا کیا ہو، اسی طرح پاکی کے ایک زمانے میں دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ یا الگ الگ دیدیں اگرچہ اس زمانے میں

---

1 ... بخاری، کتاب الطلاق، باب قول اللہ تعالی: یاایّھا النبی اذا طلّقتم النساء... الخ، 3/478، حدیث: 5251

2 ... خازن، الطلاق، تحت الآیۃ: 1، 4/277

www.dawateislami.net

حقِ زوجیّت ادا نہ کیا ہو تو یہ سب صورتیں طلاقِ بدعت کی ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ طلاقِ بدعت مکروہ ہے، مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے والا گناہگار ہوتا ہے۔

(3) وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آتا جیسے چھوٹی بچی اور حاملہ عورت، یا آئسہ یعنی جسے بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا بند ہو گیا ہو، وہ اس آیت کے حکم میں داخل نہیں ہیں۔

(4) وہ عورت جس سے اس کے شوہر نے حقِ زوجیّت ادا نہ کیا ہو، اور نہ اسے شوہر کے ساتھ ایسی تنہائی ہوئی ہو جس میں وہ ہم بستری کر سکیں تو اس پر عدت نہیں ہے، باقی وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آتا، ان کی عدت حیض سے شمار نہ ہو گی۔

(5) جس عورت سے حقِ زوجیّت ادا نہیں کیا گیا اسے حیض کے دنوں میں طلاق دینا جائز ہے۔

عدت شمار کرنے کا حکم:

ارشاد فرمایا: ”**وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ**“ **اور عدت کو شمار کرتے رہو۔**

یہاں مَردوں کو حکم دیا گیا کہ طلاق دینے کے بعد عورت کی عدت کو شمار کرتے رہو یہاں تک کہ اسے تین بار حیض آ جائے۔ یاد رہے کہ عدت کا شمار مرد و عورت دونوں ہی کریں گے البتہ یہاں بطورِ خاص مَردوں کو عدت شمار کرنے کا اس لئے فرمایا گیا کہ عورتوں میں بہت مرتبہ غفلت ہو جاتی ہے۔

خوفِ خدا کی تاکید:

فرمایا: ”**وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ**“ **اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔**

یعنی عورتوں کی عدت دراز کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کے معاملے میں اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا حقیقی رب ہے۔

دورانِ عدت عورت کو گھر سے نہ نکالا جائے:

فرمایا: ”**لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ**“ **تم عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو۔**

یعنی اے لوگو! عدت کے دنوں میں عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ اس دوران وہ خود اپنی رہائش گاہ سے نکلیں، البتہ اگر وہ کسی صریح بے حیائی کا اِرتکاب کریں اور اُن سے کوئی اعلانیہ فسق صادر ہو جس

www.dawateislami.net

پر حد آتی ہے جیسے زنا اور چوری وغیرہ کریں تو اس صورت میں تم انہیں گھر سے نکال سکتے ہو۔[1]

گھر میں عدت گزارنے سے متعلق 5 شرعی مسائل:

یہاں آیت کے اس حصے کی مناسبت سے گھر میں عدت گزارنے سے متعلق 5 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) عورت کو عدت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے۔ شوہر کو جائز نہیں کہ طلاق یافتہ کو عدت کے اَیّام میں گھر سے نکالے اور نہ ان عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا جائز ہے کیونکہ یہ رہائش محض شوہر کا حق نہیں ہے جو اس کی رضامندی سے ساقط ہو جائے بلکہ یہ شریعت کا حق بھی ہے۔

(2) اگر عورت فحش بولے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اسے نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ (یعنی نافرمان عورت) کے حکم میں ہے۔

(3) جو عورت طلاقِ رجعی یا بائن کی عدت میں ہو اس کو گھر سے نکلنا بالکل جائز نہیں اور جو موت کی عدت میں ہو وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے لیکن اسے شوہر کے گھر ہی میں رات گزارنا ضروری ہے۔

(4) جو عورت طلاقِ بائن کی عدت میں ہو، اس کے اور شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔

(5) اگر شوہر فاسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر اس مکان سے چلا جائے۔

حدودِ الٰہی کو توڑنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے:

فرمایا: ”تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ“ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔

یعنی تمہیں جو احکام دیئے گئے یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جن کے اندر رہنا بندوں پر لازم ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھا تو بیشک اس نے گناہ کر کے اپنی جان پر ظلم کیا۔

طلاق دینے والے کو ایک ترغیب:

فرمایا: ”لَا تَدْرِیْ“ تم نہیں جانتے۔

آیت کے اس حصے میں طلاق دینے والے کو ترغیب دی گئی ہے کہ طلاقِ رجعی یعنی ایک طلاق دے کر

---

1 ... مدارک، الطلاق، تحت الآیۃ: 1، ص1251، روح البیان، الطلاق، تحت الآیۃ: 1، 10/28، خزائن العرفان، الطلاق، تحت الآیۃ: 1، ص1032

www.dawateislami.net

چھوڑ دینا ہی بہتر ہے، چنانچہ فرمایا گیا کہ اے مُخاطَب! تمہیں معلوم نہیں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ طلاق دینے کے بعد شوہر کے دل میں عورت کی طرف میلان پیدا فرمادے اور اسے اپنے فعل پر ندامت محسوس ہو اور رجوع کرنے کی طرف مائل ہو، اس لئے اگر رجعی طلاق دی ہو گی تو ایسی صورتِ حال میں رجوع کرنا آسان ہو گا یا تین سے کم طلاقِ بائن دی ہوں تو خالی نکاح سے رجوع ہو سکتا ہے۔

طلاق یافتہ عورت سے رجوع کے احکام:

فرمایا: **"فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ" جب عورتیں اپنی مدت تک پہنچنے کو ہوں۔**

اس آیت میں طلاق یافتہ عورت سے رجوع کرنے کے احکام بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اوپر بیان کردہ طریقے کے مطابق طلاق دی جانے والی عورتیں اپنی عدت کی اختتامی مدت کے قریب تک پہنچ جائیں تو تمہیں اختیار ہے، اگر تم ان کے ساتھ حسنِ معاشرت اور اچھا سلوک کرتے ہوئے رہنا چاہو تو رجوع کرلو اور دل میں دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھو اور اگر تمہیں ان کے ساتھ خوبی اور اچھائی سے بسر کر سکنے کی اُمید نہ ہو تو ان کے حق، جیسے مہر وغیرہ ادا کر کے اُن سے جدائی اختیار کرلو اور انہیں اس طرح نقصان نہ پہنچاؤ کہ عدت کے آخر میں رجوع کرلو پھر طلاق دے دو، یوں اُن کی عدت دراز کر کے انہیں پریشانی میں ڈالو، نیز رجوع کرو یا جدائی اختیار کرو دونوں صورتوں میں تہمت دور کرنے اور جھگڑے سے بچنے کیلئے اپنوں میں سے دو ایسے مسلمانوں کو گواہ بنالو جو عادل یعنی شرعاً قابلِ قبول ہوں اور گواہ بنانے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہو اور اس میں حق کو قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے علاوہ اپنی کوئی فاسد غرض نہ ہو۔ یہ وہ حکم ہے جس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور طلاق دے تو سنت کے مطابق دے، عدت والی کو نقصان نہ پہنچائے، نہ اُسے رہائش گاہ سے نکالے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں کو گواہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا جس سے وہ دنیا و آخرت کے غموں سے خلاصی پائے گا اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے گا۔[1]

---

1 ... مدارک، الطلاق، تحت الآیۃ: 2، ص 1251، ملخصاً

www.dawateislami.net

طلاق یافتہ عورت سے رجوع کرنے سے متعلق اہم شرعی مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے رجوع کا معنی اور طلاق یافتہ عورت سے رجوع کرنے سے متعلق اہم شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو، عدت کے اندر اسے پہلے نکاح پر باقی رکھنا "رجوع" کہلاتا ہے۔

(2) رجوع کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجوع کرے اور رجوع کرنے پر دو عادل شخصوں کو گواہ بنالے اور عورت کو بھی اس کی خبر کردے تاکہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرلے اور اگر شوہر کے رجوع کے بعد بھی عورت نے لاعلمی میں نکاح کرلیا تو دوسرے شوہر سے جدا کردیا جائے اگرچہ وہ حقِ زوجیّت ادا کرچکا ہو کیونکہ یہ نکاح نہیں ہوا، اور اگر کسی لفظ سے رجوع کیا مگر گواہ نہ بنائے یا گواہ بھی بنائے مگر عورت کو خبر نہ کی تو یہ مکروہ اور خلافِ سنت ہے مگر رجوع ہو جائے گا، اور اگر فعل سے رجوع کیا مثلاً اُس سے صحبت کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اسی قسم کا کوئی دوسرا کام کیا تو رجوع ہو گیا مگر مکروہ ہے، لہٰذا اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجوع کے الفاظ کہے۔

(3) رجوع کرنے میں عورت کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار بھی کرے جب بھی رجوع ہو جائے گا بلکہ اگر شوہر نے طلاق دینے کے بعد کہہ دیا ہو کہ میں نے رجوع باطل کردیا یا مجھے رجوع کا اختیار نہیں جب بھی رجوع کرسکتا ہے۔[1]

نوٹ: رجوع سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت حصہ 8 سے "رجعت کا بیان" مطالعہ فرمائیں۔

خوفِ خدا کا عظیم فائدہ:

فرمایا: **"وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ"** **اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادے گا۔**

آیت کے اس حصے کا ایک معنی اوپر بیان ہوا اور اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہُ عنہ کے فرزند کو مشرکین نے قید کرلیا تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت

1 ... بہار شریعت، رجعت کا بیان، 2/172-170، ملخصاً

www.dawateislami.net

میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھتے رہو حضرت عوف رضی اللہُ عنہ نے گھر آ کر اپنی زوجہ سے یہ کہا اور دونوں نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا، ابھی وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹا دیا، ہوا یوں کہ دشمن غافل ہو گیا تھا اور یہ موقع پا کر قید سے بھاگ آیا اور ایک روایت کے مطابق چلتے ہوئے دشمن کے سو اونٹ اور ایک روایت کے مطابق چار ہزار بکریاں بھی ساتھ لے آیا۔ حضرت عوف رضی اللہُ عنہ نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یہ اونٹ یا بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

لوگوں کو کفایت کرنے والی آیت:

آیت کے اس حصے کے بارے میں حضرت ابو ذر رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ایک آیت جانتا ہوں، اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں تو وہ ان کے لئے کافی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، وہ کون سی آیت ہے؟ ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ۲

(پ28، الطلاق:2)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔[2]

طلاق کے بعد عدت و رجوع کے چند احکام

ارشاد فرمایا:

وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

ترجمہ: اور طلاق والی عورتیں اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ اس کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہر اس مدت کے اندر انہیں پھیر لینے

---

1 ... خازن، الطلاق، تحت الآیۃ:2، 4/279، مدارک، الطلاق، تحت الآیۃ:3، ص1252، ملتقطاً

2 ... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الورع والتقوی، 4/477، حدیث:4220

www.dawateislami.net

اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۲۸﴾

(پ2، البقرۃ:228)

کا حق رکھتے ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں اور عورتوں کیلئے بھی مردوں پر شریعت کے مطابق ایسے ہی حق ہے جیسا (ان کا) عورتوں پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔

اس آیت میں طلاق پانے والی عورتوں کی عدت کا بیان ہے۔ جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی ہو اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خَلْوَت صحیحہ بھی نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ سورۂ احزاب کی آیت 49 میں ہے اور جن عورتوں کو کم سِنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جو حاملہ ہوں ان کی عدت بچہ جننا ہے جیسا کہ ان دونوں کی عدتوں کا بیان سورہ طلاق کی آیت 4 میں ہے اور جس کا شوہر فوت ہو جائے اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ جننا ہے اور اگر فوت شدہ کی بیوی حاملہ نہ ہو تو اس عورت کی عدت 4 ماہ، 10 دن ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت 234 میں ہے۔ مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت اور طلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔

مزید فرمایا: **"وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ" اور انہیں حلال نہیں۔**

جس چیز کو چھپانا طلاق والی عورت کو حلال نہیں وہ حمل اور حیض کا خون ہے۔[1] ان دونوں کو چھپانا اس لئے حرام ہے کہ ان کے چھپانے سے رجوع کرنے اور اولاد کے بارے میں جو شوہر کا حق ہے، وہ ضائع ہو گا۔

فرمایا: **"اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ" اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں۔**

یہاں بطورِ خاص ایمان کا تذکرہ کرکے یہ سمجھایا ہے کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا ہر نیک عمل کو ایمان کا تقاضا کہہ سکتے ہیں۔

فرمایا: **"وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ" اور ان کے شوہر اس مدت کے اندر انہیں پھیر لینے کا حق رکھتے ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں۔**

شوہروں کو رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے۔ آیت میں "اَرَادُوْۤا" کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں رجوع کیلئے عورت کی مرضی ضروری نہیں صرف مرد کا رجوع کافی ہے، ہاں

1 ... جلالین، البقرۃ، تحت الآیۃ: 228، ص34

www.dawateislami.net

ظلم کرنے اور عورت سے اپنے انتقام کی آگ بجھانے کیلئے رجوع کرنا سخت برا ہے۔ رجوع اصلاح کی نیت سے ہونا چاہیے۔ افسوس کہ ہمارے ہاں اِس جہالت کی بھی کمی نہیں، بیویوں کو ظلم و ستم اور سسرال سے انتقام لینے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے حتّٰی کہ بعض اوقات تو شادی ہی اس نیت سے کی جاتی ہے اور بعض اوقات رجوع اس نیت سے کیا جاتا ہے۔ یہ سب زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کے افعال ہیں۔

فرمایا: **"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ"** **اور عورتوں کیلئے بھی شریعت کے مطابق مردوں پر ایسے ہی حق ہے جیسا عورتوں پر ہے۔**

یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق پورے کرنا لازم ہے۔ آیت کی مناسبت سے یہاں ہم شوہر اور بیوی کے چند حقوق بیان کرتے ہیں۔

شوہر پر بیوی کے حقوق:

شوہر پر بیوی کے چند حقوق یہ ہیں: (1) خرچہ دینا، (2) رہائش مہیا کرنا، (3) اچھے طریقے سے گزارہ کرنا، (4) نیک باتوں، حیاء اور پردے کی تعلیم دیتے رہنا، (5) ان کی خلاف ورزی کرنے پر سختی سے منع کرنا، (6) جب تک شریعت منع نہ کرے ہر جائز بات میں اس کی دلجوئی کرنا، (7) اس کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرنا اگرچہ یہ عورت کا حق نہیں۔

بیوی پر شوہر کے حقوق:

بیوی پر شوہر کے چند حقوق یہ ہیں: (1) ازدواجی تعلقات میں مُطْلَقاً شوہر کی اطاعت کرنا، (2) اس کی عزت کی سختی سے حفاظت کرنا، (3) اس کے مال کی حفاظت کرنا، (4) ہر بات میں اس کی خیر خواہی کرنا، (5) ہر وقت جائز امور میں اس کی خوشی چاہنا، (6) اسے اپنا سردار جاننا، (7) شوہر کو نام لے کر نہ پکارنا، (8) کسی سے اس کی بلاوجہ شکایت نہ کرنا، (9) خدا توفیق دے تو وجہ ہونے کے باجود شکایت نہ کرنا، (10) اس کی اجازت کے بغیر آٹھویں دن سے پہلے والدین یا ایک سال سے پہلے دیگر محارم کے یہاں نہ جانا، (11) وہ ناراض ہو تو اس کی بہت خوشامد کرکے منانا۔[1]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 24/371، ملخصًا

www.dawateislami.net

یاد رہے کہ مرد و عورت دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں لیکن مرد کو بہر حال عورت پر فضیلت حاصل ہے اور اس کے حقوق عورت سے زیادہ ہیں۔

فوت شدہ آدمی کی بیوی کی عدت کا بیان

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًاۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴿۲۳۴﴾ (پ2، البقرۃ:234)

ترجمہ: اور تم میں سے جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب وہ اپنی (اختتامی) مدت کو پہنچ جائیں تو اے والیو! تم پر اس کام میں کوئی حرج نہیں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شریعت کے مطابق کرلیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

اس آیت میں فوت شدہ آدمی کی بیوی کی عدت کا بیان ہے کہ فوت شدہ کی بیوی کی عدت 4ماہ10 دن ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا ہو ورنہ عورت 130 دن پورے کرے گی۔[1] یہ بھی یاد رہے کہ یہ عدت غیر حاملہ کی ہے، اگر عورت کو حمل ہے تو اس کی عدت ہر صورت میں بچہ جننا ہی ہے۔

عدت کے 3 اہم مسائل:

(1) شوہر کی وفات کی یا طلاقِ بائن کی عدت گزارنے والی دورانِ عدت نہ گھر سے باہر نکل سکتی اور نہ بناؤ سنگھار کر سکتی ہے خواہ زیور سے کرے یا رنگین و ریشمی کپڑوں سے یا خوشبو، تیل اور مہندی وغیرہ سے۔ اگر کوئی عورت عدت کی پابندیاں پوری نہ کرے تو جو اسے روکنے پر قادر ہے وہ اسے روکے، اگر نہیں روکے گا تو وہ بھی گناہگار ہو گا۔

(2) جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔

(3) وفات کی عدت گزارنا بیوی پر مُطلقاً لازم ہے خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغہ، یونہی عورت کی رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ مزید تفصیل کیلئے بہارِ شریعت حصہ 8 کا مطالعہ کریں۔

1... فتاوی رضویہ، 13/294-295

www.dawateislami.net

آیت کے آخر میں فرمایا کہ اے عورتوں کے والیو! تم پر اس کام میں کوئی حرج نہیں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شریعت کے مطابق کرلیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے معاملات کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے اور وہ خود بھی اپنا نکاح کر سکتی ہیں البتہ مشورے سے چلنا بہر حال بہتر ہے۔

عدتِ وفات گزارنے والی عورت کے ساتھ نکاح سے متعلق شرعی احکام

ارشاد فرمایا:

وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى یَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۳۵﴾ (پ2، البقرۃ:235)

ترجمہ: اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں جو اشارے کنائے سے تم عورتوں کو نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ اب تم ان کا تذکرہ کرو گے لیکن ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ شریعت کے مطابق کوئی بات کہہ لو اور عقدِ نکاح کو پختہ نہ کرنا جب تک (عدت کا) لکھا ہوا (حکم) اپنی (اختتامی) مدت کو نہ پہنچ جائے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا، حلم والا ہے۔

اس آیت میں عدتِ وفات گزارنے والی عورت کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرنا یا نکاح کا کھلا پیغام دینا یا نکاح کا وعدہ کرلینا تو حرام ہے لیکن پردے کے ساتھ خواہشِ نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے۔

اہم مسئلہ: دورانِ عدت نکاح حرام ہے اور جو اسے حلال سمجھے وہ کافر ہے۔[1]

آئسہ اور حاملہ عورت کی عدت کا بیان

ارشاد فرمایا:

وَ الّٰٓـِٔیْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں

1 ... فتاوی رضویہ، 11/266

www.dawateislami.net

اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ (پ28، الطلاق:4)

اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی اور جنہیں حیض نہیں آیا ان کی عدت تین مہینے ہے اور حمل والیوں کی عدت کی مدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔

شانِ نزول:

صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی: حیض والی عورتوں کی عدت تو ہمیں معلوم ہوگئی، اب جو حیض والی نہ ہوں تو اُن کی عدت کیا ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ تمہاری عورتوں میں جو بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہوں، اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہو کہ ان کا حکم کیا ہے تو سن لو، ان کی اور جنہیں ابھی کم عمری کی وجہ سے حیض نہیں آیا ان کی عدت تین مہینے ہے اور حمل والیوں کی عدت کی مدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جَن لیں اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔[1]

جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کی عدت سے متعلق مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کی عدت کے بارے میں 4 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) بڑھاپے کی وجہ سے جب حیض منقطع ہو جائے وہ سنِ اِیاس ہے، اور اس عمر میں پہنچی ہوئی عورت کی عدت تین ماہ ہے۔

(2) لڑکی نابالغہ ہو یا اس کے بالغ ہونے کی عمر تو آگئی مگر ابھی حیض نہیں شروع ہوا تو اُن دونوں کی عدت تین ماہ ہے۔

(3) حاملہ عورتوں کی عدت وضعِ حمل ہے خواہ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔

(4) وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لیے کوئی خاص مدت مقرر نہیں، موت یا طلاق کے بعد جس

1 ... مدارک، الطلاق، تحت الآیۃ:4، ص1252

www.dawateislami.net

وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ یونہی اگر حمل ساقط ہو گیا لیکن بچے کے اَعضا بن چکے ہیں تو عدت پوری ہو گئی اور بچے کے اَعضاء بننے سے پہلے حمل ساقط ہوا تو عدت ختم نہیں ہو گی۔

خلع کا بیان

ارشاد فرمایا:

وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

(پ2، البقرۃ:229)

ترجمہ: اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ عورتوں کو دیا ہو اس میں سے کچھ واپس لو مگر اس صورت میں کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو اگر تمہیں خوف ہو کہ میاں بیوی اللہ کی حدوں کو قائم نہ کر سکیں گے تو ان پر اُس (مالی معاوضے) میں کچھ گناہ نہیں جو عورت بدلے میں دے کر چھٹکارا حاصل کرلے، یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

یہاں بوقتِ طلاق عورت سے مال لینے کا مسئلہ بیان کیا جارہا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں؛ **پہلی** یہ کہ شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لے اور یہ بطورِ خلع نہ ہو۔ یہ صورت تو سراسر ناجائز و حرام ہے، یہ مضمون سورۂ نساء کی آیت 20، 21 میں بھی ہے، وہاں فرمایا کہ تم بیویوں کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو طلاق کے وقت اس سے لینے کی اجازت نہیں۔ **دوسری صورت** یہ ہے کہ عورت مرد سے خلع لے اور خلع میں عورت مال ادا کرے۔ اس صورت کی اجازت ہے اور آیت میں جو فرمایا کہ عورت کے فدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں اس سے یہی صورت مراد ہے لیکن اس صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو خلع میں مال لینا مکروہ ہے اور اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو مال لینا درست ہے لیکن مہر کی مقدار سے زیادہ لینا پھر بھی مکروہ ہے۔[1]

خلع کے چند احکام:

(1) بلاوجہ عورت کیلئے طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ ایسی عورتیں اور وہ حضرات درج ذیل 3 احادیث

1 ... عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب الثامن، الفصل الاول، 1/488

www.dawateislami.net

سے عبرت حاصل کریں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکاتے ہیں:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔[1]

(۲) حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔[2]

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے، اس کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے۔ اس کے لشکر میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے ایک شخص کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کروادی۔ ابلیس اس کو اپنے قریب کرکے کہتا ہے: ہاں! تم نے کام کیا ہے۔[3]

(2) **خلع کا معنیٰ:** مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ خلع میں شرط ہے کہ عورت اسے قبول کرے۔

(3) اگر میاں بیوی میں نا اتفاقی رہتی ہو تو سب سے پہلے میاں بیوی کے گھر والے ان میں صلح صفائی کی کوشش کریں جیسا کہ سورہ نساء آیت 35 میں ہے کہ مرد و عورت دونوں کی طرف سے پنچ مقرر کیا جائے جو ان کے درمیان صلح صفائی کروادے لیکن اگر اس کے باوجود آپس میں نہ بنے اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں کوئی مضائقہ نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال طے کیا ہو عورت پر اُس کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔[4]

خلع کی یہ آیت حضرت جمیلہ بنت عبد اللہ رضی اللہُ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنے شوہر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہُ عنہ کی شکایت حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں کی اور کسی طرح ان

---

1 ... ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، 2/390، حدیث: 2226

2 ... ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امرأۃ علی زوجہا، 2/369، حدیث: 2175

3 ... مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامہم، ص1158، حدیث: 7106

4 ... ہدایہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، 1/261

www.dawateislami.net

کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کر دوں گا۔ حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو منظور کر لیا چنانچہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے باغ لے لیا اور انہیں طلاق دے دی۔[1]

ایلاء کرنے والوں کے لیے شرعی حکم

ارشاد فرمایا:

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍۚ-فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۲۲۶) وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(۲۲۷)

(پ2، البقرۃ:226-227)

ترجمہ: اور وہ جو اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا بیٹھیں ان کیلئے چار مہینے کی مہلت ہے، پس اگر اس مدت میں وہ رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

ایلاء کی تعریف اور اس کا حکم:

یہ قسم کھانا کہ میں اپنی بیوی سے چار مہینے تک یا کبھی صحبت نہ کروں گا اسے اِیلاء کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑدے اور چار ماہ کے اندر صحبت کرلے تب تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے ورنہ چار ماہ کے بعد عورت کو طلاق بائنہ پڑ جائے گی۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ ایلاء کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت، حصہ 8 سے ”ایلاء کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

زمانۂ جاہلیت میں عورت پر ہونے والے ایک ظلم کا خاتمہ:

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے، اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال، دو سال، تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھا لیتے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے نہ تو وہ بیوہ ہوتیں کہ کہیں اپنا ٹھکانہ کر لیتیں اور نہ شوہر دار کہ شوہر سے کچھ سکون حاصل کرتیں۔ اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر

1 ...در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ:229، 1/671

www.dawateislami.net

عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لیے یا غیر معین مدت کے لیے ترکِ صحبت کی قسم کھالے جس کو ایلاء کہتے ہیں تو اس کے لیے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا، اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہو گا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہو گئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہو گئی۔ یہ حکم بھی عورتوں پر اسلام کے احسانات میں سے ایک احسان اور حقوقِ نسواں کی پاسداری کی علامت ہے۔

بیوی کو ماں کہنے سے وہ حقیقی ماں نہیں بن جاتی

ارشاد فرمایا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ (پ21، الاحزاب:4)

ترجمہ: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ بنائے اور اس نے تمہاری ان بیویوں کو تمہاری حقیقی مائیں نہیں بنادیا جنہیں تم ماں جیسی کہہ دو۔

شانِ نزول:

زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظِہار کرتا تھا تو وہ لوگ اس ظہار کو طلاق کہتے اور اس عورت کو اس کی ماں قرار دیتے تھے اور جب کوئی شخص کسی کو بیٹا کہہ دیتا تھا تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دے کر میراث میں شریک ٹھہراتے اور اس کی بیوی کو بیٹا کہنے والے کے لئے حقیقی بیٹے کی بیوی کی طرح حرام جانتے تھے۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن بیویوں کو تم نے "ماں جیسی" کہہ دیا ہے تو اس سے وہ تمہاری حقیقی مائیں نہیں بن گئیں اور جنہیں تم نے اپنا بیٹا کہہ دیا ہے تو وہ تمہارے حقیقی بیٹے نہیں بن گئے اگرچہ لوگ انہیں تمہارا بیٹا کہتے ہوں۔ بیوی کو ماں کے مثل کہنا اور لے پالک بچے کو بیٹا کہنا ایسی بات ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، نہ بیوی شوہر کی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کا فرزند اپنا بیٹا اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ حق بیان فرماتا ہے اور وہی حق کی سیدھی راہ دکھاتا ہے، لہٰذا نہ بیوی کو شوہر کی ماں قرار دو اور نہ لے پالکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا ٹھہراؤ۔[1]

---

1 ... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ:4، 3/482، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ:4، ص932-931، ملتقطاً

www.dawateislami.net

ظہار سے متعلق 2 شرعی مسائل:

اس آیت میں عورت سے ظہار کرنے والوں کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں ظہار سے متعلق 2 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) ظہار کا معنی یہ ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی یا اُس کے کسی جُزوِ شائع (جیسے نصف، چوتھائی یا تیسرے حصے کو) یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عُضْوْ سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو، مثلاً یوں کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے، یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔[1]

(2) ظہار کا حکم یہ ہے کہ (اس سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ عورت بدستور اس کی بیوی ہی ہوتی ہے البتہ) جب تک شوہر کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے میاں بیوی والے تعلقات قائم کرنا حرام ہو جاتا ہے البتہ شہوت کے بغیر چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ شہوت کے بغیر بھی جائز نہیں۔ اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قُربت کرنے دے۔[2]

بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: زوجہ کو ماں بہن کہنا (یعنی تشبیہ نہیں دی، بغیر تشبیہ کے ماں، بہن کہا)، خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے، یا یوں کہے: تو میری ماں بہن ہے، سخت گناہ و ناجائز ہے۔

قَالَ اللہ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:)

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ

(پ28، المجادلۃ:2)

ترجمہ: جو رئیں (یعنی بیویاں) ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے اُنہیں جنا ہے اور وہ بے شک بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔

---

1 ...در مختار و رد المحتار، کتاب الظہار، 5/125-129، عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، 1/505

2 ...جوہرۃ النیرہ، کتاب الظہار، ص82، الجزء الثانی، در مختار و رد المحتار، کتاب الظہار، 5/130

www.dawateislami.net

مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے، نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو۔[1]

اس شرعی مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو تنگ آکر یا مذاق مَسخری میں اپنی بیوی سے یوں کہہ دیتے ہیں: او میری ماں! بس کر۔ جا بہن چلی جا وغیرہ۔ انہیں چاہئے کہ پہلے جتنی بار ایسا کہہ چکے اس سے توبہ کریں اور آئندہ خاص طور پر احتیاط سے کام لیں۔

ظہار کا کفارہ

ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۴

(پ28، المجادلۃ:2-4)

ترجمہ: تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں جیسی کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا اور بیشک وہ ضرور ناپسندیدہ اور بالکل جھوٹ بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔ اور وہ جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں جیسی کہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کا تدارک (تلافی) کرنا چاہیں تو (اس کا کفارہ) میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے یہ وہ ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے۔ پھر جو شخص (غلام) نہ پائے تو میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا (شوہر پر لازم ہے) پھر جو (روزے کی) طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (لازم ہے) یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، باب الظہار، 13/280

www.dawateislami.net

پہلی آیت میں ظہار کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں اور انہیں اپنی ماں جیسی کہہ بیٹھتے ہیں، یہ کہنے سے وہ ان کی مائیں نہیں ہو گئیں بلکہ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا ہے اور بیشک ظہار کرنے والے بیویوں کو ماں کہہ کر ناپسندیدہ اور بالکل جھوٹ بات کہتے ہیں، بیوی کو کسی طرح ماں کے ساتھ تشبیہ دینا ٹھیک نہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ انہیں ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔[1]

ظِہار سے متعلق 3 شرعی اَحکام:

(1) جس عورت سے تشبیہ دی اگر اُس کی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کے لیے نہیں تو ظہار نہیں (ہو گا) مثلاً (جس سے تشبیہ دی وہ) زوجہ کی بہن، یا جس کو تین طلاقیں دی ہیں، یا مجوسی یا بت پرست عورت (ہے) کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہو سکتی ہیں اور اِن کی حرمت دائمی نہ ہونا ظاہر (ہے)۔[2]

(2) محارم سے مراد عام ہے نسبی ہوں یا رضاعی یا سسرالی رشتہ سے، لہٰذا ماں، بہن، پھوپھی، لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہا اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زوجہ مدخولہ (یعنی اس سے حقِ زوجیّت ادا کیا) ہو، اور مدخولہ نہ ہو تو اُس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یوہیں جس عورت سے اُس کے باپ یا بیٹے نے مَعَاذَ اللہ زنا کیا ہے اُس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اُس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔

(3) عورت مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو ظہار نہیں بلکہ (یہ الفاظ) لَغْو ہیں۔[3]

نوٹ: دودھ پلانے والیاں دودھ پلانے کی وجہ سے ماؤں کے حکم میں ہیں اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہُ عَنہُنَّ حرمت اور تعظیم کے اعتبار سے مائیں بلکہ حقیقی ماؤں سے بڑھ کر ہیں، لہٰذا یہ آیت اُس آیت کے خلاف نہیں جس میں ارشاد فرمایا گیا:

وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (پ21، الاحزاب:6) ترجمہ: اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

کیونکہ یہاں حقیقی ماں کا ذکر ہے اور سورۂ اَحزاب میں حکمی ماں کا ذکر ہے۔

---

1 ...خازن، المجادلۃ، تحت الآیۃ:2، 4/236

2 ...بہار شریعت، حصہ ہشتم، ظہار کا بیان، 2/206

3 ...بہار شریعت، حصہ ہشتم، ظہار کا بیان، 2/207

www.dawateislami.net

ظہار کا شرعی حکم:

دوسری آیت میں ظہار کا شرعی حکم بیان کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کریں، پھر اس ظہار کو توڑ دینا اور اس کی وجہ سے ہونے والی حرمت کو ختم کر دینا چاہیں تو ان پر ظہار کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے، لہٰذا اُن پر ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں، یہ وہ حکم ہے جس کے ذریعے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے تاکہ تم دوبارہ ظہار نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے اور وہ تمہیں ان کی جزا دے گا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے شریعت کی جو حدود مقرر کی ہیں ان کی حفاظت کرو اور کسی حد کو نہ توڑو۔[1]

ظہار کا کفارہ کب واجب ہے؟

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر ارادۂ جماع تھا مگر زوجہ مر گئی تو واجب نہ رہا۔[2]

جب غلام پر قدرت ہے اگرچہ وہ خدمت کا غلام ہو تو کفارہ آزاد کرنے ہی سے ہو گا اور اگر غلام کی اِستطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اس کے پاس دام نہیں تو کفارہ میں پے در پے (یعنی مسلسل) دو مہینے کے روزے رکھے اور اگر اُس کے پاس خدمت کا غلام ہے یا مدیون (یعنی مقروض) ہے اور دَین (یعنی قرض) ادا کرنے کے لیے غلام کے سوا کچھ نہیں تو ان صورتوں میں بھی روزے وغیرہ سے کفارہ ادا نہیں کر سکتا بلکہ غلام ہی آزاد کرنا ہو گا۔[3]

نوٹ: ظہار کے کفارے سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت حصہ 8 سے "**کفارہ کا بیان**" مطالعہ فرمائیں۔

ظہار کے کفارے کی مزید دو صورتیں:

تیسری آیت میں ظہار کے کفارے کی مزید دو صورتیں بیان کی گئی ہیں، اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ پھر

---

1 ...مدارک، المجادلۃ، تحت الآیۃ: 3، ص1216، خازن، المجادلۃ، تحت الآیۃ: 3، 4/237، روح البیان، المجادلۃ، تحت الآیۃ: 3، 9/392، ملتقطاً

2 ...بہار شریعت، حصہ ہشتم، کفارہ کا بیان، 2/210

3 ...بہار شریعت، حصہ ہشتم، کفارہ کا بیان، 2/213

www.dawateislami.net

جسے غلام نہ ملے تو اس صورت میں ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا شوہر پر لازم ہے، پھر جو اتنے روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا شوہر پر لازم ہے۔ یہ حکم اس لیے دیا گیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر ایمان رکھو ان کی فرمانبرداری کرو اور جاہلیت کے طریقے چھوڑ دو اور یہاں جو ظہار اور اس کے کفارے کے اَحکام بیان ہوئے یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، ان کو توڑنا اور ان سے تجاوُز کرنا جائز نہیں اور کافروں کے لیے قیامت کے دن دردناک عذاب ہے۔[1]

نوٹ: روزے رکھ کر اور مسکینوں کو کھانا کھلا کر ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے متعلق شرعی مسائل کی تفصیل اسی مقام پر صراط الجنان سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

بیویوں پر تہمت لگانے کے متعلق شرعی احکام

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۶ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۷ وَ یَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۸ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۹

(پ18، النور:6-9)

ترجمہ: اور وہ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنی ذات کے علاوہ گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ چار بار گواہی دے کہ بیشک وہ سچا ہے۔ اور پانچویں گواہی یہ ہو کہ اُس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔ اور عورت سے سزا کو یہ بات دور کرے گی کہ وہ اللہ کے نام کے ساتھ چار بار گواہی دے کہ بیشک مرد جھوٹوں میں سے ہے۔ اور پانچویں بار یوں کہ عورت پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچوں میں سے ہو۔

ان آیات میں بیویوں پر زنا کی تہمت لگانے کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔[2]

---

1 ... خازن، المجادلۃ، تحت الآیۃ:5، 4/237، مدارک، المجادلۃ، تحت الآیۃ:5، ص1217، ملتقطاً

2 ... تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:6، 8/330

www.dawateislami.net

شانِ نزول:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہُ عنہ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کوئی شخص اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے تو گواہ ڈھونڈنے جائے؟ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وہی جواب دیا۔ پھر انہوں نے کہا: قسم ہے اُس کی جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! بیشک میں سچا ہوں اور خدا کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے بچادے۔ اُس وقت حضرت جبریل علیہ السّلام اُترے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔[1]

بیوی پر تہمت لگانے کے شرعی حکم کا خلاصہ:

ان آیات میں بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کا جو حکم بیان ہوا اسے شریعت کی اصطلاح میں ”لِعان“ کہتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اگر مرد و عورت دونوں گواہی دینے کی اہلیت رکھتے ہوں اور عورت اس پر مطالبہ کرے تو مرد پر لِعان واجب ہو جاتا ہے اگر وہ لِعان سے انکار کر دے تو اسے اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک وہ لعان کرے یا اپنے جھوٹ کا اقرار کر لے۔ اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اس کو حدِ قذف لگائی جائے گی جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور اگر لِعان کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے چار مرتبہ اللہ عزّوجلّ کی قسم کے ساتھ کہنا ہو گا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا ہو گا کہ اللہ عزّوجلّ کی مجھ پر لعنت ہو اگر میں یہ الزام لگانے میں جھوٹا ہوں۔ اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حدِ قذف ساقط ہو جائے گی اور عورت پر لعان واجب ہو گا۔ وہ انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان منظور کرے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے۔ اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اسے بھی چار مرتبہ اللہ عزّوجلّ کی قسم کے ساتھ کہنا ہو گا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہو گا کہ اگر مرد اس الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا عزّوجلّ کا غضب ہو۔ اتنا کہنے کے بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے جدائی کروا دینے

1 ... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النور، باب ویدرأ عنہا العذاب ان تشہد اربع شہادات۔۔۔ الخ، 3/280، حدیث: 4747

www.dawateislami.net

سے میاں بیوی میں جدائی واقع ہو گی، بغیر قاضی کے نہیں اور یہ جدائی طلاقِ بائنہ ہو گی۔ اور اگر مرد گواہی دینے کی اہلیت رکھنے والوں میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہو گا اور تہمت لگانے سے مرد پر حدِ قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد گواہی کی اہلیت رکھنے والوں میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو، اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافرہ ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو یا بچی ہو یا مجنونہ ہو یا زانیہ ہو، اس صورت میں نہ مرد پر حد ہو گی اور نہ لعان۔ **نوٹ:** لعان سے متعلق مزید مسائل کی معلومات کے لئے بہارِ شریعت جلد 2 حصہ 8 سے **"لِعان کا بیان"** مطالعہ فرمائیں۔

ابتدائے اسلام میں بدکار عورتوں کی سزا

ارشاد فرمایا:

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾ (پ4، النساء:15)

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کرلیں ان پر اپنوں میں سے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند کر دو یہاں تک کہ موت ان (کی زندگی) کو پورا کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ بنادے۔

مسلمانوں میں سے جو عورتیں زنا کا اِرتکاب کریں ان کے بارے اس آیت میں حکم دیا گیا کہ ان پر زنا کے ثبوت کیلئے چار مسلمان مردوں کا گواہ ہونا ضروری ہے جو عورتوں کے زنا پر گواہی دیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں حکام سے خطاب ہے یعنی وہ چار مردوں سے گواہی سنیں۔[1]

بدکاری کے ثبوت کے لئے گواہی کی شرائط:

زنا کا ثبوت گواہی سے ہو تو ضروری ہے کہ زنا کے گواہ چار عاقل، بالغ، مسلمان مرد ہوں کوئی عورت نہ ہو، چاروں نیک اور متقی ہوں، اور انہوں نے ایک وقتِ مُعَیَّن میں زنا کا یوں مشاہدہ کیا ہو جیسے سرمہ دانی میں سلائی نیز یہ چاروں گواہ حلفِ شرعی کے ساتھ گواہی دیں۔ اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہوئی تو زنا ثابت نہ ہو گا اور گواہی دینے والے شرعاً اَسّی اَسّی کوڑوں کے مستحق ہوں گے۔[2]

1 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ: 15، 1/357

2 ... فتاوی رضویہ، 13/623، ملخصًا

www.dawateislami.net

نیز زانیہ عورتوں کو موت آنے تک گھروں میں قید رکھنے کا حکم زنا سے متعلق کوڑوں اور رَجم کی سزا مقرر ہونے سے پہلے تھا جب زنا کی حد کے بارے میں احکام نازل ہوئے تو یہ حکم مَنسوخ ہو گیا۔[1]

بدکاری کی مذمت پر چار احادیث:

اس آیت میں زنا کرنے والوں کی سزا سے متعلق بعض احکام بیان ہوئے، اس مناسبت سے ہم یہاں زنا کی مذمت پر 4 اَحادیث ذکر کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں پر زنا کی قَباحت و برائی مزید واضح ہو اور وہ اس برے فعل سے بچنے کی کوشش کریں، چنانچہ

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت کسی قوم میں اس کو داخل کر دے جو اس قوم سے نہ ہو (یعنی زنا کرایا اور اُس سے اولاد ہوئی) تو اُسے اللہ عزّوجلّ کی رحمت کا حصہ نہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا۔[2]

(2) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بستی میں زنا اور سود ظاہر ہو جائے تو اُنہوں نے اپنے لیے اللہ عزّوجلّ کے عذاب کو حلال کر لیا۔[3]

(3) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں زنا ظاہر ہو گا وہ قحط میں گرفتار ہو گی اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہو گا، وہ رُعب میں گرفتار ہو گی۔[4]

(4) حضرت بریدہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرمگاہ کی بدبو جہنم والوں کو ایذا دے گی۔[5]

بدکار مرد و عورت کی بعد میں مقرر ہونے والی ایک سزا

ارشاد فرمایا:

وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا ترجمہ: اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو تکلیف

1 ... تفسیرات احمدیہ، النساء، تحت الآیۃ: 15، ص240
2 ... ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء، 2/406، حدیث: 2263
3 ... مستدرک، کتاب البیوع، اذا ظہر الزنا والربا فی قریۃ... الخ، 2/339، حدیث: 2308
4 ... مشکوۃ المصابیح، کتاب الحدود، الفصل الثالث، 1/656، حدیث: 3582
5 ... مجمع الزوائد، کتاب الحدود والدیات، باب ذم الزنا، 6/389، حدیث: 10541

وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝۱۶ (پ4، النساء:16)

پہنچاؤ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

بے حیائی کا اِرتکاب کرنے والوں کے متعلق سزا کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں ایذا دو جیسے جھڑک کر، برا بھلا کہہ کر، شرم دلا کر، جوتیاں وغیرہ مار کر زبانی اور بدنی دونوں طرح سے ایذا دو۔ زنا کی سزا پہلے ایذا دینا مقرر کی گئی، پھر قید کرنا، پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا۔[1]

یہ آیت بھی حدِ زنا کی آیت سے منسوخ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلی آیت میں فاحشہ سے مراد خود عورت کا عورت سے بے حیائی کا کام کرنا ہے اور "وَالّٰتٰنِ یَاْتِیٰنِهَا" سے مرد کا مرد سے لَواطَت کرنا مراد ہے۔ اس صورت میں یہ آیت مَنسوخ نہیں بلکہ مُحکم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لواطت اور مساحقت (عورتوں کی عورتوں سے بے حیائی) میں حد مقرر نہیں بلکہ تَعزیر ہے۔ یعنی قاضی کی صوابدید پر ہے وہ جو چاہے سزا دے۔ یہ ہی امامِ اعظم ابو حنیفہ کا قول ہے۔[2]

مزید فرمایا گیا کہ بے حیائی کا ارتکاب کرنے والے اگر پچھلے گناہوں پر نادم ہو جائیں اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرلیں تو انہیں چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعزیر کا مستحق مجرم اگر تعزیر سے پہلے صحیح معنی میں توبہ کرلے تو اس پر خواہ مخواہ تعزیر لگانا ضروری نہیں۔

توبہ کے معنی:

توبہ کے معنی ہوتے ہیں رجوع کرنا، لوٹنا۔ اگر یہ بندے کی صفت ہو تو معنی ہوں گے گناہ یا ارادۂ گناہ سے رجوع کرنا اور اگر رب تعالیٰ کی صفت ہو تو معنی ہوں گے بندے کی توبہ قبول فرمانا یا اپنی رحمت کو بندے کی طرف متوجہ کرنا۔

غیر شادی شدہ زانی کی شرعی سزا

ارشاد فرمایا:

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

ترجمہ: جو زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ہو تو ان

1 ... مدارک، النساء، تحت الآیۃ:16، ص217

2 ... تفسیر کبیر، النساء، تحت الآیۃ:16، 3/528، تفسیرات احمدیہ، النساء، تحت الآیۃ:16، ص242، ملتقطاً

www.dawateislami.net

مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ (پ18، النور:2)

میں ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں اللہ کے دین میں ان پر کوئی ترس نہ آئے اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد بیان فرمائی اور حُکّام سے خطاب فرمایا کہ جس مرد یا عورت سے زنا سرزد ہو تو اس کی حد یہ ہے کہ اسے سو کوڑے لگاؤ۔[1]

غیر مُحْصَنْ زانی کی سزا:

یاد رہے کہ حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اُس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور اس سے مقصود لوگوں کو اس کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے۔[2] اور اس آیت میں بیان کی گئی زنا کی حد آزاد، غیر مُحْصَنْ کی ہے کیونکہ آزاد، مُحْصَنْ کا حکم یہ ہے کہ اسے رَجم کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت ماعِز رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم سے رجم کیا گیا۔[3]

مُحْصَنْ وہ آزاد مسلمان ہے جو مُکَلّف ہو اور نکاحِ صحیح کے ساتھ خواہ ایک ہی مرتبہ اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔ ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو اسے رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو مثلاً آزاد نہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی بیوی کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ صحبت کی ہو اس کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر مُحْصَنْ میں داخل ہیں اور زنا کرنے کی صورت میں ان سب کا حکم یہ ہے کہ انہیں سو کوڑے مارے جائیں۔

بدکار کی حد سے متعلق شرعی مسائل:

یہاں آیت میں ذکر کی گئی حد سے متعلق 2 اَہم شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) زنا کا ثبوت یا تو چار مَردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار مرتبہ اقرار کر لینے

1 ...مدارک، النور، تحت الآیۃ:2، ص768

2 ...در مختار، کتاب الحدود، 6/5

3 ...بخاری، کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ، باب ہل یقول الامام للمقرّ: لعلّک لمست او غمزت، 4/342، حدیث:6824

www.dawateislami.net

سے۔ پھر بھی حاکم یا قاضی بار بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا؟ کس سے کیا؟ کب کیا؟ اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت ہو گا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صَراحتاً اپنا معائنہ بیان کرنا ہو گا، اس کے بغیر ثبوت نہ ہو گا۔

(2) **عورت کو کوڑے لگانے کے وقت** نہ اسے کھڑا کیا جائے، نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو وہ اتار دیئے جائیں۔ یہ حکم آزاد عورت کا ہے جبکہ باندی کی حد اس سے نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں۔[1]

مزید فرمایا: **"وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ"** تمہیں ان پر کوئی ترس نہ آئے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ ایمان والوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں انتہائی سخت ہوں اور اس کی نافذ کردہ حدود کو قائم کرنے میں کسی طرح کی نرمی سے کام نہ لیں کہ کہیں اس کی وجہ سے حد نافذ کرنا ہی چھوڑ دیں یا اس میں تخفیف کرنا شروع کر دیں۔[2]

بدکاری کی مذمت:

زنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ قرآنِ مجید میں اس کی بہت شدید مذمت کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ (پ15، بنی اسرائیل:32)

ترجمہ: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

ترجمہ: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ

1 ... تفسیرات احمدیہ، النور، تحت الآیۃ:2، ص:542

2 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ:2، ص769

www.dawateislami.net

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ (پ19، الفرقان:68-69)

سزا پائے گا۔اس کے لئے قیامت کے دن عذاب بڑھادیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔

نیز کثیر اَحادیث میں بھی زنا کی بڑی سخت مذمت و برائی بیان کی گئی ہے، کچھ احادیث اوپر بیان ہوئیں اور یہاں ان کے علاوہ مزید 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1) حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکل کر سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے اور جب اس فعل سے جدا ہوتا ہے تو اُس کی طرف ایمان لوٹ آتا ہے۔[1]

(2) حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدھی رات کے وقت آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کیا جائے، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مصیبت دور کی جائے۔اس وقت پیسے لے کر زنا کروانے والی عورت اور ظالمانہ ٹیکس لینے والے شخص کے علاوہ ہر دعا کرنے والے مسلمان کی دعا قبول کرلی جائے گی۔[2]

(3) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم سے ارشاد فرمایا: زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: زنا حرام ہے، اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُسے حرام کیا ہے اور وہ قیامت تک حرام رہے گا۔رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنا اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنے (کے گناہ) سے ہلکا ہے۔[3]

(4) حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور اس سے فرمائے گا کہ جہنمیوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں داخل ہو جاؤ۔[4]

---

1 ...ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء لایزنی الزانی وہو مؤمن، 4/283، حدیث:2634

2 ...معجم اوسط، باب الالف، من اسمہ ابراہیم، 2/133، حدیث:2769

3 ...مسند احمد، مسند الانصار، بقیۃ حدیث المقداد بن الاسود، 9/226، حدیث:23915

4 ...مسند الفردوس، 2/301، حدیث:3371

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو زنا جیسے بدترین گندے اور انتہائی مذموم فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

مزید فرمایا: **"وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۲" اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو۔**

یعنی جب زنا کرنے والوں پر حد قائم کی جارہی ہو تو اس وقت مسلمانوں کا ایک گروہ وہاں موجود ہو تاکہ زنا کی سزا دیکھ کر انہیں عبرت حاصل ہو اور وہ اس برے فعل سے باز رہیں۔

شادی شدہ زانیہ باندی کی شرعی سزا

ارشاد فرمایا:

فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۵

(پ5، النساء:25)

ترجمہ: پھر جب ان کا نکاح ہو جائے تو اگر وہ کسی بے حیائی کا اِرتکاب کریں تو ان پر آزاد عورتوں کی نسبت آدھی سزا ہے۔ یہ تم میں سے اس شخص کے لئے مناسب ہے جسے بدکاری (میں پڑ جانے) کا اندیشہ ہے اور تمہارا صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نکاح کے بعد اگر لونڈی زنا کرے تو آزاد عورت کے مقابلے میں اس کی سزا آدھی ہے یعنی آزاد کنواری عورت زنا میں مُلَوَّث ہو تو اس کی سزا سو کوڑے ہے اور لونڈی کی سزا اس سے آدھی یعنی پچاس کوڑے ہے۔ لونڈی چاہے کنواری ہو یا شادی شدہ اس کی سزا پچاس کوڑے ہی ہے، شادی شدہ لونڈی کو آزاد عورت کی طرح رَجم نہیں کیا جائے گا کیونکہ رجم میں تَنصِیف یعنی اس سزا کو آدھا کرنا ممکن نہیں۔[1]

باندی سے نکاح کس کے لیے مناسب ہے؟

مزید فرمایا: **"ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ" یہ اس شخص کے لئے مناسب ہے جسے زنا کا اندیشہ ہے۔**

یعنی آزاد عورت کی بجائے باندی سے نکاح کرنا اس شخص کے لئے مناسب ہے جسے غلبۂ شہوت کی وجہ سے زنا میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور اگر وہ اس خوف کے باوجود صبر کرے اور پرہیز گار رہے تو یہ بہتر ہے اور جہاں تک

1 ... قرطبی، النساء، تحت الآیۃ: 25، 3/102، الجزء الخامس

www.dawateislami.net

ممکن ہو لونڈی سے نکاح نہ کرے کیونکہ کنیز سے نکاح کرنے کی صورت میں جو اولاد ہو گی وہ اس کے مالک کی غلام بنے گی اور لونڈی اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شوہر کی خدمت کے لئے بھی نہ آ سکے گی۔ (1)

پھر اگر صبر نہیں کر سکتا تو لونڈی سے نکاح کر لے۔ یاد رہے کہ فی زمانہ بین الاقوامی طور پر مرد کو غلام اور عورت کو لونڈی بنانے کا قانون ختم ہو چکا ہے۔

عورت کے لیے نکاح کا شرعی حکم:

عورت کے لئے نکاح کا شرعی حکم یہ ہے کہ جس عورت کو اپنے نفس سے اس بات کا خوف ہو کہ غالباً وہ شوہر کی اطاعت نہ کر سکے گی اور شوہر کے واجب حقوق اس سے ادا نہ ہو سکیں گے تو اسے نکاح کرنا ممنوع و ناجائز ہے، اگر کرے گی تو گناہگار ہو گی۔ اگر اسے ان چیزوں کا خوف یقینی ہو تو اسے نکاح کرنا حرام قطعی ہے۔ جس عورت کو اپنے نفس سے ایسا خوف نہ ہو اسے اگر نکاح کی شدید حاجت ہے کہ نکاح کے بغیر مَعَاذَ اللہ گناہ میں مبتلا ہو جانے کا ظنِ غالب ہے تو ایسی عورت کو نکاح کرنا واجب ہے اور اگر نکاح کے بغیر گناہ میں پڑنے کا یقین کلی ہو تو اس پر نکاح کرنا فرض ہے۔ اگر حاجت کی حالت اعتدال پر ہو یعنی نہ نکاح سے بالکل بے پروائی ہو، نہ اس شدت کا شوق ہو کہ نکاح کے بغیر گناہ میں پڑنے کا ظنِ غالب ہو تو ایسی حالت میں اس کے لئے نکاح کرنا سنت ہے جبکہ وہ اپنے آپ پر اس بات کا کافی اطمینان رکھتی ہو کہ اس سے شوہر کی اطاعت ترک نہ ہو گی اور وہ شوہر کے حقوق اصلاً ضائع نہ کرے گی۔ (2)

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والا ملعون ہے

ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ﴿۲۳﴾ (پ18، النور:23)

ترجمہ: بیشک وہ جو انجان، پاکدامن، ایمان والی عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

1 ...بیضاوی، النساء، تحت الآیۃ:25، 2/174

2 ...فتاوی رضویہ، 12/293-291، ملخصاً

www.dawateislami.net

اِس آیت میں تہمت لگانے والے منافقین کی سزا بیان کی گئی ہے کہ وہ عورتیں جو بدکاری اور فِسق و فجور کو جانتی بھی نہیں اور بُرا خیال اُن کے دل میں بھی نہیں گزرتا اور وہ پاکدامن اور ایمان والی ہیں، ایسی پاکیزہ عورتوں پر بدکاری کا بہتان لگانے والوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما نے فرمایا: آیت میں عورتوں کے بیان کردہ اوصاف سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے اوصاف ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے تمام ایماندار اور پارسا عورتیں مراد ہیں، انہیں عیب لگانے والوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔[1]

اور تفسیرِ خازن میں ہے کہ اس آیت میں جو وعید ذکر کی گئی یہ عبد اللہ بن اُبی بن سلول منافق کے حق میں ہے۔[2]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آیت کا شانِ نزول اگرچہ خاص ہے لیکن معنیٰ اور حکم سب کو عام ہے۔

پاک دامن عورتوں پر تہمتِ زنا کی شرعی سزا

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَۙ(۴) اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْاۚ-فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۵) (پ18، النور:4-5)

ترجمہ: اور جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اَسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت مبارکہ میں پاکدامن اجنبی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے والوں کی سزا کا بیان ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ ایسے نہ لائیں جنہوں نے ان کے زنا کا معائنہ کیا ہو تو ان میں سے ہر ایک کو اَسّی کوڑے لگاؤ اور کسی چیز میں ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور کبیرہ گناہ کے مُرتکِب ہونے کی وجہ سے وہی فاسق ہیں۔[3]

1 ...مدارک، النور، تحت الآیۃ:23، ص775

2 ...خازن، النور، تحت الآیۃ:23، 3/345

3 ...جلالین، النور، تحت الآیۃ:4، ص294

www.dawateislami.net

پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا سے متعلق چند شرعی مسائل:

یہاں آیت میں بیان کی گئی سزا سے متعلق چند شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) جو شخص کسی پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور اس پر چار معائنہ کے گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر 80 کوڑوں کی حد واجب ہو جاتی ہے۔ آیت میں مُحْصَنَاتْ کا لفظ (یعنی صرف عورتوں پر تہمت لگانے کا بیان) مخصوص واقعہ کے سبب سے وارد ہوا یا اس لئے کہ عورتوں کو تہمت لگانا بکثرت واقع ہوتا ہے۔

(2) ایسے لوگ جو زنا کی تہمت میں سزایاب ہوں اور ان پر حد جاری ہو چکی ہو وہ مَرْدُوْدُ الشَّهَادَة ہو جاتے ہیں، یعنی ان کی گواہی کبھی مقبول نہیں ہوتی۔ پارسا سے مراد وہ ہیں جو مسلمان، مکلف، آزاد اور زنا سے پاک ہوں۔

(3) زنا کی گواہی کا نصاب چار گواہ ہیں۔

(4) حدِ قَذف یعنی زنا کی تہمت لگانے کی سزا مطالبہ پر مشروط ہے، جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو قاضی پر حد قائم کرنا لازم نہیں۔

(5) جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ زندہ ہو تو مطالبہ کا حق اسی کو ہے اور اگر مر گیا ہو تو اس کے بیٹے پوتے کو بھی ہے۔

(6) غلام اپنے مولیٰ کے خلاف اور بیٹا باپ کے خلاف قذف یعنی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

(7) قذف کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ صراحتاً کسی کو اے زانی کہے یا یہ کہے کہ تو اپنے باپ سے نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے جبکہ اس کی ماں پارسا ہو تو ایسا شخص قَاذِف یعنی زنا کی تہمت لگانے والا ہو جائے گا اور اس پر تہمت کی حد لازم آئے گی۔

(8) اگر غیر مُحْصَنْ کو زنا کی تہمت لگائی مثلاً کسی غلام کو یا کافر کو یا ایسے شخص کو جس کا کبھی زنا کرنا ثابت ہو تو اس پر حدِ قذف قائم نہ ہو گی بلکہ اس پر تعزیر واجب ہو گی اور یہ تعزیر 3 سے 39 کوڑے تک جتنے شرعی حاکم تجویز کرے اتنے کوڑے لگانا ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے زنا کے سوا اور کسی گناہ کی تہمت لگائی اور پارسا مسلمان کو اے فاسق، اے کافر، اے خبیث، اے چور، اے بدکار، اے مُخَنَّث، اے بددیانت، اے لوطی، اے

www.dawateislami.net

زندیق، اے دَیُّوث، اے شرابی، اے سود خوار، اے بدکار عورت کے بچے، اے حرام زادے، اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر واجب ہو گی۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ تہمت لگانے والا اگر سزا پانے کے بعد توبہ کرلے اور اپنے اَحوال و اَفعال کو درست کرلے تو اب وہ فاسق نہ رہے گا۔[1] یاد رہے کہ توبہ کے بعد بھی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ ہو گی کیونکہ گواہی سے متعلق مُطلَقًا ارشاد ہو چکا ہے کہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔

چوری کرنے والے مرد و عورت کی شرعی سزا

ارشاد فرمایا:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۳۸﴾ (پ6، المائدۃ:38)

ترجمہ: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر ان کے عمل کے بدلے میں ان کے ہاتھ کاٹ دو اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں چوری کرنے والے مرد و عورت کی سزا بیان کی گئی ہے کہ شرعی اعتبار سے جب چوری ثابت ہو جائے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

چوری کرنے کا شرعی حکم اور اس کی وعیدیں:

چوری گناہِ کبیرہ ہے اور چور کے لئے شریعت میں سخت وعیدیں ہیں، چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: چور چوری کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔[2]

انہی سے روایت ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا (یعنی چوری کی) تو بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اللہ عزّوجلّ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔[3]

---

1 ... ابو سعود، النور، تحت الآیۃ:5،4/71، ملخصًا

2 ... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی۔۔۔الخ، ص52، حدیث:202(57)

3 ... نسائی، کتاب قطع السارق، تعظیم السرقۃ، ص783، حدیث:4882

www.dawateislami.net

چوری کی تعریف:

سَرِقَہ یعنی چوری کا لغوی معنی ہے خفیہ طریقے سے کسی اور کی چیز اٹھالینا۔[1] جبکہ شرعی تعریف یہ ہے کہ عاقل بالغ شخص کا کسی ایسی محفوظ جگہ سے کہ جس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو دس درہم یا اتنی مالیت (یا اس سے زیادہ) کی کوئی ایسی چیز جو جلدی خراب ہونے والی نہ ہو چھپ کر کسی شبہ و تاویل کے بغیر اٹھالینا۔[2]

چوری سے متعلق 2 شرعی مسائل:

(1) چوری کے ثبوت کے دو طریقے ہیں: (1) چور خود اقرار کرلے اگرچہ ایک بار ہی ہو۔ (2) دو مرد گواہی دیں، اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(2) قاضی گواہوں سے چند باتوں کا سوال کرے، کس طرح چوری کی، اور کہاں کی، اور کتنے کی کی، اور کس کی چیز چرائی؟ جب گواہ ان امور کا جواب دیں اور ہاتھ کاٹنے کی تمام شرائط پائی جائیں تو ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔

تنبیہ: حدود و تعزیر کے مسائل میں عوامُ النّاس کو قانون ہاتھ میں لینے کی شرعاً اجازت نہیں۔ چوری کے مسائل کی تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ 9 کا مطالعہ کیجئے۔

قصاص کی فرضیت اور دیت کے چند احکام

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلَىؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰىؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾

(پ2، البقرۃ:178)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے خون کا بدلہ لینا فرض کر دیا گیا، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، تو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دیدی جائے تو اچھے طریقے سے مطالبہ ہو اور وارث کو اچھے طریقے سے ادائیگی ہو۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے۔ تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

---

1 ...ہدایہ، کتاب السرقۃ، 1/362

2 ...فتح القدیر، کتاب السرقۃ، 5/120

www.dawateislami.net

شانِ نزول:

یہ آیت اَوس اور خَزرج کے بارے میں نازل ہوئی، ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت، تعداد، مال و شرف میں زیادہ تھا۔ اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کرے گا، زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی زیادتیوں کے عادی تھے۔ عہد اسلام میں یہ معاملہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا۔ اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔[1]

اسلام کی نظر میں خونِ انسان کی حرمت:

قرآن کریم میں قصاص کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے، اس آیت میں قصاص اور معافی دونوں مسئلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص اور معافی میں اختیار دیا ہے۔ اس آیتِ مبارکہ اور اس کے شانِ نزول سے اسلام کی نظر میں خونِ انسان کی حرمت کا بھی علم ہوتا ہے۔

جان بوجھ کر کسی کو قتل کرنے کی صورت میں قصاص کے احکام:

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قتلِ عمد کی صورت میں قاتل پر قصاص واجب ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مرد کو قتل کیا ہو یا عورت کو کیونکہ آیت میں "قَتْلٰی" کا لفظ جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے۔ البتہ کچھ افراد اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جن کی تفصیل فقہی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ نیز اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا کہ جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت اور زمانۂ جاہلیت کی طرح نہیں کیا جائے گا، ان میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو کو قتل کرتے، غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے، عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور محض قاتل کے قتل پر اکتفانہ کرتے بلکہ بعض اوقات بہت بڑی تعداد میں قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری رکھتے۔ ان سب چیزوں سے منع کر دیا گیا۔

---

1 ...جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ: 178، 1/213

www.dawateislami.net

مقتول کے ورثا کی طرف سے معافی کی صورت میں حکم:

ارشاد فرمایا: ”فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ“ تو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دیدی جائے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ جس قاتل کو مقتول کے اولیاء کچھ معاف کریں جیسے مال کے بدلے معاف کرنے کا کہیں تو یہاں قاتل اور اولیائے مقتول دونوں کو اچھا طریقہ اختیار کرنے کا فرمایا گیا ہے۔ مقتول کے اولیاء سے فرمایا کہ اچھے انداز میں مطالبہ کریں، شدت و سختی نہ کریں اور قاتل سے فرمایا کہ وہ خون بہا کی ادائیگی میں اچھا طریقہ اختیار کرے۔

قتل سے ایمانی بھائی چارہ ختم نہیں ہوتا:

آیت میں قاتل اور مقتول کے وارث کو بھائی کہا گیا اس سے معلوم ہوا کہ قتل اگرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے ایمانی بھائی چارہ ختم نہیں ہو جاتا۔ اس میں خارجیوں کے مذہب کی تردید ہے جو کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں۔ اہلسنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہوتا ہے کافر نہیں۔

عورتوں کی گواہی

ارشاد فرمایا:

وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْۚ-فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰىؕ (پ3، البقرۃ:282)

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے (منتخب کرلو) جنہیں تم پسند کرو تاکہ (اگر) ان میں سے ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلادے۔

اس آیت میں تجارت اور باہمی لین دین کے اہم اصول بیان کئے گئے ہیں اور انہیں میں سے عورتوں کی گواہی کا ایک حکم بھی بیان ہوا کہ لین دین کا معاہدہ لکھنے کے بعد اس پر گواہ بھی بنالینے چاہئیں تاکہ بوقتِ ضرورت کام آئیں۔ گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونی چاہئیں۔ مالی اور چند دیگر معاملات میں تنہا عورت کی گواہی معتبر نہیں اور بعض جگہوں پر ایک سے زائد عورت کی گواہی بھی کافی نہیں خواہ وہ چار ہی کیوں نہ ہوں

www.dawateislami.net

جیسے بدکاری کی شرعی سزا دینے کے معاملے میں، البتہ وہ معاملات جن پر مرد مطلع نہیں ہوسکتے جیسا کہ بچہ جننا اور عورتوں کے خاص معاملات ان میں ایک عورت کی گواہی بھی مقبول ہے۔ مزید حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی بالکل معتبر نہیں صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے، اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی مقبول ہے۔[1]

بعض معاملات میں عورت کی گواہی مرد سے آدھی ہونے کی حکمت:

بعض معاملات میں عورت کی گواہی مرد سے آدھی ہونے کی حکمت یہ ہے کہ معاشی سرگرمیوں میں عورت پر شریعت نے کوئی ذمہ داری نہیں رکھی، اس لئے مالی معاملات اس کی دلچسپی سے باہر ہیں، اور یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ ہمیں وہی چیزیں زیادہ یاد رہتی ہیں جن میں ہمیں دلچسپی ہوتی ہے ورنہ لاکھوں چیزیں دیکھتے، سنتے ہیں لیکن بھول جاتے ہیں۔ یونہی سنگین قسم کے معاملات جیسے قتل، بدکاری وغیرہ کے کیسز میں گواہی دینے میں عورت کی فطرت کی نرمی، انفعال پسندی، رقت وخوف کی کثرت وغلبہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا ہم عام زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ عورت چھوٹی سی پریشانی سے بہت زیادہ پریشان ہو جاتی ہے، چھوٹے سے غم پر رو پڑتی ہے۔ اپنے اوپر خوف سوار کرنے میں بھی عورت کی صورت حال واضح ہے اور گواہی ایک بڑا معاملہ ہے، اس لئے عورت کی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے کئی معاملات میں اس کی گواہی یوں رکھی گئی کہ دو عورتیں مل کر گواہی دیں تو ایک قدرِ کفایت گواہی شمار کی جائے اور بعض معاملات میں اصلاً ہی قبول نہ کی جائے لیکن جو معاملات ان ہی کے متعلق ہوں جیسے عورتوں کے پردے اور شرم وحیا وغیرہ کے متعلق کئی معاملات تو وہاں ان کی تنہا گواہی بھی کافی ہے۔ بعض لوگ اپنی لاعلمی سے اور کچھ لبرل لوگ دین سے بیزاری کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو آدھا انسان سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس کی گواہی آدھی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ چھوٹے بچے کی گواہی بھی معتبر نہیں خواہ دس بچے مل کر گواہی دیں تو کیا یہ چھوٹے بچے بھی انسان نہیں ہیں؟ یقیناً انسان ہیں۔ تو اصل معاملہ یہ ہے کہ گواہی کے معاملے میں یاد رکھنے اور ادا کرنے کی صلاحیت کی بنیاد پر فرق ہے نہ کہ آدھا انسان سمجھنے کی وجہ سے۔

---

1 ... مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: 282، ص144

www.dawateislami.net

پاکیزہ چیزیں اور حقیقی اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے

ارشاد فرمایا:

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ (پ6، المائدۃ:5)

ترجمہ: آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔

اہلِ کتاب کا ذبح کیا ہوا جانور بھی مسلمانوں کیلئے حلال ہے خواہ یہودی ذبح کرے یا عیسائی، یونہی مرد ذبح کرے یا عورت یا سمجھدار بچہ۔ لیکن یہ یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اُن اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے جو واقعی اہلِ کتاب ہوں، موجودہ زمانے میں عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد دہریہ اور خدا کے منکر ہو چکے ہیں لہٰذا نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے اور نہ عورتیں۔

وصیت کرنے کا حکم اور اس کے متعلق چند احکام

ارشاد فرمایا:

كُتِبَ عَلَیْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَیْرَا ۪ۖ الْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۸۰﴾ (پ2، البقرۃ:180)

ترجمہ: تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے (تو) اگر وہ کچھ مال چھوڑے تو اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے اچھے طریقے سے وصیت کر جائے۔ یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے۔

جب تک اسلام میں میراث کے احکام نہیں آئے تھے اس وقت تک مرنے والے پر اپنے مال کے بارے میں وصیت کرنا واجب تھا کیونکہ اس وقت صرف وصیت کے مطابق مال تقسیم ہوتا تھا جب میراث کے احکام آگئے تو وصیت کا حکمِ وجوب منسوخ ہو گیا۔[1]

اور اب وصیت کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر وصیت کرنے سے کہ وصیت کا مال نکال کر باقی ورثاء میں تقسیم کریں گے، تو ورثاء تنگدست ہو جائیں گے، تو بہتر ہے کہ وصیت نہ کرے ورنہ اس کے لیے وصیت کرنا مستحب،

1 ... تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ:180، ص54

www.dawateislami.net

عظیم اجر و ثواب کا کام ہے اور شرعاً اس کی مقدار یہ ہے کہ بندہ اپنے مال میں سے ایک تہائی حصے کی وصیت کر سکتا ہے۔ ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت معتبر نہیں ہوتی۔ اسی طرح جو شخص پہلے سے ہی وراثت کا حق دار بن رہا ہو، اس کے لیے کی گئی وصیت بھی معتبر نہیں ہوتی، البتہ اگر کسی شخص نے ایک تہائی سے زیادہ کی یا کسی وارث کے لیے وصیت کی اور اُس کے فوت ہونے کے بعد تمام ورثاء تہائی سے زیادہ یا وارث کے لیے کی گئی وصیت نافذ کرنے کی اجازت دے دیں اور وہ سب اجازت دینے کے اہل بھی ہوں، تو یہ وصیتیں بھی قابلِ عمل ہوں گی۔

وصیت میں اپنے بچوں کا خیال کیسے رکھے؟

اولاد چونکہ وراثت کی حق دار ہوتی ہے اس لئے ان کے لئے وصیت تو نہیں ہو سکتی لیکن اگر اولاد محتاج، ضرورت مند ہے تو واجب وصیت سے زائد وصیت نہ کرنا بہتر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اولاد کو محتاج و پریشان چھوڑنا اور دوسروں کو نوازنا شرعی اعتبار سے ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس حوالے سے حدیث مبارک ملاحظہ کریں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حجۃ الوداع کے سال میں ایک سنگین مرض میں مبتلا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لاتے تھے۔ اس وقت میں نے عرض کی: میری بیماری کی انتہائی شدت کو تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں، میں ایک مالدار آدمی ہوں مگر ایک بیٹی کے سوا میرا اور کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنے مال سے دو تہائی خیرات کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی: کیا اپنا آدھا مال؟ ارشاد فرمایا: نہیں۔ میں نے پھر عرض کی: کیا ایک تہائی خیرات کر دوں؟ ارشاد فرمایا: ایک تہائی خیرات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ کر جانا تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ انہیں فقیر اور تنگ دست چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے جو کچھ خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا حتیٰ کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس کا بھی ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، کیا میں بیماری کے سبب اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ ارشاد فرمایا: تم ہرگز پیچھے نہ رہو گے، جو نیک اعمال کرو گے ان سے تمہارے درجات میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور تمہارا مرتبہ ان سے بلند ہوتا رہے گا اور ممکن ہے کہ تمہیں لمبی عمر دی جائے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچے گا جب کہ کچھ لوگ تمہاری وجہ سے نقصان

www.dawateislami.net

اٹھائیں گے۔ (پھر دعا فرمائی کہ) اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کو کامل کر دے اور انہیں ایڑیوں کے بل نہ لوٹا، یعنی انہیں مکہ میں موت نہ آئے۔ البتہ سعد بن خولہ کی حالت قابلِ رحم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے لئے اظہارِ افسوس کرنا اس لئے تھا کہ وہ مکۂ مکرمہ میں ہی فوت ہوئے۔[1]

مالِ وراثت سے متعلق احکامِ الٰہیہ

ارشاد فرمایا:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْۗ-لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِۚ-فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَۚ-وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُؕ-وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌۚ-فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُۚ-فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍؕ-اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًاؕ-فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌۚ-فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کے لئے ترکے کا دو تہائی حصہ ہو گا اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا حصہ ہے اور اگر میت کی اولاد ہو تو میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے ترکے سے چھٹا حصہ ہو گا پھر اگر میت کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کے لئے تہائی حصہ ہے پھر اگر اس (میت) کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہو گا، (یہ سب احکام) اس وصیت (کو پورا کرنے) کے بعد (ہوں گے) جو وہ (فوت ہونے والا) کر گیا اور قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوں گے۔) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ ان میں کون تمہیں زیادہ نفع دے گا، (یہ) اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصہ ہے۔ بیشک اللہ بڑے علم والا، حکمت والا ہے۔ اور تمہاری بیویاں جو (مال) چھوڑ جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو اس میں سے تمہارے لئے آدھا حصہ ہے، پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ (یہ حصے) اس وصیت کے بعد (ہوں گے) جو انہوں نے کی ہو اور قرض (کی

1 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب رثی النبی سعد بن خولہ، 1/438، حدیث: 1295

www.dawateislami.net

يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ؕ

(پ4، النساء: 11-12)

ادائیگی) کے بعد (ہوں گے) اور اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کے لئے چوتھائی حصہ ہے، پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے (یہ حصے) اس وصیت کے بعد (ہوں گے) جو وصیت تم کر جاؤ اور قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوں گے۔) اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ تقسیم کیا جانا ہو جس نے ماں باپ اور اولاد (میں سے) کوئی نہ چھوڑا اور (صرف) ماں کی طرف سے اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہو گا پھر اگر وہ (ماں کی طرف والے) بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہوں گے (یہ دونوں صورتیں بھی) میت کی اس وصیت اور قرض (کی ادائیگی) کے بعد ہوں گی جس (وصیت) میں اس نے (ورثاء کو) نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ بڑے علم والا، بڑے حلم والا ہے۔

ان آیات میں وراثت سے متعلق احکام کا بیان ہے۔ یاد رہے کہ وراثت کے احکام میں کافی تفصیل ہے اور آیات میں بیان کردہ حصوں کے ساتھ بہت سے اصول و قواعد کو ملا کر میراث کا مسئلہ حل کیا جاتا ہے، انہیں میراث کے مسائل پڑھنے کے باوجود جب تک باقاعدہ کسی کے پاس بیٹھ کر مشق کے ذریعے حل نہ کیا جائے تب تک سمجھنا مشکل ہے۔

ورثا میں وراثت کا مال تقسیم کرنے کی صورتیں:

(1) باپ کی تین صورتیں ہیں: (۱) اگر میت کا باپ ہو اور ساتھ میں بیٹا بھی ہو تو باپ کو 6/1 ایک بٹا چھ ملے گا۔ (۲) اگر میت کا باپ ہو اور ساتھ میں بیٹا نہ ہو بلکہ صرف بیٹی ہو تو باپ کو 6/1 ایک بٹا چھ ملے گا اور بقیہ ورثاء کو دینے کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو وہ باپ کو بطورِ عَصبہ کے ملے گا۔ (۳) اگر میت کا باپ ہو اور ساتھ میں نہ کوئی بیٹا ہو اور نہ کوئی بیٹی ہو تو باپ کو بطور عصبہ کے ملے گا۔

www.dawateislami.net

(2)ماں شریک بھائی کی تین صورتیں ہیں: (۱)اَخیافی بھائی اگر ایک ہو تو اخیافی بھائی کو 1/6 ایک بٹا چھ ملے گا۔(۲)اخیافی بھائی اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں خواہ بھائی ہو یا بہنیں یا دونوں مل کر تو انہیں 1/3 ایک بٹا تین ملے گا۔(۳)باپ، دادا، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی کے ہوتے ہوئے اخیافی بھائی محروم ہو جائے گا۔اسی طرح اخیافی بہن کے بھی یہی تین احوال ہیں۔

(3)شوہر کی دو صورتیں ہیں: (۱)اگر فوت ہونے والی کی اولاد ہے تو شوہر کو 1/4 ایک بٹا چار ملے گا۔(۲) اگر فوت ہونے والی کی اولاد نہیں تو شوہر کو 1/2 ایک بٹا دو ملے گا۔

(4)بیوی کی دو صورتیں ہیں: (۱)اگر فوت ہونے والے کی اولاد ہے تو بیوی کو 1/8 ایک بٹا آٹھ ملے گا۔ (۲)اگر فوت ہونے والے کی اولاد نہیں ہے تو بیوی کو 1/4 ایک بٹا چار ملے گا۔

(5)بیٹی کی تین صورتیں ہیں: (۱)اگر بیٹی ایک ہو تو 1/2 ایک بٹا دو یعنی آدھا مال ملے گا۔(۲)اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ان کو 2/3 دو بٹا تین ملے گا۔(۳)اگر بیٹیوں کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو بیٹیاں عصبہ بن جائیں گی اور لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دیا جائے گا۔

(6)ماں کی تین صورتیں ہیں: (۱)اگر میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی یا کسی بھی قسم کے دو بہن بھائی ہوں تو ماں کو کل مال کا 1/6 ایک بٹا چھ ملے گا۔(۲)اگر میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی کوئی نہ ہو اور بہن بھائیوں میں سے دو افراد نہ ہوں خواہ ایک ہو تو ماں کو کل مال کا 1/3 ایک بٹا تین ملے گا۔(۳)اگر میت نے (بیوی اور ماں باپ) یا (شوہر اور ماں باپ) چھوڑے ہوں تو بیوی یا شوہر کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو مال باقی بچے اس کا 1/3 ایک بٹا تین ماں کو دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ دو اہم اصول:

(1)... بیٹے کو بیٹی سے دگنا ملتا ہے اور جہاں بھائی عصبہ بنتے ہوں وہاں انہیں بہنوں سے دگنا ملتا ہے اور کئی جگہ بہنیں بھی عصبہ بن جاتی ہیں اور اصحابِ فرائض کو دینے کے بعد بقیہ سارا مال لے لیتی ہیں۔

(2)... ایک اور اہم قاعدہ ہے کہ قریبی کے ہوتے ہوئے دور والا محروم ہو جاتا ہے جیسے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا، باپ کے ہوتے ہوئے دادا، بھائی کے ہوتے ہوئے بھائی کی اولاد وغیرہ۔

www.dawateislami.net

مردوں کو عورتوں سے دگنا ملنے کی حکمت:

سب سے پہلی اور اہم بات تو یہ ہے کہ کائنات کے خالق ومالک اور علیم وخبیر خدا کا حکم ہے اور ہم اسے دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور یہی ہمارا دین وایمان ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عورتوں پر کوئی معاشی ذمہ داری نہیں ہے جیسے بچوں کے پالنے، گھر چلانے، شوہر یا والدین کے اخراجات اٹھانے کی ذمہ داری عورتوں پر نہیں بلکہ مردوں پر ہے۔ عورت بیٹی ہو اور ضرورت مند ہو تو اخراجات باپ اٹھاتا ہے اور بیوی ہو تو شوہر خرچہ کرے گا اور ماں ہے اور محتاج ہے تو اولاد پر خرچہ اٹھانا فرض ہے لیکن خود عورت کے پاس کروڑوں روپے بھی ہوں تو اس پر کسی کے خرچے کی ذمہ داری نہیں بلکہ بیوی ہونے کی صورت میں تو اپنا خرچہ بھی اس کے ذمہ نہیں بلکہ شوہر کے ذمہ ہے تو عورت کی تمام آمدنی، کمائی اور ملکیت اس کی بچت ہی بچت ہے جبکہ مردوں پر دیگر ذمہ داریاں بھی ہیں۔

مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی وراثت کی حقدار ہیں

ارشاد فرمایا:

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ (پ4، النساء:7)

ترجمہ: مردوں کے لئے اس (مال) میں سے (وراثت کا) حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے، مال وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ۔ (اللہ نے یہ) مقرر حصہ (بنایا ہے۔)

زمانہ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو وراثت سے حصہ نہ دیتے تھے، اِس آیت میں اُس رسم کو باطل کیا گیا۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹے کو میراث دینا اور بیٹی کو نہ دینا صریح ظلم اور قرآن کے خلاف ہے دونوں میراث کے حقدار ہیں اور اس سے اسلام میں عورتوں کے حقوق کی اہمیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

کلالہ کی وراثت کے احکام

ارشاد فرمایا:

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا

ترجمہ: اے حبیب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال

www.dawateislami.net

نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۷۶

ہو جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی (حصہ ہو گا) اور اگر بھائی بہن ہوں (جن میں) مرد بھی (ہوں) اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے تاکہ تم بھٹک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

(پ6، النساء:176)

آیتِ مبارکہ میں کَلَالَہ کی وراثت کا بیان کیا گیا ہے۔ کَلَالَہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے، نہ اولاد۔

شانِ نزول:

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہ بیمار تھے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہُ عنہ کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، حضرت جابر رضی اللہُ عنہ بے ہوش تھے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وضو فرما کر اس کا پانی اُن پر ڈالا تو انہیں اِفاقہ ہوا (آنکھ کھول کر دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف فرما تھے)۔ عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔[1]

ابو داؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: اے جابر! رضی اللہُ عنہ، میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔[2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کا وضو کا پانی تبرک ہے اور اس کو حصولِ شفا کے لئے استعمال کرنا سنت ہے۔ مریضوں کی عیادت سنت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عُلومِ غیب عطا فرمائے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت جابر رضی اللہُ عنہ کی موت اس مرض میں نہیں ہے۔

---

1 ... بخاری، کتاب الفرائض، باب قول اللہ تعالیٰ: یوصیکم اللہ... الخ، 4/312، حدیث: 6723، مسلم، کتاب الفرائض، باب میراث الکلالۃ، ص671، حدیث: 4145(1616)

2 ... ابو داؤد، کتاب الفرائض، باب من کان لیس لہ ولد ولہ اخوات، 3/165، حدیث: 2887

www.dawateislami.net

کلالہ کی وراثت کے احکام:

آیت میں جو مسائل بیان ہوئے ان کا خلاصہ و وضاحت یہ ہے:

(1) اگر کوئی شخص فوت ہو اور اس کے ورثاء میں باپ اور اولاد نہ ہو تو سگی اور باپ شریک بہن کو وراثت سے مال کا آدھا حصہ ملے گا جبکہ صرف ایک ہو اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو دو تہائی حصہ ملے گا۔

(2) اور اگر بہن فوت ہوئی اور ورثاء میں نہ باپ ہو نہ اولاد تو بھائی اُس کے کل مال کا وارث ہو گا۔

(3) اگر فوت ہونے والے نے بہن بھائی دونوں چھوڑے تو بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملے گا۔

مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم اور اس کا فائدہ

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۹﴾ (پ22، الاحزاب:59)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے رکھیں، یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ آزاد عورتیں اور باندیاں دونوں قمیص اور دوپٹہ پہنے چہرہ کھول کر باہر نکلتی تھیں اور جب رات کے وقت قضائے حاجت کے لیے کھجوروں کے جھنڈ اور نشیبی زمینوں میں جاتیں تو بدکار لوگ باندیوں کے پیچھے جاتے اور بعض اوقات وہ آزاد عورتوں پر بھی دست درازی کرتے اور یہ کہتے کہ ہم نے اس کو باندی گمان کیا تھا۔ اس پر آزاد عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ چادر سے جسم ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع ممتاز کر دیں تاکہ کوئی شخص ان کے متعلق بری خواہش نہ کرے۔[1]

چنانچہ فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، آپ اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات، اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیں کہ جب انہیں کسی حاجت کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال کر رکھیں اور اپنے سر اور چہرے کو چھپائیں۔ اگر آزاد مسلمان عورتیں اس طرح چادر

1 ...البحر المحیط، الاحزاب، تحت الآیۃ:59، 7/240

www.dawateislami.net

اوڑھ کر چہرہ ڈھانپ کر باہر نکلیں گی تو انہیں دور سے پہچان لیا جائے گا کہ یہ عزت دار اور باحیا خواتین ہیں اور اس سے ان کی عزت محفوظ رہے گی اور ستائی بھی نہیں جائیں گی۔

یاد رہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ لونڈیوں کو ستانا جائز تھا بلکہ یہ ان فاسق و فاجر لوگوں کے ایک حیلے کے سامنے بند باندھنے کیلئے فرمایا گیا۔ نیز اس آیت مبارکہ سے ہمارے زمانے کی ان عورتوں کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہئے جو شرم و حیا کی چادر اتار کر بن سنور کر بازاروں کی رونق بنی رہتی ہیں اور لوگوں کی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں اور اوباش قسم کے لوگ ان پر آوازیں کستے اور چھیڑ خانی کرتے ہیں۔

عورتوں کے پردے سے متعلق احکام

ارشاد فرمایا:

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۳۱ (پ18، النور:31)

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی (مسلمان) عورتوں یا اپنی کنیزوں پر جو ان کی ملکیت ہوں یا مردوں میں سے وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر اپنے پاؤں اس لئے زور سے نہ ماریں کہ ان کی اس زینت کا پتہ چل جائے جو انہوں نے چھپائی ہوئی ہے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں عورتوں کو پردے سے متعلق یہ احکام دیئے گئے ہیں:

www.dawateislami.net

(1) غیر مردوں کو نہ دیکھیں:

آیت کے اس حصے ”وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ“ میں مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں اور حضرت میمونہ رضی اللہُ عنہا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر تھیں اسی وقت حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہُ عنہ حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیں پردہ کا حکم فرمایا تو میں نے عرض کی: وہ تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھ اور پہچان نہیں سکتے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں۔[1]

عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا شرعی حکم:

یہاں ایک مسئلہ یاد رہے کہ عورت کا اجنبی مرد کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت پیدا نہیں ہوگی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔

(2) اپنی زینت نہ دکھائیں:

فرمایا: **”وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا“ اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے۔**

ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: زینت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے عورت سجتی سنورتی ہے جیسے زیور اور سرمہ وغیرہ اور چونکہ محض زینت کے سامان کو دکھانا مباح ہے اس لئے آیت کا معنی یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اپنے بدن کے ان اعضا کو ظاہر نہ کریں جہاں زینت کرتی ہیں جیسے سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کہنیاں اور پنڈلیاں، البتہ بدن کے وہ اعضا جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں جیسے چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں، انہیں چھپانے میں چونکہ مشقت واضح ہے اس لئے ان اعضا کو ظاہر کرنے میں حرج نہیں۔ (لیکن فی زمانہ چہرہ بھی چھپایا جائے گا)[2]

---

1 ... ترمذی، کتاب الادب، باب احتجاب النساء، 4/356، حدیث: 2787، ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی قولہ: وقل للمؤمنات... الخ، 4/87، حدیث: 4112

2 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ: 31، ص777

www.dawateislami.net

اِس آیتِ مبارکہ کے بارے میں ملا جیون رحمۃُ اللہِ علیہ اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آیت میں مذکور حکم نماز کے بارے میں ہے (یعنی عورت نماز پڑھتے وقت چہرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا بدن چھپائے۔ یہ حکم عورت کو) دیکھنے کے بارے میں نہیں کیونکہ عورت کا تمام بدن عورت یعنی چھپانے کی چیز ہے۔ شوہر اور مَحرم کے سوا کسی اور کے لئے اس کے کسی حصہ کو بے ضرورت دیکھنا جائز نہیں اور علاج وغیرہ کی ضرورت سے بقدرِ ضرورت جائز ہے۔[1]

(3) اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھیں:

فرمایا: **"وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ"** اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔

یعنی مسلمان عورتیں اپنے دوپٹوں کے ذریعے اپنے بالوں، گردن، پہنے ہوئے زیور اور سینے وغیرہ کو ڈھانپ کر رکھیں۔[2]

اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں صحابیات کا جذبہ:

جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو اس حکم پر عمل کرنے میں صحابیات رضی اللہُ عَنہُنَّ کا جذبہ قابل دید ہے، چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا **"اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں"** تو انہوں نے اپنی اونی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیا تھا۔[3]

موقع کی مناسبت سے یہاں پردے سے متعلق تین عظیم واقعات ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: پردے کی آیات نازل ہونے کے بعد (میرے رَضاعی چچا) افلح نے مجھ سے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دے سکتی جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اجازت نہ لے لوں کیونکہ ابو القعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو القعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لائے اور حضرت عائشہ

---

1 ... تفسیرات احمدیہ، النور، تحت الآیۃ: 31، ص562

2 ... خازن، النور، تحت الآیۃ: 31، 3/348

3 ... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النور، باب ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن، 3/290، حدیث: 4758

www.dawateislami.net

رضی اللہُ عنہا نے ان سے صورتِ حال عرض کی تو ارشاد فرمایا: اے عائشہ! رضی اللہُ عنہا، افلح کو اجازت دے دو کیونکہ وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں۔[1]

(2) خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہُ عنہا کو یہ تشویش تھی کہ عمر بھر تو غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے اب کہیں وفات کے بعد میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے! ایک موقع پر حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر اور ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑا اور اس پر کپڑا تان کر خاتونِ جنّت رضی اللہُ عنہا کو دکھایا۔ اسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ بس آپ کی یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔[2]

(3) حضرت اُمِّ خلاد رضی اللہُ عنہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا، آپ رضی اللہُ عنہا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے چہرے پر نقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہوئیں، اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی آپ نے منہ پر نقاب ڈال رکھا ہے! آپ رضی اللہُ عنہا نے جواب دیا: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے لیکن حیا ہرگز نہیں کھوئی۔[3]

مذکورہ بالا حدیثِ پاک اور ان تین واقعات میں ان عورتوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے حکم پر عمل کرنے کی بجائے دنیا کے ناجائز فیشن اور رسم و رواج کو اپنانے میں بڑی کوشش کرتی ہیں اور پردے سے جان چھڑانے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم اور شرعی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(4) کن مردوں کے سامنے عورت اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہے؟

فرمایا: ”وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا“ اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر۔

---

1 ... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب، باب قولہ: ان تبدوا شیئاً او تخفوہ... الخ، 3/306، حدیث: 4796

2 ... جذب القلوب، باب دوازدہم در ذکر مقبرۂ شریفۂ بقیع... الخ، ص159

3 ... ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم، 3/9، حدیث: 2488

www.dawateislami.net

اس آیت سے ان مردوں کے بارے میں بتایا گیا ہے جن کے سامنے عورت اپنی پوشیدہ زینت کے اعضا مثلاً سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کہنیاں اور پنڈلیاں وغیرہ ظاہر کر سکتی ہے۔ چنانچہ وہ مرد حضرات درج ذیل ہیں:

(1) شوہر۔

(2) باپ۔ اس کے حکم میں دادا پَر دادا وغیرہ تمام اصول شامل ہیں۔

(3) شوہروں کے باپ یعنی سُسر کہ وہ بھی مَحرم ہو جاتے ہیں۔

(4) اپنے بیٹے۔ اِنہیں کے حکم میں اِن کی اولاد بھی داخل ہے۔

(5) شوہروں کے بیٹے کہ وہ بھی مَحرم ہو گئے۔

(6،7) سگے بھائی۔ سگے بھتیجے۔

(8) سگے بھانجے۔ اِنہیں کے حکم میں چچا، ماموں وغیرہ تمام مَحارِم داخل ہیں۔

(9) مسلمان عورتوں کے سامنے۔ غیر مسلم عورتوں کے سامنے کھولنا منع ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہُ عنہ کو خط لکھا تھا کہ کُفّار اہلِ کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورت کو کافرہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔

(10) اپنی ملکیت میں موجود کنیزوں کے سامنے۔ ان پر اپنا سنگار ظاہر کرنا ممنوع نہیں اور غلام اِن کے حکم میں نہیں، اس کو اپنی مالکہ کی زینت کی جگہوں کو دیکھنا جائز نہیں۔

(11) مردوں میں سے وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں مثلاً ایسے بوڑھے ہوں جنہیں اصلاً شہوت باقی نہیں رہی ہو اور وہ نیک ہوں۔

یاد رہے کہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک خصی اور عنین نظر کی حرمت کے معاملے میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔ اس طرح بُرے اَفعال کرنے والے ہیجڑوں سے بھی پردہ کیا جائے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث سے ثابت ہے۔

(12) وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں، وہ ابھی ناسمجھ نابالغ ہیں۔[1]

---

1 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ: 31، ص778، خازن، النور، تحت الآیۃ: 31، 3/349، خزائن العرفان، النور، تحت الآیۃ: 31، ص656، ملتقطاً

www.dawateislami.net

یاد رہے کہ شوہر کے علاوہ دیگر مَحارِم کے سامنے بھی عورت اپنے بناؤ سنگار کے اعضاء اس وقت ظاہر کر سکتی ہے جب ان میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو ظاہر کرنا ناجائز ہے۔

(5) اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں:

فرمایا: "وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ" اور زمین پر اپنے پاؤں زور سے نہ ماریں۔

یعنی عورتیں چلنے پھرنے میں پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ اُن کے زیور کی جھنکار نہ سُنی جائے۔ اسی لئے چاہیے کہ عورتیں بجنے والے جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جب زیور کی آواز دعا قبول نہ ہونے کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کیسی اللہ تعالیٰ کے غضب کو لازم کرنے والی ہوگی۔ پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے (اللہ کی پناہ)۔[1]

پردے کے دینی اور دُنیوی فوائد:

یہاں پردہ کرنے کے چند دینی اور دُنیوی فوائد ملاحظہ ہوں، چنانچہ اس کے 4 دینی فوائد یہ ہیں:

(1) پردہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

(2) پردہ ایمان کی علامت، اسلام کا شعار اور مسلمان خواتین کی پہچان ہے۔

(3) پردہ شرم وحیا کی علامت ہے اور حیا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

(4) پردہ عورت کو شیطان کے شر سے محفوظ بنا دیتا ہے۔

اور پردے کے 4 دُنیوی فوائد یہ ہیں:

(1) باحیا اور پردہ دار عورت کو اسلامی معاشرے میں بہت عزت و وقار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

(2) پردہ عورت کو بُری نظر اور فتنے سے محفوظ رکھتا اور بُرائی کے راستے کو روکتا ہے۔

(3) عورت کے پردے سے معاشرے میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا اور معاشرے میں امن و سکون رہتا ہے۔

(4) پردہ عورت کے وقار میں اضافہ کرتا اور اس کی خوبصورتی کی حفاظت کرتا ہے۔

---

1 ... تفسیر احمدی، النور، تحت الآیۃ: 31، ص565، خزائن العرفان، النور، تحت الآیۃ: 31، ص656، ملتقطاً

www.dawateislami.net

پردے کی ضرورت واہمیت سے متعلق ایک مثال:

یہاں پردے کی ضرورت اور اہمیت کو آسانی کے ساتھ سمجھنے کے لئے ایک مثال ملاحظہ ہو، چنانچہ وہ مثال یہ ہے کہ اگر ایک پلیٹ میں مٹھائی رکھ دی جائے اور اسے کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے تو وہ مکھیوں کے بیٹھنے سے محفوظ ہو جاتی ہے اور اگر اسے ڈھانپا نہ جائے، پھر اس پر مکھیاں بیٹھ جائیں تو یہ شکایت کرنا کہ اس پر مکھیاں کیوں بیٹھ گئیں بہت بڑی بے وقوفی ہے کیونکہ مٹھائی ایسی چیز ہے جسے مکھیوں کے تَصَرُّف سے بچانے کے لئے اسے ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے ورنہ انہیں مٹھائی پر بیٹھنے سے روکنا بڑا مشکل ہے، اسی طرح اگر عورت جو کہ چھپانے کی چیز ہے، اسے پردے میں رکھا جائے تو بہت سے معاشرتی مسائل سے بچ سکتی اور عزت وناموس کے لٹیروں سے اپنی حفاظت کر سکتی ہے اور جب اسے پردے کے بغیر رکھا جائے تو اس کے بعد یہ شکایت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے کہ لوگ عورت کو تانک جھانک کرتے ہیں، اسے چھیڑتے ہیں اور اس کے ساتھ دست درازی کرتے ہیں کیونکہ جب اسے بے پردہ کر دیا تو غیر مردوں کی فتنہ باز نظریں اس کی طرف ضرور اُٹھیں گی، ان کے لئے عورت کے جسم سے لطف اندوز ہونا اور اس میں تَصَرُّف کرنا آسان ہو گا اور شریر لوگوں سے اپنے جسم کو بچانا عورت کے لئے انتہائی مشکل ہو گا کیونکہ فطری طور پر مردوں میں عورتوں کے لئے رغبت رکھی گئی ہے اور جب وہ بے پردہ عورت کا جسم دیکھتا ہے تو وہ اپنی شہوت ورغبت کو پورا کرنے کے لئے اس کی طرف لپکتا ہے۔

پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے:

موجودہ دور میں میڈیا کے ذریعے اور دیگر ذرائع سے لوگوں کا یہ ذہن بنانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے کہ عورت بھی ایک انسان ہے اور آزادی اس کا بھی حق ہے اور اسے پردہ کروانا اس کی آزادی اور روشن خیالی کے برخلاف ہے اور یہ ایک طرح کی جبری قید ہے حالانکہ پردہ تو عورت کی آزادی کا ضامن ہے، پردہ اس کی عزت وناموس کا محافظ ہے، اسی میں عورت کی عزت اور اس کا وقار ہے۔ آج ہر عقلمند انسان انصاف کی نظر سے یہ دیکھ سکتا ہے کہ جن ممالک میں عورت کے پردے کو اس کے انسانی حق اور آزادی کے خلاف قرار دے کر اس کی بے پردگی کو رواج دیا گیا، ایسے ذرائع اور حالات پیدا کئے گئے جن سے عورتوں اور مردوں کا باہم اِختلاط رہے اور ان کا ایک دوسرے کے ساتھ میل جول ہوتا رہے اور قانونی طور پر عورت کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جب

www.dawateislami.net

اور جس مرد کے ساتھ چاہے اپنا وقت گزارے اور اپنی فطری خواہشات کو پورا کرے تو وہاں کا حال کیسا عبرت ناک ہے کہ ان کا معاشرہ بگڑ گیا اور خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ گیا، شادیوں کی ناکامی، طلاقوں کی تعداد اور حرامی بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہو گیا اور یہ سب تباہی عورت کو بے پردہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔

اجتماعی توبہ کا حکم:

آیت کے آخر میں فرمایا کہ **"وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا" تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔**

یعنی اے مسلمانو! جن باتوں کا تمہیں حکم دیا گیا اور جن سے منع کیا گیا، اگر ان میں بشری تقاضے کی بنا پر تم سے کوئی تقصیر واقع ہو جائے تو تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس امید پر توبہ کر لو کہ تم فلاح پا جاؤ۔[1]

اور توبہ سے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ راضی ہوتا ہے جیسے تم میں سے کسی کا اونٹ جنگل میں گم ہونے کے بعد دوبارہ اسے مل جائے۔[2]

بوڑھی عورتوں کے پردے سے متعلق احکام

ارشاد فرمایا:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾ (پ18، النور:60)

ترجمہ: اور گھروں میں بیٹھ رہنے والی وہ بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی کوئی خواہش نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے اوپر کے کپڑے اُتار رکھیں جبکہ زینت کو ظاہر نہ کر رہی ہوں اور ان کا اس سے بھی بچنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اس آیت میں بوڑھی عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ ایسی بوڑھی عورتیں جن کی عمر زیادہ ہو چکی ہو اور ان سے اولاد پیدا ہونے کی امید نہ رہی ہو اور عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے انہیں نکاح کی کوئی خواہش نہ ہو تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے اوپر کے کپڑے یعنی اضافی چادر وغیرہ اُتار کر رکھ دیں جبکہ وہ اپنی زینت کی جگہوں مثلاً

---

1 ... خازن، النور، تحت الآیۃ: 31، 3/350

2 ... بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، 4/191، حدیث: 6309

www.dawateislami.net

بال، سینہ اور پنڈلی وغیرہ کو ظاہر نہ کر رہی ہوں اور ان بوڑھی عورتوں کا اس سے بھی بچنا اور اضافی چادر وغیرہ پہنے رہنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔[1]

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ حکم ایسی بوڑھی عورتوں کے لئے ہے جنہیں دیکھنے سے مردوں کو شہوت نہ آئے، اگر بڑھاپے کے باوجود عورت کا اتنا حسن وجمال قائم ہے کہ اسے دیکھنے سے شہوت آتی ہو تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل نہیں۔[2]

فتوے پر عمل کرنے سے تقوے پر عمل کرنا زیادہ اَولیٰ ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی کام میں فتنے کا اندیشہ باقی نہ رہے تو شریعت اس کے حکم میں سختی ختم کر دیتی ہے اور اس کے معاملے میں آسان حکم اور کچھ رخصت دے دیتی ہے، البتہ اس رخصت و اجازت کے باوجود تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے اسی سابقہ حکم پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

ان لوگوں کا بیان جن سے پردہ نہیں

ارشاد فرمایا:

لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآىٕهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ ۚ وَ اتَّقِیْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۵۵﴾ (پ22، الاحزاب:55)

ترجمہ: عورتوں پر ان کے باپوں اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنے دین کی عورتوں اور اپنی کنیزوں کے بارے میں (پردہ نہ کرنے میں) کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ سے ڈرتی رہو۔ بیشک اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

شانِ نزول:

جب پردہ کرنے کا حکم نازل ہوا تو عورتوں کے باپ، بیٹوں اور قریب کے رشتہ داروں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، کیا ہم اپنی ماؤں اور بیٹیوں کے ساتھ پردے کے باہر سے گفتگو کریں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ عورتوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں اور بھانجوں سے پردہ نہ کریں اور ان قریبی رشتہ داروں کے سامنے آنے اور

1 ... مدارک، النور، تحت الآیۃ:60، ص790، ملخصاً

2 ... خازن، النور، تحت الآیۃ:60، 3/362

www.dawateislami.net

ان سے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں، یونہی مسلمان عورتوں اور اپنی کنیزوں کے سامنے آنا بھی جائز ہے۔

نوٹ: یہاں آیت میں چچا اور ماموں کا صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیونکہ وہ والدین کے حکم میں ہیں۔[1]

عورت کے پردے سے متعلق 4 شرعی مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے عورت کے پردے سے متعلق 4 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1) مَحرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں ہے اِلّا یہ کہ فتنے کا اندیشہ ہو اور محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے عورت کا نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔

(2) مسلمان عورت دوسری مسلمان عورت کو دیکھ سکتی ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضاء کی طرف اس صورت میں نظر کر سکتی ہے جبکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔[2]

(3) نیک پرہیز گار عورت کو یہ چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے، یعنی اس کے سامنے دوپٹہ وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل وصورت کا ذکر کرے گی۔[3]

(4) کافرہ عورتوں سے پردہ کرنا اور اپنے جسم کو چھپانا لازم ہے سوائے جسم کے ان حصوں کے جو گھر کے کام کاج کے لئے کھولنے ضروری ہوتے ہیں۔[4]

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان خواتین کو شریعت کے احکام کے مطابق پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ اے عورتو! تمہیں جو پردے کا حکم دیا گیا اسے پورا کرو اور اس کی خلاف ورزی کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو یہاں تک کہ تمہیں کوئی غیر نہ دیکھے۔ تم پر اپنی طاقت کے مطابق احتیاط سے کام لینا لازم ہے اور یاد رکھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے اور بندوں کے اقوال اور افعال کسی حال میں بھی اس سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔[5]

---

1 ...ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ:55، 4/331، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ:55، ص949، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ:55، 3/510، ملتقطاً

2 ...ہدایہ، کتاب الکراہیۃ، فصل فی الوطء والنظر واللمس، 2/371-370 ملخصاً

3 ...عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیہ وما لا یحلّ لہ...الخ، 5/327

4 ...جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ:55، 6/196

5 ...روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ:55، 7/218، قرطبی، الاحزاب، تحت الآیۃ:55، 7/170، الجزء الرابع عشر، ملتقطاً

www.dawateislami.net

باب:10

سماجیات و معاشرت

اس باب میں سماج و معاشرتی اقدار سے متعلق عورتوں کے چند احکام کا بیان ہے۔

عورتوں کے لئے چند اہم معاشرتی احکام

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱ (پ26، الحجرات:11)

ترجمہ: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ کے مختلف حصوں کا نزول مختلف واقعات میں ہوا ہے، جن سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص میں فقر، محتاجی اور غریبی کے آثار نظر آئیں تو ان کی بنا پر اس کا مذاق نہ اڑایا جائے، ہو سکتا ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ مذاق اڑانے والے کے مقابلے میں دینداری کے لحاظ سے کہیں بہتر ہو۔

یہاں عورتوں کے متعلق بطورِ خاص تنبیہ والے حصے کی تفسیر پیش ہے کہ فرمایا: **"وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ": اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔**

شانِ نزول:

اس کے شانِ نزول کے بارے میں دو رِوایات ہیں، ایک یہ کہ کسی زوجہ مطہرہ نے حضرتِ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو چھوٹے قد کی وجہ سے شرمندہ کیا تھا اور دوسری روایت یہ ہے کہ آیت کا یہ حصہ اُمُّ المومنین حضرت صفیہ بنت حُیَی رضی اللہ عنہا کے حق میں اس وقت نازل ہوا جب ایک زوجۂ مُطَہَّرہ کی زبان سے ان کے لئے

www.dawateislami.net

یہودی کی بیٹی کا لفظ نکل گیا تھا۔[1]

اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: اُمُّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہُ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت حفصہ رضی اللہُ عنہا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا ہے، (اس پر انہیں رنج ہوا اور) آپ رونے لگیں۔ جب سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں روتا ہوا پایا تو ارشاد فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی: حضرت حفصہ رضی اللہُ عنہا نے مجھے یہودی کی لڑکی کہا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نبی زادی ہو، تمہارے چچا نبی ہیں اور نبی کی بیوی ہو، تو تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ رضی اللہُ عنہا سے فرمایا: اے حفصہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔[2]

نوٹ: یہاں یہ ذہن میں رکھیں کہ فرشتوں اور نبیوں کے علاوہ کوئی معصوم نہیں اس لئے ازواجِ مطہرات سے کسی ایسے معاملے کا صدور ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرما دیتا ہے کیونکہ آیت تطہیر میں ان سے پاکیزگی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾ (پ22، الاحزاب:33)

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے۔

نوٹ: آیتِ مبارکہ میں عورتوں کا جداگانہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ عورتوں میں ایک دوسرے کا مذاق اُڑانے اور اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت بہت زیادہ ہوتی ہے خصوصاً مال یا جمال یا کوئی کمال رکھنے والی عورتیں اکثر دوسروں کو خاطر ہی میں نہیں لاتیں اور جب ان کے سامنے ان سے کمتر کوئی عورت آجائے جس کی مالی حالت خراب یا رنگ روپ اچھا نہ ہو یا سمجھ بوجھ میں کمزور ہوں تو ان کا مذاق اڑانا بہت عام ہے اور یہ بہت سخت بات ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں کون اچھا ہے؟ ہمیں معلوم نہیں، ہو سکتا ہے کہ جو غریب خاتون ہے یا جس کی شکل صورت واجبی یا اس سے کم تر ہے یا جو بہت سیدھی سادھی ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں کسی بھی وجہ سے دوسروں سے زیادہ مرتبہ رکھتی ہو۔ اس کے لئے یہ احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں، ان کے پاس دو

---

1 ... خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: 11، 4/169

2 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النّبی، 5/474، حدیث: 3920

www.dawateislami.net

پُرانی چادریں ہوتی ہیں اور انہیں کوئی پناہ نہیں دیتا (لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا رتبہ و مقام یہ ہوتا ہے کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں (کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا) تو اللہ تعالیٰ (وہ کام کرکے) ان کی قسم کو سچا کر دیتا ہے۔[1]

حضرت حارث بن وہب خزاعی رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ ہر وہ شخص ہے جو کمزور اور (لوگوں کی نگاہوں میں) گرا ہوا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم سچی کر دے گا۔[2]

ہنسی اور خوش طبعی کی جائز حدود:

آیتِ مبارکہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں کسی صورت آپس میں ہنسی، خوش طبعی نہیں کر سکتیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ ان کا آپس میں ہنسی خوش طبعی کرنا جائز ہے، یاد رہے کہ کچھ شرائط جواز کی ہیں اور کچھ اعتدال کی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(1) فحش اور بے حیائی کی بات نہ ہو۔

(2) کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

(3) بڑوں کی بے ادبی نہ ہو۔

(4) چھوٹوں سے بد لحاظی نہ ہو کہ اس سے ان کی تربیت خراب ہوتی ہے۔

(5) وقت و محل کے حساب سے بے موقع نہ ہو جیسے عبادت کے وقت اور مقدس جگہ مثلاً مسجد نبوی، مسجد حرام میں نہ ہو، نہ گھر کے معززین کے درمیان ہو اور نہ ہی کسی نیک بزرگ کی مجلس میں ہو۔

(6) جائز ہنسی کے معاملات بھی بہت کثرت سے نہ ہوں بلکہ اعتدال ہو۔

(7) عمر و مرتبہ میں برابر کی خواتین سے کی جائے کہ عرف میں اسے معیوب نہ سمجھا جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (عورتوں کی ایک دوسرے سے) جائز ہنسی جس میں نہ فحش ہو نہ ایذائے مُسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بد لحاظی، نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی

---

1 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب البراء بن مالک، 5/460، حدیث: 3880

2 ... ترمذی، کتاب صفۃ جہنّم، 13-باب، 4/272، حدیث: 2614

www.dawateislami.net

ہمسر عورتوں سے جائز ہے۔[1]

مذاق اُڑانے کا شرعی حکم اور اس فعل کی مذمت:

مذاق اُڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اہانت اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارات، یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اور اس کی ایذا رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اور دکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[2]

کثیر اَحادیث میں اس فعل سے ممانعت اور اس کی شدید مذمت اور شناعت بیان کی گئی ہے جیسا کہ حضرت عباس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔[3]

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اگرچہ اس کے بدلے میں مجھے بہت مال ملے۔[4]

حضرت حسن رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آؤ آؤ، تو وہ بہت ہی بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے سامنے آئے گا مگر جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچے گا وہ دروازہ بند ہو جائے گا، پھر ایک دوسرا جنت کا دروازہ کھلے گا اور اس کو پکارا جائے گا: آؤ یہاں آؤ، چنانچہ یہ بے چینی اور رنج و غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے پاس جائے گا تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا، اسی طرح اس کے ساتھ معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ دروازہ کھلے گا اور پکار پڑے گی تو وہ ناامیدی کی وجہ سے نہیں جائے گا۔ (اس طرح وہ جنت میں داخل ہونے سے محروم رہے گا)[5]

1 ... فتاویٰ رضویہ، 23/194
2 ... جہنم کے خطرات، ص173
3 ... ترمذی، کتاب البرّ والصّلۃ، باب ماجاء فی المراء، 3/400، حدیث:2002
4 ... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، 4/353، حدیث:4875
5 ... موسوعۃ ابن ابی دنیا، الصّمت وآداب اللّسان، باب ما نھی عنہ العباد ان یسخر... الخ، 7/184، حدیث:287

www.dawateislami.net

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: کسی کو ذلیل کرنے کے لیے اور اس کی تحقیر کرنے کے لیے اس کی خامیوں کو ظاہر کرنا، اس کا مذاق اڑانا، اس کی نقل اتارنا یا اس کو طعنہ مارنا یا عار دلانا یا اس پر ہنسنا یا اس کو بُرے بُرے اَلقاب سے یاد کرنا اور اس کی ہنسی اُڑانا مثلاً آج کل کے بَزْعَمِ خود اپنے آپ کو عُرفی شُرفاء کہلانے والے کچھ قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں اور محض قومیَّت کی بنا پر ان کا تَمَسْخُر اور اِستہزاء کرتے اور مذاق اڑاتے رہتے ہیں اور قِسم قسم کے دل آزار اَلقاب سے یاد کرتے رہتے ہیں، کبھی طعنہ زنی کرتے ہیں، کبھی عار دلاتے ہیں، یہ سب حرکتیں حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ لہٰذا ان حرکتوں سے توبہ لازم ہے، ورنہ یہ لوگ فاسق ٹھہریں گے۔ اسی طرح سیٹھوں اور مالداروں کی عادت ہے کہ وہ غریبوں کے ساتھ تَمَسْخُر اور اہانت آمیز القاب سے ان کو عار دلاتے اور طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح سے ان کا مذاق اڑایا کرتے ہیں جس سے غریبوں کی دل آزاری ہوتی رہتی ہے، مگر وہ اپنی غُربَت اور مُفلسی کی وجہ سے مالداروں کے سامنے دَم نہیں مار سکتے۔ ان مالداروں کو ہوش میں آجانا چاہیے کہ اگر وہ اپنے ان کَرتُوتوں سے توبہ کر کے باز نہ آئے تو یقیناً وہ قہرِ قَہّار و غضبِ جَبّار میں گرفتار ہو کر جہنم کے سزاوار بنیں گے اور دنیا میں ان غریبوں کے آنسو قہرِ خداوندی کا سیلاب بن کر ان مالداروں کے محلات کو خَس و خاشاک کی طرح بہالے جائیں گے۔ (1)

خوش طبعی کرنے کا حکم:

یاد رہے کہ کسی شخص سے ایسا مذاق کرنا حرام ہے جس سے اسے اَذِیَّت پہنچے البتہ ایسا مذاق جو اسے خوش کر دے، جسے خوش طبعی اور خوش مزاجی کہتے ہیں، جائز ہے، بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت بھی ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے اسی لیے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنتِ مُستحبہ ہے۔ (2)

امام محمد غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم قادر تھے کہ مزاح (یعنی خوش طبعی) کرتے وقت صرف حق بات کہو، کسی کے دل کو اَذِیَّت

1 ... جہنم کے خطرات، ص175-176

2 ... مراٰۃ المناجیح، 6/494-493

www.dawateislami.net

نہ پہنچاؤ، حد سے نہ بڑھو اور کبھی کبھی مزاح کرو تو تمہارے لئے بھی کوئی حرج نہیں لیکن مزاح کو پیشہ بنالینا بہت بڑی غلطی ہے۔[1]

مزید فرماتے ہیں: وہ مزاح ممنوع ہے جو حد سے زیادہ کیا جائے اور ہمیشہ اسی میں مصروف رہا جائے اور جہاں تک ہمیشہ مزاح کرنے کا تعلق ہے تو اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ کھیل کود اور غیر سنجیدگی ہے، کھیل اگرچہ (بعض صورتوں میں) جائز ہے لیکن ہمیشہ اسی کام میں لگ جانا مذموم ہے اور حد سے زیادہ مزاح کرنے میں خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے زیادہ ہنسی پیدا ہوتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے، بعض اوقات دل میں بغض پیدا ہو جاتا ہے اور ہیبت و وقار ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا جو مزاح ان اُمور سے خالی ہو وہ قابلِ مذمت نہیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں بھی مزاح کرتا ہوں اور میں (خوش طبعی میں) سچی بات ہی کہتا ہوں۔[2]

لیکن یہ بات تو آپ کے ساتھ خاص تھی کہ مزاح بھی فرماتے اور جھوٹ بھی نہ ہوتا لیکن جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے تو وہ مزاح اسی لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو ہنسائیں خواہ جس طرح بھی ہو اور (اس کی وعید بیان کرتے ہوئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کوئی بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ہم مجلس لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کی وجہ سے ثُرَیّا ستارے سے بھی زیادہ دور تک جہنم میں گرتا ہے۔[3]

اللہ تعالیٰ ہمیں جائز خوش طبعی کرنے اور ناجائز خوش طبعی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

طعنے دینے کی حرمت:

فرمایا: **وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ**: اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو۔

اس آیت کا ایک معنیٰ یہ بنتا ہے کہ اپنی جانوں کو طعنہ نہ دو۔ اس دوسرے مفہوم کے اعتبار سے معنیٰ یہ بنا کہ قول یا اشارے کے ذریعے ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ مومن ایک جان کی طرح ہے جب کسی دوسرے مومن پر عیب لگایا جائے گا تو گویا اپنے پر ہی عیب لگایا جائے گا۔[4]

1 ...احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللّسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، 3/159
2 ...معجم اوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، 1/283، حدیث: 995
3 ...مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، 3/366، حدیث: 9231، احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، 3/158
4 ...روح المعانی، الحجرات، تحت الآیۃ: 11، جزء: 26، ص 424

www.dawateislami.net

طعنہ دینا بھی ناجائز و گناہ ہے کہ دل آزاری کا سبب ہے اور دل آزاری حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللہ یعنی جس نے کسی مسلمان کو اِیذا دی اُس نے مجھے اِیذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو اِیذا دی۔ (1)

عورتوں میں طعنہ دینے کی عادت:

عورتوں میں طعنہ دینے کی عادت بہت کثرت ہے خصوصاً ساس بہو اور نند بھابھی کے معاملات میں تو یہ ایسے لگتا ہے کہ بہت سی جگہوں پر شاید اس کے بغیر کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا۔ رِشتہ نہ ہونے پر طعنہ، طلاق یافتہ ہونے پر طعنہ، بیٹیوں کی پیدائش پر طعنہ، جہیز کم لانے پر طعنہ، خاندانی پس منظر پر طعنہ، غربت پر طعنہ، رنگ روپ، جسمانی خدوخال پر طعنہ، دبلی یا موٹی یا لمبی یا پتلی ہونے پر طعنہ۔ ان سب چیزوں پر اگر ہر دوسرے دن بھی طعنہ مارنے کی گنتی کریں تو زندگی میں ہزاروں مرتبہ یہ کبیرہ گناہ کرنا پایا گیا اور یہ صرف چند مثالیں ہیں، اس کے علاوہ نہ جانے کتنی اور صورتیں بھی طعنہ دینے کی ہیں۔

طعنہ دینے کی مذمت:

اَحادیث میں طعنہ دینے کی بہت مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں اس سے متعلق 2 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت ابو درداء رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہت لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ شفیع۔ (2)

(2) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔ (3)

صحابۂ کرام کی پاکیزہ سیرت ملاحظہ فرمائیں کہ کوئی صحابی کسی دوسرے کو طعنہ نہیں دیتا تھا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رِضوانُ اللہِ علیہم اجمعین عمدہ لباس زَیب تَن فرماتے تو وہ کم قیمت کا

---

1 ... معجم اوسط، 2/387، حدیث: 3607

2 ... مسلم، کتاب البرّ والصّلۃ والآداب، باب النّہی عن لعن الدّواب وغیرہا، ص1074، حدیث: 6610(2598)

3 ... ترمذی، کتاب البرّ والصّلۃ، باب ماجاء فی اللّعنۃ، 3/393، حدیث: 1984

www.dawateislami.net

لباس پہننے والوں کو طعنہ نہ دیتے اور نہ ہی کم قیمت کا لباس پہننے والے عمدہ لباس پہننے والوں پر طعنہ زنی کرتے۔[1]

طعنہ دینے میں مقابلہ بازی:

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ طعنوں میں بعض اوقات مقابلہ بھی شروع ہو جاتا ہے، خصوصاً لڑائی کے موقع پر کہ اگر ایک خاتون نے دوسری کو کسی خامی کا طعنہ دیا تو دوسری اس کی دس خامیاں گنوا دے اور یوں دونوں ہی گناہ کے مقابلے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گی۔ اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خوبصورت تعلیم ملاحظہ کریں۔ نبیِ رحمت، ہادیِ امت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: اگر کوئی شخص تمہیں تمہارے کسی عیب کا طعنہ دے تو تم اسے اس کے عیب کا طعنہ ہر گز نہ دو کیونکہ تمہیں اس کا ثواب ملے گا اور طعنہ دینے والے پر وبال ہو گا۔[2]

ایک دوسرے کو برے نام سے پکارنے کی ممانعت:

آیت میں اگلا حکم بیان فرمایا: وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ: اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔

برے نام رکھنے سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اَقوال ہیں، ان میں سے تین قول درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما نے فرمایا: ایک دوسرے کے برے نام رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو تو اسے توبہ کے بعد اس برائی سے عار دلائی جائے۔ یہاں آیت میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے۔

حدیثِ پاک میں اس عمل کی وعید بھی بیان کی گئی ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو اس کے کسی گناہ پر شرمندہ کیا تو وہ شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اس گناہ کا اِرتکاب نہ کر لے۔[3]

---

1 ...الزھد للامام احمد، ص319، رقم:1837

2 ...ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، 1/369، حدیث:523

3 ...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ...الخ، 53-باب، 4/226، حدیث:2513

www.dawateislami.net

(2) بعض علماء نے فرمایا: برے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو کتا، یا گدھا، یا سور کہنا ہے۔

(3) بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ اَلقاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو اور جو اَلقاب گویا کہ نام بن گئے اور اَلقاب والے کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں، جیسے اَعمَش اور اَعرَج وغیرہ۔[1]

عورتوں میں نام بگاڑنے کی عادت بھی کم نہیں۔ کسی عورت کا کوئی برا نام رکھ دیا جاتا ہے، پھر کبھی تو اس کے سامنے اور اکثر پیٹھ پیچھے اسے اسی نام سے یاد کرتی ہیں، یہ ناجائز و حرام ہے۔ ہر علاقے کی خواتین نے اپنے انداز میں نام رکھے ہوتے ہیں، معاذ اللہ۔

مذاق اڑانے، طعنہ دینے اور نام بگاڑنے والے فاسق ہیں:

مزید فرمایا: **بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ: مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برا نام ہے۔**

یعنی تو اے مسلمانو، کسی مسلمان کی ہنسی بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسق نہ کہلاؤ اور جو لوگ ان تمام افعال سے توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔[2]

آیت ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ“ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

(1) مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں، ہر مومن عزت والا ہے۔

(2) عظمت کا دار و مدار محض نسب پر نہیں تقویٰ و پرہیز گاری پر ہے۔

(3) مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے۔ نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے، انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے نہ معلوم بارگاہِ الٰہی میں کون کس سے بہتر ہو۔

---

1 ... خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: 11، 4/170

2 ... خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: 11، 4/170

www.dawateislami.net

باب:11

حقوقِ نسواں

اس باب میں قرآنِ پاک میں ذکر کردہ ان ضروری حقوق کا بیان ہے جن کا تعلق عورتوں کے ساتھ ہے۔

والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم

ارشاد فرمایا:

وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (پ8، الانعام:151) ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

اس آیت میں فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو کیونکہ تم پر ان کے بہت سے حقوق ہیں، اُنہوں نے تمہاری پرورش کی، تمہارے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا، تمہاری ہر خطرے سے نگہبانی کی، اُن کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کو ترک کرنا حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ اگرچہ کافر ہوں ان کے ماں باپ ہونے کی حیثیت سے جو حقوق ہیں انہیں ادا کرنا ضروری ہے۔ اس احسان میں والدین کے ساتھ تمام قسم کے اچھے سلوک داخل ہیں۔ ان کا ادب، لحاظ، ان پر ضرورت کے وقت مال خرچ کرنا، بعدِ وفات ان کے لئے ایصالِ ثواب سب داخل ہیں۔

ماں باپ سے حسنِ سلوک خصوصاً بڑھاپے میں

ارشاد فرمایا:

وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۲۳ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ ۲۴

(پ15، بنی اسرائیل:23-24)

ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوبصورت، نرم بات کہنا۔ اور ان کے لیے نرم دلی سے عاجزی کا بازو جھکا کر رکھ اور دعا کر کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد اس کے ساتھ ہی ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا

www.dawateislami.net

حکم دیا، اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اِیجاد ہے جبکہ ظاہری سبب انسان کے ماں باپ ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے انسانی وجود کے حقیقی سبب کی تعظیم کا حکم دیا، پھر اس کے ساتھ ظاہری سبب کی تعظیم کا حکم دیا۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ تمہارے رب عزّوجلّ نے حکم فرمایا کہ تم اپنے والدین کے ساتھ انتہائی اچھے طریقے سے نیک سلوک کرو کیونکہ جس طرح والدین کا تم پر احسان بہت عظیم ہے تو تم پر لازم ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اسی طرح نیک سلوک کرو۔[1]

جنت میں قرآن پڑھنے کی سعادت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں گیا اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون پڑھتا ہے؟ فرشتوں نے کہا: حارثہ بن نعمان رضی اللہُ عنہ ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے احسان کا۔[2] اور شعب الایمان کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ ”حارثہ رضی اللہُ عنہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔[3]

والد کی خوشی میں رب کی رضا:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔“[4]

حسنِ سلوک کے معاملے میں ماں کا حق:

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، سب سے زیادہ حسنِ صحبت (یعنی احسان) کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں (یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے) انہوں نے پوچھا: پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں نے پوچھا، پھر کون؟ حضورِ اقدس صلی

---

1 ... تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیۃ: 23، 7/323

2 ... شرح السنّۃ، کتاب البرّ والصلۃ، باب برّ الوالدین، 6/426، حدیث: 3312

3 ... شعب الایمان، الخامس والخمسون من شعب الایمان... الخ، 6/184، حدیث: 7851

4 ... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، 3/360، حدیث: 1907

www.dawateislami.net

اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پھر ماں کو بتایا۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا والد۔[1]

آیت میں مزید فرمایا: **اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا، اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا"**

یعنی اگر تیرے والدین پر کمزوری کا غلبہ ہو جائے اور ان کے اَعضا میں طاقت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں اُن کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ اپنی آخری عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ اُن کی طرف سے طبیعت پر کچھ بوجھ ہے اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوبصورت، نرم بات کہنا اور حسنِ ادب کے ساتھ اُن سے خطاب کرنا۔[2]

والدین کے بڑھاپے میں ان کی خدمت پر یہ حدیث بھی بہت اہم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، کس کی ناک خاک آلود ہو؟ ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، پھر وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوا۔[3]

والدین کو ایذاء پہنچانا:

والدین کو خود ایذاء پہنچانا جیسے سخت الفاظ کہنا یا جھڑکنا تو حرام ہے ہی جیسا کہ اوپر آیت میں صراحتاً فرمایا گیا، یونہی والدین کے لئے بالواسطہ بھی تکلیف و رنج کا سبب بننا حرام اور کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ

1 ... بخاری، کتاب الادب، باب من احقّ الناس بحسن الصحبۃ، 4/93، حدیث: 5971

2 ... خازن، الاسراء، تحت الآیۃ: 23، 3/171، مدارک، الاسراء، تحت الآیۃ: 23، ص620، ملتقطاً

3 ... مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب رغم من ادرک ابویہ او احدہما عند الکبر... الخ، ص1060، حدیث: 6510(2551)

www.dawateislami.net

کو گالی دیتا ہے، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔[1]

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: صحابۂ کرام (رضی اللہُ عنہم) جنھوں نے عرب کا زمانۂ جاہلیت دیکھا تھا، ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔[2]

والدین کی نافرمانی حرام ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص جنت میں نہ جائیں گے (1) ماں باپ کا نافرمان۔ (2) دیّوث۔ (3) مَردوں کی وضع بنانے والی عورت۔[3]

والدین کے نافرمان کو دنیا میں سزا:

حضرت ابو بکرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ میں سے جسے چاہے معاف فرمادے گا جبکہ ماں باپ کی نافرمانی کی سزا انسان کو موت سے پہلے زندگی ہی میں مل جائے گی۔[4]

والدین سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم:

یہاں آیت کی مناسبت سے دو باتیں یاد رکھیں، ایک یہ کہ کوئی شخص ماں باپ کو اُن کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں اُن کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو اُن کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ دوسری یہ کہ ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔ ان آیات اور اَحادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ذی شعور انسان پر واضح ہو جائے گا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی جیسی عظیم تعلیم اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دی ہے ویسی پوری دنیا میں پائے جانے

---

1 ... مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرہا، ص60، حدیث:146(90)

2 ... بہار شریعت، حصہ شانزدہم، سلوک کرنے کا بیان، 3/552

3 ... معجم اوسط، باب الالف، من اسمہ: ابراہیم، 2/43، حدیث:2443

4 ... شعب الایمان، الخامس والخمسون من شعب الایمان... الخ، فصل فی عقوق الوالدین، 6/197، حدیث:7890

www.dawateislami.net

والے دیگر مذاہب میں نظر نہیں آتی۔ فی زمانہ غیر مسلم ممالک میں بوڑھے والدین ایسی نازک ترین صورتِ حال کا شکار ہیں کہ ان کی جوان اولاد کسی طور پر بھی انہیں سنبھالنے اور ان کی خدمت کرکے ان کا سہارا بننے کے لئے تیار نہیں ہوتی، اسی وجہ سے وہاں کی حکومتیں ایسی پناہ گاہیں بنانے پر مجبور ہیں جہاں بوڑھے اور بیمار والدین اپنی زندگی کے آخری ایام گزار سکیں۔

والدین کے ساتھ نرمی وعاجزی سے پیش آنا:

اس آیت میں مزید حکم دیا: **وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ** اور ان کے لیے نرم دلی سے عاجزی کا بازو جھکا کر رکھ۔

یعنی والدین کے ساتھ نرمی اور عاجزی کے ساتھ پیش آؤ اور ہر حال میں ان کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرو کیونکہ اُنہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز اُنہیں درکار ہو وہ اُن پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کرو۔ [1] گویا زبانی کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ان سے اچھا برتاؤ کرو اور یونہی مالی طور پر بھی ان سے اچھا سلوک کرو کہ ان پر خرچ کرنے میں تأمُّل نہ کرو۔

والدین کے لئے دعا:

حقوقِ والدین کے بیان کے آخر میں فرمایا: **وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا** ﴿۲۴﴾ اور دعا کر کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

گویا یہ فرمایا گیا کہ دنیا میں بہتر سے بہترین سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کر لیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا، اس لئے بندے کو چاہیے کہ بارگاہِ الٰہی میں اُن پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یارب! میری خدمتیں اُن کے احسان کی جزا نہیں ہو سکتیں تو اُن پر کرم کر کہ اُن کے احسان کا بدلہ ہو۔ [2]

والدین کے لئے روزانہ دعا کرنی چاہئے:

والدین کیلئے دعا کو اپنے روزانہ کے معمولات میں داخل کر لینا چاہیے اور ان کی صحت و تندرستی، ایمان و

---

1 ... خازن، الاسراء، تحت الآیۃ: 24، 3/171، ملخصاً

2 ... مدارک، الاسراء، تحت الآیۃ: 24، ص621-620، ملخصاً

www.dawateislami.net

عافیت کی سلامتی کی دعا کرنی چاہیے اور اگر فوت ہو گئے ہوں تو ان کیلئے قبر میں راحت، قیامت کی پریشانیوں سے نجات، بے حساب بخشش اور جنت میں داخلے کی دعا کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ اگر والدین کافر ہوں تو اُن کے لئے ہدایت و ایمان کی دعا کرنی چاہیے کہ یہی اُن کے حق میں رحمت ہے اور دنیاوی اعتبار سے اچھا سلوک ان کے ساتھ بھی لازم ہے۔ والدین کے لئے دعا پر یہ احادیث بہت خوبصورت انداز میں دلالت کرتی ہیں:

حضرت ابو اسید بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے انتقال کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (جس کا خلاصہ ہے کہ) ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا وہ انتقال کر گئے ہیں تو اب ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا: انتقال کے بعد نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے۔ یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفلی نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف سے کہ انہیں ثواب پہنچائے یا نماز روزہ جو نیک عمل کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کر لے کہ انہیں بھی ثواب ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہو گا۔[2]

اللہ عزّوجلّ ہمیں والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور والدین کی نافرمانی سے بچائے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور ان کے حقوق سے متعلق مزید معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 24 سے رسالہ ”اَلْحُقُوْق لِطَرْحِ الْعُقُوْق“ (نافرمانی کو ختم کرنے کے لئے حقوق کی تفصیل کا بیان) اور بہارِ شریعت حصہ 16 سے ”سلوک کا بیان“ مطالعہ کیجئے۔

بنی اسرائیل سے کئے گئے خدائی عہد و میثاق میں والدین کا تذکرہ

ارشاد فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ

1 ... کنز العمال، حرف النون، کتاب النکاح، قسم الاقوال، الباب الثامن فی برّ الوالدین، 8/192، حدیث: 45441، الجزء السادس عشر

2 ... فتاویٰ رضویہ، رسالہ: الحقوق لطرح العقوق، 24/395، ملخصاً

www.dawateislami.net

اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

(پ1، البقرۃ:83)

کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ (اچھا سلوک کرو) اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو (لیکن) پھر تم میں سے چند آدمیوں کے علاوہ سب پھر گئے اور تم (ویسے ہی اللہ کے احکام سے) منہ موڑنے والے ہو۔

ماں باپ سے حسنِ سلوک کا حکم ہر شریعت میں موجود تھا جیسا کہ یہاں بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

ماں کی اطاعت کی برکت سے مال و دولت کی کثرت:

ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے، ان کی اطاعت کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں جہان میں اپنا خاص فضل فرماتا ہے اور والدین کی خدمت و اطاعت کرنے والوں کو اکثر دنیا میں بہت آرام، سکون، خوشیاں اور مال و دولت نصیب ہوتے ہیں، چنانچہ اس سے متعلق قرآن کریم میں ایک بہت خوبصورت واقعہ بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں کسی قتل کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو، پھر قوم کے بار بار سوالوں کی وجہ سے گائے کی خصوصیات کی شرائط بڑھتی گئی۔

واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مفسرین فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص عامیل کو اس کے رشتے دار نے خفیہ طور پر قتل کر کے دوسرے محلہ میں ڈال دیا تاکہ اس کی میراث بھی لے اور خون بہا (قاتل سے قتل کے تاوان کی رقم) بھی، پھر اس رشتے دار نے دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون بہا دلوایا جائے لیکن قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا۔ بالآخر وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرمائے، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا کوئی حصہ مقتول کے ماریں، وہ زندہ ہو کر قاتل کے بارے میں بتادے گا۔ لوگوں نے حیرانی سے کہا کہ کیا آپ علیہ السّلام ہم سے مذاق کر رہے ہیں کیونکہ مقتول کا حال معلوم ہونے اور گائے کے ذبح کرنے میں کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جواب دیا، ”میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ

www.dawateislami.net

میں مذاق کر کے جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ جب بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کا ذبح کرنا مذاق نہیں بلکہ باقاعدہ حکم ہے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے اس کے اوصاف دریافت کیے اور بار بار سوال کر کے وہ لوگ قیدیں بڑھاتے گئے اور بالآخر یہ حکم ہوا کہ ایسی گائے ذبح کرو جو نہ بوڑھی ہو اور نہ بہت کم عمر بلکہ درمیانی عمر کی ہو، بدن پر کوئی داغ نہ ہو، ایک ہی رنگ کی ہو، رنگ آنکھوں کو بھانے والا ہو، اس گائے نے کبھی کھیتی باڑی کی ہو نہ کبھی کھیتی کو پانی دیا ہو۔ آخری سوال میں انہوں نے کہا کہ اب ہم ان شاء اللہ راہ پالیں گے۔ بہرحال جب سب کچھ طے ہو گیا تو ان کی تسلی ہو گئی پھر انہوں نے گائے کی تلاش شروع کر دی۔

ان کے اطراف میں ایسی صرف ایک گائے تھی، اس کا حال یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھے ان کا ایک چھوٹا بچہ تھا اور ان کے پاس ایک گائے کے بچے کے علاوہ اور کچھ نہ رہا تھا، انہوں نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ تعالیٰ کے نام پر چھوڑ دیا اور بارگاہِ حق میں عرض کی: یارب! عزّوجلّ میں اس بچھیا کو اس فرزند کے لیے تیرے پاس ودیعت رکھتا ہوں تاکہ جب یہ فرزند بڑا ہو تو یہ اس کے کام آئے۔ اس نیک شخص کا تو انتقال ہو گیا لیکن وہ بچھیا جنگل میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں پرورش پاتی رہی، یہ لڑکا جب بڑا ہوا تو صالح و متقی بنا اور ماں کا فرمانبردار تھا۔ ایک دن اس کی والدہ نے کہا: اے نورِ نظر! تیرے باپ نے تیرے لئے فلاں جنگل میں خدا کے نام ایک بچھیا چھوڑی تھی وہ اب جوان ہو گئی ہو گی، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تجھے عطا فرمائے اور تو اسے جنگل سے لے آ۔ لڑکا جنگل میں گیا اور اس نے گائے کو جنگل میں دیکھا اور والدہ کی بتائی ہوئی علامتیں اس میں پائیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر بلایا تو وہ حاضر ہو گئی۔ وہ لڑکا اس گائے کو والدہ کی خدمت میں لایا۔ والدہ نے بازار میں لے جا کر تین دینار پر فروخت کرنے کا حکم دیا اور یہ شرط کی کہ سودا ہونے پر پھر اس کی اجازت حاصل کی جائے، اس زمانہ میں گائے کی قیمت ان اطراف میں تین دینار ہی تھی۔ لڑکا جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور اس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگادی مگر یہ شرط رکھی کہ لڑکا اپنی والدہ سے اجازت نہیں لے گا۔ جوان نے یہ منظور نہ کیا اور والدہ سے تمام قصہ کہا، اس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی تو اجازت دی مگر بیچنے میں پھر دوبارہ اپنی مرضی دریافت کرنے کی شرط لگادی۔ لڑکا پھر بازار میں آیا، اس مرتبہ فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو۔ جوان نہ مانا اور والدہ کو اطلاع دی وہ صاحبِ فراست عورت سمجھ گئی کہ یہ خریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے جو آزمائش کے لیے آتا ہے۔ بیٹے سے کہا کہ اب

www.dawateislami.net

کی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ آپ ہمیں اس گائے کے فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں؟ لڑکے نے یہی کہا تو فرشتے نے جواب دیا کہ ابھی اس کو روکے رہو، جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال میں سونا بھر دیا جائے۔ جوان گائے کو گھر لایا اور جب بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کی۔ (1)

والدین کا شکریہ ادا کرنے اور والدہ کے خصوصی لحاظ کا حکم

ارشاد فرمایا:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِۚ-حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَؕ-اِلَیَّ الْمَصِیْرُ(۱۴) وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (پ21، لقمان:14-15)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانے کی مدت دو سال میں ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ میری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر کوشش کریں کہ تو کسی ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔

اس آیت کی ابتدا میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہنے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ پھر اس کا سبب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا، یعنی اس کی ماں کی کمزوری میں ہر وقت اضافہ ہوتا رہتا ہے، جتنا حمل بڑھتا جاتا ہے اور بوجھ زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے، عورت کو حاملہ ہونے کے بعد کمزوری، تھکن اور مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں، حمل خود کمزور کرنے والا ہے، دردِ زہ کمزوری پر کمزوری ہے اور وضع حمل اس پر اور مزید شدت ہے اور دودھ پلانا بھی مستقل مشقت کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بچے کا دودھ چھڑانے کی مدت ولادت کے وقت سے لے کر دو سال تک ہے۔ (2)

1 ... خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 67، 1/60-61

2 ... جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: 14، ص346-347، خازن، لقمان، تحت الآیۃ: 14، 3/470، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: 14، ص917، ملتقطاً

www.dawateislami.net

ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے:

یہاں ماں کے تین درجے بیان فرمائے گئے ایک یہ کہ اس نے کمزوری پر کمزوری برداشت کی، دوسرا یہ کہ اس نے بچے کو پیٹ میں رکھا، تیسرا یہ کہ اسے دودھ پلایا، اس سے معلوم ہوا کہ ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی ماں کی باپ سے تین درجے زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی: میری اچھی خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے دوبارہ عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہارا باپ۔[1]

ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے:

اعلیٰ حضرت، مُجدّدِ دین وملت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم، قَالَ اللہُ تَعَالٰی:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ (پ26، الاحقاف:15)

ترجمہ: اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو شمار فرمایا جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اَشد واَعظم ہو گیا مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں، دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر (یعنی ماں کو فضیلت دینے میں رکاوٹ) نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ

[1] ... بخاری، کتاب الادب، باب من احقّ الناس بحسن الصحبۃ، 4/93، حدیث: 5971

www.dawateislami.net

دے کر مَعَاذَ اللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے یا اسے جواب دے یا بے اَدبانہ آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزّوجلّ کی مَعْصِیَت ہیں، (اس میں) نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہر گز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہو گا وَالْعِیَاذُ بِاللہ، مَعْصِیَتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہر گز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں، ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ (1)

والدین کا شکریہ:

آیت میں فرمایا: **اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ**: کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔

یہ وہ تاکید ہے جس کا ذکر اوپر فرمایا تھا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ والدین کا مقام انتہائی بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ بندے کے والدین کا ذکر فرمایا اور ایک ساتھ دونوں کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا، اب اگر کوئی بدقسمت اپنے والدین کی خدمت نہ کرے اور انہیں تکلیفیں دے تو یہ اس کی بدنصیبی اور محرومی ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس نے پنج گانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے پنج گانہ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں تو اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔ (2)

کافر والدین کے حقوق:

آیت میں فرمایا: **وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا**: اور اگر وہ دونوں تجھ پر کوشش کریں کہ تو کسی ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔

1 ... فتاوی رضویہ، رسالہ: الحقوق لطرح العقوق، 24/387-390، ملتقطاً

2 ... بغوی، لقمان، تحت الآیۃ: 14، 3/423

www.dawateislami.net

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو ماں باپ کا مادری پدری حق ضرور ادا کرنا چاہئے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ ان کی خلافِ ایمان اور خلافِ شریعت بات تو نہیں مانی جائے لیکن اس کے باوجود دنیاوی امور میں ان سے اچھا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس زمانہ میں قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے معاہدہ کیا تھا، میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی، میں نے عرض کی، یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اِعراض کیے ہوئے ہے، کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ سلوک کرو۔[1] یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے گا۔

اسی مناسبت سے یہاں کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام ملاحظہ ہوں۔

(1) کافر والدین کا نفقہ بھی مسلمان اولاد پر لازم ہے۔

(2) اگر کافر ماں باپ بت خانے وغیرہ سے گھر تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں گھر تک چھوڑے اور اگر وہ گھر سے بت خانے وغیرہ تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ گھر تک چھوڑنا گناہ نہیں اور بت خانے چھوڑنا گناہ ہے۔[2]

ایمان کی حقوقِ والدین پر فوقیت کا بیان

ارشاد فرمایا:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸

(پ20، العنکبوت:8)

ترجمہ: اور ہم نے (ہر) انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی اور (اے بندے!) اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تُو ان کی بات نہ مان۔ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں تمہیں تمہارے اعمال بتادوں گا۔

---

1 ... بخاری، کتاب الادب، باب صلۃ الوالد المشرک، 4/96، حدیث: 5978

2 ... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: 8، 6/450

www.dawateislami.net

شانِ نزول:

یہ آیت اور سورۂ لقمان کی آیت نمبر 14 اور سورۂ اَحقاف کی آیت نمبر 15 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ کے حق میں اور دوسری روایت کے مطابق حضرت سعد بن مالک زہری رضی اللہُ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ کی ماں حمنہ بنتِ ابی سفیان بن امیہ بن عبدِ شمس تھی اور آپ رضی اللہُ عنہ سابقین اَوّلین صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم میں سے تھے اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہُ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ کی والدہ نے کہا: تو نے یہ کیا نیا کام کیا! خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں اور یوں ہمیشہ کے لئے تیری بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک دن رات نہ کھایا، نہ پیا اور نہ سائے میں بیٹھی، اس سے کمزور ہو گئی۔ پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی، تب حضرت سعد رضی اللہُ عنہ اُس کے پاس آئے اور آپ نے اُس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری 100 جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں، تو چاہے کھا، چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد رضی اللہُ عنہ کی طرف سے مایوس ہو گئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں تو کھانے پینے لگی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔[1]

شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کے مقابلے میں کسی رشتہ دار کا کوئی حق نہیں، لہٰذا اولاد پر لازم ہے کہ شریعت کی طرف سے اجازت کے بغیر صرف ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ رکھنا نہ چھوڑے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اطاعتِ والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود مُرتکِبِ کبیرہ ہوں، ان کے کبیرہ کا وبال ان پر ہے مگر اس کے سبب یہ اُمورِ جائزہ میں ان کی اطاعت سے باہر نہیں ہو سکتا، ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں، لَاطَاعَةَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی بھی شخص کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔)[2]

---

1 ...خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: 8، 3/446

2 ...مسند احمد، مسند البصریین، بقیۃ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری، 7/363، حدیث: 20679

www.dawateislami.net

ماں باپ گناہ کرتے ہوں تو ان کی اصلاح کیسے کی جائے؟

ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں ان سے بہ نرمی وادب گزارش کرے، اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کر سکتا بلکہ ان کے لئے دعا کرے، اوران کا یہ جاہلانہ جواب دینا کہ یہ تو ضرور کروں گا یا توبہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مُطلَقاً کفر نہیں جب تک کہ حرامِ قطعی کو حلال جاننا یا حکمِ شرع کی توہین کے طور پر نہ ہو، اس سے بھی جائز باتوں میں ان کی اطاعت کی جائے گی ہاں اگر مَعَاذَ اللہ یہ انکار بروجہِ کفر ہو تو وہ مُرتَد ہو جائیں گے، اور مرتد کے لئے مسلمان پر کوئی حق نہیں۔[1]

والدین کی اصلاحی باتوں پر بیزار ہونے کی ممانعت

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۪ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۖۗ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾ (پ26، الاحقاف:17)

ترجمہ: اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا: تمہارے لئے اُف (تم سے دل بیزار ہو گیا ہے) کیا مجھے ڈراتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کئی زمانے گزر چکے ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور بیٹے سے کہتے ہیں) تیری خرابی ہو، ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص جسے اس کے والدین نے ایمان کی دعوت دی تو اس نے اپنے ماں باپ سے کہا: اُف تم سے دل بیزار ہو گیا ہے، کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں مرنے کے بعد قبر سے زندہ کر کے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کئی زمانوں کے لوگ گزر چکے ہیں، ان میں سے تو کوئی مر کر زندہ نہ ہوا۔ اس کے مقابلے میں ماں باپ کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں کہ وہ ان کے بیٹے کی مدد فرمائے اور اسے ایمان کی توفیق دے اور بیٹے سے کہتے ہیں: اے بیٹے! تیری خرابی ہو، تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان لے آ، بیشک اللہ تعالیٰ نے مُردے زندہ کرنے کا جو وعدہ فرمایا وہ سچا ہے، لیکن بیٹا انہیں جھٹلاتے ہوئے کہتا ہے کہ جسے تم اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہہ رہے ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ تو پہلے لوگوں کی

1 ... فتاویٰ رضویہ، 25/205-204، ملخصاً

www.dawateislami.net

کہانیاں ہیں جنہیں کتابوں میں لکھ دیا گیا ہے۔

اولاد کی والدین سے بیزاری:

یہاں والدین سے بیزار ایک اولاد کا تذکرہ ہے۔ آج یہ مرض کئی اعتبار سے بڑھتا جارہا ہے۔ والدین کی نصیحت، بھلائی کی دعوت پر اولاد کم ہی توجہ دیتی ہے۔ اسی طرح بڑھاپے میں والدین سے تنگ آکر اولڈ ہوم میں پہنچانے کے پیچھے بھی بڑی وجہ ان سے بیزاری ہی ہوتی ہے۔ یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کسی اخبار میں بڑی خوب صورت تحریر چھپی تھی۔ ”وہ بھی کیا خوبصورت زمانہ تھا جب بوڑھے والدین کو بوجھ نہیں بلکہ گھر کی رونق اور ان کے دم سے برکت کا تصور عام تھا۔ جب والدین غصے میں بولتے تھے تو بچے سر جھکا کر سنتے تھے اور آگے بولنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ ہر فیصلے میں نہ صرف ان کی تجویز کو اہمیت دی جاتی تھی بلکہ ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں ان کی رائے بھی لی جاتی تھی، پھر وقت بدلنے لگا، ہماری سوچ بدل گئی، روایات، تہذیب دم توڑتی گئیں، کیونکہ ہم نے مغرب کی تہذیب کو اپنانا شروع کر دیا حتّٰی کہ ہم اتنے بے حس ہو گئے کہ کئی کئی بچے مل کر بھی بوڑھے ماں باپ کو سنبھال نہیں پاتے، وہ والدین کہ جنہوں نے ان بچوں کی پرورش میں اپنی ساری جوانی گزار دی ہوتی ہے۔ اولاد اپنے ان والدین کو دو وقت کی روٹی، پیار، عزت و احترام اور چھت مہیا نہیں کر پاتی جنہوں نے اپنی نیندیں، اپنے خواب اور اپنی خواہشات اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے قربان کر دیئے ہوتے ہیں۔

والدین کا حق کہ ان پر اپنا مال خرچ کیا جائے

ارشاد فرمایا:

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾ (پ2، البقرۃ:215)

ترجمہ: آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ: جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے لئے ہے اور تم جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے۔

شانِ نزول:

یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رضی اللہُ عنہ کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار

www.dawateislami.net

تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں؟ اس آیت میں انہیں بتادیا گیا۔[1]

آیت کے مطابق سوال کا جواب یہ ہوا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور خرچ کرنے کی جگہیں یہ ہیں یعنی والدین، رشتے دار، یتیم، مسکین اور مسافر۔ نیز یہاں دو مسائل ذہن نشین رکھیں:

(۱)...اس آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے۔[2]

(۲)...ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔[3]

نفلی صدقات میں والدین بہترین مصرف ہیں کہ ان کی خدمت میں جو برکت، رحمت اور سعادت ہے وہ کسی دوسرے میں نہیں ہوسکتی بلکہ ماں باپ پر جتنا خرچ کیا جائے، رزق میں اتنی ہی برکت ہوتی ہے اور یہ نہایت آزمودہ اور مجرب عمل ہے۔

عدل وانصاف اور ان کے تقاضے پورے کرنے کا حکم

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَۚ (پ5، النساء:135)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے انصاف پر خوب قائم ہوجاؤ چاہے تمہارے اپنے یا والدین یا رشتے داروں کے خلاف ہی (گواہی) ہو۔

آیت میں حکم دیا گیا: **كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ: انصاف پر خوب قائم ہوجاؤ۔**

یہاں عدل و انصاف کے تقاضے پورا کرنے کا اہم حکم بیان کیا گیا اور جو چیزیں آدمی کو ناانصافی کی طرف مائل کرنے کا سبب بن سکتی ہیں ان کو وضاحت کے ساتھ بیان کردیا کہ یہ چیزیں انصاف کرنے میں آڑے نہ آئیں۔ اقرباء پروری، رشتے داروں کی طرف داری کرنا، تعلق والوں کی رعایت کرنا، کسی کی امیری کی وجہ سے

1 ...خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 215، 1/152

2 ...جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ: 1، 215/256

3 ...ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، 3/344

www.dawateislami.net

اس کی حمایت کرنا یا کسی کی غریبی پر ترس کھا کر دوسرے فریق پر زیادتی کر دینا، یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں رکاوٹ ہیں، ان سب کو شمار کروا کر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فیصلہ کرتے ہوئے اور گواہی دیتے ہوئے جو صحیح حکم ہے اس کے مطابق چلو اور کسی قسم کی تعلق داری کا لحاظ نہ کرو حتّٰی کہ اگر تمہارا فیصلہ یا تمہاری گواہی تمہارے سگے ماں باپ کے بھی خلاف ہو تو عدل سے نہ ہٹو۔ غور کریں کہ ماں سے زیادہ محبوب و مرغوب اور قریبی رشتہ کون سا ہو گا اور ماں باپ سے بڑھ کر انسان پر کس کا حق ہو گا لیکن اس کے باوجود فرمایا کہ عدل و انصاف کے معاملے میں یہ رشتہ بھی رکاوٹ نہ بنے۔

بیوی اور باندی کے ساتھ حسنِ سلوک

ارشاد فرمایا:

وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ (پ5، النساء:36)

ترجمہ: اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام لونڈیوں (کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔)

آیت میں والدین اور دیگر کئی طرح کے افراد سے حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا لیکن کتاب کے موضوع کی مناسبت سے ان میں سے خواتین کا جداگانہ تذکرہ کیا جاتا ہے۔ والدین کا ذکر گزر چکا، یہاں بقیہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلو کے ساتھی سے حسنِ سلوک کرنا:

پہلو کے ساتھی سے مراد بیوی ہے یا وہ جو صحبت میں رہے جیسے رفیقِ سفر، ساتھ پڑھنے والا یا مجلس و مسجد میں برابر بیٹھے حتّٰی کہ لمحہ بھر کے لئے بھی جو پاس بیٹھے اس کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ بہت واضح ہے کہ جو قربت اسے حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہیں۔ بیوی سے حسن سلوک شریعت کے نہایت تاکیدی احکام میں سے ہے۔ اس پر تفصیلی کلام سماجیات و معاشرت کے باب میں گزر چکا ہے۔

لونڈی غلام کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا:

باندیوں اور غلاموں سے حسنِ سلوک یہ ہے کہ انہیں اُن کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے، سخت کلامی نہ

www.dawateislami.net

کرے اور کھانا کپڑا وغیرہ بقدرِ ضرورت دے۔ حدیث میں ہے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے، تو جو تم کھاتے ہو اس میں سے انہیں کھلاؤ، جو لباس تم پہنتے ہو، ویسا ہی انہیں پہناؤ، اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسا ہو تو تم بھی ساتھ میں ان کی مدد کرو۔[1]

بیوی بچوں کا حقِ تربیت

ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۠ ۝۶ (پ28، التحریم:6)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سختی کرنے والے، طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی فرمانبرداری اختیار کرکے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر، اپنے گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کرکے اور انہیں علم وادب سکھا کر اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

یہاں آدمی سے کافر اور پتھر سے بت وغیرہ مراد ہیں اور معنی یہ ہے کہ جہنم کی آگ بہت ہی شدید حرارت والی ہے اور جس طرح دنیا کی آگ لکڑی وغیرہ سے جلتی ہے جہنم کی آگ اس طرح نہیں جلتی بلکہ ان چیزوں سے جلتی ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

مزید فرمایا کہ جہنم پر ایسے فرشتے مقرر ہیں کہ جو جہنمیوں پر سختی کرنے والے اور انتہائی طاقتور ہیں اور ان کی طبیعتوں میں رحم نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔[2]

ہر مسلمان پر اپنے اہلِ خانہ کی اسلامی تعلیم وتربیت لازم ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاں مسلمان پر اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے وہیں اہلِ خانہ کی اسلامی تعلیم و

1 ... مسلم، کتاب، باب اطعام المملوک مما یاکل... الخ، ص700، حدیث: 4313(1661)

2 ... خازن، التحریم، تحت الآیۃ:6، 4/287، مدارک، التحریم، تحت الآیۃ:6، ص1258، ملتقطاً

www.dawateislami.net

تربیت کرنا بھی اس پر لازم ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے بیوی بچوں اور گھر میں جو افراد اس کے ماتحت ہیں ان سب کو اسلامی احکامات کی تعلیم دے یا دلوائے یونہی اسلامی تعلیمات کے سائے میں ان کی تربیت کرے تاکہ یہ بھی جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں۔ ترغیب کے لئے یہاں اہلِ خانہ کی اسلامی تربیت کرنے اور ان سے احکامِ شرعیہ پر عمل کروانے سے متعلق 3 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، چنانچہ حاکم نگہبان ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہلِ خانہ پر نگہبان ہے، اس سے اس کے اہلِ خانہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، خادم اپنے مالک کے مال میں نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا، آدمی اپنے والد کے مال میں نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، الغرض تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہو گا۔ [1]

(2) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے بستر الگ کر دو۔ [2]

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات میں اُٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی (نماز کے لئے) جگائے، اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کے وقت اٹھے، پھر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ [3]

پانی کے چھینٹے مارنے کی اجازت اُس صورت میں ہے جب جگانے کے لئے بھی ایسا کرنے میں خوش طبعی کی

---

1 ... بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، 1/309، حدیث: 893

2 ... ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ؟، 1/208، حدیث: 495

3 ... ابو داؤد، کتاب التطوّع، باب قیام اللیل، 2/48، حدیث: 1308

www.dawateislami.net

صورت ہو یا دوسرے نے ایسا کرنے کا کہا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اہل خانہ کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

بیوی بچوں کے لئے دعا

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۝۷۴ (پ19، الفرقان:74)

ترجمہ: اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

کامل ایمان والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں بیویاں اور اولاد نیک، صالح، متقی عطا فرما تاکہ ان کے اچھے عمل اور ان کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔[1]

مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک:

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور پرہیز گار بیوی اور اولاد مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے دل کی خوشی کا باعث ہے۔ نیک بیوی کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا مَتاع (یعنی فائدہ اٹھانے کی چیز) ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت ہے۔[2]

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بعد مومن کے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اسے حکم دیتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (یعنی اس کی عزت میں خیانت نہ کرے اور اس کا مال ضائع نہ کرے۔)[3]

---

1 ... مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ:74، ص812

2 ... مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ، ص595، حدیث:3643(1467)

3 ... ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء، 2/414، حدیث:1857

www.dawateislami.net

اور نیک اولاد بیٹے ہوں یا بیٹیاں، کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ اس کے عمل مُنقَطع ہو جاتے ہیں۔(1) صدقہ جاریہ۔(2) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔(3) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے۔[1]

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے؟

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے؟ اس کے لئے یہ بات یاد رکھیں کہ دعا کے ساتھ عملی تربیت اور انہیں وقت دینا بھی ضروری ہے۔ اولاد کو اگر وقت نہیں دیں گے اور ان کی تربیت کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر ادا نہیں کریں گے تو بھول جائیں کہ ایسی اولاد آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔

مزید فرمایا کہ یوں دعا کرو: وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا: اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

یعنی ہمیں ایسا پرہیز گار، عبادت گزار اور خدا پرست بنا کہ ہم پرہیز گاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی اُمور میں ہماری اِقتدا کریں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت رکھنی اور طلب کرنی چاہئے۔[2] لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب مقصد اچھا ہو نہ یہ کہ حبِ دنیا اور حبِ جاہ کی وجہ سے ہو۔

بیوی اور اولاد اللہ کی نعمتیں ہیں

ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِیْنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ (پ14، النحل:72)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم نعمتیں گنوائی ہیں اور اسی میں بیوی کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں تاکہ تم ان سے اُنسیَّت حاصل کرو اور ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو

1 ... مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ص684، حدیث: 4223(1631)

2 ... خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: 74، 3/381

www.dawateislami.net

اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے، نواسے پیدا کیے جو ضرورت کے وقت تمہاری مدد کرتے ہیں۔ ان نعمتوں کے بیان سے مقصد یہ ہے کہ خدا کے شکر گزار بنو اور اس کے ساتھ کفر نہ کرو اور نہ ہی ناشکری کا راستہ اختیار کرو۔

بیوی کا خدا کی نعمت ہونا قرآن مجید کی کثیر آیات میں موجود ہے، حتی کہ مشہور دعائے ماثورہ میں دنیا کی بھلائی کی ایک تفسیر ہی بیوی سے کی گئی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ (پ2، البقرۃ:201)

ترجمہ: اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

تفسیر بغوی میں ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ آیت میں "فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" سے مراد نیک بیوی ہے۔[1]

سسرال، خدا کی نعمت ہیں

ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ (پ19، الفرقان:54)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آدمی کو پانی سے بنایا پھر اس کے (نسلی) رشتے اور سسرالی رشتے بنادیے اور تمہارا رب بڑی قدرت والا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ عزّوجلّ وہی ہے جس نے گوشت، ہڈیوں، پٹھوں، رگوں اور خون سے مرکب، اچھی صورت پر آدمی کو مخصوص پانی سے بنایا، **پھر اس کے نسلی رشتے اور سسرالی رشتے بنادیئے تاکہ اس کی نسل چلے** اور تمہارا رب عزّوجلّ بڑی قدرت والا ہے کہ اس نے ایک شے سے مختلف اَعضاء والے، جدا جدا طبیعتوں والے، طرح طرح کے اَخلاق والے اور مذکر و مؤنث دو قسم کے انسان پیدا کئے، تو جو ایسے انسانوں اور ان کے علاوہ اور بے شمار چیزوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔[2]

---

1 ...بغوی، البقرہ، تحت الآیۃ:201، 1/128

2 ...صاوی، الفرقان، تحت الآیۃ:54، 4/1442-1443

www.dawateislami.net

سسرالی رشتے کی عزت کریں:

اس آیت سے سسرالی رشتے دار کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رشتے کو نسبی رشتے کے ساتھ بیان کیا۔ سسرال یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتے ہیں کہ اسی ذریعے سے تو شوہر کو بیوی اور بیوی کو شوہر ملتا ہے۔ اس لئے اس رشتے کی عزت کرنی چاہیے۔ عورت کو چاہیے کہ سسر ساس اور نندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے کہ اب زندگی میں ان کی شمولیت سگے ماں باپ بہن بھائیوں سے بڑھ کر ہو جاتی ہے، خصوصاً سسر ساس کی، البتہ دیور جیٹھ سے جو پردے کے شرعی احکام ہیں ان کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

دوسری طرف شوہر کو چاہیے کہ اپنے سسر ساس اور بیوی کے بھائیوں کی عزت کرے۔ بیوی کی طرف سے تو شوہر کے خاندان کی خدمت و عزت عموماً ہوتی ہی ہے لیکن شوہروں کی طرف سے بہت زیادہ کمی دیکھنی میں آتی ہے بلکہ نہایت بدتر صورتِ حال بھی ہوتی ہے کہ سسرال کو تنگ کرنا، سسر کو ذلیل کرنا، ہر بات میں اپنی ٹانگ ان کے اوپر رکھنے کی کوشش کرنا، اپنی ہی منوا کر چھوڑنا، ہر جگہ یہ مطالبہ کہ باقی سارے جہان کو چھوڑ کر شوہر موصوف کی عزت و تکریم ہی کی جائے۔ یہ ساری باتیں گھٹیا پن اور ایسے شوہروں کے ماں باپ کے قصور بلکہ جرم کی وجہ سے ہوتی ہیں کہ مائیں اپنی بیٹیوں کو سمجھاتی ہیں کہ سسرال والوں سے اچھے طریقے سے ملنا، رہنا اور بسنا ہے لیکن بیٹوں کو سمجھانے والی مائیں شاید ہی ہوں جو یہ کہیں کہ بیٹا، اپنے سسر ساس کی عزت و خدمت کرنا اور انہیں اپنے ماں باپ کی طرح سمجھنا، بلکہ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اگر کوئی داماد سسر ساس کی خدمت و عزت کرے تو اس کے سگے ماں باپ، بہن بھائی اسے ذلیل کرنا اور طعنے دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل دے۔

بیوی بچوں سے نرمی اور عفو و درگزر کا رویہ اختیار کرنے کا حکم

ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ

ترجمہ: اے ایمان والو! بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک

www.dawateislami.net

وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ (پ28، تغابن:14-15) آزمائش ہی ہیں اور اللہ کے پاس بہت بڑا ثواب ہے۔

آیت کے شروع میں زندگی کے بعض احوال کے اعتبار سے فرمایا: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ: اے ایمان والو! بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں۔**

شانِ نزول:

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ چند مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کی بیوی اور بچوں نے انہیں روکا اور کہا: ہم آپ کی جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے، آپ چلے جاؤ گے تو ہم آپ کے پیچھے ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ بات ان پر اثر کر گئی اور وہ ٹھہر گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اُنہوں نے ہجرت کی تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو دیکھا کہ وہ دین میں بڑے ماہر اور فقیہ ہو گئے ہیں، یہ دیکھ کر اُنہوں نے اپنے بیوی بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور یہ قصد کیا کہ ان کا خرچ بند کر دیں گے کیونکہ وہی لوگ اُنہیں ہجرت سے مانع ہوئے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنے والے اصحاب علم و فقہ میں اُن سے منزلوں آگے نکل گئے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جس میں آئندہ ایسے بیوی بچوں کی بات ماننے سے منع کیا گیا، ان سے تعلق ترک کرنے سے بھی روکا گیا اور انہیں اپنے بیوی بچوں سے درگزر کرنے اور معاف کر دینے کی ترغیب بھی دی گئی، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں کہ تمہیں نیک اعمال کرنے سے روکتے ہیں تو ان سے احتیاط رکھو اور ان کے کہنے میں آکر نیکی سے باز نہ رہو اور اگر تم ان کی ایسی حرکت پر مطلع ہونے کے بعد انہیں معاف کر دو اور انہیں ڈانٹنے سے درگزر کرو اور ان کی خطا بخش دو تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہاری خطاؤں کو مٹا دے گا۔[1]

بیوی بچوں سے متعلق چار اہم باتیں:

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

(1) جو بیوی بچے اللہ تعالیٰ کی اطاعت، نماز، حج اور ہجرت سے روکیں وہ ایک اعتبار سے ہمارے دشمن ہیں

1 ... خازن، التغابن، تحت الآیۃ:14، 4/276، مدارک، التغابن، تحت الآیۃ:14، ص1248، ملتقطاً

www.dawateislami.net

کہ ہماری آخرت کو نقصان پہنچاتے ہیں اور دشمن وہی ہوتا ہے جو نقصان پہنچائے، لہٰذا ان کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری جن کو ان کے بال بچوں نے ہجرت کرنے سے روکا تھا حالانکہ ہجرت ان پر فرض تھی۔

(2) ہمارا وہ رشتہ دار جو اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے روکے وہ دشمن ہے اور وہ اجنبی اور غیر جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تک پہنچائے وہ ہمارا عزیز ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں۔

(4) بیوی بچوں کے قصور معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، جو مخلوق پر رحم کرے گا خالق اس پر رحم فرمائے گا۔ نیز یہ بات واضح ہے کہ بیوی بچوں کا دینی امور میں رکاوٹ بننے کا معاملہ زندگی میں کبھی کبھار ہی پیش آتا ہے جبکہ ویسے پوری زندگی انہیں کے ساتھ گزارنی ہے تو نرمی و شفقت اور عفو و درگزر ہی اختیار کرنا چاہیے۔

قرآن مجید کا عام حکم یہ ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ (پ4، النساء:19) ترجمہ: اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو۔

اور بیویوں کے حوالے سے زندگی میں ناپسند چیز سامنے آئے تو فرمایا:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾ (پ4، النساء:19) ترجمہ: پھر اگر تمہیں وہ ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

بیویوں سے عام رویے کے حوالے سے مزید فرمایا: تم میں سے سب سے کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہیں۔[1]

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں بطورِ خاص عورتوں سے نرمی و مہربانی کے حوالے سے فرمایا: عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی ذمہ داری پر حاصل کیا ہے اور ان کو اللہ کے ایک جملے کے ساتھ حلال کیا ہے۔[2]

---

1 ... ترمذی، کتاب الرضاع، باب حق المرأۃ علی زوجھا، 2/386، حدیث: 1165

2 ... مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی، ص: 489، حدیث: 2950 (1218)

www.dawateislami.net

مال و اولاد کے حوالے سے ایک تنبیہ:

آیت میں مزید فرمایا: **اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ**: **تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہی ہیں۔** یعنی اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہی ہیں کہ کبھی آدمی اُن کی وجہ سے گناہ اور مَعْصِیَت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان میں مشغول ہو کر اُمورِ آخرت کو سرانجام دینے سے غافل ہو جاتا ہے حالانکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا ثواب ہے جو کہ تمہارے اَموال اور اولاد سے حاصل ہونے والی مَنفَعت سے کہیں زیادہ عظیم ہے، تو تم لحاظ رکھو تاکہ ایسا نہ ہو کہ اَموال اور اولاد میں مشغول ہو کر ثوابِ عظیم کھو بیٹھو۔[1]

عورتوں اور یتیم بچیوں کے حقوق کی تاکید

ارشاد فرمایا:

وَ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّۙ وَ مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰى بِالْقِسْطِؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ﴿۱۲۷﴾ (پ5، النساء:127)

ترجمہ: اور آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ مانگتے ہیں: تم فرماؤ کہ اللہ اور جو کتاب تمہارے سامنے تلاوت کی جاتی ہے وہ تمہیں ان (عورتوں) کے بارے میں فتویٰ دیتے ہیں (کہ ان کے حقوق ادا کرو) اور (وہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے) ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں جنہیں تم ان کا مقرر کیا ہوا (میراث کا) حصہ نہیں دیتے اور ان سے نکاح کرنے سے بے رغبتی کرتے ہو (حکم یہ دیتا ہے کہ تم یہ کام نہ کرو۔) اور کمزور بچوں کے بارے میں (فتویٰ دیتا ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو) اور یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو نیکی کرتے ہو تو اللہ اسے جانتا ہے۔

شانِ نزول:

اس آیت کا شانِ نزول کچھ اس طرح ہے کہ زمانۂ جاہلیَّت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں، بچیوں کو میت کے مال کا وارث قرار نہیں دیتے تھے۔ جب آیتِ میراث نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا، یا

1 ... مدارک، التغابن، تحت الآیۃ: 15، ص1248، جلالین، التغابن، تحت الآیۃ: 15، ص463، ملتقطاً

www.dawateislami.net

رسول اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُن کو اِس آیت سے جواب دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا کہ (جاہلیت میں) یتیموں کے سرپرستوں کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحبِ مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن و مال نہ رکھتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسنِ صورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر انہیں ان عادتوں سے منع فرمایا۔ (1)

عورتوں اور کمزور لوگوں کو ان کے حقوق دلانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے:

قرآنِ پاک میں یتیموں، بیواؤں اور معاشرے کے کمزور و محروم افراد کیلئے بہت زیادہ ہدایات دی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیموں، بیواؤں، عورتوں، کمزوروں اور محروم لوگوں کو ان کے حقوق دلانا اللہ عزّوجلّ کی سنت ہے اور اس کیلئے کوشش کرنا اللہ عزّوجلّ کو بہت پسند ہے۔ اس ضمن میں چار احادیث ملاحظہ ہوں۔

(1) حضرت ابو درداء رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تیرے پاس کوئی یتیم آئے تو اس کے سر پہ ہاتھ پھیر و اور اپنے کھانے میں سے اسے کھلاؤ، تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تیری حاجتیں بھی پوری ہوں گی۔ (2)

(2) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین یتیموں کی پرورش کی وہ رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تلوار سونتنے والے کی طرح ہے اور میں اور وہ جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ یہ دو بہنیں ہیں۔ اور اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔ (3)

---

1 ... خازن، النساء، تحت الآیۃ: 127، 1/435

2 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب اصحاب الاموال، 10/135، حدیث: 20198

3 ... ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حقّ الیتیم، 4/194، حدیث: 3680

www.dawateislami.net

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں پر خرچ کرنے والا راہِ خدا عزّوجلّ میں جہاد کرنے والے اور رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔[1]

(4) حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی امتی کی حاجت پوری کرے اور اُس کی نیت یہ ہو کہ اِس کے ذریعے اُس امتی کو خوش کرے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ عزّوجلّ کو خوش کیا اور جس نے اللہ عزّوجلّ کو خوش کیا اللہ عزّوجلّ اسے جنت میں داخل کرے گا۔[2]

عورتوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی ایک عمدہ مثال:

دینِ اسلام میں عورتوں کے حقوق کا کس قدر خیال رکھا گیا ہے اس کی ایک بہترین مثال ازدواجی زندگی میں پیش آنے والے اہم ترین معاملے "طلاق" میں بار بار طلاق دے کر رجوع کر لینے کی صورت میں عورت پر کیے جانے والے ظلم کو ختم کرنا اور طلاق کی حد بندی کر دینا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ (پ2، البقرۃ:229)

ترجمہ: طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ عورتوں کو دیا ہو اس میں سے کچھ واپس لو مگر اس صورت میں کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو اگر تمہیں خوف ہو کہ میاں بیوی اللہ کی حدوں کو قائم نہ کر سکیں گے تو ان پر اُس (مالی معاوضے) میں کچھ گناہ نہیں جو عورت بدلے میں دے کر چھٹکارا حاصل کرلے، یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

1 ...ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی المکاسب، 3/6، حدیث: 2140
2 ...شعب الایمان، الثالث والخمسون من شعب الایمان۔۔۔ الخ، 6/115، حدیث: 7653

www.dawateislami.net

اس آیت مبارکہ میں طلاق کی حد بندی کر دی گئی کہ شوہر اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دے سکتا ہے، دوسری طلاق کے بعد اگر عورت کو رکھنا ہے تو فرمایا: ”بِمَعْرُوْفٍ“ (یعنی بھلائی کے ساتھ) اور اگر چھوڑنا ہے تو بھی اچھے انداز میں اسے رخصت کرے۔ یونہی طلاق کے بعد عورت سے اس پر خرچ کیا ہوا مال لینا بھی شوہر کے لیے جائز نہیں، مثلاً شوہر یہ نہیں کہہ سکتا کہ شادی پر اور تم پر میرا اتنا، اتنا مال خرچ ہوا لہٰذا مجھے میرا مال واپس چاہیے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اب میاں بیوی اللہ کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے اور دوسری طلاق کے بعد اگر رجوع کر لیں تو بھی ان کا معاملہ نہیں چل پائے گا جیسا کہ خاص حالات میں طلاق ہی مسائل کا حل بن جاتی ہے؛ تو ان صورتوں میں طلاق دے کر مسائل کو ختم کر دیا جائے؛ لیکن اگر شوہر طلاق کے لیے راضی ہی نہ ہو (اور بیوی شوہر کی اذیتیں برداشت کرنے سے قاصر ہو) تو بیوی کو خلع لینے کا حق حاصل ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر شوہر نے بیوی کو مہر نہیں دیا تھا تو بیوی اپنا مہر معاف کر کے خلع لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے مہر دے دیا تھا تو بیوی وہ مہر واپس کر کے خلع لے سکتی ہے ورنہ بلاوجہ خلع لینا حرام ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۝۲۳۰ (پ2، البقرۃ:230)

ترجمہ: پھر اگر شوہر بیوی کو (تیسری) طلاق دیدے تو اب وہ عورت اس کیلئے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے، پھر وہ دوسرا شوہر اگر اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر ایک دوسرے کی طرف لوٹ آنے میں کچھ گناہ نہیں اگر وہ یہ سمجھیں کہ (اب) اللہ کی حدوں کو قائم رکھ لیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ دانش مندوں کے لئے بیان کرتا ہے۔

اس آیتِ مبارکہ کے ذریعے زمانۂ جاہلیت میں عورتوں پر ہونے والے اس ظلم کو ختم کیا گیا ہے کہ دورِ جاہلیت کے لوگ اپنی بیوی کو طلاق دیتے اور جب عدت ختم ہونے لگتی تو رجوع کر لیتے؛ یوں عورت کو برسوں تک لٹکا کر رکھتے اور عورت بیچاری مسلسل اس عذاب کا شکار رہتی۔ اس لامتناہی طلاقیں دینے کی رسم کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت سے رجوع کا اختیار صرف دو طلاقوں تک کے لیے رکھا اور تیسری طلاق کے

www.dawateislami.net

بعد عورت کو شوہر کے لیے حرام کر دیا یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس کے ساتھ حقّ زوجیت بھی ادا کر لے۔ اب دوسرے مرد سے نکاح کے بعد عورت اگر اسی کے ساتھ ہی زندگی گزارتی ہے اور پہلے شوہر کے پاس واپس نہیں آتی تو یہ اس کی مرضی ہے؛ ہاں اگر دوسرا شوہر فوت ہو جائے یا وہ خود طلاق دیدے تو اب پہلے شوہر کے پاس وہ لوٹ سکتی ہے اور یہ سب عورت کی رضامندی پر موقوف ہے، اسے کسی چیز پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، نہ تو دوسرے مرد سے نکاح کرنے پر، نہ ہی نکاح کر لینے کی صورت میں دوسرے شوہر سے طلاق لینے پر اور نہ ہی دوسرے شوہر سے طلاق ہو جانے کے بعد پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے پر، ان تینوں صورتوں کا دارومدار عورت کی رضامندی ہی پر ہے۔ یہ سب وضاحت اس لیے ہے کہ بعض دین دشمن اور دین بیزار لوگ شرعی مسائل کو مذاق بنالیتے ہیں اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ظلم کے خاتمے کا ذریعہ بنایا؛ یہ لوگ ان چیزوں کو ظلم کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔

اس کے بعد پھر طلاق کے مسئلے کو مزید وضاحت و تاکید سے بیان کیا اور طلاق و رجوع کے معاملے میں عورتوں پر ہونے ظلم کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۳۱﴾ (پ2، البقرۃ:231)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی (عدت کی اختتامی) مدت (کے قریب) تک پہنچ جائیں تو اس وقت انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہ روک رکھو تاکہ تم (ان پر) زیادتی کرو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق نہ بنالو اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو اور اس نے تم پر جو کتاب اور حکمت اتاری ہے (اسے یاد کرو) اس کے ذریعے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

ان آیات سے گھنٹوں تک عورتوں کے حقوق بیان کیے جاسکتے ہیں کہ اللہ پاک نے کیسے تاکید کے ساتھ

www.dawateislami.net

بیان فرمایا ہے کہ جب (دو مرتبہ) طلاق دینے کے بعد ان کی عدت ختم ہونے لگے تو رجوع کر کے اپنے پاس روک لیں یا ان کو چھوڑ دیں؛ جو بھی فیصلہ ہو وہ اچھے اور بھلائی والے انداز میں ہو، یہ نہیں کہ اس کو نقصان پہنچانے کے لیے روکے رکھو یہ سوچتے ہوئے کہ ذرا ان کو بھی معلوم تو ہو کہ میں بھی کیا چیز ہوں، تو ظلم و زیادتی کے لیے ان کو روکنا جائز نہیں جس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے عورتوں پر ظلم کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور ظالموں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مزید فرمایا کہ اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بنالو۔ اللہ نے تمہارے لیے تمہاری بیویوں کو حلال کر کے ان کے حقوق ادا کرنے، ان کے ساتھ پیار محبت سے پیش آنے اور ان سے حسنِ معاشرت کا حکم دیا اور تم شادی کے معاملے اور دیگر تمام احکام کو مذاق بنالو تو یہ اللہ کی آیتوں کو مذاق بنانے کے مترادف ہے۔ بلکہ تم اللہ کا احسان یاد کرو اور اللہ کا احسان یہ ہے کہ ایک جملہ بولتے ہی یہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہو جاتی ہیں، اس کے علاوہ کتاب اور حکمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ جو تمہیں نصیحت کرتا ہے اس کو بھی یاد کرو۔

مزید فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے اور اللہ یہ بھی جانتا ہے جو تم عورتوں پر ظلم کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہو کہ مجھے روکنے والا کوئی نہیں ہے اور میں مفت کا فرعون بنا ہوا ہوں، جو چاہے کروں اور جیسے چاہوں کروں اور پھر اس پر ظلم کر کے اور اس کے ماں باپ کو تنگ و رسوا کر کے دکھ پہنچاؤں؛ لہٰذا اللہ کی پکڑ اور اس کی سخت گرفت سے ڈرو۔

عورتوں کو بدکاری پر مجبور کرنا حرام ہے

ارشاد فرمایا:

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ (پ18، النور:33)

ترجمہ: اور تم دنیوی زندگی کا مال طلب کرنے کیلئے اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو (خصوصاً) اگر وہ خود (بھی) بچنا چاہتی ہوں اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد بہت بخشنے والا، مہربان ہے۔

www.dawateislami.net

شانِ نزول:

عبد اللہ بن اُبی بن سلول منافق مال حاصل کرنے کے لئے اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا، ان کنیزوں نے تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اس کی شکایت کی، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم مال کے لالچ میں اندھے ہو کر کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو خصوصاً اگر وہ خود بھی بچنا چاہتی ہوں اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد بہت بخشنے والا، مہربان ہے اور اس کا وبال گناہ پر مجبور کرنے والے پر ہے۔[1]

زِنا پر مجبور کئے جانے کی تفصیل:

علامہ اسماعیل حقی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: زنا پر مجبور کیا جانا اس وقت ثابت ہو گا جب کوئی جان سے مار دینے یا جسم کا کوئی عضو ضائع کر دینے کی دھمکی دے اور اگر (ایسی دھمکی نہ ہو بلکہ) تھوڑی بہت دھمکی ہو تو زنا پر مجبور کیا جانا ثابت نہ ہو گا۔[2]

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی عورت سچے دل کے ساتھ زنا سے بچنا چاہتی ہے اور کوئی شخص اسے زنا نہ کرنے کی صورت میں جان سے مار دینے یا اس کا کوئی عضو ضائع کر دینے یا شدید مار مارنے کی دھمکی دے رہا ہے اور عورت سمجھتی ہے کہ اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو یہ جو کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا، اس صورت میں وہ زنا کئے جانے پر مجبور شمار ہو گی اور اگر اس کے ساتھ زنا ہوا تو وہ گناہگار نہیں ہو گی اور اگر دھمکی کی نوعیت ایسی نہیں بلکہ قید کر دینے یا معمولی مار مارنے وغیرہ کی دھمکی ہے تو ایسی صورت میں عورت زنا پر مجبور شمار نہ ہو گی اور زِنا ہونے کی صورت میں گناہگار بھی ہو گی۔

عورتوں کو زنا پر مجبور کرنے والے غور کریں:

یاد رہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں جو کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرنے سے منع فرمایا گیا، اس حکم میں کنیزوں کے ساتھ ساتھ آزاد عورتیں بھی داخل ہیں اور انہیں بھی زنا پر مجبور کرنا منع ہے، نیز زنا پر مجبور کرنا دنیا کا مال طلب کرنے کیلئے ہو یا کسی اور غرض سے بہر صورت حرام اور شیطانی کام ہے اور آیت کے آخر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زنا

1 ...خازن، النور، تحت الآیۃ: 33، 3/ 353-352، ملخصاً

2 ...روح البیان، النور، تحت الآیۃ: 33، 6/ 150

www.dawateislami.net

پر مجبور کرنے والے گناہگار ہیں۔ اسے سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی شدید ضرورت ہے جو محنت مزدوری کر کے خود کما کر لانے سے جی چرانے کی بنا پر گھر کے اخراجات چلانے کیلئے یا اپنی خواہشات اور نشے کی لت پوری کرنے کیلئے کمینے پن کی حد پار کر دیتے اور اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہوؤں وغیرہ کو زنا کروانے پر مجبور کرتے ہیں تاکہ اس ذریعے سے حاصل ہونے والا مال گھر کے اخراجات چلانے، اپنی خواہشات اور نشہ پورا کرنے میں کام آئے، اسی طرح وہ لوگ بھی اپنی حالت پر غور کریں جو عورتوں کو ورغلا کر پہلے ان کی گندی تصاویر اور وڈیوز بنالیتے ہیں، یا ان کی نجی زندگی کے کچھ ایسے پہلو نوٹ کر لیتے ہیں جن کا ظاہر ہو جانا عورت اپنے حق میں شدید نقصان دہ سمجھتی ہے، پھر یہ لوگ ان چیزوں کو منظرِ عام پر لانے کی دھمکیاں دے کر انہیں زنا کروانے پر مجبور کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگ یاد رکھیں کہ جس عورت کے حق میں شریعت کے اصولوں کے مطابق زنا پر مجبور کیا جانا ثابت ہوا اسے تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہوئے بخش دے گا لیکن زنا پر مجبور کرنے والا بہر حال گناہگار ہو گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس چیز سے باز نہ آیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

خاتونِ اسلام:

اسلام نے عورتوں کے حقوق اجاگر کیے۔ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے ان کے حقوق و فرائض بتائے۔ عورت کو ہر رشتے میں وہ عزت و مقام عطا کیا کہ تاریخِ عالم اُس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، ماں بنی تو قدموں کے نیچے جنت رکھ دی، بیٹی کے رشتے میں ایک، دو یا تین بیٹیوں کی پرورش اور اچھی تعلیم و تربیت کرنے والے کو نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جنت میں اپنے قرب و مَعِیَّت کی خوشخبری سنائی۔ بیوی کی حیثیت میں نصف ایمان کی محافِظ قرار دیا اور بہن کے رشتے کو، رضاعی بہن کے قدموں کے نیچے چادر بچھا کر بلند کیا، جیسا کہ حضرت شَیْمَا رضی اللہ عنہا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضاعی بہن تھیں، اُن کی آمد پر دو جہانوں کے سردار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی چادر اُن کے بیٹھنے کے لیے فرش پر بچھائی۔ عورت کو باپ اور شوہر دونوں کی وراثت کا حقدار قرار دیا گیا، الغرض جو عورت زمانہ جاہلیت میں ظلم و بربریت کی تصویر تھی، اُس کی شان و عظمت اور اُس کے حقوق سے انسانیت کو روشناس کروایا گیا۔

www.dawateislami.net

خاتونِ اسلام و خاتونِ مغرب کا تقابلی جائزہ!

ایک شور بڑا عام ہے کہ مغرب نے عورت کو حقوق دیئے ہیں۔ اہلِ مغرب حقوقِ نسواں کا لفظ بڑی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ آیئے تھوڑی سی اس کی حقیقت بھی دیکھ لیتے ہیں کہ عورتوں کے حقوق دینے کے بعد مسلمان خاتون کو کیا ملا اور کیا ملتا ہے جبکہ عورتوں کے حقوق کے نام پر مغربی خاتون کے ساتھ کیا دھوکہ کیا گیا ہے؟

خاتونِ اسلام بحیثیت ماں:

اسلام میں ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کا درجہ باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اہلِ ایمان کی جنت، ماں کے قدموں تلے قرار دے کر ماں کو معاشرے میں ممتاز و معزز مقام عطا کیا۔ ماں کی خدمت کے بے شمار فضائل اسلام میں بیان کیے گئے ہیں۔ شرک کی ممانعت کے بعد سب سے پہلے والدین کے ساتھ اِحسان کی تلقین کی گئی ہے، خود عملی طور پہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہُ عنہا کے ساتھ ہمیشہ نہایت ادب و احترام اور محبت کا برتاؤ رکھا۔

خاتونِ مغرب بحیثیت ماں:

مغربی معاشرہ ایک مادَر پدر آزاد معاشرہ ہے۔ ایک عورت بحیثیت ماں بھی اپنی اولاد کو غلط کاموں سے نہیں روک سکتی، والدین تربیت کی غرض سے بھی بچوں کو مارنے کے قانوناً مجاز نہیں۔ اٹھارہ سال ہوتے ہی، بیٹے ہوں یا بیٹیاں، اپنے ہر طرح کے فیصلے میں خود مختار ہو جاتے ہیں۔ ماں کا کوئی معاشی کفیل اور پُرسان حال نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ والدین کا بڑھاپا اکثر و بیشتر اولڈ ہوم (Old Home) میں ہی گزرتا ہے۔

خاتونِ اسلام بحیثیت بیٹی:

وہ معاشرہ جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذِلَّت و رسوائی کا سبب قرار دیا جاتا تھا، وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بیٹی کو احترام و عزت کا مقام عطا کیا۔ بیٹی کے ساتھ مَحبَّت کی لازوال مثالیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اپنی بیٹیوں کے ساتھ مَحبَّت کے نرالے رویوں میں دیکھی جا سکتی ہیں، بالخصوص حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا کے ساتھ آپ کی مَحبَّت کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنی بیٹی کا استقبال کرنا۔ سبحان اللہ العظیم۔

www.dawateislami.net

خاتونِ مغرب بحیثیت بیٹی:

مغربی معاشرے میں بیٹا ہو یا بیٹی، والدین کی ذمہ داری صرف اٹھارہ برس تک ہوتی ہے، لیکن اِن اٹھارہ سالوں میں بھی والدین جبراً کسی کام کو کرنے کا حکم نہیں دے سکتے یا کسی غلط کام سے روک نہیں سکتے اور جب عمر کے اٹھارہ سال مکمل ہو جائیں تو اولاد اور بالخصوص بیٹیاں اپنے معاملات میں مکمل خود مختار ہیں، وہ جو چاہیں کریں، جہاں مرضی جائیں، جس مرضی فرد کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کریں یا شادی کے لیے لڑکا تلاش کریں، یہ سب بیٹی کی اپنی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔ اُسے اُس کی مرضی سے کوئی اور تو کیا، اپنے والدین بھی روکنے پر مختار نہیں، چنانچہ اِسی مادر پدر آزادی نے اُس بیٹی کو سرِ بازار رُسوا کیا، اُس کو مردوں کے لیے ایک کھلونا بنایا، اُسے بے راہ روی کی راہ چلایا، اُسے سینما گھر، وی سی آر، ڈش اور کیبل کے شیطانی جال میں پھنسایا۔ یہ سب نسوانی آزادی کے نام پر کیا گیا۔

خاتونِ اسلام بحیثیت بہن:

اسلام میں بہن کے رشتے کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں جہاں عورت کے دیگر معاشرتی و سماجی حقوق کا تعین کیا گیا ہے، وہاں بطور بہن بھی اس کے حقوق بیان کیے گئے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ (پ6، النساء:176)

ترجمہ: اے حبیب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی (حصہ ہو گا)۔

احادیثِ مبارکہ میں کئی جگہ بھائیوں کو بہن کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عملاً اپنی رضاعی بہن حضرت شَیْمَا رضی اللہُ عنہا کو عزت و اکرام سے نواز کر، بھائیوں کیلئے عملی نمونہ پیش کیا۔

www.dawateislami.net

خاتونِ مغرب بحیثیت بہن:

بہن اور بھائی کا رشتہ محبت سے بھرپور رشتہ ہے، تاہم مغربی ممالک میں یہ رشتہ ایک معمولی سا رشتہ ہے کہ جب والدین اور اولاد کا رشتہ بھی کمزور ہے تو بہن بھائی والا تو اس سے زیادہ کمزور ہے بلکہ مغربی تہذیب کے نتیجے میں خود ان میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو بہن بھائی کے درمیان میں بیوی جیسے تعلق کو درست سمجھتا ہے اور اس طبقے کو ایک خاص نام دیا جاتا ہے۔ خود مغربی تہذیب میں بھی اس طبقے کو اگرچہ نہایت گھٹیا سمجھا جاتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس حد تک پہنچانے میں ہاتھ کس کا ہے؟ کوئی آسمانی مخلوق آکر ایسی سوچ بنا گئی یا خود مغرب نے عورتوں کے حوالے سے جو تباہ کن تہذیب اختیار کی تھی اسی کے نتیجے میں ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں پھر یہ برا سمجھنا بھی کچھ عرصے تک ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس طرح کی بہت سی خباثتوں کو قبول کرنے کی عادت کے پیش نظر اب بھی مغربی معاشرے سے امید ہے کہ ان حرکتوں کو برا سمجھنا بھی چھوڑ دیں گے بلکہ ان کے حقوق کے لئے ریلیاں نکالیں اور پارلیمنٹ میں قراردادیں پاس کریں گے اور بڑی بڑی شخصیات ان سے اظہارِ یکجہتی بلکہ خود اپنے اعمالِ بد بھی بیان کریں گی۔

خاتونِ اسلام بحیثیت بیوی:

تمام سابقہ تہذیبوں میں عورت کو شیطان کا آلہ کار سمجھا جاتا تھا، لیکن اسلام نے اِسے مرد کے ایمان کی محافظہ قرار دیا۔ اسلام نے بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد کو سونپ کر عورت کو مکمل طور پر فکرِ معاش سے آزاد کر دیا، شوہر کو بیوی کا محافظ بنایا گیا، قرآن حکیم میں اللہ تعالی نے نسل انسانی کے تسلسل و بقاء کے لیے ازدواجی زندگی کو اپنی نعمت قرار دیا، بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی، شوہر کے مالِ وراثت میں بیوی کا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔

خاتونِ مغرب بحیثیت بیوی:

مغربی معاشرہ میں مرد اور عورت کے ایک ساتھ رہنے کے لیے رشتہِ ازدواج میں منسلک ہونا ضروری نہیں، بلکہ بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کا تعلق ہو جانا ہی کافی ہے، نیز وہ اِسی ناجائز تعلق کی بنیاد پر بچوں کے ماں باپ بن جاتے ہیں، پھر دل کیا تو آپس میں نکاح کر لیا، ورنہ ایسے ہی زندگی گزار دی یا ایک دوسرے کو چھوڑ کر نیا

ساتھی ڈھونڈ لیا جاتا ہے اور اگر باقاعدہ شادی ہو بھی جاتی ہے تو بیوی اپنے معاشی معاملات کی از خود ذمہ دار ہوتی ہے۔ گھر کے سارے اخراجات شوہر اور بیوی کو آپس میں تقسیم کرنا ہوتے ہیں۔ اسلام عورت کو جو معاشی پابندیوں سے آزادی دیتا ہے، اُس کا وہاں تصور تک نہیں، بلکہ جس طرح مرد دہر وقت فکرِ معاش کرتا ہے، یونہی اُس کی بیوی بھی اِسی چکی میں پستی ہے۔

خاتونِ اسلام کا خاندانی مقام:

اسلام میں لفظِ "خاندان" ایک وسیع معنیٰ رکھتا ہے، یعنی اِس میں صرف شوہر، بیوی بچے نہیں، بلکہ دیگر بہت سارے رشتے شامل ہوتے ہیں۔ دینِ اسلام میں اُن رشتوں کو یکجا رکھنا اور سب سے رشتہ محبت استوار رکھنا مطلوب ہے اور اِس میں بنیادی اور کلیدی کردار عورت کا ہی ہے کہ عورت خاندان کی اساس اور بنیاد ہے کہ وہ مردوں سے زیادہ اپنی اولاد کی نگہبان ہے اور ان کے دلوں میں محبت، اطمینان، اخلاص اور قُربِ الٰہی کا بیج بوتی ہے، الغرض گودِ مادر سے کی گئی یہی تربیت خاندان کی مضبوطی کا باعث بنتی ہے۔

خاتونِ مغرب کا خاندانی مقام:

مغرب میں عورت کی آزادی نے خاندانی نظام کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے، نوجوان نسل کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہے، جنہیں اپنی ماں کا پتہ ہے تو باپ کا پتہ نہیں، باپ کا پتہ ہے تو ماں غائب ہے یا پھر دونوں ہی لاپتہ ہیں اور بچہ کسی سرکاری پرورش خانے میں پروان چڑھ رہا ہے۔ جب اِن رشتوں کی ہی خبر نہیں تو بہن اور بھائی کے رشتے کا تصور تو دور کی بات ہے۔ مغربی ماں اپنی ممتا کی قربانی دے کر بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتی۔ خالی گود اور ویران گھر کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ جس ملازمت، عیش و عشرت، آزادی، کی خاطر اپنا سب کچھ برباد کیا، اُسی کے نتیجے میں خود اس کا اپنا وجود خطرات کی زد میں ہے۔ اُس کے لیے ایک ہی وقت میں بیوی اور ملازم پیشہ عورت کا کردار ادا کرنا نہایت مشکل ہے۔ یہ ساری حالت اُس کی خاندانی حیثیت کو بالکل ختم کر دیتی ہے۔

خاتونِ اسلام کا حق جائیداد:

دینِ اسلام کسی فرد کے انتقال کے بعد بلا تفریقِ صِنف، سب کو وراثت میں سے حصہ مہیا کرتا ہے، چنانچہ شوہر کی وفات پر بیوی مخصوص شرعی معیار کے مطابق حصہ پاتی ہے، بیٹی باپ کے ترکے سے حصہ وصول

www.dawateislami.net

کرتی ہے، ماں بیٹے کے مالِ وراثت سے حصہ حاصل کرتی ہے، البتہ مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہے، اِس کی وجہ یہ ہے کہ بیٹے پر اپنے خاندان کی معاشی کفالت فرض ہے جبکہ بیٹی اس بوجھ سے آزاد ہے۔

خاتونِ مغرب کا حقِ جائیداد:

مغرب میں عورت کو ووٹ کا حق، گواہی کا حق اور جائیداد میں وراثت کا حق ملے، ابھی ڈیڑھ صدی بھی نہیں گزری، جبکہ وہاں وراثت کے قوانین، اسلامی قوانین جیسے جامع اور قابلِ عمل بھی نہیں ہیں۔ جس انداز میں اسلام نے عورت کو ہر رشتہ کے اعتبار سے حقِ وراثت دیا، اس انداز کا مغربی قانون میں تصور بھی نہیں۔

خاتونِ اسلام کا حق عفت و عصمت:

مردوں پر عورتوں کے حوالے سے جتنی بھی ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں، اُن میں ایک بنیادی مقصد عورت کی عصمت و عفت کی حفاظت ہے۔ اِسی لیے نامحرم مردوں اور عورتوں میں کسی قسم کی صنفی کشش دکھانے کے انداز کو مذموم قرار دیا گیا ہے۔ آیتِ حجاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پردے کا حکم دے کر، اصلاً اُمت کے تمام مردوں کو مخاطب کیا گیا کہ وہ عورتوں کے سرپرست ہونے کی حیثیت سے اُن سے احکامِ ستر و حجاب کی پابندی کروایا کریں۔ خاندان کے مردوں پر عورتوں کے حوالے سے یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ عورت کی عفت کی حفاظت کریں۔ دینِ اسلام نے عورت کی عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے مختلف اقدامات بیان کیے، جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ عورت کی آواز بغیر ضرورت غیر مردوں تک نہ پہنچے۔ عورت ایسا برقع یا چادر اوڑھ کر باہر نہ نکلے جو جاذبِ نظر ہو۔ عورت بغیر محرم، سفرِ شرعی نہ کرے، بلکہ محرم مرد یا شوہر کے ساتھ جائے، مردانہ خوشبو لگا کر باہر نہ نکلے کہ مرد اُس کی طرف متوجہ ہوں، نامحرم مردوں کی موجودگی میں ایسا زیور پہن کر نہ نکلے، جس کے باہم ٹکرانے سے آواز پیدا ہو، جیسے چُوڑیاں وغیرہ، یونہی اپنا زیور اور بناؤ سنگھار نامحرم مردوں پر ظاہر نہ ہونے دے۔ اِن تمام احکامات میں درحقیقت عورت کی عصمت کی حفاظت مقصود ہے۔

خاتونِ مغرب کا حقِ عفت و عصمت:

مغربی تہذیب میں عورت کی عصمت کی حفاظت کا کوئی تصور نہیں، وہاں اگر بیٹی، بہن، بیوی، اپنے باپ، شوہر، بھائی کے سامنے اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ جاتی ہے، تو کوئی اسے روکنے کا اختیار نہیں رکھتا، وہاں مرد کے

www.dawateislami.net

ہاتھوں، عورت کی سب سے بڑی حیثیت ایک کھلونے کی ہے۔ وہاں عورت کی عفت و عصمت کے الفاظ ایک اجنبی سی چیز ہیں۔

خاتونِ اسلام کا حق مہر:

اسلام نے شادی کے وقت مرد کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ شرعی معیار کے مطابق عورت کو ایک مخصوص رقم یا جو چیز قابلِ مہر ہو، وہ ادا کرے۔ بوقتِ نکاح عورت کی مرد پر حِلَّت کی یہ ایک اہم شرط ہے۔ یہ رقم جتنی بھی خطیر ہو، دلہن کے علاوہ کسی بھی شخص کو اس میں تصرف کرنے کا ہرگز کوئی اختیار نہیں۔ اس رقم پہ صرف اس عورت کا حق ملکیت ہوتا ہے۔ یہ حق عورت کی معاشی خود مختاری اور شوہر کی طرف سے عورت کو عزت و مان دینے کے لیے ایک نہایت اہم قدم ہے۔

مُطَلَّقہ خاتونِ اسلام بعد از طلاق:

اسلام نے جہاں طلاق کو ایک ناپسندیدہ کام قرار دیا ہے، وہیں اگر طلاق ناگزیر ہو جائے تو عورت کو ہر ممکن تحفظ بھی فراہم کیا ہے، چنانچہ اگر حق مہر کی رقم نکاح کے وقت ادا کر دی گئی ہے، تو ٹھیک ورنہ بعض صورتوں میں بعد میں ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یونہی دینِ اسلام نے اِس موقع پر عورت کی حمایت کی اور بتایا کہ طلاق کے بعد بھی شوہر پر بیوی کے کچھ حقوق باقی ہیں اور وہ یہ کہ شوہر کو حکم ہے کہ بیوی کے ساتھ کم ظرفی اور نیچ پَن کا مظاہرہ نہ کرے، بلکہ باوقار رویہ اختیار کرے جس کی ایک واجب صورت یہ ہے کہ شوہر نے حالتِ زوجیت میں بیوی کو جو تحائف دیے ہوں وہ اس سے واپس مانگنا شروع نہ کر دے، یہ حرام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **"اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ عورتوں کو دیا ہو اس میں سے کچھ واپس لو"** یعنی ایسا نہ ہو کہ طلاق کے بعد شوہر ساری ازدواجی زندگی کا حساب کتاب کرنے بیٹھ جائے اور کہے کہ اب یہ ساری رقم بیوی یا اُس کے گھر والے ہمیں ادا کریں۔ شوہر کو حکم دیا گیا کہ یہ حرکتیں نہ کرے اور یہ اس کے لیے ہرگز جائز نہیں، بلکہ شوہر نے جو کچھ بیوی کو دے دیا، وہ اب بیوی کا ہے، شوہر کو اُس میں سے کچھ بھی واپس طلب کرنا حلال نہیں۔ اِسی طرح جب عورت عِدّت میں ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ بیوی کے اخراجات اٹھائے اور اُسے رہائش مہیا کرے۔

www.dawateislami.net

مُطَلَّقہ خاتونِ مغرب بعد از طلاق:

مغربی طلاق یافتہ عورت کو بعد از طلاق کسی طرح کے حقوق حاصل نہیں ہیں، مغربی قانون کے مطابق بوقتِ طلاق شوہر اور بیوی کی جائیدادیں دونوں فریقوں میں برابر تقسیم کر دی جائیں گی، یہ قانون بہت سے مغربی ممالک میں رائج ہے، جسے انگلش میں "No-fault divorce" کہا جاتا ہے۔ اس غیر منصفانہ قانون کی بدولت مغربی مرد قانونی بیوی کی بجائے گرل فرینڈ رکھنے کو ترجیح دیتا ہے کہ اُسے چھوڑنا آسان ہوتا ہے۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ بالا تمام گفتگو سے آشکار ہے کہ اسلام نے عورت کی زندگی کے ہر ہر پہلو اور اس کی ذات کے تحفظ کے ہر ممکن ذریعے پر بہت زور دیا ہے۔ اسلام نے نہ صرف نصائح کے ذریعے مردوں کو ہر رشتے میں منسلک عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین کی، بلکہ اسلامی فقہ میں باقاعدہ عورت کے حقوق کے متعلق قوانین موجود ہیں، اُس پر کسی کا انفرادی عمل نہ ہونا، یہ دین و قانون کی کمزوری یا عیب نہیں، بلکہ اُس شخص کی ذاتی خامی ہے، الغرض اِسلام اپنی جگہ جامِع، کامل اور مکمل دین ہے۔ اِس میں کسی بھی صِنف، حتی کہ جانوروں وغیرہا کے بھی حقوق سلب ہونے کا شائبہ نہیں۔

مغربی عورت کا فطرت سے بغاوت کا نتیجہ:

مغربی تہذیب نے عورت کے فطرتی، نفسیاتی اور جذباتی تقاضوں کو چھوڑ کر اور ہر میدان میں عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کرنے کی جو غلطی کی تھی، وہ لفظوں میں تو بڑی خوب صورت لگتی تھی لیکن مغرب کی عورت کو درپیش مسائل اور ذلت آمیز حالات، درحقیقت اسی غلطی کا نتیجہ ہیں، مغربی عورت گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ مردوں کی طرح معاشی جدوجہد میں بھی جوت دی گئی ہے۔ وہ زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے ساتھ کام ضرور کر رہی ہے لیکن عملاً وہ مردوں کا دل بہلانے کا کھلونا بن گئی ہے۔ اس طرزِ زندگی کے کئی عشروں کے تجربے نے مغربی عورت پر یہ حقیقت روشن کر دی ہے کہ آزادی اور مساوات کے نام پر یہ سودا اُسے بہت مہنگا پڑا ہے، جس پر خود مغربی ماہرین متفق ہیں، لہذا آج مغربی عورت دوبارہ گھر کی پناہ گاہ میں واپس جانے کی آرزومند ہے۔

www.dawateislami.net

مغربی عورتوں میں اسلام کی حیرت انگیز مقبولیت کا ایک بڑا سبب:

مغربی عورتوں میں اسلام کی حیرت انگیز مقبولیت کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ اسلامی تعلیمات عورت کو گھر کا مرکز بناتی ہیں اور معاشی جد وجہد میں شرکت کی کوئی ذمہ داری اس پر عائد کیے بغیر محبت، عزت اور احترام کا وہ مقام دیتی ہیں، جس کا کوئی تصور مغربی معاشرے میں نہیں پایا جاتا۔ مسلمان ہونے والی مغربی خواتین اپنے قبولِ اسلام کے اسباب میں اسلام کے اُن اوصاف کا بطور خاص ذکر کرتی ہیں کہ جو ایک مسلم خاتون کو اسلام حقوق مہیا کرتا ہے، نیز اسلام انہیں تمام حقوق عورت رہتے ہوئے ہی دیتا ہے اور اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ عورت ہونے کا مطلب مرد سے کمتر ہونا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقام ومرتبہ کی بنیاد، ایمان اور اچھے اعمال وکردار پر ہے۔ مرد ہو یا عورت، اس کسوٹی پر جو بھی پورا اترے گا اور اپنی ذمہ داریاں درست طور پر ادا کرے گا تو وہی اللہ کی رضا وخوشنودی اور دنیا وآخرت کی بھلائیوں اور انعامات کا مستحق ٹھہرے گا۔

ڈاکٹر اقبال مفلوج تہذیبِ مغرب کے متعلق بجا فرما گئے کہ:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی　　یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے۔

باب:12

عورتوں کے متعلق اصلاحات

اس باب میں عورتوں سے متعلق ان بدترین معاملات کا ذکر ہے جو اسلام سے پہلے معاشرے میں رائج تھے اور اسلام نے ان کی اصلاح فرمائی۔

بیٹی پیدا ہونے پر کفار کا رویہ اور اس کی مذمت

ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ۚ(۵۸) یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا

ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے

www.dawateislami.net

سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۝۵۹ (پ14، النحل:58-59) گا؟ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں قرار دے رہے ہیں جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو غم، پریشانی اور پسند نہ ہونے کی وجہ سے سارا دن اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب مشرکین اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ بیٹی ان کی طرف منسوب ہو تو اللہ عزّوجلّ کی طرف بیٹی کی نسبت کرنے کو انہوں نے کیسے پسند کر لیا۔[1]

لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا، کافروں کا طریقہ ہے، فی زمانہ مسلمانوں میں بھی بیٹی پیدا ہونے پر غمزدہ ہو جانے، چہرے سے خوشی کا اظہار نہ ہونے، مبارک باد ملنے پر جھینپ جانے، مبارک باد دینے والے کو باتیں سنا دینے، بیٹی کی ولادت کی خوشی میں مٹھائی بانٹنے میں عار محسوس کرنے، صرف بیٹیاں پیدا ہونے کی وجہ سے ماؤں پر ظلم و ستم کرنے اور انہیں طلاقیں دے دینے تک کی وبا عام ہے، حالانکہ بیٹی پیدا ہونے اور اس کی پرورش کرنے کی بہت فضیلت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے، وہ آکر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی نازل ہو، پھر اس بیٹی کا اپنے پروں سے اِحاطہ کر لیتے ہیں اور اس کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں: ایک کمزور لڑکی ایک کمزور عورت سے پیدا ہوئی ہے، جو اس کی کفالت کرے گا تو قیامت کے دن اس کی مدد کی جائے گی۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، اُسے ذلیل نہ سمجھے اور اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔[3]

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا کرے اور جس طرح وہ بیٹا پیدا ہونے پر خوشی سے پھولے نہیں سماتے اسی طرح بیٹی پیدا ہونے پر بھی خوشی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

1 ... خازن، النحل، تحت الآیۃ: 58، 3/127، ملخصًا

2 ... معجم صغیر، باب الالف، من اسمہ: احمد، ص30، الجزء الاول

3 ... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیماً، 4/435، حدیث: 5146

www.dawateislami.net

مزید فرمایا: ”یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ “لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ جب کسی شخص کی بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہونے کا وقت قریب آتا اور زچگی کے آثار ظاہر ہوتے تو وہ شخص بچہ پیدا ہو جانے تک اپنی قوم سے چھپا رہتا، پھر اگر اسے معلوم ہوتا کہ بیٹا پیدا ہوا ہے تو وہ خوش ہو جاتا اور اپنی قوم کے سامنے آجاتا اور جب اسے پتا چلتا کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو وہ غمزدہ ہو جاتا اور شرم کے مارے کئی دنوں تک لوگوں کے سامنے نہ آتا اور اس دوران غور کرتا رہتا کہ اس بیٹی کے ساتھ وہ کیا کرے؟ آیا ذلت برداشت کر کے اس بیٹی کو اپنے پاس رکھے یا اسے زندہ درگور کر دے جیسا کہ مُضَر، خُزاعہ اور تمیم قبیلے کے کئی لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔[1]

زمانۂ جاہلیت میں بیٹیوں سے متعلق کفار کا دستور اور اسلام کا کارنامہ:

امام فخر الدین رازی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں کفار مختلف طریقوں سے اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے، ان میں سے بعض گڑھا کھودتے اور بیٹی کو اس میں ڈال کر گڑھا بند کر دیتے حتّٰی کہ وہ مر جاتی، اور بعض اسے پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیتے، بعض اسے کنویں میں پھینک دیتے اور بعض اسے ذبح کر دیتے تھے، ان کا بیٹیوں کو قتل کرنا بعض اوقات غیرت اور حَمِیَّت کی وجہ سے ہوتا تھا اور بعض اوقات فقر و فاقہ اور نان نفقہ لازم ہونے کے خوف سے وہ ایسا کرتے تھے۔[2] یہ اسلام ہی کا کارنامہ ہے جس نے دنیا میں سب سے پہلے عورت کو حقوق عطا فرمائے اور اسے عزت و وقار سے نوازا۔ زندہ درگور ہونے والی کو جینے کا حق دیا اور اس کی پوری زندگی کے حقوق کی ایک فہرست بیان فرما دی، اس کے باوجود اگر کوئی جاہل اسلام کی تعلیمات کو عورتوں کے حقوق کے مخالف سمجھتا ہے تو اسے اپنی جہالت اور دماغ کی خرابی کا علاج کرنے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہئے۔

فرمایا: ”اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۝۵۹“ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

یعنی ان مشرکین نے جو فیصلہ کیا ہے وہ کتنا برا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں جو اپنے لئے انہیں انتہائی ناگوار ہیں اور یونہی یہ بات کتنی بری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں بتوں کو اللہ

1 ... خازن، النحل، تحت الآیۃ: 59، 3/127-128، ملخصاً

2 ... تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ: 59، 7/226، ملخصاً

www.dawateislami.net

تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت ہی نہیں رکھتے اور جس رب عزّوجلّ نے انہیں پیدا کیا اور ان پر احسانات فرمائے ہیں اسے چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔[1]

بیٹیوں کی پیدائش پر غم کرنے کی ممانعت

ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ (پ25، الزخرف:17)

ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جس کے ساتھ اس نے رحمٰن کو متصف کیا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم وغصے میں بھرا رہتا ہے۔

آیت میں فرمایا گیا کہ کفار، اولاد سے پاک رب تعالیٰ کے لئے بیٹیاں ثابت کر رہے ہیں، جبکہ بیٹیوں سے نفرت میں ان کا اپنا حال یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو خوشخبری سنائی جائے کہ تیرے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم وغصے میں بھرا رہتا ہے۔ جب یہ اپنے لئے بیٹیوں کو اس قدر ناگوار سمجھتے ہیں تو اس خدائے پاک کے لئے بیٹیاں بتاتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی۔[2]

لڑکیوں کی پیدائش سے گھبرانا کافروں کا طریقہ ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں کی پیدائش سے گھبرانا کافروں کا طریقہ ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ بیٹی پیدا ہونے پر گھبرانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور جس عورت کے ہاں پہلی اولاد بیٹی ہو اسے منحوس نہ سمجھیں کیونکہ ایسی عورت برکت والی ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت کی برکت یہ ہے کہ اس سے پہلی بار بیٹی پیدا ہو۔[3]

کفار کی عورتوں کے متعلق سب سے بدترین رسم کی اصلاح

ارشاد فرمایا:

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ

ترجمہ: اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں

1 ... تفسیر طبری، النحل، تحت الآیۃ:59، 7/600

2 ... خازن، الزخرف، تحت الآیۃ:17، 4/103، ملتقطاً

3 ... ابن عساکر، العلاء بن کثیر ابو سعید، 47/225

www.dawateislami.net

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا ﴿۳۱﴾ (پ15، بنی اسرائیل:31)

بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ظلم عظیم اور اس کی اصلاح:

زمانۂ جاہلیت میں بہت سے اہلِ عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، امیر تو اس لئے کہ کوئی ہمارا داماد نہ بنے اور ہم ذلت و عار نہ اٹھائیں جبکہ، غریب و مُفلس اپنی غربت کی وجہ سے بیٹیوں کو قتل کر دیتا کہ انہیں کہاں سے کھلائیں گے۔[1]

دونوں گروہوں کا فعل ہی حرام تھا اور قرآن و حدیث میں دونوں کی مذمت بیان کی گئی ہے البتہ یہاں بطورِ خاص غریبوں کو اس حرکت سے منع کیا گیا ہے کہ غربت اور مفلسی کے ڈر سے بیٹیوں کو قتل نہ کرو، انہیں رزق دینے کی ذمہ داری ہماری ہے۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، لہٰذا اس ظلم عظیم سے باز آؤ۔ انہیں قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تہدید و تنبیہ کا انداز ملاحظہ کریں کہ پہلے حکم دیا کہ اولاد کو قتل نہ کرو، پھر قتل کرنے کی جو ذلیل جاہلانہ وجہ ہے اس کا رد کیا کہ تم انہیں پالنے کے ڈر سے قتل کرتے ہو، ہم گارنٹی دیتے ہیں کہ ہم انہیں رزق دیں گے اور اس سے تمہارے رزق میں کوئی تنگی نہیں آئے گی پھر تیسری مرتبہ تاکید سے فرمایا کہ بیٹیوں کو قتل کرنا سخت کبیرہ گناہ ہے جو خدا کے غضب کو دعوت دینے والا کام ہے۔ سبحان اللہ، کیا عظیم انداز ہے اور کیا عظیم تعلیمات ہیں دینِ اسلام کی!

بیٹیوں سے متعلق اسلام کا زریں کارنامہ:

یہ آیتِ مبارکہ بھی اسلام کے زریں کارناموں میں سے ایک ہے کہ قتل و بربریت کی اس بدترین صورت کا بھی اسلام نے قلع قمع کیا اور بچیوں، عورتوں کو ان کے حقوق دلائے اور انسانی حقوق کے حوالے سے ایک مکروہ باب کو ختم کیا بلکہ بچیوں کی پرورش کرنے پر عظیم بشارتیں عطا فرمائیں چنانچہ

حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بالغ ہونے تک رہیں، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے اور

1 ...نور العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ:32، ص454، ملخصًا

www.dawateislami.net

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا: کہ اس طرح۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ در گور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اپنے بیٹوں کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی جب وہ چلی گئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ بیان کیا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے خدا نے لڑکیاں دی ہوں، اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔[3]

ایک اور جگہ یہی بات یوں ارشاد فرمائی:

وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْ ۚ (پ8، الانعام:151)

ترجمہ: اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔

اس آیت میں اولاد کو زندہ در گور کرنے اور مار ڈالنے کی حرمت بیان فرمائی گئی جس کا اہلِ جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ بارہا فقر و تنگدستی کے اندیشے سے اولاد کو مار ڈالتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ روزی دینے والا تو اللہ عزّوجلّ ہے جو تمہیں اور انہیں سب کو روزی دے گا تو پھر تم کیوں قتل جیسے شدید جُرم کا ارتکاب کرتے ہو۔

عورتوں کے حقوق سے متعلق اسلام کی حسین تعلیمات:

اس آیت میں بھی ان لوگوں سے خطاب ہے جو غریبی کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور جو مالدار شرم و عار کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو قتل کرتے تھے ان کا ذکر دوسری آیات میں ہے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کی تعلیمات کس قدر حسین ہیں اور اسلام نے بچیوں اور عورتوں کو کیسے حقوق عطا فرمائے اس کیلئے

---

1 ... مسلم، کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب فضل الاحسان الی البنات، ص1085، حدیث:6695(2630)

2 ... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیماً، 4/435، حدیث:5146

3 ... بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الوالد وتقبیلہ ومعانقتہ، 4/99، حدیث:5995، مسلم، کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب فضل الاحسان الی البنات، ص1085، حدیث:6694(2631)

www.dawateislami.net

صرف درج ذیل 2 حدیثوں کا مطالعہ فرمالیں۔

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔[1]

(2) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تین بیٹیوں یا بہنوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو ادب سکھائے اور ان سے مہربانی کا برتاؤ کرے یہاں تک کہ اللہ عزّوجلّ انہیں بے نیاز کر دے (مثلاً ان کا نکاح ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرما دیتا ہے۔ یہ ارشادِ نبوی سن کر ایک صحابی رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے؟ تو ارشاد فرمایا: اس کے لئے بھی یہی اجر و ثواب ہے۔ (راوی فرماتے ہیں) یہاں تک کہ اگر لوگ ایک کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس کے بارے میں بھی یہی فرماتے۔[2]

بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے پر قیامت میں سخت پوچھ گچھ

ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْۙ(۸) بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْۚ(۹)

(پ30، التکویر:8-9)

ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ کس خطا کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا؟

یعنی قیامت میں زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس خطا کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا؟ درحقیقت یہ سوال قاتل کی سرزنش کے لئے ہو گا تاکہ وہ لڑکی جواب دے کہ میں بے گناہ ماری گئی تھی اور لڑکی کے جواب پر قاتل کو سخت عذاب دیا جائے۔

اسلام نے بیٹیوں کی عزت کروائی، الحمد للہ:

یہ دینِ اسلام کا عظیم کارنامہ ہے جس نے بیٹیوں کو اپنے لئے بدنامی کا باعث سمجھ کر زمین میں زندہ دفن کر

1 ... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، 3/367، حدیث: 1923

2 ... شرح السنہ، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب کافل الیتیم، 6/452، حدیث: 3351

www.dawateislami.net

دینے والے لوگوں کو اس انسانیّت کُش ظلم کا احساس دلایا اور ان لوگوں کی نظروں میں بیٹی کی عزت اور وقار قائم کیا اور بیٹیوں کے فضائل بیان کر کے معاشرے میں برسوں سے جاری اس دردناک عمل کا خاتمہ کر دیا، اس سے معلوم ہوا کہ اسلام عورتوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انہیں ہر طرح کے ظلم سے بچاتا ہے، چاہے وہ ظلم ان کی ناحق زندگی ختم کر کے کیا جائے یا ان کی عزت و ناموس اور ان کے جسم کے ساتھ کھیل کر یا ان کے جسم کی نمائش کروا کر کیا جائے۔ اس سے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے جو عورت کے بارے میں دینِ اسلام کے اَحکامات کو اس کے اوپر ظلم قرار دیتے ہیں، چادر و چار دیواری کو عورت کے حق میں ناانصافی کہتے ہیں اور روشن خیالی اور نام نہاد تہذیب و تَمَدُّن کے نام پر عورت کو شرم و حیا سے عاری کرنے میں اسلام کی شان سمجھتے ہیں۔

منہ بولے بیٹے سے متعلق رسم جاہلیت کی اصلاح

ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ۝۴ (پ21، الاحزاب:4)

ترجمہ: اور نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا، یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

منہ بولا بیٹا بنانے کے معاملے میں چند اصلاحات:

قدیم زمانے سے لوگوں کا یہ معمول ہے کہ اپنی اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے کسی دوسرے کے بچے کو اپنا بیٹا بنا لیتے ہیں اور اس کے بعد اس منہ بولے بیٹے کے ساتھ تمام معاملات حقیقی بیٹے والے کرتے ہیں یعنی وہ بچہ وراثت میں حصہ دار بھی ہوتا ہے، اس سے پردے کے مسائل میں بھی بیٹوں جیسا معاملہ ہوتا ہے، ایسے بیٹے کی بیوی کو باپ کے حق میں ایسے ہی حرام سمجھتے ہیں جیسے حقیقی بیٹے کی بیوی کو حرام سمجھتے ہیں۔ الغرض اس قسم کی متعدد چیزیں آج پائی جاتی ہیں اور زمانہ جاہلیت میں بھی تھیں۔ آیت کے اس حصے میں اسی معاملے کی اصلاح فرمائی گئی کہ تمہارا کسی کو "اے میرے بیٹے" کہنا تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

مفسرین کرام نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو یہودیوں اور منافقوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ (حضرت) محمد مصطفٰی صلی

www.dawateislami.net

اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے شادی کرلی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت زید رضی اللہُ عنہ کو بچپن میں اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا نے سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں ہبہ کردیا تھا۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُنہیں آزاد کردیا، تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے بلکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہی کی خدمت میں رہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُن پر شفقت و کرم فرماتے تھے، اس لئے لوگ اُنہیں حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرزند کہنے لگے۔ حضرت زینب رضی اللہُ عنہا پہلے حضرت زید رضی اللہُ عنہ کے نکاح میں تھیں اور جب حضرت زید رضی اللہُ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تو عدت گزرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں اپنی زوجیّت میں آنے کا شرف عطا فرمادیا۔ اس پر یہودیوں اور منافقوں نے اعتراض کیا تو یہاں ان کا رد بھی فرمادیا گیا کہ حضرت زید رضی اللہُ عنہ کو لوگ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بیٹا کہتے ہیں لیکن اس سے وہ حقیقی طور پر سیّد المرسَلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بیٹے نہیں ہوگئے، لہٰذا یہودیوں اور منافقوں کا اعتراض محض غلط ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔[1]

یہاں اسی موضوع کے متعلق ایک اہم مسئلے کی نشان دہی کی جاتی ہے کہ کسی کے بچے کو لے کر پالنا تو شرعاً جائز ہے اور اچھی نیت پر ثواب بھی ملے گا لیکن اس بچے کی ولدیت میں اس کے اصلی حقیقی باپ ہی کا نام لکھنا بولنا ضروری ہے، پالنے والے شخص کا نام حقیقی باپ کے طور پر بولنا لکھنا گناہ ہے۔ صحیح ولدیت استعمال کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ (پ21، الاحزاب:5)

ترجمہ: انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے: اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غیرِ والد کی طرف نسبت جائز نہیں، بلکہ بعض علماء نے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے۔[2]

حدیثِ پاک میں ہے: جس نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا حالانکہ اسے علم تھا کہ وہ اس کا

---

1 ...جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ:4، ص351، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ:4، ص931، ملتقطاً

2 ...روح المعانی، الاحزاب، تحت الآیۃ:5، جزء:21، ص200

www.dawateislami.net

باپ نہیں ہے، تو اس پر جنت حرام ہے۔[1]

جہاں لے پالک بچے کے سرکاری کاغذات وغیرہا میں کسی کا نام لکھنے کی ضرورت ہو تو باپ کی جگہ باپ ہی کا نام لکھیں اور پالنے والے کا نام سرپرست کے خانے میں لکھیں۔

مشرکوں کے عورتوں کے متعلق حلال و حرام کے جاہلانہ اصول

ارشاد فرمایا:

وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ (پ8، الانعام:139)

ترجمہ: اور کہتے ہیں: ان مویشیوں کے پیٹ میں جو ہے وہ خالص ہمارے مردوں کیلئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مرا ہوا ہو تو پھر سب اس میں شریک ہیں۔ عنقریب اللہ انہیں اِن کی باتوں کا بدلہ دے گا۔ بیشک وہ حکمت والا، علم والا ہے۔

اس آیت میں کفارِ عرب کے اس عقیدے کا ذکر اور اس پر سخت وعید کا بیان ہے کہ بحیرہ، سائبہ، اونٹنی کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو صرف مرد کھا سکتے ہیں اور عورتیں نہیں کھا سکتیں اور اگر مردہ پیدا ہو تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔ یہ معاملہ ہمیشہ سے چلتا آرہا ہے کہ دینِ خدا کے منکر یا تعلیماتِ دین سے دور لوگ عورتوں کے متعلق عجیب و غریب رسوم و رواج اور نظریات و خیالات گھڑتے رہتے ہیں اور نتیجے میں اکثر عورت مظلوم یا جاہلانہ معاملات کا شکار رہتی ہے اور یہ صرف پرانے زمانے میں نہیں بلکہ آج کے دور میں بھی ایسی حماقتوں کی کمی نہیں۔ یہاں ایسے اعمال کی ایک فہرست بیان کی جاتی ہے جن کا عورتوں کو شکار کیا جاتا ہے اور آخر میں ان جہالتوں کے اسباب بیان کریں گے۔

(1) بعض جگہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی عورت فوت ہو جائے تو اس کے بازو کے پاس کھڑے ہو کر اولاد کو اپنا دودھ بخشوانا ضروری ہوتا ہے، حالانکہ یہ ایک فضول حرکت ہے، یوں کہنے سے کیا معافی ہو گی؟ اسلام ماں باپ کی زندگی میں ان کی خدمت اور اطاعت کا اور ان کے مرنے کے بعد ان کو ایصالِ ثواب کرنے کا درس دیتا ہے۔

(2) بعض جگہ یہ بھی معلومات میں آیا ہے کہ شوہر فوت ہونے پر عورت جب تک عدت پر نہ بیٹھے اس کی

[1] ... بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، 4/326، حدیث:6766

www.dawateislami.net

عدت شروع نہیں ہوتی، جبکہ درست مسئلہ یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے فوراً بعد ہی عدت شروع ہو جاتی ہے۔

(3) یہ جہالت بھی کئی جگہ پائی جاتی ہے کہ اگر کنواری لڑکی فوت ہو جائے تو غسل دینے سے پہلے اسے مہندی لگائی ہوتی ہے، جبکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ مرنے والی کے ہاتھوں وغیرہ پر مہندی لگانا ناجائز و گناہ ہے۔

(4) یہ ظلم بھی کم نہیں ہے کہ بیٹی کا وراثت سے وہی حصہ ہے جو جہیز میں دے دیا جائے، جبکہ شرعی نقطہ نظر سے والدین کی وراثت میں بیٹوں اور بیٹیوں دونوں ہی کا حصہ ہوتا ہے۔

(5) قرآن کے قطعی واضح حکم کے مقابلے میں یہ جہالت بھی بکثرت پائی جاتی ہے کہ اگر بیوی شوہر کے جنازے کے ساتھ گھر سے باہر قدم رکھ دے، تو اس پر عدت گزارنا لازم نہیں ہوتا، جبکہ یہ بالکل غلط ہے۔ عدت پوری کرنا اپنی جگہ فرض رہتا ہے۔

(6) ایک جہالت یہ بھی سننے میں آتی ہے کہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت نیاز کا کھانا نہیں بنا سکتی، یہ بات درست نہیں ہے، حیض و نفاس کے ایام میں عورت نیاز کا کھانا پکا سکتی ہے اور کھا بھی سکتی ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

(7) کئی علاقوں میں یہ جہالت بکثرت پائی جاتی ہے کہ قرآن سے عورت کا نکاح کر دیا جاتا ہے، جبکہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور عورت کا نکاح مرد سے ہی کیا جا سکتا ہے، بلکہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا فرض یا واجب بھی ہوتا ہے اور ایسی صورت میں نکاح سے منع کرنا حرام ہے۔

(8) بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ عقیقے کا گوشت بچے کی دادی اور نانی نہیں کھا سکتی، یہ غلط مشہور ہے، جس طرح دیگر احباب و رشتے دار یہ گوشت کھا سکتے ہیں، اسی طرح بچے کی دادی اور نانی بھی اس میں سے کھا سکتی ہے۔

(9) بعض جگہ عورتیں کونڈوں کے ختم شریف میں دس بیبیوں کی کہانی پڑھتی ہیں، اس حوالے علماء لکھتے ہیں کہ داستانِ عجیب، شہزادے کا سر، دس بیبیوں کی کہانی اور جنابِ سیّدہ کی کہانی وغیرہ سب من گھڑت قِصّے ہیں، انہیں ہرگز نہ پڑھا کریں۔ اس کی جگہ مستند علماء کی لکھی ہوئی کتابوں سے کچھ پڑھ لیں۔

(10) لوگوں میں یہ جہالت بھی پائی جاتی ہے کہ عورت کو منہ بولے بھائی سے پردہ لازم نہیں ہوتا، جبکہ شرعی اعتبار سے منہ بولا بیٹا، بھائی، باپ وغیرہ حقیقی بیٹے، بھائی اور باپ کی طرح نہیں ہوتے، وہ اجنبی ہیں اور ان

www.dawateislami.net

کا حکم اجنبی کی طرح ہی ہو گا اور منہ بولے بیٹے یا بھائی سے پردہ کرنا لازم ہوتا ہے۔

(11) کچھ علاقوں میں ایسا ہوتا ہے کہ جس عورت کے پیٹ میں بچہ فوت ہو جائے اسے کسی دوسری حاملہ عورت کے پاس نہیں بیٹھنے دیتے، اس حوالے سے یہ یاد رہے کہ یہ گمان کرنا کہ اس عورت کی وجہ سے حاملہ عورت کے حمل پر اثر پڑ سکتا ہے، یہ غلط نظریہ ہے اور بدشگونی ہے اور ایسا خیال رکھنا جائز نہیں۔

(12) بعض علاقوں میں یہ جہالت پائی جاتی ہے کہ بیوہ کی دوسری شادی ہو تو اس کا لباس کسی جوان لڑکی کو نہیں دیکھنے دیتے، کیونکہ معاذاللہ اس عورت کو منحوس سمجھتے ہیں حالانکہ شوہر کو موت اُس بیوہ نے نہیں بلکہ خدا نے دی ہے کہ زندگی، موت دینا خدا کا کام ہے۔ لہٰذا بیوہ کی دوسری شادی ہو تو جوان لڑکیوں کو بدشگونی کے طور پر بیوہ کا لباس نہ دیکھنے دینا کہ اس سے ان لڑکیوں کے رشتوں وغیرہ پر برا اثر پڑے گا، یہ بدشگونی کی صورت ہے اور بدشگونی ناجائز اور باطل ہے۔

(13) کچھ علاقوں میں یہ جہالت پائی جاتی ہے کہ وہ بیوہ عورتوں سے نکاح برا سمجھتے ہیں، حالانکہ بیوہ عورتوں سے نکاح کرنا بالکل جائز ہے اور اسے برا سمجھنا بالکل غلط ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بیوہ عورتوں سے نکاح فرمایا۔

(14) لوگوں میں مشہور ہے کہ حمل والی کو سورج و چاند گرہن میں باہر نہیں نکلنا چاہیئے ورنہ حمل کو نقصان ہو سکتا ہے، ایسا تصور رکھنا بھی بدشگونی اور فضول ہے۔

مذکورہ بالا جہالتوں کے اسباب:

عام طور پر ایسی جہالتوں کے پیچھے دو اسباب ہوتے ہیں:

پہلا سبب: علم کی کمی ہے کہ جب شریعت کے مسائل کا علم ہی نہیں تو اپنی طرف سے جو مرضی رسمیں اور بدعتیں اختیار کرتے رہیں۔ اس سبب کا حل، علمِ دین سیکھنا اور علماءِ دین سے پوچھ کر کام کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ ترجمہ: اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔

(پ14، النحل:43)

دوسرا سبب: مسئلہ معلوم بھی ہو تب بھی اپنے باپ دادا اور قوم برادری کے طریقے کی پیروی کرنا اور یہ

www.dawateislami.net

سب پہلے سب سے بھی زیادہ خطرناک ہے کہ پہلے سب میں تو صرف جہالت تھی، اس میں تو بے باکی، اللہ و رسول کے حکم پر قوم برادری کو فوقیت دینے جیسے خطرناک گناہ پائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس طرزِ عمل کا شدید رد کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ(۱۷۰)

(پ2، البقرۃ:170)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں: بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ وہ ہدایت یافتہ ہوں؟

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ(۲۱) (پ21، لقمان:21)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں: بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ شیطان ان کو عذابِ دوزخ کی طرف بلا رہا ہو۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ علمِ دین حاصل کریں، ہر کام میں علماء سے رہنمائی لیں، دینی کتابیں پڑھنی، علماء اہلِ سنت کے بیانات سننا، دینی لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اپنی زندگی میں شامل کریں۔ اس کے علاوہ یہ ذہن بنا لیں کہ خدا کا حکم سب سے بڑھ کر ہے۔ جو سارے حاکموں کا حاکم یعنی احکم الحاکمین ہے، اس کا حکم بھی ساری دنیا کے حکموں پر حاکم ہے، لہٰذا قوم، برادی، ملک، وطن، قانون، رواج جو کچھ بھی ہو، اگر خدا کے حکم کے مقابلے میں آئیں تو خدا کے حکم ہی پر عمل کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ حکمِ خدا کے مقابلے میں قوم، برادری، رسم و رواج کو بتوں کی طرح بنا کر ان ہی کے آگے سر جھکائیں۔

www.dawateislami.net

باب:13

ازدواجی زندگی کی اہم ہدایات

اس باب میں مرد و عورت کی ازدواجی زندگی سے متعلق چند اہم قرآنی ہدایات کا بیان ہے۔

انسانی زندگی میں عورت کی محبت و خواہش

ارشاد فرمایا:

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ (پ3، ال عمران:14)

ترجمہ: لوگوں کے لئے ان کی خواہشات کی محبت کو آراستہ کر دیا گیا یعنی عورتوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں اور نشان لگائے گئے گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتیوں کو (ان کے لئے آراستہ کر دیا گیا۔) یہ سب دنیوی زندگی کا ساز و سامان ہے اور صرف اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

عورت کی خواہش لوگوں کی زندگی کی بنیادی خواہشات میں سے ہے۔عورت کی طلب کی جائز و ناجائز دونوں صورتیں ہیں، بیوی سے محبت و قربت و حصولِ تسکین جائز ہے جبکہ بیوی کے علاوہ سے جنسی قربت و تعلق حرام ہے لیکن فطرت کے اعتبار سے بہر حال عورت کی خواہش مطلقاً انسان کے دل میں ہے خواہ وہ بیوی ہو یا بیگانی لیکن دونوں کی خواہش پیدا کرنے کا مقصد خواہش پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان فرق ظاہر کرنا ہے، چنانچہ سورۂ کہف، آیت 7 میں صراحت سے ارشاد فرمایا:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ (پ15، الکہف:7)

ترجمہ: بیشک ہم نے زمین پر موجود چیزوں کو زمین کے لئے زینت بنایا تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے۔

انسان میں مذکورہ بالا خواہشات پیدا کرنے کے ذریعے یوں جانچا جائے گا کہ جو دنیوی خواہشات کو بھی حکمِ الٰہی کے مطابق استعمال کرے وہ مقبول و کامیاب ہے جبکہ انہی چیزوں کی محبتوں کا اسیر بن جانا مذموم اور ان خواہشات کی ناجائز طریقے سے تکمیل گناہ ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدا نے بے شمار نعمتوں پر مشتمل ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا گھر جنت ان ہی لوگوں کے لئے بنایا ہے جو نفسانی خواہشات سے بچنے میں کامیاب ہوتے ہیں

www.dawateislami.net

چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبریل علیہ السّلام کو جنت کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا: جنت اور اس کی اُن نعمتوں کو دیکھو جو میں نے اہلِ جنت کے لئے تیار کی ہیں۔ جبریل علیہ السّلام جنت میں آئے، جنت اور اہلِ جنت کے لئے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ نعمتیں دیکھ کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوئے اور عرض کی: تیری عزت وجلال کی قسم! جو بھی اس جنت کے بارے میں سنے گا وہ ضرور اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس کے بعد حکمِ الٰہی سے جنت کو مشقتوں اور تکالیف سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السّلام سے فرمایا: دوبارہ جاؤ، جنت اور اس کی نعمتیں دیکھو جو میں نے جنتیوں کے لئے تیار کی ہیں۔ جبریل علیہ السّلام دوبارہ جنت میں گئے تو دیکھا کہ اسے مشقتوں اور تکالیف سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السّلام نے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ! تیری عزت وجلال کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اب اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اب جہنم کی طرف جاؤ اور اس کے عذابات دیکھو جو میں نے اہلِ جہنم کے لئے تیار کئے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السّلام نے جا کر دیکھا کہ جہنم (کی آگ) کا ایک حصہ دوسرے پر چڑھ رہا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ! تیری عزت وجلال کی قسم! کوئی بھی ایسا نہیں جو جہنم (کی سختی) کے بارے میں سنے اور اس میں داخل ہو (یعنی ہر کوئی اس سے بچنے کی کوشش کرے گا) حکمِ الٰہی سے جہنم کو شہوات ولذّات کے پردوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السّلام کو حکم دیا: دوبارہ جہنم کی طرف جاؤ۔ جبریل علیہ السّلام گئے اور بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ عزّوجلّ! تیری عزت وجلال کی قسم! مجھے خوف ہے کہ اب اس سے کوئی بھی نہ بچ پائے گا، بلکہ (شہوات میں مبتلا ہو کر) اس میں جا پڑے گا۔ [1]

عورت کی تخلیق میں قدرتِ الٰہی کی نشانیاں اور بیوی کے ذریعے زندگی کا سکون

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام

1 ... ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء حفت الجنۃ... الخ، 4/252، حدیث: 2569

www.dawateislami.net

مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (پ21، الروم:21)

پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے عورتیں بنائیں جو (شرعی نکاح کے بعد) تمہاری بیویاں بنتی ہیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اگر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد میں صرف مرد پیدا فرماتا اور عورتوں کو ان کے علاوہ کسی دوسری جنس جیسے جِنّات یا حیوانات سے پیدا فرماتا تو مَردوں کو عورتوں سے سکون حاصل نہ ہوتا بلکہ ان میں نفرت پیدا ہوتی کیونکہ دو مختلف جنسوں کے افراد میں ایک دوسرے کی طرف میلان نہیں ہوتا اور وہ ایک دوسرے سے سکون حاصل نہیں کرسکتے، پھر انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ خاص رحمت ہے کہ مردوں کے لئے ان کی جنس سے عورتیں بنانے کے ساتھ ساتھ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اور رحمت رکھی کہ کسی سابقہ معرفت و قرابت کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ہمدردی ہو جاتی ہے۔ بیشک ان چیزوں میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں، اگر وہ ان میں غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس نے دنیا کے نظام کو اس احسن انداز میں قائم رکھا ہوا ہے صرف وہی عبادت کا مستحق اور کامل قدرت والا ہے۔[1]

اسلامی اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام کا فرق اور نتیجہ:

اسلامی معاشرے میں خاندانی نظام قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس نظام کی عمارت چونکہ مرد اور عورت کے درمیان شوہر اور بیوی کے رشتے کی بنیاد پر ہی کھڑی ہو سکتی ہے، اس لئے اسلامی معاشرے میں اس بنیاد کو مضبوط تر بنانے کے خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت اور مرد کے ازدواجی رشتے میں ذہنی اور قلبی سکون اور باہمی ذمہ داریوں کی تقسیم کو اصل بنیاد بنایا اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے کو ذہنی سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہونے کی حیثیت دی ہے اور جب شوہر کو اپنی بیوی سے ذہنی سکون ملے گا تو ان کی باہمی زندگی پُر سکون ہو گی اور جب میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے

1 ... تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: 21، 9/91-92، ابن کثیر، الروم، تحت الآیۃ: 21، 6/278، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: 21، ص905، خازن، الروم، تحت الآیۃ: 21، 3/461، ملتقطاً

www.dawateislami.net

اطمینان و سکون کا ذریعہ ہوں گے تو ان سے بننے والا خاندان بھی خوشیوں بھرا ہو گا اور جب ہر خاندان اس دولت سے مالا مال ہو گا تو معاشرہ خود ہی امن و سکون کا گہوارہ بن جائے گا۔ یہاں ہر صاحبِ عقل آدمی اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ معاشرے میں جہاں اسلامی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے وہاں سکون اور چین نظر آتا ہے اور جہاں عمل نہیں ہوتا وہاں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ اسلامی معاشرے کے مقابلے میں جب مغربی معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بسنے والے ذہنی سکون کی دولت سے محروم نظر آتے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے دُنیَوی علوم و فنون اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں کوئی کمی باقی ہے جس کی بنا پر وہ بے سکون ہیں یا ان کے پاس مال و دولت کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ معاشی پریشانیوں کا شکار ہو کر ذہنی سکون سے محروم ہیں بلکہ تمام تر ترقی، دولت، آسائشوں اور سہولتوں کی بَہُتات ہونے کے باوجود مغربی معاشرے میں بسنے والوں کے ذہنی سکون سے محروم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف جنسی تسکین اور نفس کی آسودگی کو بنیاد بنایا، جس کے لئے انہوں نے عورت کو بے راہ رَوی کی آزادی دیدی اور مرد کو یہ اختیار دیا کہ وہ کسی بھی عورت کے ساتھ اس کی رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کر لے، جب مغربی معاشرے میں ذہنی سکون کی بجائے جنسی تسکین کو بنیاد بنایا گیا اور عورت کی حیثیت محض جنسی تسکین کا آلہ ہونے کی رکھی گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معاشرے میں ناجائز بچوں کی پیدائش اور انہیں قتل کر دیئے جانے کی وارداتوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا، طلاقوں کی شرح بہت بڑھ گئی، خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ گیا، نفسیاتی اور ذہنی اَمراض میں مبتلا افراد کی تعداد بڑھنا شروع ہو گئی اور آج یہ حال ہے کہ ذہنی اور نفسیاتی امراض کے ہسپتال سب سے زیادہ وہاں ہیں، ذہنی مریضوں اور دماغی سکون کی دوائیں کھانے والوں کی تعداد بھی وہیں سب سے زیادہ ہے اور پاگل خانوں کی زیادہ تعداد بھی وہیں پر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مغربی معاشرے کی اندھی پیروی کر کے اپنا ذہنی سکون اور خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر لانے کی بجائے ان کے حالات سے عبرت حاصل کریں اور اسلامی معاشرے کے اصول و قوانین پر عمل پیرا ہو کر ذہنی سکون حاصل کرنے اور خاندانی نظام کو تباہ ہونے سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

www.dawateislami.net

عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو شوہر کے سکون اور آرام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور عورت سے سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ شرعی نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرنا ہے، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ اگر کوئی شرعی یا طبعی عذر نہ ہو تو اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع نہ کریں اور شوہروں کو بھی چاہئے کہ اپنی بیویوں کے شرعی یا طبعی عذر کا لحاظ رکھیں۔ جو عورت کسی عذر کے بغیر اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع کر دیتی ہے اس کے لئے درج ذیل دو اَحادیث میں بڑی عبرت ہے، چنانچہ

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس شخص نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا اور بیوی آنے سے انکار کر دے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس عورت سے ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔[1]

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو جائے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔[2]

لہٰذا بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا خاص طور پر لحاظ رکھے اور اسے اپنی طرف سے کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ آنے دے۔

ازدواجی تعلقات کے بارے میں راہنمائی

ارشاد فرمایا:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے فائدے کا کام پہلے کرو اور اللہ

1 ... مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، ص578، حدیث:3540(1436)

2 ... مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، ص578، حدیث:3538(1436)

www.dawateislami.net

اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۲۳﴾

سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور اے حبیب! ایمان والوں کو بشارت دو۔

(پ2، البقرۃ:223)

عورتوں سے متعلق فرمایا: ”نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪“ **تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔**

یعنی عورتوں کی قربت سے نسل حاصل کرنے کا ارادہ کرو، نہ کہ صرف اپنی خواہش پوری کرنے کا۔ نیز بیوی سے ہر طرح قربت جائز ہے بشرطیکہ صحبت اگلے مقام میں ہو کیونکہ یہی راستہ کھیتی یعنی اولاد کا ثمرہ حاصل کرنے کا ہے۔

اولاد کو شیطان سے محفوظ رکھنے کی دعا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو کہے: ”بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا“ اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! عزّوجلّ، ہمیں شیطان سے محفوظ رکھنا اور اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھنا جو تو ہمیں عطا فرمائے۔ پس (یہ دعا پڑھنے کے بعد صحبت کرنے سے) جو بچہ انہیں ملا اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ [1]

1 ... بخاری، کتاب الوضو، باب التسمیۃ علی کل حال وعند الوقاع، 1/73، حدیث: 141

www.dawateislami.net

فہرس الآیات

نمبر شمار	آیات	حوالہ	صفحہ نمبر
1	اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ...الآیہ	البقرہ:36	53
2	وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ...الآیہ	البقرہ:49	209
3	وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ...الآیہ	البقرہ:83	396
4	فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ...الآیہ	البقرہ:102	207
5	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى...الآیہ	البقرہ:178	360
6	اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ...الآیہ	البقرہ:187	41
7	اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ...الآیہ	البقرہ:197	268
8	يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ...الآیہ	البقرہ:215	405
9	وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ...الآیہ	البقرہ:221	254
10	وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا...الآیہ	البقرہ:222	258
11	نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا...الآیہ	البقرہ:223	448
12	لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ...الآیہ	البقرہ:226	341
13	وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ	البقرہ:227	341
14	وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ...الآیہ	البقرہ:228	41
15	اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ...الآیہ	البقرہ:229	292
16	وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا...الآیہ	البقرہ:229	339
17	فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ...الآیہ	البقرہ:230	323
18	وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ...الآیہ	البقرہ:231	301
19	وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ...الآیہ	البقرہ:232	325

www.dawateislami.net

20	وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ...الآیہ	البقرہ:233	298
21	وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ...الآیہ	البقرہ:234	336
22	وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ...الآیہ	البقرہ:235	337
23	لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا...الآیہ	البقرہ:236	287
24	وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً...الآیہ	البقرہ:237	288
25	وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِیَّةً...الآیہ	البقرہ:240	294
26	وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ	البقرہ:241	292
27	وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ...الآیہ	البقرہ:282	362
28	زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ...الآیہ	اٰل عمران:14	444
29	رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ...الآیہ	اٰل عمران:35	114
30	رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى...الآیہ	اٰل عمران:36	115
31	وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى...الآیہ	اٰل عمران:36	115
32	وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ	اٰل عمران:36	115
33	فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا...الآیہ	اٰل عمران:37	115
34	قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ...الآیہ	اٰل عمران:40	126
35	وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ...الآیہ	اٰل عمران:42	91
36	یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ	اٰل عمران:42	116
37	یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ	اٰل عمران:43	116
38	یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى...الآیہ	اٰل عمران:45	117
39	وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ	اٰل عمران:46	117
40	رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ...الآیہ	اٰل عمران:47	117

www.dawateislami.net

41	كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ	اٰل عمران:47	117
42	وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ...الآیہ	اٰل عمران:48	118
43	وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ...الآیہ	اٰل عمران:49	118
44	فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا...الآیہ	اٰل عمران:61	177
45	اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى...الآیہ	اٰل عمران:195	40
46	يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ...الآیہ	النساء:1	49
47	وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ...الآیہ	النساء:3	274
48	وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ...الآیہ	النساء:4	290
49	لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ...الآیہ	النساء:7	369
50	يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ...الآیہ	النساء:11	366
51	وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ...الآیہ	النساء:12	366
52	وَ الّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً...الآیہ	النساء:15	349
53	وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا...الآیہ	النساء:16	350
54	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا...الآیہ	النساء:19	302
55	وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا...الآیہ	النساء:20	291
56	وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ...الآیہ	النساء:21	292
57	وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ...الآیہ	النساء:22	283
58	حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ...الآیہ	النساء:23	280
59	وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ...الآیہ	النساء:24	280
60	وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ...الآیہ	النساء:24	280
61	وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ...الآیہ	النساء:25	276

www.dawateislami.net

62	فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ...الآیہ	النساء:25	276
63	وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ...الآیہ	النساء:32	198
64	لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ...الآیہ	النساء:32	242
65	اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ...الآیہ	النساء:34	85
66	وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا...الآیہ	النساء:35	310
67	وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ...الآیہ	النساء:36	407
68	وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ...الآیہ	النساء:43	256
69	وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ...الآیہ	النساء:75	203
70	اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ...الآیہ	النساء:98	204
71	اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا...الآیہ	النساء:117	229
72	وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ...الآیہ	النساء:124	240
73	وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ...الآیہ	النساء:127	416
74	وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ...الآیہ	النساء:128	316
75	وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا...الآیہ	النساء:129	318
76	وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیْمًا	النساء:130	225
77	یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ...الآیہ	النساء:135	406
78	یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ...الآیہ	النساء:176	370
79	اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ...الآیہ	المائدہ:5	279
80	وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ...الآیہ	المائدہ:5	279
81	وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ...الآیہ	المائدہ:6	256
82	وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا...الآیہ	المائدہ:38	359

www.dawateislami.net

83	مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ...الآیہ	المائدہ:75	125
84	فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ...الآیہ	الانعام:76	56
85	وَ قَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ...الآیہ	الانعام:139	440
86	وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا...الآیہ	الانعام:151	436
87	وَ يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا...الآیہ	الاعراف:19	51
88	قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ...الآیہ	الاعراف: 20	52
89	فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا...الآیہ	الاعراف:22	52
90	اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ	الاعراف:22	53
91	رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ۫ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ	الاعراف:23	53
92	اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ	الاعراف:24	53
93	قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ	الاعراف:25	53
94	فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ	الاعراف:83	71
95	هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ...الآیہ	الاعراف:189	32
96	فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ	الاعراف:190	227
97	قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ...الآیہ	التوبہ:24	222
98	اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ...الآیہ	التوبہ:67	195
99	وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ...الآیہ	التوبہ:68	195
100	وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ...الآیہ	التوبہ:71	40
101	وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ...الآیہ	التوبہ:72	234
102	وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ...الآیہ	التوبہ:114	58
103	وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ...الآیہ	ھود:71	59

www.dawateislami.net

104	قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ	ھود:72	59
105	قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ...الآیہ	ھود:73	59
106	وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ...الآیہ	ھود:78	70
107	قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ	ھود:79	70
108	فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ...الآیہ	ھود:81	192
109	وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى...الآیہ	یوسف:21	72
110	وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ...الآیہ	یوسف:23	72
111	وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ...الآیہ	یوسف:24	72
112	وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ...الآیہ	یوسف:25	75
113	قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ...الآیہ	یوسف:26	75
114	وَ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ	یوسف:27	76
115	فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ	یوسف:28	77
116	یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَ اسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ۫ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕیْنَ	یوسف:29	77
117	وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ...الآیہ	یوسف:30	77
118	فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَـًٔا وَّ اٰتَتْ...الآیہ	یوسف:31	78
119	قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ...الآیہ	یوسف:32	79
120	قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ...الآیہ	یوسف:33	80
121	وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ...الآیہ	یوسف:50	81
122	قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ...الآیہ	یوسف:51	81
123	ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآىِٕنِیْنَ	یوسف:52	82
124	اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ...الآیہ	الرعد:8	217

www.dawateislami.net

125	جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ...الآیہ	الرعد:23	217
126	رَبَّنَاۤ اِنِّۤیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ...الآیہ	ابراہیم:37	64
127	رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ	ابراہیم:41	57
128	وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ	الحجر:51	59
129	اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ	الحجر:52	59
130	قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ	الحجر:53	59
131	اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ	الحجر:59	192
132	اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ	الحجر:60	192
133	وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ	النحل:57	227
134	وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ	النحل:58	33
135	یَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ...الآیہ	النحل:59	33
136	وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا...الآیہ	النحل:68	92
137	وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ...الآیہ	النحل:72	411
138	وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـٴًـا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ...الآیہ	النحل:78	217
139	وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا...الآیہ	النحل:92	194
140	مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً...الآیہ	النحل:97	40
141	وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا...الآیہ	بنی اسرائیل:23	36
142	وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا...الآیہ	بنی اسرائیل:24	391
143	وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاكُمْ...الآیہ	بنی اسرائیل:31	34
144	وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا	الکہف:80	102
145	فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا	الکہف:81	102

www.dawateislami.net

146	قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا	مریم:8	126
147	قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْـًٔا	مریم:9	126
148	وَ بَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ	مریم:14	128
149	وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا	مریم:16	118
150	فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا	مریم:17	118
151	اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا	مریم:18	119
152	اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا	مریم:19	119
153	اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا	مریم:20	119
154	كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً...الآیہ	مریم:21	120
155	فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا	مریم:22	121
156	يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا	مریم:23	122
157	اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا	مریم:24	122
158	وَ هُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا	مریم:25	122
159	فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا...الآیہ	مریم:26	122
160	يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا	مریم:27	123
161	يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا	مریم:28	123
162	كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا	مریم:29	124
163	اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا	مریم:30	124
164	وَ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا	مریم:31	124
165	وَ بَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا	مریم:32	124
166	وَ السَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا	مریم:33	124

www.dawateislami.net

167	وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى	طٰہٰ:9	97
168	اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ...الآیہ	طٰہٰ:10	97
169	اِذْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا يُوْحٰۤى	طٰہٰ:38	90
170	اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ...الآیہ	طٰہٰ:39	90
171	اِذْ تَمْشِيْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ...الآیہ	طٰہٰ:40	90
172	فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ...الآیہ	الانبیاء:90	127
173	اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ	الانبیاء:90	127
174	يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ...الآیہ	الحج:2	230
175	اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ...الآیہ	النور:2	351
176	اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۙ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ...الآیہ	النور:3	277
177	وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ...الآیہ	النور:4	357
178	اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ	النور:5	357
179	وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ...الآیہ	النور:6	347
180	وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ	النور:7	347
181	وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ	النور:8	347
182	وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ	النور:9	347
183	اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ...الآیہ	النور:11	161
184	لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا...الآیہ	النور:12	162
185	اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا...الآیہ	النور:23	356
186	اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ...الآیہ	النور:26	163
187	وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ...الآیہ	النور:31	40

www.dawateislami.net

188	وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ...الآیہ	النور:32	270
189	وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ...الآیہ	النور:33	269
190	وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا...الآیہ	النور:33	421
191	وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ...الآیہ	النور:60	379
192	وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا...الآیہ	الفرقان:54	412
193	وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا...الآیہ	الفرقان:74	410
194	وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ...الآیہ	النمل:19	104
195	اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ	النمل:23	106
196	وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ...الآیہ	النمل:24	106
197	قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ	النمل:29	107
198	اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	النمل:30	107
199	اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ	النمل:31	107
200	قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ	النمل:32	107
201	قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ...الآیہ	النمل:33	107
202	قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً...الآیہ	النمل:34	107
203	وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ	النمل:35	107
204	اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَآ اٰتٰىنِيَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ	النمل:36	109
205	اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ...الآیہ	النمل:37	109
206	يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ	النمل:38	110
207	اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ	النمل:39	110
208	اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ...الآیہ	النمل:40	110

www.dawateislami.net

209	هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۫ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ...الآیہ	النمل:40	110
210	قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ	النمل:41	112
211	فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِیْنَا الْعِلْمَ...الآیہ	النمل:42	112
212	وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ	النمل:43	113
213	قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا...الآیہ	النمل:44	113
214	وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوْسٰۤی اَنْ اَرْضِعِیْهِ...الآیہ	القصص:7	91
215	وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوْسٰۤی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ...الآیہ	القصص:7	89
216	فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ...الآیہ	القصص:8	99
217	وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤی...الآیہ	القصص:9	99
218	وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۗ وَ وَجَدَ مِنْ...الآیہ	القصص:23	92
219	فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ	القصص:24	92
220	فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ...الآیہ	القصص:25	92
221	قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ	القصص:26	93
222	قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ...الآیہ	القصص:27	96
223	قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ ؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ...الآیہ	القصص:28	96
224	وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ...الآیہ	العنکبوت:8	224
225	فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ؕ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ	العنکبوت:26	61
226	وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا...الآیہ	الروم:21	32
227	وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ...الآیہ	لقمان:14	36
228	وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا...الآیہ	لقمان:15	399
229	مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ...الآیہ	الاحزاب:4	342

www.dawateislami.net

230	وَمَاجَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ...الآیہ	الاحزاب:4	342
231	اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ...الآیہ	الاحزاب:6	137
232	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا...الآیہ	الاحزاب:28	136
233	وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ...الآیہ	الاحزاب:29	136
234	يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ...الآیہ	الاحزاب:32	138
235	وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ...الآیہ	الاحزاب:33	142
236	وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ...الآیہ	الاحزاب:34	142
237	وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ...الآیہ	الاحزاب:35	39
238	وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمٰتِ...الآیہ	الاحزاب:35	261
239	وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا...الآیہ	الاحزاب:36	166
240	وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ...الآیہ	الاحزاب:37	168
241	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ...الآیہ	الاحزاب:49	326
242	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ...الآیہ	الاحزاب:50	130
243	تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ...الآیہ	الاحزاب:51	133
244	لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ...الآیہ	الاحزاب:52	133
245	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ...الآیہ	الاحزاب:53	171
246	لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ...الآیہ	الاحزاب:55	380
247	وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا...الآیہ	الاحزاب:58	205
248	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ...الآیہ	الاحزاب:59	371
249	لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ...الآیہ	الاحزاب:73	197
250	فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ...الآیہ	صافات:102	68

www.dawateislami.net

251	فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ	صافات:103	68
252	وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ...الآیہ	ص:44	88
253	خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ...الآیہ	الزمر:6	212
254	فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا...الآیہ	الزمر:15	253
255	اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ...الآیہ	المومن:7	238
256	رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ...الآیہ	المومن:8	239
257	مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا...الآیہ	المومن:40	241
258	فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا...الآیہ	الشوریٰ:11	216
259	لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا...الآیہ	الشوریٰ:49	218
260	اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ	الشوریٰ:50	218
261	وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ	الزخرف:17	434
262	اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ	الزخرف:18	199
263	حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا...الآیہ	الاحقاف:15	32
264	وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ...الآیہ	الاحقاف:17	404
265	وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ...الآیہ	محمد:19	249
266	لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ...الآیہ	الفتح:5	254
267	وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ...الآیہ	الفتح:6	254
268	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا...الآیہ	الحجرات:11	382
269	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا...الآیہ	الحجرات:13	211
270	فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ	الذاریات:28	59
271	فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ	الذاریات:29	59

www.dawateislami.net

272	قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ	الذاریات:30	59
273	فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	الذاریت:35	69
274	فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ	الذاریات:36	69
275	هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ...الآیہ	النجم:32	220
276	يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ...الآیہ	الحدید:12	251
277	يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ...الآیہ	الحدید:13	251
278	اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا...الآیہ	الحدید:18	183
279	قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْۤ اِلَى اللّٰهِ...الآیہ	المجادلہ:1	129
280	اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ...الآیہ	المجادلہ:2	343
281	فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا...الآیہ	المجادلہ:4	344
282	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ...الآیہ	الممتحنہ:10	295
283	وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا...الآیہ	الممتحنہ:11	295
284	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ...الآیہ	الممتحنہ:12	185
285	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ...الآیہ	التغابن:14	321
286	اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ	التغابن:15	413
287	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ...الآیہ	الطلاق:1	327
288	فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ...الآیہ	الطلاق:2	327
289	وَ الّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ...الآیہ	الطلاق:4	337
290	اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا...الآیہ	الطلاق:6	293
291	لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ...الآیہ	الطلاق:7	293
292	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ...الآیہ	التحریم:1	176

www.dawateislami.net

293	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ...الآیہ	التحریم:6	209
294	ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا...الآیہ	التحریم:10	191
295	وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ...الآیہ	التحریم:11	100
296	رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ...الآیہ	التحریم:11	100
297	وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ	التحریم:11	100
298	وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا...الآیہ	التحریم:12	125
299	رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ...الآیہ	نوح:28	55
300	فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى	القیامہ:39	214
301	اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى	القیامہ:40	214
302	يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ	عبس:34	232
303	وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ	عبس:35	233
304	وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ	عبس:36	233
305	لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ	عبس:37	233
306	وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ	التکویر:8	205
307	بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ	التکویر:9	205
308	قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ	البروج:4	201
309	النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ	البروج:5	201
310	اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ	البروج:6	201
311	وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ	البروج:7	201
312	وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ	البروج:8	201
313	اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ...الآیہ	البروج:10	206

www.dawateislami.net

314	وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى	اللیل:1	213
315	وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى	اللیل:2	213
316	وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى	اللیل:3	213
317	وَامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ	اللہب:4	193
318	فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ	اللہب:5	193
319	وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ	الفلق:4	198

www.dawateislami.net

ماخذ و مراجع

قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	****
نام کتاب	**مصنف / مؤلف**	**مطبوعہ**
ترجمہ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ
خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی لاہور
تفسیر رازی	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی متوفّٰی ۶۰۶ھ	داراحیاء التراث العربی
تفسیر قرطبی	الامام محمد بن احمد القرطبی متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ
تفسیر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفّٰی ۳۱۰ھ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
جلالین	امام جلال الدین محلی، متوفی ۸۶۳ھ وامام جلال الدین سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
تفسیر سراج منیر	شمس الدین، محمد بن احمد خطیب شربینی شافعی متوفّٰی ۹۷۷ھ	المطبعۃ الکبری بولاق مصر
تفسیر ابن عباس	مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی متوفّٰی ۸۱۷ھ	دار الکتب العلمیہ لبنان
تفسیر بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفّٰی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفّٰی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
تفسیر ابو سعود	علامہ ابو سعود محمد بن مصطفی عمادی، متوفّٰی ۹۸۲ھ	دار الفکر، بیروت
تفسیر بیضاوی	شیخ ناصر الدین عبد اللہ متوفّٰی ۷۹۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
جمل	علامہ شیخ سلیمان جمل، متوفّٰی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفّٰی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت
مدارک	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفّٰی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ، بیروت
تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید ملّا جیون جونپوری، متوفّٰی ۱۱۳۰ھ	پشاور
تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت
تفسیر سمرقندی	ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، متوفّٰی ۳۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ
روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	داراحیاء التراث العربی
تفسیر ثعلبی	امام ابو اسحاق احمد المعروف امام ثعلبی متوفّٰی ۴۲۷ھ	داراحیاء التراث العربی
تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفّٰی ۷۴۱ھ	مطبعہ میمنیہ، مصر

www.dawateislami.net

بحر محیط	ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی، متوفّٰی ۷۴۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین آلوسی متوفّٰی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی
تفسیر ابن ابی حاتم	امام ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی، متوفّٰی ۳۲۷ھ	المکتبۃ العصریہ
در منثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت
معانی القرآن و اعرابہ	ابراہیم بن سری بن سہل، المعروف امام زجاج متوفی ۳۱۱ھ	عالم الکتب، بیروت
بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ
مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم
سنن ترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار احیاء الکتب العربیۃ
سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ
صحیح ابن خزیمۃ	امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ شافعی متوفّٰی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی
دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
شرح السنۃ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی متوفّٰی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ
سنن الدارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفّٰی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی
مؤطا	امام مالک بن انس اصبحی حمیری متوفّٰی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت
مستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم متوفّٰی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت
مسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین ابو عبد اللہ بن محمد خطیب تبریزی متوفّٰی ۷۴۱ھ	دار الکتب العلمیہ
کنز العمال	علامہ علاء الدین علی متقی ہندی متوفّٰی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت
شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ
صحیح ابن حبان	علاؤ الدین علی بن بلبان متوفّٰی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
معجم صغیر	امام حافظ ابو بکر محمد بن ابراہیم اصبہانی ابن مقری متوفّٰی ۳۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ
معجم کبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی

معجم اوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ
جامع الاحادیث	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکر بیروت
مسند بزار	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم
مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبداللہ محمد بن ابی شیبۃ عبسی متوفّٰی ۲۳۵ھ	دارالفکر بیروت
مصنف عبدالرزاق	امام حافظ ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام متوفّٰی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ
ابن حبان	امام حافظ ابو حاتم محمد بن حبان متوفّٰی ۳۵۴ھ	دارالکتب العلمیہ
فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہر دار دیلمی متوفّٰی ۵۰۹ھ	دار الفکر بیروت
سنن دارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفّٰی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی
حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفّٰی ۴۳۰ھ	المکتبۃ العصریہ بیروت
مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی قاری متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر بیروت
الشفا	ابو فضل قاضی عیاض متوفّٰی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا
مسند اسحاق بن راہویہ	امام اسحاق بن راہویۃ مروزی، متوفی ۲۳۸ھ	مکتبۃ الایمان، مدینۃ المنورہ
الترغیب والترہیب	امام قوام السنہ حافظ ابو قاسم اسماعیل بن محمد اصبہانی متوفّٰی ۵۳۵ھ	دارالحدیث قاہرہ
موسوعۃ	حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا متوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریہ
عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفّٰی ۸۵۵ھ	دارالفکر بیروت
تاریخ مدینہ دمشق	حافظ ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر شافعی متوفّٰی ۵۷۱ھ	دارالفکر بیروت
سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی شافعی متوفّٰی ۷۴۸ھ	دار الفکر
دلائل النبوہ	امام ابو بکر احمد بن الحسین متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
مدارج النبوت	شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا
سبل الہدیٰ والرشاد	امام محمد بن یوسف صالحی شامی متوفّٰی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ
طبقات ابن سعد	محمد بن سعد ہاشمی متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ
تاریخ بغداد	حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ
مواہب لدنیہ	شہاب الدین احمد قسطلانی متوفّٰی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
شرح زرقانی	علامہ محمد زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
قبسات من کواکب النبوۃ	ابراہیم یوسف نصیر	مطبوعہ مکتبۃ العبیکان

www.dawateislami.net

شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم	قاضی علامہ نشوان بن سعید حمیری متوفی ۵۷۳ھ	مطبعہ علمیہ دمشق
کتاب التیجان فی مُلُوکِ حِمیر	حضرت وہب بن منبہ روایۃ ابی محمد عبد الملک بن ہشام	مکتبۃ الجیل الجدید صنعاء
زوجات الانبیاء والرسل	منصور عبد الحکیم	مطبوعہ الدار الثقافیہ
طبقات کبری	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری متوفّٰی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
فتاویٰ خانیہ	علامہ قاضی حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفّٰی ۵۹۲ھ	پشاور پاکستان
احیاء العلوم	امام محمد بن محمد غزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت
تنبیہ الغافلین	امام المواہب عبد مواہب متوفّٰی ۹۷۳ھ	دار الفکر بیروت
روض فائق	علامہ شعیب بن سعد کافی، متوفی ۸۱۰ھ	دار احیاء التراث العربی
سیرۃ ابن ہشام	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار المعرفہ بیروت
جذب القلوب	شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی
البدایۃ والنھایۃ	ابو فداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر، بیروت
الاصابہ	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
اسد الغابۃ	امام عز الدین بن الاثیر ابو الحسن علی بن محمد الجزری متوفی ۶۳۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
الاستیعاب	ابو عمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ
قصص الانبیاء	ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی بصری ثم دمشقی متوفی ۷۷۴ھ	مطبعۃ دار التألیف القاھرۃ
حجۃ اللہ علی العالمین	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی ۱۳۵۰ھ	برکات رضا ہند
عالمگیری	مولانا شیخ نظام، متوفی ۱۱۶۱ھ وجماعۃ من علماء الہند	دار الفکر بیروت
ہدایہ	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی
جوہرہ نیرہ	ابو بکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ کراچی
رد المحتار	سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفّٰی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ بیروت

درمختار	علامہ علاؤالدین حصکفی متوفّٰی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ بیروت
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
بہار شریعت	صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
سیرت مصطفیٰ	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، متوفّٰی ۱۴۰۶ھ	باب المدینہ کراچی
مراٰۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار متوفّٰی ۶۰۶/۶۱۶ھ	انتشارات گنجینہ
ملفوظات اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ
حقائق فی حدائق	مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی، متوفی ۱۴۳۱ھ	ادارہ تحقیقات رضا
جہنم کے خطرات	مولانا عبد المصطفےٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
سوانح کربلا	سید نعیم الدین مرادآبادی متوفّٰی ۱۳۲۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی

عورت کا وجود، خالق کائنات عزوجل کا عظیم احسان، کتابِ ہستی کا حسین باب اور رب کریم کی عظیم نعمت ہے۔ عورت خدا کی منفرد تخلیق ہے کہ زندگی کے جس رخ سے بھی دیکھیں اس کی عظمت روشن چاند کی طرح آشکار ہے۔ ماں کے روپ میں اولاد پر رأفت و رحمت اور ایثار و شفقت کا سائباں، بیوی کی صورت میں وفا شعاری، ہمت افزائی، مودت و خدمت اور غمخواری و اطاعت کا پیکر، بیٹی کے عکس جمیل میں خدا کا نفیس عطیہ، انمول انعام، صبح و شام کی بہار، گھر کی رونق اور والدین کی دائمی غمگسار، بہن کے کردار میں اپنائیت و محبت، فخر و عزت اور فکر مندی و احساس کا نمونہ ہے۔ زندگی کے جس زاویے سے دیکھیں، عورت کا کردار روشن اور باوقار نظر آتا ہے۔

978-969-722-468-5
01013391

فیضان مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net